[illegible]

اور

محمدن اینگلو اورینٹل کالج میگزین و علیگڈھ
انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

The M. A.-O College is published fortnightly months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V.P.P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M.A.-O.College Magazine, Aligarh.

ایم اي او کالج میگزین سال میں دس ماہ اور ہر مہینے مین دو مرتبہ شائع ہوتا ہي

سالانہ چندہ مبلغ چار روپیہ مع محصول ڈاک ہے

اس چندہ کے ادا کرنے پر خریداروں کو سال مین ۲۰ پرچے میگزین کے ملینگے اگر خریدار خواہش کرین تو اول پرچہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال کیا جاسکتا ہي

اشتہارات کا نرخ بذریعہ خط و کتابت کے معلوم ہوسکتا ہے

کل خطوط وغیرہ "مینجر ایم-ای-او. کالج میگزین علیگڑہ" کے پتہ سے آنے چاہئیں

یورپ اور علوم عربیہ

ابو العلاء معری کی لاف

یورپ میں ایک طرف تو جدید علوم وفنون کا طوفان آرہا ہے جو لحظہ بہ لحظہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف غیر قوموں کی قدیم علوم وفنون کی تحقیقات جاری ہے اور اس درجہ پر پہنچی جاتی ہے کہ جن قوموں کی وہ علوم وفنون تھے وہ خود ان علوم میں یورپ کی برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتیں +

عربی علم ادب خاص مسلمانوں کا علم ہے اور چونکہ قرآن مجید واحادیث عربی ہی زبان میں ہیں اسلئے یہ علم درحقیقت مسلمانوں کا مذہبی علم ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کے برابر کسی قوم کو اس کی ساتھ اعتنا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یورپ میں الموقت بہت سے ایسے اہل کمال موجود ہیں جو عربیت میں تمام دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ پروفیسر دوزی نے لغت میں جو کتاب لکھی اس عنوان پر لکھی کہ عربی زبان میں جسقدر لغت کی کتابیں ہیں کسی کتاب میں جس لفظ کے معنے نہیں ملسکتے اوس کتاب میں خاص وہی الفاظ ہیں۔ لطف یہ کہ باوجود ایسی عجیب التزام کی یہ کتاب ۲ ضخیم جلدوں میں ہے جو فرانس میں چھپکر شایع ہوئی ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے۔ شعرائے جاہلیۃ میں سے لبید بن ربیعہ اور اوس بن حجر کا دیوان یورپ میں ترجمہ وشرح کے ساتھ شائع ہوچکا ہے

حالانکہ ہمارے ملک میں ایک بھی ایسا عالم نہیں ملسکتا جو ان دیوانوں کے حل مطالب پر قادر ہو +

حال میں مسٹر (مارگیلیوتھ) پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ابو العلاء معری کے رسایل و خطوط جو نہایت مشکل ہیں نہایت صحت کیساتھ چھاپے ہیں اور ساتھ کے ساتھ انگریزی زبان میں اسکا ترجمہ بھی چھاپا ہے جس سے اوس کی تمام دشواریاں رفع ہو جاتی ہیں - دیباچہ میں ابو العلاء کی سوانح عمری لکھی ہے - ابو العلاء عرب کا ایک مشہور شاعر ہے اور اس وجہ سے تمام عربی تذکروں میں اسکے حالات ملتے ہیں - لیکن پروفیسر موصوف نے جس تحقیق اور تنقید اور جامعیت سے یہ حالات لکھے ہیں اور جس طرح اون کو دلچسپ بنایا ہے - عربی کے کسی تذکرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی - چنانچہ دلچسپی اور واقفیت کے لحاظ سے ہم اس پرچہ میں پروفیسر موصوف کی دیباچہ کا بعینہ ترجمہ چھاپتے ہیں +

سوانح عمری ابو العلا المعری

ابو العلا احمد بن عبد اللہ بن سلیمان شام کے شہر معرۃ النعمان میں ۳۶۳ ہجری مطابق ۹۷۳ء میں پیدا ہوا - معرہ جسے یورپین سیاح Maarrah کہتے ہیں حلب کے جنوب میں ایک دن یا زیادہ صحیح طور پر یہ کہنا چاہیے ۱۹ گھنٹے کے سفر کے فاصلہ پر واقع ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اصل میں اسے معرۃ الحمص کہتے تھے - لیکن جب مسلمانوں نے شام کو فتح کیا تو اس قصبہ کا نام معرۃ النعمان ہو گیا - یہ نام نعمان بن بشیر کے نام پر پڑا جو بنی امیہ خاندان کے خلیفہ مروان ابن الحکم کی طرف سے حمص کا گورنر تھا - اور جس کا ایک لڑکا معرہ میں مرا اور دفن ہوا - کم سے کم یہ توجیہ وہ ہے

بو البلادری (Al-Baladhure) نے کی ہے۔ مگر بعض مصنفین کو اس سے اطمینان نہیں ہوا اور اونہوں نے اور بھی وجوہ بیان کیے ہیں۔ جو کم قرین قیاس ہیں۔ بہرحال اِس قصبہ کے نام کا دوسرا حصہ اِس وجہ سے رکھا گیا تاکہ دوسرے معرہ پر شبہ نہو جو اسی ملک میں تھا اور جسے Marratul-masrim کہتے تھے۔ جس صوبہ میں یہ قصبہ تھا اوسے ابو العلاء کے زمانہ میں awaaim کہتے تھے۔ اوس وقت یہ صوبہ گورنر حلب کے زیر حکومت تھا اس کل ملک میں قبیلۂ Tanukh زمانۂ جاہلیت سے آباد تھا۔ اور خاصکر معرہ میں تو کل خاندان اسی قبیلہ میں سے تھے۔ اور ابو العلاء بھی اِسی قبیلہ میں سے ہونیکا دعویٰ کرتا تھا۔ اپنے قصبہ کا ابو العلاء نے کچھ دل خوش کُن حال نہیں لکھا۔ وہاں کے باشندوں کی دماغی قوت اور قصبہ کے منظر وغیرہ کو وہ خراب بیان کرتا ہے لیکن اور مصنفین اِس بیان کی تائید نہیں کرتے۔ صرف اتنا کہتے ہیں کہ وہاں کوئی چشمہ یا دریا نہیں +

ابن حوقل جس نے اوس زمانہ میں انتقال کیا جبکہ ابو العلاء پیدا ہوا۔ معرہ کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ ایک آباد اور دولت مند قصبہ ہے۔ اور اوس میں انجیر و انگور وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔ اور ابن بطوطہ نے بھی کچھ بُرے الفاظ میں اُس کا ذکر نہیں کیا۔ اِس زمانہ کے سیاح بھی اِس حصۂ ملک کو سرسبز و شاداب بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ اِس وقت قصبہ کی آبادی بہت کم ہے۔ یہاں کے باشندوں کا جو حال معلوم ہے اوس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اون کی دماغی قابلیت کو بھی ابو العلاء نے کم کرکے لکھا ہے۔ قبیلۂ Tanukh میں مثل قبیلۂ (Hudhail) کے خاص اپنی شاعری کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ اور تیسری صدی ہجری میں باشندگان

معرہ نے Nemuth R. شاعر کو ایک ہزار درہم اس صلہ میں دئے کہ اوس نے اون کی تعریف میں قصیدہ لکھا تھا۔ اگرچہ اہل معرہ میں سب سے زیادہ شہرت ابوالعلا ہی کو حاصل ہوئی۔ تاہم تذکروں میں بہت سے شاعروں کے نام ملتے ہیں جو معرہ میں پیدا ہوئے۔ غرضکہ اس قصبہ کا پولیٹیل اقتدار بمقابلہ لٹریری اقتدار کے بہت گھٹا ہوا تھا۔

ابوالعلاء کا خاندان اوس سے قبل اور بعد بھی ممتاز رہا ہے۔ اور اوس میں مشہور آدمی پیدا ہوئے۔ اوس کا دادا معرہ کا اور ازاں بعد حمص کا قاضی تھا۔ اوس کا باپ خود بہت اچھا شاعر تھا۔ اگر اوس مرثیہ پر یقین کیا جائے جو اوس کی موت پر لکھا گیا ابی العلاء ابھی بچہ ہی تھا کہ اوس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ اوس کی ماں کا انتقال عرصہ کے بعد ہوا یعنی جبکہ ہمارے مصنف کی عمر ۳۷ برس کی تھی۔ اپنی ماں کے لئے اوس نے دو مرثئے نظم میں اور ایک نثر میں لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسے اپنی ماں اور اوس کے رشتہ داروں سے بہت محبت تھی +

اوس کے باپ اور ماں دونوں کے رشتہ دار مذہب میں بہت آزاد خیال معلوم ہوتے ہیں جسکے لئے خود ابوالعلاء اس قدر بدنام ہے۔ ایک نظم میں جو اوس نے آخر ہی حصہ عمر میں لکھی ہے۔ وہ کہتا ہے لوگ مجھے مطعون کرتے ہیں کہ میں نے حج نہیں کیا۔ میرا یہ جواب ہے کہ نہ میرے باپ نے۔ نہ بھائی نے نہ ماموں نے یہ کام کیا ہے۔ اگر خدا نے اونھیں معاف کردیا ہے تو مجھے اُمید ہے کہ میں بھی معاف کردیا جاؤنگا۔ اور اگر اونہیں معاف نہیں کیا تو میں بھی اون کا شریک حال ہونا چاہتا ہوں +

تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ ابو العلا کی عمر صرف ساڑھے تین سال کی تھی کہ اوس کے چیچک نکلی جس سے بائیں آنکھ کی روشنی تو بالکل جاتی رہی اور داہنی آنکھ میں بھی بہت کم رہگئی - یہ معلوم نہیں کہ کس عمر تک اوسے کچھ کچھ دکھائی دیتا رہا - بظاہر اوسکا پتہ چلتا ہے کہ اِس واقعہ کے کئی سال بعد تک اوس کے تھوڑی بہت نظر تھی کیونکہ اپنی تصنیف میں وہ ستاروں اور پھولوں اور عربی حروف کا اکثر ذکر کرتا ہے - بہرحال یہ تو قریب قریب یقین ہے کہ اوسنے علم پڑھکر حاصل نہیں کیا - لیکن خدا نے اگر اوسے نظر سے محروم رکھا تو اوس کا معاوضہ اِس طرح دیا کہ اوس کا حافظہ بلا کا تیز تھا - اوس کے حافظہ کے بہت سے قصے بیان کئے گئے جنہیں سے مبالغہ کا حصہ نکالدینے پر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوس کا حافظہ نہایت غیر معمولی تھا - اوس کا شاگرد ابوذکریا تبریزی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مجھ میں اور میرے ایک ہموطن میں آذربائیجان کی زبان میں گفتگو ہوئی اور ابو العلاء نے اوس گفتگو کی لفظ بلفظ نقل کردی - اگرچہ اِس زبان سے وہ بالکل ناآشنا تھا - اور لوگ بھی اسی قسم کے قصے بیان کرتے ہیں - اِس عجیب حافظہ کا ثبوت اِن قصوں سے زیادہ اوس کے خطوط سے ملتا ہے جنمیں سیکڑوں مصنفوں کے فقرے اور اشعار ملتے ہیں - اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنی قوم کے لٹریچر سے بہت اچھی طرح واقف تھا - اگرچہ بعض بعض جگہ وہ غلطی کرتا تھا - اِس کی خطوط اور کلام پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اقوال اوس نے مثل اور مصنفوں کے غلط نقل کردئے ہیں +

ایک خط میں وہ لکھتا ہے کہ میں نے اپنی عمر کے بائیسویں سال کے بعد شام یا عراق میں کسی شخص سے نہ پڑھا اور نہ روپیہ مانگا - اِس لئے اوس کی زندگی تین زمانوں

میں منقسم ہوتی ہے۔ پہلا تو اوس کی طالب علمی اور نوعمری کا زمانہ ہے۔ یہ زمانہ ۳۸۳ھ
میں ختم ہوتا ہے۔ دوسرا زمانہ اوس وقت ختم ہوتا ہے جبکہ وہ بغداد گیا یعنی ۳۹۸ھ
سے ۴۰۰ھ تک۔ ازاں بعد وہ زمانہ ہے جبکہ وہ سب سے علیحدہ ہو کر معرہ میں بیٹھا
یعنی بعد اوس وقت سے کہ وہ بغداد سے لوٹا اوس کی موت تک +

اوس نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ نیز معرہ میں یحیٰی ابن مسیر سے
حدیث پڑھی۔ اوس کی باقی تعلیم شام کے اور شہروں میں ہوئی۔ حلب کے ہمدانی
شہزادہ سیف الدولہ کی فیاضی نے اوس کے گھر اوس کے زمانہ کے مشہور مصنفوں
کو جمع کر دیا تھا اور اِس وجہ سے اوس وقت شام کی لٹریری شہرت بہت بڑھی
ہوئی تھی۔ ابو العلاء کا ہمعصر Al-Khalibi شام کے شاعروں کو کل اسلامی
ممالک کے شاعروں پر ترجیح دیتا ہے۔ جن اہل کمال کو سیف الدولہ نے حلب میں
جمع کر رکھا تھا اون میں ابن خالویہ (Ibn-Khaluya) بھی تھا یہ ایک مشہور
نحوی اور آرکیالوجسٹ (Archeologist) تھا۔ اور اوس کے لیکچر سننے
کیلئے صدہا آدمی اور ملکوں سے آتے تھے۔ اور اگرچہ یہ تو بظاہر ناممکن ہے کہ ابو العلاء
بھی اِن لکچروں میں شامل ہوا ہو کیونکہ ابو العلا کی عمر سات سال ہی کی تھی کہ ابن خالویہ
کا انتقال ہو گیا۔ تاہم یہ کہا جاتا ہے کہ اوس نے ابن خالویہ کے شاگردوں سے پڑھا
ابو القاسم المبارک اُن شاگردوں میں سے تھا جس کا ذکر ابو العلا نے اپنے ستائیسویں
خط میں کیا ہے۔ اُس کے اُستادوں میں بنو کوثر اور محمد ابن عبد اللہ ابن سعد بھی
تھے۔ شام کے اکثر شہروں میں بڑے بڑے کتب خانہ تھے۔ حلب کے کتب خانہ
میں بیان کیا جاتا ہے کہ بیس ہزار کتابیں تھیں۔ جب اِن کتابوں کو پڑھ چکا تو ابو العلا

(Antiokh) اور ٹریپولی کے کتب خانوں کی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ حفظ یاد کرنا شروع کیا (Antioch) کے کتب خانے میں اُس نے اپنے حافظے کے وہ عجیب کام ظاہر کئے جنکا کچھ ذکر پہلے آچکا ہے۔ Latakich میں اُسے ایک مرتبہ ایک راہب ملا جس نے مذہب کے متعلق اُس کے دل میں شبہات پیدا کئے اور یہ شبہات کبھی اوس کے دل سے نہیں نکلے۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ صحیح ہو۔ مگر علاوہ اِس راہب کے۔ اور بھی ذریعے تھے جن کے باعث ابو العلا مذہب میں پکا نہ تھا۔ ابو العلا نے متنبی کی شروع میں تقلید کی ہے۔ اور متنبی نے آنحضرت کا کئی جگہ بے ادبی سے ذکر کیا ہے۔ اگرچہ سیف الدولہ کی فتوحات کا جہاں وہ ذکر کرتا ہے تو اُسے نہایت مذہبی جوش آجاتا ہے۔ ابو العلا کے زمانہ میں یہ بات بھی نہ رہی تھی۔ اوس وقت دو اسلامی اور ایک عیسائی سلطنتیں آپس میں لڑ جھگڑ رہی تھیں۔ یعنی کبھی ایک اسلامی سلطنت دوسری اسلامی سلطنت سے لڑتی تھی اور کبھی عیسائی سلطنت سے۔ اور اِس لڑائی کا مرکز حلب تھا۔ جو کئی مرتبہ عیسائیوں کی مدد سے اپنے مسلمان حملہ آوروں کے چنگل سے نکلا۔

ابو العلا نے جو تعلیم پائی تھی یعنی شاعری کی وہ ایسی تھی کہ اوس کے ذریعے سے وہ نہایت امیرانہ زندگی بسر کرسکتا تھا۔ اور اوس کے اندھے ہونے سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا تھا۔ اغانی میں بہت سے اندھے شاعروں کا ذکر ہے۔ جو اپنے فن میں کامل تھے۔ اور ایک شاعر کے لئے تو لکھا ہے کہ وہ بھی چیچک سے ہی اندھا ہوا تھا۔ خلفا میں مدحیہ قصائد پر انعام و اکرام دینے کی رسم جاری تھی۔ اور یہ رسم زمانہ جاہلیت سے چلی آتی تھی۔ اور جو کام خلیفہ کرتا تھا اوس کی تقلید وُزرا اور اُمرا بھی

اوسی فیاضی سے کرتے تھے - کتاب الاغانی کا پڑھنے والا حیرت زدہ ہوجاتا ہی جب وہ معمولی اشعار پر بڑے بڑے انعامات کا حال پڑھتا ہے - اور اس کتاب کی شہادت کوئی معمولی شہادت نہیں ہے - عمارۂ یمنی (Umarah of yamun) جس نے چھٹی صدی ہجری میں نشو نما پائی ہے اپنی سوانح عمری میں بھی اس قسم کے واقعات کا ذکر لکھا ہے - اِن کو پڑھکر دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں اسلامی سلطنتوں میں صرف اتنے ہی شاعر پیدا ہوئے - کیونکہ جو صلہ شاعروں کو ملتا تھا وہ اون کی محنتوں کے مقابلہ میں بیحد زیادہ تہا - اِس کی کیوجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اول تو یہ پیشہ بہت معزز نہیں سمجھا جاتا تھا - عباسی زمانہ کے تین اول درجہ کے شاعر تو اسطرح بھیک مانگتے ہیں کہ اون کو پڑھ کے ہر شخص کو شرم اور نفرت معلوم ہوتی ہے اور اور شاعر تو اِن سے بھی بدتر حالت میں ہیں - ایک حد تک یہ شاعر بھی مجبور تھے - اگر مدح نکرتے اور مدح بھی ایسی جسے سچائی سے کچھ تعلق نہ ہو تو اونھیں انعام نہیں ملتا تھا دوسری وجہ یہ تھی کہ اس پیشہ کی راہ میں خطرے بھی تھے - زمانہ ہمیشہ ایک ہی شخص کا ساتھ نہیں دیتا - اکثر ممدوحوں پر بُرا وقت بھی پڑتا تھا اور اوس وقت وہ اپنے بہاٹ شاعروں کو کچھہ نہ دیسکتے تھے - ایسی حالت میں یہ شاعر اوس شخص کی ہجو کے لئے طیار ہوجاتے تھے جو اون کے پہلے ممدوح کا دشمن یا قاتل تہا - مگر پہلے مفسدوں کی شہرت اِن کی سدراہ ہوتی تھی - اور شاعر اپنے تئیں اس الزام سے نہ بچا سکتا تہا کہ وہ کسی کی ذات کی ہجو نہیں کرتا بلکہ اوس کے کینہ کی بعض عقلمند شاعر ایک ممدوح کے زمانہ میں جو انعام ملتا تھا اوس کو جمع کر کے قصیدہ گوئی چھوڑ دیتے تھے لیکن عموماً شعرا بھوکے ہی رہتے تھے اون کے ہاتھ جو آتا تھا اوسے فوراً خرچ کر دیتے تھے اور اس لئے

ہمیشہ اونھیں کسی ممدوح کی ضرورت رہتی تھی۔ مگر ابو العلاء کا یہ دعویٰ ہے کہ اوس نے کمانیکے لئے شاعری نہیں کی۔ تاہم یہ بعید از قیاس نہیں کہ شروع میں اوس کا مقصد ضرور دولت حاصل کرنا تھا۔ اور وہ متنبی کی جس کو وہ اِس قدر مانتا ہے، پوری پوری تقلید کرنی چاہتا تھا۔ یعنی نہ صرف اوس کی شاعری کی بلکہ اِس بات کی بھی کہ شاعری اور مدح کے ذریعہ سے زندگی گذارے۔ کیونکہ شروع میں اوس نے سعید الدولہ ہمدانی کی مدح میں جو ۳۸۱ھ میں حلب کا گورنر مقرر کیا گیا قصیدے لکھے۔ اِس کے بعد ہی کے قصیدے اون جنرلوں کی تعریف میں ہیں۔ جو فاطمہ خُلفا کی جانب سے سعید الدولہ کو علیحدہ کرنیکی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ اگرچہ اِس نقیض کی توجیہ اِس طرح کی گئی ہے کہ معرہ ایک مرتبہ حلب کے خلاف ہوگیا تھا۔ اور اِس نے ممکن ہے کہ ابو العلاء کی شاعری نے بھی اپنے وطن کے پالیٹکس کیساتھ رُخ بدلدیا ہو۔ مگر یہ تو یقین ہے کہ ایک عرصہ کے بعد اُس نے کسی صلہ کے خیال سے مدح کرنی بالکل ترک کردی تھی۔ اُس کے سقط الزند (Sakt-al-Zand) میں بہت سے مدحیہ قصائد ہیں لیکن سوائے اون کے جنکا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کوئی قصیدہ ایسے بڑے آدمی کی شان میں نہیں۔ جس سے صلہ کی اُمید ہو۔ تاہم اِن قصائد میں جو اِس کتاب میں ہیں بعض میں سے تو مدح کا حصہ نکالدیا گیا ہے اور بعض میں ممدوح کا نام نہیں رکھا گیا۔ لیکن بعد میں تو یہ صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ صلہ کا خواہشمند نہیں۔

اِس لئے یہ خیال صحیح ہے کہ شروع میں تو وہ پیشہ ور شاعر رہا لیکن بہت جلد یہ طریقہ ترک کردیا اور اپنی عمر کے بیسویں سال سے بالکل آزادانہ زندگی بسر کی۔

باقی آئندہ

تناسخ یا آواگون

مسئلۂ تناسخ اگرچہ یورپ کے فلسفہ کی جولانگاہ التفات سے ایک عرصہ ہوا کہ خارج ہوچکا ہی۔ نہ عقلائے یورپ توسن خیال کی باگ اِس طرف موڑتے ہیں اور نہ اوس پر مناظرہ اور مجادلہ کا مہمیز لگایا جاتا ہی۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں جو کہ ہمیشہ سے خیالی ڈھکوسلون اور عجائب پرستی کا معبد بنا رہا ہی ابتک اِس مسئلہ پر کچھہ نہ کچھہ چھیڑ چھاڑ چلی جاتی ہے۔ اور اہل ہنود کی اُس من چلے گروہ میں جو آریہ سماج کے نام سے پکارا جاتا ہی اور ہندوؤں کے پُرانے مذہب کو فلسفہ کا جامہ پہنانیکی دھن میں اگلے وقتوں کے واجب التعظیم پنڈتوں کی مذہبی پُستکوں اور کتابوں میں نئی نئی تراش خراش کر رہا ہی وہ آواگون کے مسئلہ پر آئے دن زبان کی جادو بیانیاں اور قلم کی دُرافشانیاں دکھاتا ہی۔ اِس واسطے نہ بغرض شروع کرنے مباحثہ کے بلکہ صرف بخیال پیدا کرنے واقفیت عامہ کے اِس مسئلہ پر سرسری نظر ڈالنا خالی دلچسپی سے نہ ہوگا ؛

حامیان تناسخ کا یہ ادعا ہی کہ ایک ہی روح ازمنۂ مختلفہ میں چند اجسام میں قیام پذیر ہوتی ہے۔ اور حیات و ممات کے اِس حیرت انگیز سلسلہ میں صرف جسم تبدیل ہوتا ہی اور دل یا ضمیر (مائنڈ) جو تمام جذبات اور قوتوں کا مخزن ہے وہ جوں کا توں رہتا ہی اس لئے مائنڈ میں بوجہ نہ واقعہ ہونے کسی تبدیلی کے مابعد کے جنم میں بھی وہی قوتیں اور جذبات باقی رہتے ہیں جو پہلے جنم میں موجود تھے۔ پس یہ امر لازمی ہے کہ اوس کو اون تمام واقعات اور حالات پر غور اور رائے قایم کرنے اور حکم لگانے کی قابلیت باقی ہو۔ لیکن کبھی ایک ایسے شخص کی مثال بھی علم میں نہیں آئی کہ جو اپنے پہلے جنم کی تاریخ اور واقعات کی تفصیل

اپنی بود و باش کی جگہ۔ اوس زمانہ کی کیفیت اور اپنی پہلی حالت بیان کرسکا ہو۔

ایک مسافر جب کسی ملک یا کسی شہر میں سفر کرتا ہی تو اوس کو ہر شہر کے کچھ نہ کچھ حالات خاص خاص منظر۔ نئی رسوم۔ وہاں کے لوگوں کے اشغال اور وہ واقعات جو اوس کی ذات خاص سے متعلق ہوں ضرور یاد رہتے ہیں۔ پس جبکہ حامیان تناسخ کے ادعا کے موافق جسم ہر ہمو کا شہر ہے تو روح کو بلحاظ اپنی فطرت اور ترتیب مادہ کے اون تمام شہروں کی جن میں اوس نے مختلف زمانوں میں سفر کیا ہی یاد اور تاریخ کامل طور پر محفوظ ہونا چاہئے مگر کسی روح کو اپنی حیات موجودہ سے قبل کی ایک بات بھی یاد نہیں ہوتی۔ بیان مندرجہ بالا اوس امر کو کافی طور پر ظاہر کرتا ہے کہ روح کو موجودہ لباس جسم سے پہلی زندگی کے کسی دوسرے جامہ میں نمودار ہونیکا موقعہ نہیں ملا۔ مگر ان دلائل پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہی کہ ہر نئے جنم پر کوئی ایسی بات ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے حیات ماقبل کے واقعات روح کی قوت حافظہ سے اس طرح محو ہوجاتے ہیں جسطرح عشاق کے دل سے وصل کے بعد ہجر کے صدمے یا طالب علموں کے دل سے امتحان پاس کرنیکے بعد یاد کرنیکی تکلیف حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ ہر نئے جنم پر روح میں کوئی نئی بات واقعہ ہوجاتی ہے جس کے اثر سے روح میں ایک ایسی تبدیلی یا تغیر پیدا ہوجاتا ہی جس کی وجہ سے بعینہ وہ روح نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ یا یوں کہئے کہ وہ آدمی جسپر ارواح کے دخول و خروج کا عمل ہوتا ہے وہ آدمی نہیں رہتا جو پہلے جنم میں تھا بلکہ ہر جنم میں ایک نیا انسان بنجاتا ہے۔ مگر اس اصول موضوعہ کو تسلیم کرلینے سے تناسخ کی بنیاد بوجوہ ذیل باکل باطل ثابت ہوتی جاتی ہے۔

اول یہ کہ تناسخ کی تعریف کی شرط ضروری یعنی روح کا ہی روح رہنا ساقط

ہوا جاتا ہی اِس واسطے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ روح کا مادہ وہی رہتا ہی جو پہلے تھا تاہم اوس کے وہ تمام جذبات۔ معلومات۔ اور حیات موجودہ سے زمانہ ماقبل کے واقعات کا تحفظ بالکل نہیں رہتا اور تمام مقاصد اور اغراض کے واسطے وہ ایک نئی روح ہو جاتی ہی اور جبکہ یہ روح وہ روح نرہی جو کہ پہلے تھی تو تناسخ بھی باطل ہوگیا۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔

دوسرے یہ کہ اِس صورت میں تناسخ کی غایت بھی فوت ہوئی جاتی ہی یعنی یہ کہ حامیان تناسخ کے ادعا کے موافق آواگون کی غایت روح کا تزکیہ اور گناہوں کی نجاست سے پاک ہونا اور اون افعال اور حرکات سے عبرت اور سبق حاصل کرنا ہی جنکا تجربہ اوس کو حیات ماسبق میں ہوچکا ہی۔ پس جبکہ روح کو پہلے واقعات کا تحفظ نہیں رہا تو وہ اون تمام گناہوں اور نیکیوں کو بھی بھول جائے گی جو اوس سے پہلے جنم میں سرزد ہوئیں تھیں اور اوس کو بالکل یہ یاد نہیں رہتا کہ اوسی نے کیا گیا تھا اور کس گناہ کی عیوض اوس کو سزا دیجاتی ہے۔ اور اگر اوس کو عذاب دیا جائے تو وہ یہ کہسکتا ہے کہ اب وہ ایک نئی مخلوق ہوگیا ہی۔ اور وہ خطائیں اور گناہ جو پہلے جنم میں اوس کی نسبت کئے جانا کہے جاتے ہیں وہ اوس نے نہیں کئے جنکی سزا اب اوس کو دیجاتی ہے۔ پس مسئلہ تناسخ کو ماننے سے یہ ماننا پڑتا ہی کہ ایک شخص کو دیدہ و دانستہ دوسرے شخص کے گناہوں کی عیوض سزا دیجاتی ہے اور یہ بڑا الزام ہے ظلم اور جبر کا جو کہ علت العلل قادر مطلق خالق کون ومکان پر عائد ہوتا ہے جس کی ذات پاک ناانصافی اور ظلم و جبر سے بالکل بری اور پاک ہے۔

علاوہ اِس کے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہی روحیں جو ایک مرتبہ کسی خاص شکل میں عالم کون وفساد کی سیر کرچکی ہیں دوبارہ بوسیلہ اشکال مختلفہ میں بازی گر کے گولوں کیطرح

ایک ڈبیہ سے دوسری اور دوسری سے تیسری میں چلی جاتی ہے تو یہ ماننا پڑیگا کہ دنیا میں حیوانات کی آبادی آج بھی اوسیقدر ہے جتنی کہ اب سے دس ہزار برس پیشتر تھی حالانکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی آبادی ہر روز اور ہر سال ترقی کرتی اور بڑھتی ہے اور یہ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں۔ قطع نظر ان تمام دلائل کے کیا کوئی عقل سلیم اسبات کو تسلیم کرسکتی ہو کہ یہ دنیائے دوں ایک ایسا مدرسہ ہو جس میں بذریعہ اوس نظام تعلیم کے جسکو مسئلہ تناسخ پیش کرتا ہو ارواح پاکی اور الوہیت کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرسکے۔ اور کیا باوجود بیشمار برائی کی رغبتوں اور افعال شنیعہ کی مثالوں کے دنیا کوئی ایسا ٹریننگ اسکول ہے جہاں سے روح کو پاکیزگی۔ صفائی عقل اور اطاعت کا ڈپلومہ ملسکتا ہو۔ اگر ایسا ممکن ہو تو اس وقت عالم کی تمام قومیں تہذیب۔ شائستگی اور نیک کرداری کے ساتویں آسمان پر روشن تاروں کی طرح جو اندھیری راتوں میں اپنی پیاری پیاری مدہم روشنی سے غریب اور تھکے ہوئے مسافروں کو راہ پر لاتے اور غمگین دلوں کو رنج والم کی قید سے رہائی دیتے ہیں چمکتی ہوئی نظر آتیں حالانکہ واقعات اِس کے خلاف مثالیں پیش کرتے ہیں۔

پس مسئلہ تناسخ پر نظر تعمق ڈالنے اور اوس کے دلائل اور اعراض پر غور کرنے سے اوس کا ابطال اور کمزوری اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے +

محمد یعقوب عفی عنہ۔ طالبعلم مدرسۃ العلوم علیگڈھ

خلافت

منجملہ اون الفاظ کے جو مسلمانوں میں مذہبی حیثیت سے مستعمل ہیں ایک یہ لفظ بھی ہی لیکن چونکہ یہ لفظ پالیٹکس سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ اور پولیٹکل اغراض نے اکثر اوس کی مفہوم

اور حقیقت کو بدلکر تعبیر کرنا چاہا اس لئے بعض اوقات عوام میں اسکے تعلق غلط فہمیاں پھیل گئیں اور کم سے کم یہ کہ اس کے معنے میں ابہام اور اشتباہ آگیا۔ سال دو سال سے زیادہ نہیں گذرے کہ اردو اخبارات میں یہ بحث ایک اتفاقی واقعہ کیوجہ سے چھڑ گئی تھی اور اس سلسلے کسی حد تک طول بھی پکڑ لیا تھا لیکن پھر بعض اسباب سے رک گئی اس زمانہ میں سر سید مرحوم نے ایک نہایت دلچسپ آرٹکل لکھا تھا جو علیگڈہ گزٹ میں شائع ہوا تھا۔ میں نے بھی ایک ضمنی موقع پر اپنے سفرنامہ میں اس بحث کیطرف اشارہ کیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسبات کی ضرورت ہی کہ یہ مسئلہ نہایت تحقیق کے ساتھ بالکل صاف کر دیا جائے۔ اس مسئلہ پر دو حیثیتوں سے بحث ہو سکتی ہی۔

(۱) مذہب کی رو سے منصب خلافت کی کیا حقیقت ہے۔

(۲) شروع اسلام سے آجتک یہ لفظ کس معنے میں اور کن لوگوں کیلئے استعمال کیا گیا۔

خلافت یا امامت مرادف الفاظ ہیں اور یہ الفاظ احادیث اور عقائد کی کتابوں میں ایک ہی معنی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ خلافت یا امامت کی جو تعریف عقائد کی کتابوں میں مذکور ہی وہ یہ ہے۔ "مسلمانوں پر ایک عام تصرف کا اختیار جس کی اطاعت تمام مسلمانوں پر ضروری ہو"۔ شرح مواقف میں خلافت کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہی۔ "آنحضرت کی قایم مقامی دین کے قایم رکھنے۔ اور قوم کی حفاظت کرنے میں"۔ شرح مقاصد میں یہ الفاظ ہیں۔ "دین اور دنیا کی افسری بحیثیت قایم مقامی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

اس منصب کے حاصل ہونیکے لئے اسلام کے تمام فرقوں کے نزدیک جو شرطیں ہیں اُن میں سے ایک بڑی مقدم شرط یہ ہی کہ وہ شخص قریش کے خاندان سے ہو اس شرط سے مسلمانوں کے فقط ایک گروہ نے یعنی معتزلہ نے انکار کیا ہی۔ لیکن یہ گروہ بھی

دنیا سے بالکل معدوم ہوگیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ آج تمام دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی اعتقاد کے مطابق صرف وہ شخص خلیفہ یا امام ہو سکتا ہے جو قریش کے خاندان سے ہو۔ جس بنا پر خلافت کے لئے یہ شرط ضروری سمجھی گئی ہے وہ۔ وہ حدیثیں ہیں جو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف پیرایوں میں نہایت کثرت کے ساتھ منقول ہیں۔ چنانچہ ہم اون کو اس موقع پر تفصیل کیساتھ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ الائمة من قریش	امام قریش میں سے ہونگے	مسند امام احمد ابن حنبل	
۲۔ الملک فی قریش	حکومت قریش میں رہیگی	ترمذی	صحیح
۳۔ الخلافة فی قریش	خلافت قریش میں ہوگی	مسند امام احمد ابن حنبل	اسکے راوی سب ثقہ ہیں
۴۔ یکون اثنا عشر امیرا کلھم من قریش	بارہ امیر ہونگے جو سب کے سب قریش سے ہونگے	صحیح البخاری	صحیح
۵۔ الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم یکون ملکا	خلافت تیس برس رہیگی پھر اس کے بعد سلطنت ہوجاوے گی	ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔	ابن حبان[1] نے بھی۔ اس کو صحیح کہا ہے
۶۔ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش	لوگوں کا کام اوس وقت تک ٹھیک رہیگا جبتک بارہ شخص حکمران رہیں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے	صحیح مسلم	صحیح

[1] دیکھو عینی شرح بخاری جلد (۱۱) صفحہ ۳۴

اِن احادیث میں سے بعض کا تو صریح مطلب یہ ہے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور بعض میں بطاہر پیشین گوئی کے طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ خلافت ہمیشہ قریش میں رہیگی لیکن چونکہ کئی سو برس ہو چکے کہ تمام دنیا میں کوئی حکمران قریش کے خاندان سے نہیں ہے۔ اِس لئے اون احادیث کا یہ مطلب قرار دیا گیا ہے کہ خلافت کا حق درحقیقت صرف قریش کو ہے۔ اور اور خاندان کے لوگ جو حکمران ہیں وہ بادشاہ ہیں مگر خلیفہ نہیں ہیں۔ لیکن جس حدیث میں یہ مذکور ہے" کہ خلافت صرف تیس برس تک رہیگی پھر سلطنت ہو جائیگی" اوس سے مستنبط ہوتا ہے کہ تیس برس کے بعد جو فرمانروا ہوئے وہ باوجود قریشی ہونیکے خلیفہ نہ تھے بلکہ بادشاہ تھے۔

بہرحال تمام روایات کا قدر مشترک یہ ہے کہ خلافت کیلئے قریشی ہونا ضرور ہے اور جو شخص قریش کے خاندان سے نہ ہو وہ کسی طرح تمام مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں نے کبھی اور کسی زمانہ میں اوس شخص کو خلیفہ نہیں مانا جو قریش کے خاندان سے نہو۔ سب سے اوّل جس موقع پر یہ مسئلہ زیر بحث آیا وہ آں حضرت کی وفات کا دن تھا یعنی آپکی وفات کے دن انصار نے یعنی جو لوگ مدینہ کے رہنے والے تھے یہ دعویٰ کیا کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ لیکن جب مہاجرین نے اون کے مقابلہ میں یہ استدلال پیش کیا کہ خلافت صرف قریش کا حق ہے تو اونہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئے۔ چنانچہ یہ واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری۔ ابن اثیر۔ ابن خلدون میں مذکور ہے۔ عباسیوں کی سلطنت میں جب ضعف آگیا تو ہر طرف سے نئے نئے دعویداران حکومت پیدا ہو گئے جنمیں سے بعض بعض خاندانوں نے وہ جبروت و اقتدار حاصل کیا

اور اون کی حدود سلطنت اِس قدر وسیع ہو گئی کہ خود دولت عباسیہ کے زمانہ میں
کبھی نہیں ہوئی تھی - تاہم اِن میں سے کبھی کسی نے خلافت کا دعوی نہیں کیا اور
ہمیشہ عباسی خلیفہ کے آگے (باوجود اِس کے کہ وہ دنیا کے بادشاہ سے زیادہ رتبہ
نہیں رکھتے تھے) سر جھکاتے رہے اور اِس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ خود قریش کے
خاندان سے نہ تھے - اور اِس لئے اگر وہ خلافت کا دعوی کرتے تو مسلمانوں میں سے
ایک شخص بھی اون کے دعوے کو تسلیم نہ کرتا -

عضد الدولہ - محمود غزنوی - ملک شاہ سلجوقی - دنیا کے بہت بڑے عظیم الشان
شاہنشاہ گذرے ہیں - لیکن یہ سب کے سب بغداد ہی کے دربار سے لقب اور خطاب
حاصل کرتے تھے - اور اس پر فخر و ناز کرتے تھے - عضد الدولہ جس کو شاہنشاہ کا لقب
حاصل تھا اور جو بڑے سطوت و اقتدار کا بادشاہ گذرا ہے ۳۶۹ھ ہجری میں جب بغداد
میں طایع اللہ خلیفہ عباسی کے دربار میں لقب لینے کیلئے حاضر ہوا تو سب سے پہلے
اوس نے زمین چومی پھر پیچھے ہٹ کر دوبارہ زمین چومی اس طرح سات دفعہ زمین بوسی
کی اور جب خلیفہ نے مہربانی سے اوس کو زیادہ تقرب کی اجازت دی تو اوس نے
بڑھکر خلیفہ کے پاؤں چومے - اوس وقت خلیفہ نے اوس کو کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا
لیکن اوس نے بار بار معذرت کی اور جب خلیفہ نے اوس کو مجبور کیا تو الامر فوق الادب
کے لحاظ سے کرسی کو بوسہ دے کر اوس پر بیٹھ گیا - اور کہا کہ میں خدا سے دعا مانگتا
ہوں کہ حضور کی اطاعت مجھ سے اچھی طرح بن آئے " - اِن تقریبات کے ادا کرنے کے
اثنا میں عضد الدولہ کا ایک افسر جو اوس کیساتھ تھا اِس بت پرستی سے گھبرا کر بول اوٹھا
کہ کیا یہ خدا ہے جو آپ اِس طرح تعظیم بجا لاتے ہیں - عضد الدولہ نے کہا کہ "ہاں یہ

ساتھ ہی مذکور ہے ٭ باقی آئندہ

شبلی نعمانی

جماعتوں اور قوموں کے ضعیف العقل ہونے کی علامتیں

قوموں کے صحیح العقل اور ضعیف العقل ہونیکی علامات کو میں نے اِس واسطے بحث کے لئے لیا ہو کہ انسان کی عموماً اور قوموں یعنی انسانوں کے مجموعہ اور نظم تمدن کی خصوصاً زندگی سے مراد ان کی عقل کا پرزور اور صحیح ہونا ہے پس گویا ان علامات سے ہم کسی قوم کے عروج یا زوال۔ ترقی یا پستی کا بہت کچھ صحیح اندازہ کر سکیں گے۔ نیز یہ امر بھی شروع ہی سے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جو قومیں نہایت عروج اور صحت عقل کیحالت میں ہوتی ہیں ان میں بھی ضعف عقل کی علامتیں تھوڑی بہت موجود رہتی ہیں۔ اسی طور پر جیسے نہایت صحیح الجسم انسان میں بھی کوئی نہ کوئی مرض یا امراض ہوتے ہیں۔ تندرست اور بیمار میں صرف درجۂ علالت کا فرق ہوتا ہے۔ یا جیسے ہر شخص میں خواہ وہ کیسا ہی عالی دماغ اور دانا حکیم ہو کمزوری عقل کی اور پستی خیال کی کچھ نہ کچھ ضرور ملیگی بلکہ اگر ڈاکٹروں کے قول پر اعتماد کیا جائے تو کم و بیش ہر شخص مجنون ہوتا ہے۔ اور علامات جنون کی اوسی وقت زیادہ پدید ہوتی ہیں جبکہ آدمی میں یہ مرض یعنی جنون نہایت سختی اور شدت کے ساتھ جیسا عام انسانوں میں نہیں ہوتا ٭

پھر بہت سی علامتیں جو میں نے بیان کی ہیں وہ حقیقت میں جماعت کے ضعف عقل کی جیسی نشانیاں ہیں ویسی ہیں وہ اس ضعف کے بسا اوقات اسباب وعلل بھی ہیں۔ نیز کوئی قوم کامل ضعیف العقل نہیں۔ اِس لئے بہت سی علامتیں ان میں اکثر یہ حکم رکھتی ہیں ✦

مایوسی وادداسی میرے نزدیک بڑی اور نمایاں علامت ضعف عقل کی یہ ہے کہ تمام تمدنی جماعت پر ایک قسم کی پژمردگی اور افسردگی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی عام کام میں شریک ہونے۔ کسی مستعدانہ شغل میں محنت کرنے سے اون کو دلچسپی نہیں ہوتی۔ سب چیزوں کو جو دنیا میں ہو رہی ہیں۔ جو بڑے بڑے کام اِسی قوم میں سے بعض انسان کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کیجاتی۔ وہ اِن کاموں کو۔ دنیا کی رفتار کو۔ واقعات کے زور کو۔ مسائل اہم کے برانگیختہ ہونیکو ایسی بے پروائی اور بے اعتنائی سے دیکھتے ہیں گویا یہ سب باتیں کسی دوسری نوع یا کسی دوسرے عالم سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں اِس لئے وہ کوئی دلچسپی یا ہمدردی نہیں رکھتے۔ عالم میں خیالات اور جذبات کا تلاطم کیسے ہی زور و شور سے ہو رہا ہو ان لوگوں کے دل میں ذرا بھی تیز حرکت پیدا نہیں ہوتی ✦

اُمید کا نہ ہونا اور اس کی وجہ کیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُمید جس کی وجہ سے اور جس کی حرکت سے زندگی کی گھڑی حرکت کرتی ہی وہ امید جمہور سے مفقود ہو جاتی ہی اور وہ روز بروز اپنے تئیں عام دائرۂ تمدن سی اِس طرح علیحدہ کرتے جاتے ہیں جیسے ایک دل شکستہ آدمی یا معمر شخص جس کے

خیالات اور جذبات اوس کے افراد کے جذبات وخیالات نہیں رہے - جس کی عقلی اور اخلاقی زبان نئی نسل کی اخلاقی اور عقلی زبان نہیں رہی اور جو اِس نئے نہ خود اپنا مطلب دوسروں کو سمجھا سکتا ہے اور نہ دوسروں کی بولی اسکے خیال میں آتی ہے - الغرض جس طرح یہ بوڑھا شخص افسردہ اور دل شکستہ ہوکر دنیا سے علیحدہ ہوجاتا ہے اوسی طور سے وہ قومیں بھی جو ضعیف العقل ہیں یعنی جو نیم زندگی رکھتی ہیں عالم تمدن سے علیحدہ ہوجاتی ہیں +

پس یہ امر صاف طور پر ظاہر ہے کہ وہ تمام وجوہات جو انسان کو کوششوں میں ناکامیاب کرتی ہیں خواہ وہ اُس کی غفلت اور سستی سے ہوں' - یا اوس کے غرور اور تمکنت سے - یا اپنی لیاقت اور قابلیت کا غلط اندازہ کرنے سے' - یا صحیح وسائل اور ذرائع سے کام نہ لینے سے' - الغرض یہ سب وجوہات ایک وجہ قوموں کے کمزور عقل کرنیکی ہوتی ہیں +

خودغرضی

پھر ایک بات ضعیف العقل اور زوال پذیر قوموں میں یہ ہوتی ہے کہ ان کی افراد میں انتہا درجہ کی خود مطلبی اور خودغرضی پیدا ہوجاتی ہے اور یہ خودغرضی مختلف لباسوں میں ظاہر ہوتی ہے - منجملہ اِن طاقتوں کے جو تمدن کے شیرازہ کو پراگندہ - افراد کو ذلیل - اور قوموں کو پست - ترقی کے مزاحم اور تنزل کے ممد ہیں - خودغرضی ایک زبردست قوت ہے - جو چند روز میں ہزاروں برسوں کی مجموعی تہذیب اور مجموعی ترقی کو خاک میں ملادیتی ہے -

خودغرضی کے مفہوم سمجھنے میں بسا اوقات غلطی ہوتی ہے - ہم میں سے اکثر نے بعضوں کو یہ کہتے سنا ہوگا (جبکہ خودغرضی اور عام فائدہ کا ذکر کیا جاتا ہے) کہ یہ سب

دھوے ہیں۔ سب کام اپنی اپنی غرض سے کئے جاتے ہیں اور کوئی شخص محض دوسرے کے فائدے کیلئے کام نہیں کرتا۔ پھر اگر اسی مقولہ کا کہنے والا لائق آدمی ہو تو وہ ہر قسم کی انسانی نیتوں اور اغراض کو کھولکر بیان کرکے اس بات کو ظاہر کریگا کہ جو کام خالصاً انسانی ہمدردی سے سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اصل میں ایسے عناصر اور اجزا سے مرکب ہیں جو خالص خود مطلبی کے عنصر ہیں۔ ان کاموں میں کچھ تو شہرت اور عام تعریف کی خواہش ہوتی ہے کچھ اپنی طاقت (علمی یا مالی) کا اظہار رہتا ہی اور کچھ رقابت ہوتی ہی۔ اور قدرے عادت۔ یہ مثال تو وہ اعلیٰ درجہ کے کاموں کی دیتے ہیں رہے عامیانہ خیال کے جاہل یا پڑھے لکھے آدمی جو ضعیف العقل قوموں میں ہوتے ہیں ان کی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی محض دوسروں کے فائدے کیلئے بلا اس کے کہ اُس کی اپنی ذاتی غرض علانیہ یا خفیہ تھوڑی یا بہت وابستہ ہو کسی کام کے کرنیکا ارادہ رکھیگا۔ جو لوگ جماعت کی خراب اور گندہ حالت میں رہتے ہیں یا جنکی عقل خاص طور پر معکوس واقع ہوئی ہو وہ تو اعلیٰ سے اعلیٰ آدمیوں کے کاموں میں بھی نہایت ادنیٰ درجہ کی بدگمانی کرتے ہیں۔

مگر میں درصل یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ خود غرضی کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ میں اون لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خالص بے غرض یعنی بے لوث انسانی ہمدردی کے وجود کے منکر ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ایسے آدمی ہوتے ہیں اور ضرور ہوتے ہیں جو نہ ثواب و عذاب کے لحاظ یا شہرت و تعریف کے خیال سے۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ بلحاظ انسان ہونے کے ان کا فرض ہو کہ جہانتک ہوسکے جماعت کی خدمت کریں۔

باقی آئندہ۔

شکریہ

ہم ان اصحاب کا جنہوں نے ہماری استدعا پر بقایا ادا کر دئے ہیں شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ باقی داران میگزین بھی ہم پر کرم فرمائی کرکے اپنا اپنا حساب بیباق کر دیں گے۔ بعض خریدار شکایت کرتے ہیں کہ ان کو میگزین سلسلہ وار نہیں پہنچتا رہا اس لئے ہم ان اصحاب سے تو یہی درخواست کرتے ہیں کہ جو جو پرچے ان کے پاس نہیں پہنچے ان کی فہرست ہمارے پاس بھیجدیں ہم حتی الوسع ان کی فائل کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ایک مشکل یہ بھی ہے کہ بعض اصحاب اپنی تبدیلی مقام سے منیجر کو مطلع نہیں کرتے اس لئے جملہ خریداران میگزین سے درخواست ہو کہ اگر انکے پتہ میں کوئی تبدیلی واقع ہوا کرے تو منیجر کو ضرور اس سے مطلع کر دیا کریں۔ اور آئندہ کیلئے ہم یقین دلاتے ہیں کہ میگزین باقاعدہ ان کی خدمت میں پہنچا کریگا۔

ماہ نومبر میں جو چندہ وصول ہوا ہے اس کی فہرست ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

نومبر

محمد یعقوب صاحب از بنگلور .... للعہ ر	میر عبد اللہ خان صاحب از سہارنپور ..... عہ ر
ولی محمد صاحب از بالسی .... ؎ ر	خان بہادر الٰہی بخش خاں صاحب از دہلی ..... للعہ ر
ایس۔ اے۔ آر۔ ذاکر از امراوتی ...... عہ ر	حامد علی خاں صاحب از نگینہ .... للعہ ر
سید رضا علی صاحب از بستی ...... عہ ر	محمد یعقوب صاحب از بنگلور .... عہ ر
عبد اللطیف صاحب از آگرہ .... للعہ ر	محمد امین صاحب از بریلی .... للعہ ر
محمد لطیف صاحب از بانکی پور .... سے ر	عبد الغنی صاحب از آرہ .... عہ ر
شمس الحسن صاحب از اسرار .... للعہ ر	بشیر الدین صاحب از حیدرآباد دکن .... للعہ ر
محمد عبد اللہ صاحب از لدارخ .... للعہ ر	شیخ میران بخش صاحب از حصار .... سے ر
مولوی نظام الدین حسن صاحب از حیدرآباد دکن ...... للعہ ر	محمد رفیع صاحب از لاہور .... للعہ ر
حکیم احمد الدین صاحب دہلوی از حصار ...... للعہ ر	مرزا نذیر بیگ صاحب از پالٹن پوری .... سے ر
محمد علی بلند اختر صاحب از بلند شہر .... للعہ ر	

PLANTS.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of ROSES, SHRUBS, CREEPERS, CANES, and other PLANTS also the best kinds of MANGO TREES, &c., for sale at the Institute and M. A.-O. College Gardens, Aligarh.

All these plants are offered at the lowest prices.

Moreover we undertake to supply fresh SEEDS of the various plants, and have also POTTED PLANTS ready for sale at very moderate prices.

Apply to the Manager,

M. A.-O. College Gardens,

Aligarh.

NOTICE.

SALE OF BOOKS.

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price.* Other books also for sale. Price List on application.

No.	Title	Rs	As	P.
1.	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2.	Mental and Moral Science by Bain ...	3	0	0
3.	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4.	Algebra by Hamblin Smith . .	1	0	0
5.	Burke's Select Works Vol. II by Payene ..	1	0	0
6.	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson . .	2	0	0
7.	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8.	Dr. Smith's Smaller History of Greece .	1	0	0
9.	English Poems by Milton (Cl Press) ...	1	0	0
10.	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12.	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13.	Logic by P K. Ray	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I. II.	1	0	0
15.	Through Asiatic Turkey Vols. I and II per Vol. by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,
M. A. O. College, Aligarh.

Tennyson's Complete Works Rs.2 0
Readings in English Literature 1 8
Graphic Stories of Sailors 1 4
Am I Well or Sick; a handbook for Everyone, by Louis Kuhne 0 3
"A SANSCRIT ENGLISH DICTIONARY" being a Principal Handbook with Translation, Accentuation, and Etymological Analysis throughout, complete by *Arthur A. Macdonell, M. A. Ph. D.* Professor of Sanscrit in the University of Oxford, Pages 334. Price Rs.22. Now Reduced to Rs. 3 8

CLEARANCE SALE.

The undermentioned Books of the value Rs 7 given for Rs 2-0; Anglo Indian High School Grammar Book IV for the use of Students preparing for Matriculation Examination by J. C. Nesfield, 420 pages . 1 4
Aids to the Study of English History, 50 pages . 0 2
Bombay Matriculation Physical Geography, 31 pages 0 2
Methodical Solutions of three hundred Problems in Science (Mechanics and Chemistry), 110 pages ... 1 0
Macaulay's Horatius with Notes and Paraphrase by Sharp 0 6
Graduated Exercises in Euclid Book I, with Solutions ... 0 6
Green's Readings from English History, Part II .. 0 12
Do. do. do Part III .. 0 12
Bernard Smith's Examination Papers in Arithmetic with answers ... 1 0
Do. Exercises in Arithmetic with answers ... 1 4

USEFUL BOOKS

Peterson's English Idioms and how to use them, 380 pages, 1 0
Pear's Cyclopædia containing (1) English Dictionary; (2) General Knowledge; (3) Dictionary Synonyms; (4) Desk Information; (5) Gazetteer of the World; (6) Atlas of the World; (7) Dictionary of Cookery; (8) Flowers; (9) Medical Dictionary; 736 pages, cloth bound 0 14
Atlas and Dictionary bound together containing;—40 full page Maps with Simple Index 64 Photographic Views 160 Pages, Pronouncing Dictionary with Simple Index.
The Secret of a Clear Head... .. .. 0 5
The Secret of a Good Memory ... - 0 5
How to talk Correctly 0 5
Cassell's Commercial Correspondence 0 12
Macmillan's Simple Essays 1 4
Beeton's Complete Letter Writer 0 9
Webster's International Dictionary... .. ..16 12
Do. Condensed Dictionary 2 0
Ogilvie and Anandale's Student's English Dictionary ... 4 4
Stormonth's Etymological English Dictionary 4 4
Chamber's Etymological English Dictionary 2 0
Dixon's Dictionary of Idioms and Phrases ... 2 0
The Royal English Hindustani and Hindustani English Dictionary 2 8

OBJECT.

This Company has been formed to extract oil from linseed, gingelly, sesame, rape, niger, castor seed, ourdee, cocoanut (kopra) etc by means of machinery which will be erected in Etawah, one of the largest districts for oil seeds—so that while the cost of manufacture will be reduced to a minimum, the cost of carriage to Railway store offices which are situate at Ajmere, Jhansi and Lucknow will be much less.

The latest and most improved machinery has been arranged for with Messrs. Greenwood and Batley, "Limited" one of the largest oil mill manufacturers, who have guaranteed the capacity of the machinery

The following figures are the result of 51 weeks working 18 hours a day.

They have been calculated most carefully and a very liberal allowance has been made for labour, fuel, stores, &c. The raw and manufactured materials have been taken at the average price of the last three years, which include the most unfortunate year of 1897.

RECEIPTS.

Cost of 11,311 mds. of oil @ 10 per md	*1,13,110 0 0*	
Cost of 11,175 mds. of cake @ 1 per md. .	*11,175 0 0*	*=1,54,915 0 0*

EXPENDITURE.

Cost of 34,425 md. Caster seed @ 3 per md	*1,03,275 0 0*	
Labour, fuel &c. @ 0-9-0 per md . ..	*19,364 0 0*	*=1,22,639 0 0*
Estimated profit for the year Rupees		*32,276 0 0*

In case it is found necessary to work the mills only half time, that is nine hours, the profit shall exceed 50 per cent of the capital even then.

Shares will be alloted according to the priority of applications. Applications for shares must be made to the Managing Agents and must be accompanied with Rs 5 per share in each. The application should be made on the form available from the Managing Agents.

The deposit on shares not allotted will be returned by cheque on Company's Bankers by the Managing Agents within a fortnight of the receipt of the application for shares at the applicant's request.

JAGADAMBA COAL COMPANY,

MANAGING AGENTS,

Curzon Mills Company "Limited,"

ETAWAH.

Advertisements.

PROSPECTUS.

The Curzon Mills Company Ld.

REGISTERED OFFICE,—ETAWAH.

INCORPORATED AND REGISTERED UNDER
Act V of 1899

CAPITAL Rs 30,000 DIVIDED INTO 1,200 SHARES OF Rs 25, EACH.

Shares to be paid for as follows :—

Rs.5 per share on application.
Rs.5 per share on allotment.

The balance on calls to be made, from time to time, by the Directors after notice of, at least 14 days' has been given.

Provisional Directors.

Baboo Nawal Kishore B. A. (Rais of Najafgarh, District Delhi) ETAWAH

Baboo Ramcharan Lal (Messrs Moti Ram Khyali Ram, Bankers and Produce Merchants) ETAWAH.

Baboo Mata Din (Vaid to H H Raja of Ajaigarh and Merchant.)

Baboo Heera Lall (Head Clerk Messrs. West's Patent Press Company Limited.

Mr. P. Kokab (Jagdamba Coal Company)

Bankers.

Messrs. Moti Ram Khyali Ram—Etawah.

Messrs. Nanak Chund Kalyan Dass—

MANAGING AGENTS and SECRETARIES,

JAGADAMBA COAL COMPANY,

ETAWAH.

The Shield matches have produced a great deal of interest in the game and marked by a wonderful amount of shouting and screaming on the part of small boys

We are glad to report that Mrs. Morison has most kindly presented a "Silver Challenge Cup" to the Athletic Club, which will be awarded to the man who stands first in ¼ mile race in our College Athletic Sports. The winner will keep it for one year and his name will be engraved on it. In the next year it will be awarded to the next winner and so on. This scheme will produce an unusual interest in the sports, and such encouragements are most commonly given in English Schools in England. We offer our best thanks to Mrs. Morison for her kindness.

Our College Annual Athletic Sports will be held on the 8th and 9th instant. Our University Sports will begin on the 12th February, 1900 in Cawnpore. This year the soldiers in the upper subordinate classes are excluded from the University tournament on the reason that they have not passed their entrance examination or any other examination equivalent to that and hence they can not be considered College students.

The school tournament will be held in Bareilly in the January next lasting from 15th to 21st.

ABDUL MAJID KHAN,

Foot-ball Capt.

III in the Durand Cup match in Simla. It was the strongest team we ever met. This match excited a great interest both for the players and the visitors. The first goal was scored by the soldiers and the second goal was kicked through by wrong kick of one of our own players. After a short time the College got one goal by a penalty kick which was put by Qader Beg, and thus the result stood (1-2). But in reality the soldiers had the credit of getting one goal only as our man kicked it for them (1-1).

The last match we played against other three Companies of North Stafford's Regiment. The College got a goal during the first 5 minutes, but after some 20 minutes the soldiers equalized. This match was played with great dash and pluck and in the end the ball was shot by the soldiers and the ball come in again by hitting the man standing on the goal line, and was shot through by an opponent who was standing off side. The Umpire misjudged in both the ways, first he put the ball in play while it was dead, and secondly he did not give off side.

If we judge honestly we won three matches out of 6 matches, we lost one and two were drawn.

In all these matches H. Shibli was chief figure and did a great deal of work.

We are playing our Shield matches and the following is the list of the ties which are not yet quite finished.

1 4th year. v. I Year—4th year lost on the 2nd day.

2 III, IV Classes v. Lower Classes III, IV lost on the 2nd day.

3 III Year. v. Entrance III Year lost on the first day.

4 II Year v. II Class, undecided for 3 days.

5 M. H. & Lower Classes are reserve.

2ND TIES.

1 I year v. Lower Classes, I Year lost.

2 Entrance v. Law. & M. A. Law & M. A. lost.

3 II Year v. II Class undecided.

	Hosan	2	Abdllah	b Ali Houscan.	1
Laud	b Shafqat	7	c & b	Ali Hosan	9
Aldridge	c Abdullah b Abid	21		Not out	0
Wraeth	b. Abid	22	b	Abid	0
Brg Gen Molyneux	b Abid	2	c	Abdullah b Ali Hosain	4
Dawles	Not out	8		Extras	3
	Extras	11			—
		—		Total	15
	Total	105			

ALIGARH.

Abid	b	Aldridge	13
Syed	b	Moore	16
Tiaullah Khan	b	Moore	37
Ali Hosan	c & b	Moore	26
Abdullah	b	Wraith	0
Ahmed Ali	b	Moore	4
Jalel ul Rahman	b	Aldridge	8
Qader Beg	c & b	Aldridge	5
Shafqat	b	Moore	1
Ashfaq		Non out	11
Fyaz	c and b	Aldridge	9
		Extras	18
			—
		Total	254

Foot-ball.

We played six matches against the soldiers in the last fortnight and the following are the results of the matches :—

(1) College versus Soldiers ... (7-0)
(2) College versus North Staffords ... (1-2)
(3) College versus North Staffords ... (2-0)
(4) College versus Gordon Highlanders (0-1)
(5) College versus North Staffords ... (1-0)
(6) College versus North Staffords ... (1-2)

In the 2nd match we played against a team picked out of 4 first Companies of the North Stafford Regiment, which stood

them, but they commit at the same time many. It is not for me, however, to examine the arguments of each party Suffice it to say that he was bitterly opposed by Messrs. Mohammed Faiq, Ikram Alam, Nimatullah B A., Abdul Ghaffar Khan and Aijaz Ali and Mohammed Yaqub only. The number of speakers on the opposite side, however had no effect on the audience who were in the favour of the proposers. The result was that the motion was carried by a majority of 17 votes.

We are making preparations for the anniversary of the Club which is to come off on 16th inst. and though the coming examination is a stumbling block in the way of our success we have every hope, however, to entertain the members successfully. We will give an account of our proceedings in the next issue.

ABDUL KADIR KHAN
Hon. Secretary.

CRICKET.

Practise has been going on steadily as usual. The chief event of the fortnight was the match at Agra which ended in a somewhat easy victory for us by an innings and 5 runs, Tiaullah Khan 37 and Ali Husain 26 batted well; Moore, Aldridge and Wraeth were the chief scorers for Agra; Ali Hosan for us and Moore and Aldridge for Agra were the most successful in bowling. The following is the score :—

AGRA GYMKHANA.

Barter	lbw	Abdullah	2	b.	Abid		7
Jewith	b	Abdullah	0	b.	Ali Hosan		7
Moore		Run out	28	c.	Qader	b Ali Hosan	1
Edmendes	b	Ali Hosan	0	c.	Abdullah	b Hli Hosan	0
Clemson	c. & b.	Abdullah	1	c.	Fyaz	b Ali Hosan	11
Fyas	c	Tiaullah b Ali		b.	Ali Hosan		

"Which does more to suppress Crime, religion or law?" The God-fearing and to some extent the Dean-fearing, men's cause was urged by Mr. Sajjad Hyder who proposed that religion did more to suppress crime them law. The Government-fearing or to speak truly, the Constable's-staff-fearing people's advocacy was undertaken by our would-be pleader Mr. Ashraf Ali B.A A hot contest followed. None could in the course of discussion, tell with precision whose arguments were stronger and who would carry the day (night?) the suspense and doubt did all the more increase when the lawyers were backed by Mr. Aftab Ahmed Khan in a very eloquent speech and the proposer would have succumbed had he not found a supporter in Sheikh Abdullah B A , L L B

Among those who resigned themselves to the authority of religion were Messrs Mohammed Faiq, Ikram Alam and Abdul Ghaffar, but their opposers Messrs. Saidduddin, Syed Abdul Kadir, and Professor Zaman Mehdi Khan B A , were none the less zealous to threaten with the "bitter letter" of the "bloody book of law."

Each speaker having done his best the Hon'ble proposer was asked to reply On division it was found to be in the favour of the Hon'ble proposer. The motion, therefore, was carried by a majority of 8 votes.

We are very thankful to Sahib zada Aftab Ahmed Khan and Sheikh Abdullah for taking a keen interest and lively part in our debates and hope that they will continue this in future.

The whole world of plutocrats would have been mortified on hearing an undergraduate calumniating their riches. Poverty, certainly, abstains from many crimes but to say that it "ennobles the character of men rather them wealth" is a thing which Mr. Saiduddin only could do. The poor, no doubt, omit many crimes on account of their being unable to find means to commit

Nawab Mohsin ul Mulk („) 1st payment	50	0	0
Professor Chakravarti	100	0	0
H. Abdul Razak (Belagoda, Mysore)	5	0	0
Shaukat Ali (M. A O. College)	5	0	0
Khalifa S. Mohammad Hosain K. B. (Patiala)	200	0	0
Total ...	1,352	0	3

LLEWELLYN TIPPING,
HON. TREASURER,
Aligarh, Dec. 8th, 1898.

---:o:---

Siddon's Union Club.

Without expecting any similar eulogy when the time come for us to resign, it is our bounden duty to acknowledge and appreciate the services rendered by Mr. Ali Hassan and Mr. Sajjad Hyder while Vice-President and Secretary of our Club. These words might pass for their posthumous honour but we cannot help admiring the energy, enthusiasm and zeal which they showed during the tenure of their offices ex-officios though they be now, they will not deprive us of their advice as old and experienced men.

I have to describe now what happened in the Siddon's Union Club on the evening of Saturday, the 25th November, 1899.

Composed of different men of different tastes as our Boarding House it is not infrequent that certain sections fall into quarrels among each other and try the literary (not physical I beg to say) powers of the other party. Such was the case with Theologians and Lawyers the other day. The question was

Theodore Beck Memorfal Fund.

The following sums have been received up to the present date.

			Rs.	A.	P.
W. S. Meyer Esq., c s.	(Simla)	...	50	0	0
E Molony Esq , c. s.	(Aligarh)	.	100	0	0
Fazli Haqq	(Chahtahpur)	.	15	0	0
Basheruddin Ahmed	(Hyderabad Dec.)	.	5	0	0
Mushtaq Husain	(Amroha)	...	25	0	0
Imamuddin	(Mainpuri)	...	10	0	0
N. Shapoor Jee	(Aligarh	...	25	0	0
T Morison Esq	(Aligarh)	..	500	0	0
Ahmad Ali K	(Sub-Judge Aligarh)	...	50	0	0
Rahmatullah	(Cawnpore)	...	15	0	0
M. Said Khan	(Muradabad)	.	1	0	0
Mr. and Mrs Cockerell	(Lucknow)	...	50	0	0
Jugal Narain	(Munsif Aligarh)		15	0	0
M. Snali Sahib	(,, ,,)	...	25	0	0
Pdt. Shiva Shankar	(Aligarh)	..	5	0	0
Mir Wilayat Husain	(Aligarh) 1st payment		25	0	0
Sajjad Husain	(Rawalpindi)	...	25	0	0
Profula Chandra Chakravati	(Aligarh)		10	0	0
Mirza Abid Ali Beg	(Muradabad)	...	25	0	9
2nd Class M. A. O College School		..	27	0	0
7th ,, ,, ,, ,,		.	13	0	0
Md Daud ,, ,, ,,		...	1	0	0
F. J. Moss Esq.	(Aligarh)	...	50	0	0
Ziaullah Khan	(Aligarh)	...	25	0	0
Mahmood Shah	(,,)	...	20	0	0
Amba Pershad	(,,)	...	10	0	0
Maulvi Md Selim	(,,)	...	5	0	0
M. Nagal Ali	(,,)	...	4	0	0
Pdt. Kidar Nath	(,,)		1	0	0

History in which he was always interested and the study of which he desired to make a distinctive characteristic of this institution. Failing that I know that there was one proposal which was very near his heart and which he long hoped to see realised in this College; that proposal is the endowment of a Fellowship for a student who had studied first in this College and who would be enabled by means of this Fellowship to continue his studies in Europe; after having so qualified himself he would return to reside in this College as a member of the staff This is a comparatively modest proposal and would require an endowment fund of Rs.50,000, or possibly Rs 75,000. But though I do not think that this would be an adequate recognition on the part of the Mahommedan community of Mr Beck's great services to them, it would I know, realise an object upon which he had set his heart. It would enable a student from his College to complement his studies here with the highest training which can be given in Europe, and open to him on his return to India a career of scholarship and studious research. I do not feel any hesitation in asking the Mahommedan community for subscriptions for his object, because I think that Mr Beck's services to that community were of a kind that they should not lightly forget. After Sir Syed, who in the last ten years has done most to organise the scattered and disconnected efforts of the Musalmans of India, to interpret their aspirations to Government, and to infuse in them a spirit of self-help, self-respect and self-reliance. You know that after Sir Syed Ahmed the name that must be next mentioned is not that of a Musalman, but of Mr. Theodore Beck upon whose devotion neither by birth or religion had tne Musalmans of India any claim."

At the close of the meeting subscriptions amounting to upwards of Rs8,000. were promised bringing the total sum subscribed up to the present to about Rs 10,000.

great public aims, and nothing so disappointed him as the rarity of this public spirit among the Musalmans of India. I do not remember anything which made him so angry or so filled him with disgust as instances of self-seeking in men who professed to espouse a public cause. And he was proportionately delighted when he met among Musalmans a man of like spirit to himself. It was a real and lasting gratification to him to find that many men of the younger generation, many old students of this College, had caught something of his conception of public duty, and were willing to devote themselves to public objects without hope of reward or recognition. I do not think that any one thing would have given him more satisfaction than to know that his conception of public duty had taken root in the College and become one of its permanent traditions.

"To us at this moment it may seem a trivial thing to erect a memorial to Mr Beck in this College in which every department is so deeply impressed with his personality, and from which we can hardly yet bring ourselves to think that he has been removed for ever. But in certain ways the memory of a College is very short: in a few years' time we shall see no students left who can remember Mr. Beck, and to the generation which will fill these rooms in four years, he will be nothing but a name and a tradition which will grow dimmer and vaguer as years go on. It would be a disgrace to us who knew him if we allowed his very name to slip out of memory thus in the College which he did so much to build. The form which this memorial ought to take cannot be definitely settled until we know what answer the Mahommedan public will make to our appeal. But I can tell you without hesitation what Mr. Beck himself would have most desired. He would have desired something which would benefit the College and which was in harmony with his aims of raising it to the status of a University. What most of all I should like to see would be the endowment of a Chair to bear his name, and I should prefer that it should be a Chair of

India, he was suddenly called upon to originate the whole complex administration of the College, and to find for it a distinctive tone and a set of traditions We know to-day how well he accomplished the task. With that rare enthusiasm which was his most abiding characteristic, he plunged into the work before him, and made the hopes and wishes of Sir Syed his own. The difficulties and discouragements with which he was confronted at the beginning would have daunted an ordinary man ; he might too easily have been satisfied with the measure of success that seemed attainable and in his reach, and resigned his loftier ambitions in despair. But Mr Beck was never satisfied with moderate success, and he never permitted his colleagues to be. I remember that even Sir Syed himself used at one time to say that the College had grown large enough, and that he did not wish the numbers to grow beyond 200. Mr. Beck, on the contrary, used to say that he would never be content until the number of students within these walls had reached 1,000. Many of you will remember the feeling of dismay that fell upon us all when Sir Syed died ; you will remember that many feared even for the continued existence of the College. Then it was that Mr. Beck's pluck and buoyant spirit was first brought prominently before the Mahommedan public. Instead of any timid anxieties for the future, he boldly launched upon the public a larger scheme, a more ambitious ideal than Sir Syed himself had undertaken.—the proposal for a Mahommedan University. If I were compelled to select that characteristic of my friend's which had been of the most supreme value to the College, I should unhesitatingly say his ardent enthusiasm It was an enthusiasm which was essentially romantic and generous, and it was kindled when he first came to Aligarh at the thought of restoring prosperity to a people who had once thronged the palaces and commanded the armies of the great Moghul, but who were now slipping into impotence and poverty. His enthusiasm was of the kind that was especially called out by

and the Principal, in their work for the College ; to discourage all petty intrigues and dissensions which thwart the great object of the place ; and above all to cherish the memory of Theodore Beck as one of the best and truest and wisest friend that the Mahommedan cause has ever had or can ever hope to have." (Loud cheers.)

Nawab Mohsin-ul-Mulk, who followed on behalf of the Trustees of the College, said that after the death of Sir Syed it was to Mr. Beck that the Mahommedans looked ; for no man except Sir Syed had worked with such zeal and unselfish devotion for their cause There had moreover never been such universal grief at the death of anyone, Sir Syed alone excepted, and he was of opinion that the Mahommedans of India would be guilty of the basest ingratitude if they failed to raise a worthy memorial to the man to whom they owed so much.

Sahibzada Aftab Ahmed Khan followed on behalf of the students past and present, and spoke feelingly of the close friendship that existed between Mr. Beck and his pupils and of his untiring solicitude for their welfare.

Mr. Theodore Morison, Principal of the M A.-O. College said.—

"SIR ARTHUR STRACHEY, LADIES AND GENTLEMEN—" I have come forward to speak on behalf of my colleagues on the College staff. We who had to work with Mr. Beck and who were thrown daily into contact with him have had unique opportunites of estimating him justly, and it is no small tribute to him to say that his warmest admirers are to be found amongst those who worked with him and under him. We know as nobody else can know how wholly he devoted himself to the service of the College, how pre-occupied he was with its welfare, and how his whole mood changed with the vicissitudes of our little politics When he first came out to India now sixteen years ago he was a young man of twenty-four, and at that age, without any experience of

I understand, has been made as to the form which the proposed memorial should take. It is proposed to endow in his name a Chair, a Professorship of History in the College. This would, I believe, have strongly appealed to him. He personally always took a strong interest in history, of which he was an enthusiastic student. But besides this, he attached a very special importance to the rational study of history in connection with the need of Indian students His great aim was to make his students loyal citizens of the Empire. (Cheers) He believed that great political and social harm had been done in India by the ignorant and untrue views of history which are current, and he believed that true and sound views of history would do more than anything else to dispel much of the misunderstandings and prejudices which he lamented And now I have only a few more words to say. It has been to me a most difficult task to make a speech about Theodore Beck. He was one of my oldest and dearest friends You all knew him well and long; but I knew him longer than any of you. Twenty years ago he and I were undergraduates at Cambridge together. By all his friends and contemporaries he was recognised as one of the most remarkable men of his generation; we had the utmost confidence that he would in after life attain distinction; but the distinction we expected for him was not merely of the ordinary kind, of personal or professional advancement. I think that the success which we anticipated was of the very kind which he ultimately achieved—success in some career which would give scope to his wonderful gift of social sympathy and enthusiasm. That career he found in this College It was among you that his life's work was done, and I appeal to you with confidence to say whether the high hopes that we entertained of him in youth have not been more than abundantly fulfilled. (Cheers). In conclusion I have only to exhort you to show your feelings of gratitude and sorrow by subscribing liberally to his memorial; not only to promise to give but to give practically what you promise: to give your loyal and united support to my friend, the Secretary

modern educational methods which he had learnt in English College and University life, but which Sir Syed had had no opportunity of acquiring. You cannot think of Sir Syed Ahmed's work without thinking of Mr Beck, and you cannot think of Mr. Beck's work without thinking of Sir Syed Ahmed. And therefore I hope and believe that for all time Theodore Beck will stand side by with Sir Syed Ahmed in the grateful recollection of the Mahommedans for the great impulse which they jointly gave to the cause of national regeneration. (Cheers.)

"To return to Mr. Beck's speech at Allahabad; it was, like all his speeches, eloquent, incisive, full of stirring appeals and valuable criticisms. Most of it consisted of home truths told to the Mahommedans in the most outspoken manner; for Mr. Beck never condescended to flatter his hearers; he was too anxious for their good for that. But all his home truths and all his reproaches to the Mahommedans for their want of energy and public spirit were directed to a definite practical end. The moral of all he said was:—'You profess to love and honour a great man: you can only really do this by extending and strengthening his work.' Now this indicates, I think, the first principle which should guide us in deciding what form of Memorial we should select for Mr. Beck. Like Sir Syed Ahmed, he cared little for any purely personal honour; he devoted to the education of Mahommedan's abilities which would have gained him personal distinction anywhere and in any walk of life. He would have cared little to be commemorated by a picture or a statue, though some day I hope that memorials of that kind will not be wanting in this College. The only memorial that he would have cared for would be one of permanent practical value to the College itself. That then is the first condition we must bear in mind. But having taken care to secure this condition, we are then at liberty to give effect to our personal feelings of sorrow and affection. We must in some way connect this practically useful purpose with Mr. Beck's own personality. That is, I think, a strong recommendation of one suggestion which,

the meeting held at Allahabad in March, in support of the Syed Ahmed Memorial Fund. That was also the last time when I met your late Principal, my friend Mr. Theodore Beck To-day we are met together for a similar purpose in connection with Mr. Beck himself, to express our grief at his death, and to set on foot some memorial of his life and work. I have just been reading again the speech which Mr Beck made at the Allahabad meeting, and it struck me as having a singular appropriateness in many respects to our present purpose That is, I think, very natural. Both Sir Syed Ahmed and Mr. Beck were men of original ideas and characteristics; each had a strongly marked individuality of his own but they also had many noteworthy qualities in common Each was a man of remarkable singleness of purpose, and of the most unselfish enthusiasm; each was imbued with the strongest spirit of devotion to the welfare of the Mahommedan community, each was convinced that the only way of salvation for the Mahomedans was the development of a special kind of education; and each was absorbed by the endeavour to make the Mahommedan Anglo-Oriental College the most efficient possible means for supplying and developing the kind of education needed. And the two men both stood in a very special and peculiar relation to the Mahommedans and to the College. Sir Syed Ahmed was the founder of the College, and what he did no other man could have done. Mr Beck's extraordinary gift of sympathetic enthusiasm enabled him to identify himself with Sir Syed Ahmed's ideals and conceptions of what the situation required, beyond everything I have ever known in the ability of one man to co-operate with and to forward the aims and objects of another. So perfect was this co-operation that one of the sad features of Mr. Beck's death is that it makes the death of Sir Syed even a greater misfortune, if possible, than it was before: it means the loss of an unequalled exponent of Sir Syed's views and aspirations. And it was Mr. Beck who made those aspirations practically realisable. He supplemented them with the practical knowledge of the best

means of arousing interest in Mohammadan education in Bengal and making more widely known the aims and purpose of the Aligarh College. The exceedingly kind manner in which the Aligarh deputation has been received in Calcutta and the ready sympathy with which the Sir Syed Memorial Fund and University scheme have been met, are most encouraging and high hopes are held of the success of the forthcoming Conference

---

His Honour Sir John Woodburn, Lieut.-Governor of Bengal has most kindly consented to preside at the Sir Syed Memorial meeting which is to be held in January and in Calcutta when the Mohammadans of Bengal will be given an opportunity of testifying to their love and veneration for their great leader Sir Syed Ahmed

---

The Theodore Beck Memorial Fund.

MEETING AT ALIGARH

A very successful meeting, in connection with the above Fund, was held on Saturday morning, November 25th, in the Strachey Hall of the College, at which, in addition to the members of the College and School staff and students of the College, a very large and representative gathering of the English, Mohommedan and Hindu residents of the district was present. Sir Arthur Strachey, Chief Justice of the North-West Provinces, anounced the objects of the meeting in the following words:— "This meeting has been convened to give public expression to the great sorrow felt in this College and throughout the Musalman community at the death of Mr Theodore Beck and to appeal to the public for subscriptions in order to erect a memorial to his memory."

Sir Arthur Strachey then said :—"The last occasion when I met in public the friends and supporters of this College was in

and under the general direction of Mr Tipping; they will be responsible for the discipline of the Boarding House and see to the enforcement of its rules. The sub-Proctors who have been appointed are Prof Ziauddin, M.A. Ali Mohammad Khan, B A. Niazhammad Khan, B A, and Ziaullah Khan, B.A. The increase of numbers in the different Boarding Houses has been rendering the work of supervision more and more arduous but it seems likely that the new system, now set on foot, will be sufficient to ensure a sufficiently, complete and careful supervision of all students living in the College.

The Athletic Club announces that Mrs. Morison has very kindly offered a Challenge Cup to be held annually by the winner of the quarter mile race in the College Sports. This cup should do a good deal to add keenness to the competition. We have lost a number of our best athletes during the past year and very considerable efforts will need to be made if we wish to repeat our former successes The Cricket eleven is about as strong as last year, the football eleven has improved considerably so that we ought to be able to hold our own in these competitions. Lawn Tennis is never taken very seriously in the College, there therefore does not seem much prospect of our doing any better than in past years.

Among the subjects to be brought forward for discussion in the Mohammadan Educational Conference to be held in Calcutta from December, 27th are Female Education, Technical Education, and Religious Education in the proposed Mohammadan University and Education in the Mohammadan Schools of Bengal One of the first motions will naturally be a expression of regret at the death of Mr. Beck, who had so long been closely connected with the Conference and to whose effort its success in the past has been largely due. In holding its meeting in Calcutta, the Conference is breaking new ground and one of the resolutions, to be brought forward in the meeting will be for the consideration of ways and

We are glad to see that the University Tournament is again to take place in spite of the ill advised withdrawal of the University grant. The Tournament is to be held at Cawnpore on February 12th and following days. The programme remains the same except for the fact that a half mile race is added. Great credit is due to the Rev. A. Crosthwaite for the energy with which he has endeavoured to prevent the Tournament from falling through. We hope that the Tournament will be even more successful than in previous years.

We publish elsewhere the report of a most successful meeting that was held at Aligarh, under the presidency of Sir Arthur Strachey, to promote the Theodore Beck Memorial Fund. Sir Arthur came at great personal inconvenience to preside over the meeting in honour of his old College friend, and every one present appreciated his kindness in coming and also the appropriate and touching manner in which he spoke of our beloved Principal. There is only one voice in the College in regard to this matter and we trust that the Memorial Fund will before long exceed the most sanguine expectations of its promoters.

Two schemes have been discussed (1) the foundation in the College of a Chair of History (2) the foundation of a Fellowship in the name of Mr. Beck Both of these are eminently useful and practical schemes and such, we think, as would have met with Mr. Beck's hearty approval. But each is a large scheme and hardly likely to be realized immediately; meanwhile it would not be unseemly to erect some more visible form of Memorial within the precincts of the College, a memorial that would meet the eye of student and visitor alike and act as a permanent and tangible memento of our beloved Principal.

For the better supervision of the students in the Boarding House, a system of sub-Proctors has lately been initiated. The sub-proctors will work under the Proctor Mir Wilayat Hosain,

there is a kind of work which is often expected from the Conference which it is not at all well suited to perform, and that is the execution of any practical work. Practical work requires not only to be initiated but to be permanently controlled and directed, it requires a definite head and definite subordinates to carry out details and these the Conference is entirely without; it is a collection of busy men who meet once a year, sometimes in one Province and sometimes in another and who have far too much to do in ordinary life to carry out any executive programme. Unless therefore the Conference is prepared to raise money on a far larger scale than has yet been contemplated it must rest content with the very important work of forming and eliciting the public opinion of the Mussalmans of India. At the present juncture this is the work which is most urgently needed, and the Conference will have discharged the functions for which it was called into existence when it has created a keen and united public opinion running through the Mussalmans of India, and has trained them to think and feel as a corporate whole. The test of a successful Conference should be whether (1) it has discussed important practical objects and (2) whether that discussion has resulted in well defined opinions which the members can carry back to their homes as the policy of the reform party in Islam.

College News.

The College Christmas vacation is from 20th December to January 8th inclusive.

Great interest has been taken in the Shield Cricket and Football matches which have been in progress during the past month. There seems to be a distinct improvement in the Football of the School and College, which is to be attributed chiefly to the zeal and energy which Captain Abdul Majid has thrown into his work. We hope for better luck in the coming University Tournament.

stituted; by its very name the Conference directs attention to the great and most urgent need of the Mussalman community to day —that is Education. This is the burden of what Sir Syed was continually preaching to his people; for the present keep your attention fixed upon education; spread the desire for education among all classes of Mussalmans and secondly provide yourselves with the best means of education possible But the Conference is not tied down to one locality and does not advocate purely local interests, nor can it deny the intimate connection between education and many questions of social reform; it is this latter aspect which makes it so important as the means of expressing the conviction of the advanced public upon a variety of important topics; but seeing that politics are definitely excluded from the programme of the Conference it is clear that the public questions which we desire to isolate and hold up for consideration are those which the Mussalmans can settle and decide for themselves and by themselves. The objects of the Conference are therefore large and yet clearly defined. But just because the Conference is an important body it is necessary that the public should recognise clearly what it can do and what is beyond its power.

The first and greatest work of the Conference is discussion; that is upon questions within the scope of the Conference upon which public opinion is either divided or unformed; in other words the Conference is primarily a consultative body and as such its duty is to bring to the notice of the public questions of social reform, to educate the public by discussion thereon and finally to direct the energies of the Mussalmans into a particular channel. As long therefore as the Conference occupies its time with the discussion of practical questions it has not wasted its time even if, as some people say, there has been nothing but mere talk. This talk in so far as it results in the well defined settlement of disputed questions and in calling attention to what needs to be done is the very way in which the community can be taught to direct their united energies in the most fruitful way; this is the means by which public opinion can be united and organised. But

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine, Aligarh.

New Series Vol. VII.	DEC. 15th, 1899.	No. 16.

The Educational Conference.

The Mohammadan Educational Conference is the expression of the ideas of the most modern section of the Mohammadan public; it represents the views and aspirations of the reformers in the Islamic world, and is at the same time the only public organisation by which their views can be disseminated. Throughout India there are indeed individual reformers who leaven opinion wherever they happen to have any personal influence, but with the exception of the Conference no attempt has yet been made to organise these opinions and direct the efforts of the reformers to one common end. In this consists the great importance of the Educational Conference; to make any lasting impression upon the inert mass of public opinion organisation is necessary and in the long run that party will prevail which is the best organised, the party, that is, which unites to realise certain well defined ends and which devotes money and energy to the propagation of its views. In one respect the Educational Conference is most happily con-

New Series
VOL. VII. December 15th, 1899. No. 16.

THE M.-A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

یکم ستمبر سنه ۱۸۹۹ ع

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M. A.-O. College Magazine, Aligarh.

ایم اي او کالج میگزین سال میں دس ماہ اور ہر مہینے میں دو مرتبہ شائع ہوتا ہے

سالانہ چندہ مبلغ چار روپیہ مع محصول ڈاک ہے

اس چندہ کے ادا کرنے پر خریداروں کو سال میں ۲۰ پرچے میگزین کے ملینگے اگر خریدار خواہش کریں تو اول پرچہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال کیا جاسکتا ہے

اشتہارات کا نرخ بذریعہ خط و کتابت کے معلوم ہوسکتا ہے

کل خطوط وغیرہ "مینیجر ایم اي او کالج میگزین علیگڈھ" کے پتہ سے آنے چاہئیں

مسٹر بیک مرحوم کی آخری تحریر

جس طرح پر مرحوم سید نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر اسلام کے جوش و محبت میں امہات المومنین کے متعلق ایک تحریر کی تھی اور جو اُن کی آخری یادگار اور پورا ثبوت اُس جوش استغراق اور انہماک کا ہے جو اُن کو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والتحیاۃ کے ساتھ تھا اسی طرح پر مسٹر بیک مرحوم کی آخری تحریر اور وہ بھی ناتمام وہ ہے جو انہوں نے اپنے مرنے سے چند روز پیشتر پلنگ پر پڑے پڑے متعلق سرسید میموریل فنڈ کے لکھی تھی اور جواب ہمکو اُن کی غمگین بی بی نے دی ہے۔ ہم بعینہٖ اُس کا ترجمہ چھاپتے ہیں اور آٹھ آٹھ آنسو روتے اور اپنی قوم کی بدنصیبی پر افسوس کرتے ہیں کہ ایسا ہمدرد و غمخوار دوست ہمارا دُنیا سے اُٹھ گیا جس نے کہ مرتے دم تک کالج ہی کا خیال رکھا اور ہماری ہی قوم کی ترقی کی تدبیر سوچتا رہا۔ یہ تحریر نہ صرف اس لیے ہم چھاپتے ہیں کہ اس سے مرحوم کے اُس شغف اور استغراق کا ثبوت ہوتا ہے جو اُن کو کالج کی ترقی اور محمدن یونیورسٹی کے قایم کرنے میں تھا بلکہ اسکو چھاپنے سے زیادہ تر مقصود ہمارا یہ ہے کہ ہماری قوم اب بھی خواب غفلت سے چونکے اور یہ دیکھکر کہ ایک غیر قوم کے آدمی کو ہمارا کس قدر خیال تھا، خود اپنی قوم پر رحم کرے اور جو کام کہ نہایت عظیم الشان اور نہایت ہی مفید قوم کے لیے ہے اور جسکی ابتدا میں نہایت ہی جوش دکھایا

گیا ہو اور جس کی تجویز پر ہندوستان کے چاروں طرف سے تحسین و مرحبا کی صدائیں بلند ہوئی ہیں اور جسکو دیکھکر غیر قوموں نے بھی مسلمانوں کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابھی اس قوم میں جان باقی ہو اور ابھی تک یہ قوم اپنی ترقی کی تدبیروں سے بیخبر نہیں ہے، اُس کو پورا کرے اور ایک غیر قوم کا آدمی جو ہمارے کالج پر دل دادہ اور ہماری ترقی میں سرگرم تھا، جو نصیحت اور وصیت کر گیا ہو ہر وقت اُسے پیش نظر رکھے۔

دستخط نوّاب محسن الملک بہادر

ترجمہ مضمون مسٹر بیک متعلق سرسید میموریل فنڈ

اب نوّاب رامپور کو چھوڑ کر جنہوں نے لفٹنٹ گورنر کو اس بات کے ظاہر کرنے کی اجازت دی تھی کہ کالج کے قواعد میں چند تغیّرات ہونے کے بعد وہ اپنا چندہ ادا کر دینگے اور جو تغیّرات عمل میں آچکے ہیں، دو امور ہیں جنکی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ رقوم موعودہ میں سے نصف سے بھی کم روپیہ ادا کیا گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ جو رقوم اب تک وصول ہوئی ہیں وہ بہت قلیل ہیں میں دیکھتا ہوں کہ عموماً کوئی رقم وصول نہیں ہوتی جبتک کہ اُسکے واسطے ایک خاص کوشش نہ کی جائے اور اس میں بہت سا وقت اور محنت درکار ہوتی ہو۔ پس اب ہمکو سوائے اسکے چارہ نہیں کہ یا تو کچھ کوشش نکریں اور اس سب کام کو چھوڑ بیٹھیں اور جو بڑی بڑی اُمیدیں ایک عظیم الشان کالج کے محمڈن یونیورسٹی کے درجہ تک پہونچانے کی ہمارے دل میں ہیں اُن کو تنزل یافتہ قوم کے خواب و خیال کی طرح ہوا میں اُڑا دیں یا چندہ جمع کرنیکے ناگوار کام میں وقت اور محنت صرف کریں جو دوسری حالت میں کالج کے اندرونی انتظام کی درستی میں صرف ہوتیں۔ میں اول الذکر امر کے اختیار کرنیکے لیئے آمادہ نہیں ہوں دوسرے امر کی نسبت یہ بات ہے

کہ ایک سال سے زیادہ کوشش کرنیکے بعد صرف ۶۷،۰۰۰ روپیہ وصول ہوئے ہیں جن میں سے ۔ انہراسے زیادہ انگریزوں نے اور نصف لاکھ کے قریب سلمانوں نے اپنی قوم کے سب سے بڑے شخص کی یادگار اور اپنی قومی ترقی کے کام میں ادا کیئے ہیں مگر یہ بھی بے انتہا گفتگو اور بہت سی باہمی مبارکباد کے بعد وصول ہوئے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر اسی بات کو مکرر کہتا ہوں اور میری خواہش ہو کہ یہ واقعہ ہر ایک محب قوم مسلمان کو غیرت دلائے اور اونکو جان توڑ کر کوشش کرنے پر آمادہ کرے کہ صرف چند ہفتوں میں ۱۰ لاکھ روپیہ سوڈان میں ایک محمدن کالج کیواسطے انگلستان کی پبلک نے ادا کر دیئے اور یہ بھی انگریزوں کی بحر سخاوت کا ایک قطرہ تھا۔ میں یہ بات اپنی قوم کی ستایش کی غرض سے نہیں کہتا بلکہ اس اُمید سے کہ مسلمانوں کو بھی انگریزوں کی مثال کی پیروی کرنیکی ترغیب ہو۔ میں اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی شایستگی اور بہبودی کیلیئے صرف اسقدر روپیہ دیں جو انگلستان کی پبلک نے خود بخود سوڈان کے مسلمانوں کی شایستگی اور بہبودی کیلیئے ادا کر دیا۔

اگر مسلمان یہ بات دریافت کرنی چاہتے ہیں کہ اُن کی تعلیمی حالت یوروپ کی ترقی اور تہذیب یافتہ قوم کے مقابلہ میں نہیں بلکہ بمقابلہ ہندوستان کی دیگر اقوام کے کیا ہے تو اعداد مندرجہ ذیل جو ہندوستان کی پنجسالہ تعلیمی رپورٹ سے اخذ کیئے گئے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوگا کہ ۹۷-۱۸۹۶ء میں ہندوستان کے کالجوں میں مسلمان طلبہ کی تعداد صرف ۲،۰۰۹ تھی اور اس سے پانچ سال قبل اُن کی تعداد ۱،۵۰۹ تھی۔ اگرچہ بظاہر ان اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ترقی کی ہے مگر یہ ترقی زیادہ تر پنجاب میں تعلیم کی علم کی اشاعت کی وجہ سے ہوئی تھی جہاں مسلمانوں کی تعلیمی حالت اچھی ہو۔ مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ ہو۔

پبلک انسٹیٹیوشنوں میں مسلمانوں کی تعداد

نام صوبہ	آرٹس کالجوں میں مسلمانوں کی کل تعداد پانچ سال قبل	آرٹس کالجوں میں مسلمانوں کی تعداد فیصدی بمقابلہ دیگر اقوام پانچ سال قبل	آرٹس کالجوں میں مسلمانوں کی کل تعداد بابت ۹۶-۱۸۹۵ء	آرٹس کالجوں میں مسلمانوں کی تعداد فیصدی بابت ۹۶-۱۸۹۵ء
مدراس	۵۶	۱٫۵	۵۰	۱٫۴
بمبئی	۳۵	۲٫۶	۲۹	۲٫۷
بنگال	۲۹۹	۵٫۵	۳۶۱	۵٫۶
ممالک مغربی و شمالی و اودھ	۲۴۹	۱۹٫۰	۲۶۸	۱۸٫۲
پنجاب	۸۴	۱۸٫۲	۲۱۷	۱۹٫۰
اضلاع متوسط	۱۳	۵٫۶	۱۱	۳٫۷
برہما			۲	۲٫۵
آسام			۱	۳٫۷
کورگ				
برار				
میزان	۷۳۶	۵٫۹	۹۳۹	۶٫۶

نقشہ مندرجہ صدر سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ مدراس، بنگال، اضلاع شمال و مغرب میں درحقیقت تعداد فیصدی کم ہوگئی ہے اور اسکولوں میں بھی مسلمان طلبہ کی تعداد سے یہی امر ظاہر

ہوتا ہے۔ غرضکہ باوجود ہماری تمام کوششوں کے انگریزی تعلیم کے معاملہ میں مسلمان خاطرخواہ ترقی نہیں کر رہے ہیں۔ واقعات تو یہ ہیں۔ اب کیا اس بات میں کچھ شبہ ہے؟ اگر مسلمانوں کو ترقی کرنیوالی قوم بننے کی آرزو ہے تو یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ ہماری تعلیمی تحریک کی مدد اور تائید کریں۔ پھر اُن کو کیا کرنا چاہیئے؟ اسکا جواب بالکل صاف ہے۔ بےغرضی اور ہمت سے کام لو۔ مسلمانوں کو ابتدائی زمانہ کے لوگوں کے خصائل کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ میں نے سنا ہے کہ پیغمبر صاحب نے کبھی پورے ایک ہفتہ تک دن میں دو دفعہ کھانا نہیں کھایا اور حضرت علیؓ ایام طفولیت ہی میں انکے نہایت قابل قدر مددگاروں میں تھے اور خلیفہ عمرؓ نہایت معمولی سپاہی کیطرح تمام مصائب اور تکالیف برداشت کرتے تھے۔ ہر شخص خواہ وہ کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے مگر ہمکو چاہیئے کہ بجائے باتوں کے عملی کاروائی کریں۔ کانفرنس کے گزشتہ اجلاس میں اسقدر جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بعض اسپیکروں نے خواہش ظاہر کی کہ میموریل فنڈ کے لیئے پنجاب کے ذمہ ۵ لاکھ روپیہ قرار دیا جاوے۔ آخرکار ڈیڑہ لاکھ روپیہ طے پایا۔ جو روپیہ اب تک وصول ہوا ہے وہ صرف ۲۰۹۷۰ روپیہ ہے جسمیں ایک بڑی رقم کانفرنس کے اجلاس سے پیشتر وصول ہو چکی تھی۔ میں پنجابیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ کو ایفا کریں اور اپنے آپ کو وعدہ کا سچا ثابت کریں۔ ان حالات اور اسی قسم کے ہمت توڑنے والے اور مایوسی پیدا کرنیوالے واقعات کو مدنظر رکھکر مجھے مجبوراً یہ کہنا چاہیئے تھا کہ "یہ کام ناممکن ہے۔ مسلمانوں کو اعلیٰ مرتبہ پر نہیں پہونچا سکتے اون کی حالت مایوسانہ ہے۔" اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہمارے کالج کے پرانے طالبعلموں نے گزشتہ سال میں اعلیٰ پبلک اسپرٹ اور کام کرنے کا ثبوت دیا ہے۔

کسی شخص کو یہ خیال نکرنا چاہیئے کہ وہ اس درجہ غریب یا ادنیٰ ہے کہ اپنی قوم کیلیئے کوئی بھلائی کا کام نہیں کر سکتا۔ طفیل احمد کی طرح جو کالج کی ڈائرکٹری کو قایم رکھتے ہیں، تمہاری کوششیں بھی

متواتر اور لگاتار ہونی چاہئیں نہ کہ پانی کے بلبلہ کی طرح جو ابھی نمودار ہوا اور ابھی غائب یا آتشبازی کی مانند جو تھوڑی دیر خوب چھوٹتی ہے اور پھر بجھ جاتی ہے۔ میں کالج کی طرف سے بہت سے پرانے طالب علموں حبیب اللہ خاں مقیم میرٹھ، سخاوت حسین و محمد علی مقیم بلند شہر غلام جیلانی مقیم ہانگ کانگ، خوشی محمد، سراج احمد، شوکت علی، محمد عبد اللہ، شیخ عبد اللہ کا اور ہمارے کالج کے پرانے طالب علموں کا جو ٹرسٹی ہیں جیسے آفتاب احمد خاں، سلطان احمد خاں - زین العابدین - بدر الحسن اور دیگر بیشمار طالب علموں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہیں سے ہر ایک نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ اُن کے دل میں کالج کی اصلی محبت ہے۔ اسی قسم کی محبت اُن لوگوں نے ظاہر کی ہے جو ہمارے کالج کے قدیمی طالب علم ہیں اور نیز اُن لوگوں نے جو ہمارے کالج کے طالب علم نہیں ہیں جیسے نیاز علی جہلم - امیر علی گلگت - دیوان سید محمد حسین - اور مہدی حسن اکوٗر اضلاع متوسط میں نے یہاں اُن میں سے چند کے نام بیان کیے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اُنکی اس جوش اور محبت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اب بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی کاہل وجود جماعت کثیر میں زندہ دلی کے آثار موجود ہیں - آئندہ زمانہ میں یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ آیا تہذیب اور قومی ہمدردی کا یہ جوش اُس کاہلی، نفرت اور جہالت سے دست و گریباں ہوسکیگا جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور قوم کو اپنی تہذیب اور دولت کے ذریعہ سے معزز و با رسوخ کر سکیگا جیسا کہ اُس زمانہ میں ہوا جبکہ اسلام نے علم اور شائستگی کی شمع ہاتھ میں لیکر بلند کی تھی۔

ابو بکر محمد ابن زکریا رازی

نشو و نما کے زمانہ میں اس حکیم کے اندرونی قوا بجز قدرتی انعامات کے اور کوئی قیمتی متاع نہ تھی۔ اُس کا دماغ اونہیں روشن ذروں سے ترکیب دیا گیا تھا جن سے رموز انسانی کی تصویریں

کیا کرتی ہیں۔ حافظہ میں اس قدر وسعت رکھی گئی تھی کہ عالم کے تمام حقایق کو بغیر غفلت اور نسیان کے محفوظ رکھ سکے اوس کے قواہین زیرکی اس درجہ تھی کہ اوس کی صاف شعاع میں حق و باطل کی تمیز کر سکے۔ اوس میں قدرتی بلند نظری ایسی تھی کہ طبعی ماخذونکی بلندی تک پرواز کر سکے۔

جس آب و گل سے قرطبہ میں ابن رشد کا اور افشنہ میں ابن سینا کا پتلا بنایا گیا اوس کی ۱۴۹ء میں بمقام ری دوسرا قالب بنا۔ نیشاپور کے علاقہ میں یہ مقام ری اوس زمانہ میں علوم حکیمہ کا معدن اور ترقیات مذہبی کا زمانہ دراز تک مامن رہا ہے۔ رازیوں کے متعلق ایک مستقل تاریخ مرتب کی گئی تھی۔ اوس میں کمالات کی وسعت اور برتری کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ صرف ایک زمانہ میں چاروں مذاہب کے چار امام رازی یکساں فوقیت رکھتے تھے اونمیں سے ایک مشہور امام فخرالدین رازی شافعی ہیں اور اسی پایہ کے باقی تینوں حنفی۔ مالکی۔ حنبلی ہیں

اس حکیم نے ابتدائی عمر سے چالیس سال تک اپنی قدرتی طاقتوں کے فتوحات پر کچھ توجہ نہ کی اور اپنی زندگانی کی تمام خوشیوں کو موسیقی اور خصوصًا عود نوازی سے وابستہ کر دیا تھا۔ نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ یہ اوس کا تمام زمانہ شب و روز کی گردشوں کے ساتھ ساتھ گذر رہا تھا اور اوس میں کوئی اندرونی جنبش محسوس نہیں ہوتی تھی۔ یہی وہ زمانہ ہے جسکے گوشہ میں زندگی کے تین ہفتہ اکیس سال تک پڑے ہوئے ہیں جنہیں انسانی کوششوں کے بادبانوں سے ترقیات کی مجدھاروں کو کاٹکر نامور لوگ ساحل مقصود تک پہونچ جاتے ہیں۔ ابن سینا اپنی عمر کے اسی حصہ میں ابن سینا بن چکا تھا۔ اگر رازی کو اسقدر وسیع زمانہ علمی میدان میں تکاپو کرنیکا ملتا تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ اُسکے کمال کا اُفق کس قدر بعید المنظر ہوتا۔

نظام فطرت کی ناکمل حالت دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے جیسے بیابانوں میں بے انتہا ذرے موجود ہوتے ہیں جو یاقوت و زبرجد سیم و زر بنجانے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن آسمانی شعاعوں کے ٹھیک مقابل نہونے اور قدرتی اُصول کیمیاوی کے تصرفات سے محروم رہنے کیوجہ سے وہ اپنی اوسی ادنی حالت میں رہتے ہیں۔ ایسے ہی انسانی دماغوں میں اعلی ترقی کے بے بہا جوہر ہوتے ہیں لیکن جب اون پر شوق اور توجہ کا آفتاب درخشاں نہیں ہوتا اور تربیت کے پختہ اُصول سے اون کی تکمیل نہیں ہوتی تو وہ معطل حالت میں رہکر مردہ ہوجاتے ہیں۔

جب سطح سمندر کے طرح اوس کے چالیس سال اس خاموشی کیحالت میں گذر گئے تو قدرت نے دفعتہً اوس کے جذبات میں تلاطم برپا کردیا۔ اگرچہ دوسرے حکما کی طرح تاریخی صفحوں سے اُسکی تعلیمات کی تفصیل مسلسل معلوم نہیں ہوتی لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ عجم اور عراق کے علمی چشموں سے سیراب ہوکر اُس نے شام۔ مصر۔ اندلس میں سیاحت کی۔ تعلیم سے اوسکی صرف یہی غایت نہ تھی کہ اپنے روشن خیالات کو محض کاغذی صحیفوں میں ہی محدود کردے اور قفس کی تلیوں میں پرندکی طرح پر مارتا ہے۔ بل قرا اقراۃ رجل متعقب علی مولفیہا وہ چاہتا تھا کہ مصنفین اور حکما کے درجہ تک پہونچ جائے اور جیسے حکما صحیفہ فطرت اور عالم طبیعت کے اُصول کا خود موازنہ کرتے ہیں وہ بھی ہر چیز کا اندازہ لوگوں کی راے سے نہیں بلکہ اصلی و حقیقی اصول سے کرے۔ اگرچہ اوسکے سامنے زندگی کا زمانہ مختصر تھا لیکن حافظہ کی قوۃ اور روشن دماغی اور لگاتار غایت درجہ کی محنت نے اون فتوحات کو اوسکے لئے آسان کردیا۔

وہ زمانہ مسلمانوں کے لیئے نہایت عروج کا تھا اور جیسے وہ پہلی صدی میں نہایت سرگرمی و جوش کیساتھ دنیا کے معمور حصوں کو فتح کرچکے تھے اسی عجلت اور دلیری کیساتھ علمی فتوحات میں

پیشقدمی کرتے تہے اون کے مدارس،، علمی ذخیروں سے بہرے ہوئے تہے اور طالب علموں کی فوجیں ایسے ہی ولولہ اور اولوالعزمی کیساتہہ اون کی طرف بڑہتی نہیں جیسے کوئی فاتح اپنے مفتوحات کے شوق و جذب میں بڑہتا ہی۔

علم ادب کے علاوہ دو قسم کے علوم لوگوں کو اپنی طرف کہینچتے تہے۔ ایک علوم نبوت دوسرے علوم حکمت لیکن اس حکیم نے زیادہ تر علوم حکمیہ کی طرف اپنی توجہ کو مائل کیا۔ اگرچہ نجوم اور فلسفہ کے مسائل میں اوس نے پوری کوشش کی اور کمال کی بام تک وہ پہونچا۔ لیکن جس علم میں وہ سب پر سبقت لیگیا اور اپنے مابعد کی صدیوں میں اوس علم کے متلاشیوں کا رہبر رہا۔ وہ علم طب ہی اس علم کی عجیب قابلیتوں کی وجہ سے اوسکو امام الصناعۃ کہتے ہیں۔ جالینوس یونانیوں میں اس فن کی تحقیقات میں بے ہمتا ہوا ہے۔ اسلیئے وہ بہی امام کہا جاتا ہی اور اہل اسلام میں اس درجہ کے لوگ متعدد ہوئے۔ شرقی حصوں میں مجوسی۔ ابن سینا۔ امام فخر الدین رازی اور علامہ قرشی وغیرہ ہیں اور اندلس میں بہی متعدد ہوے جنمیں سب سے زیادہ مشہور ابن زہر اندلسی ابن رشد کا استاد ہے۔ لیکن یہ سب حکما ابن زکریا کے بعد ہوئے فاتح اول وہی ہی اور ان متاخرین پر اوس کو ایک وجہ رجحان کی اور بہی ہے کہ ابن زہر کی تصانیف سے لوگ زیادہ متمتع نہو سکے اوسکی بے نظیر تصنیف کتاب التیسیر کو زمانہ نے اپنی آغوش میں چہپالیا اور ابن سینا کی تصانیف بخوبی مشتہر ہوئیں لیکن علامۂ قرشی وغیرہ نے بے شمار نکتہ چینیوں سے اون کی عظمت کو گہٹا دیا اور ابن زکریا کی تصانیف زیادہ بہی ہیں اور متاخرین کے اعتراضات سے پاک ہیں۔

بقراط کی رائے کے موافق طبیب بننیکے لیئے سات اوصاف کافی ہیں ان میں سے بعض وہبی ہیں اور بعض کسبی ہیں لیکن امام ہونے کے لیئے وسیع واقفیت اور حکیمانہ نقادی کی ضرورت ہے

اس کے لیئے اس فن کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور یاد کرلینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ضرور ہی کہ اولا بدن کے تمام حصوں کی ساخت بخوبی دریافت کرلی جائے ہر ایک عضو کے افعال اور منافع معلوم کیئے جائیں۔ اسکے بعد خوب درستی سے سمجھ لیا جائے کہ عنصری۔ ترکیبی۔ داخلی۔ خارجی موثرات سے ہر ایک عضو میں کیا کیا تغیرات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اور اوس عضو کو دوسرے حصہ بدن سے کیا کیا تعلقات ہیں اس عضو کی تبدیلی سے اوس دوسرے میں کیا کیا تبدیلی ہوجایا کرتی ہے۔ اور باہمی تشابہ اسباب و علامات میں وجوہ امتیاز کیا کیا ہوا کرتے ہیں اور اصلی اور عارضی امور جب جمع ہوتے ہیں توکیونکر یہ اصلی اور عارضی حالتیں متمیز ہوا کرتی ہیں عالم طبیعت کے موثرات کی تحقیق اس طرح کیجائے کہ پہلے بسائط کی صورتیں اور خواص جداجدا معلوم ہوں۔ اوسکے بعد ترکیب معدنی۔ نباتی۔ حیوانی کے حصوں میں دو قسم کا غور کیا جائے اول یہ کہ اس ترکیبی حالت میں خاصیتیں کیا ہیں جو ساخت کا نتیجہ ہیں دوسرے اُن کے اجزا تحلیل کرکے ارضی اور سیال اجزا کے خواص معلوم ہوں اور یہ تمام اُمور صرف کتابوں اور لوگوں کی زبانوں سے نہ اخذ کیئے جائیں بلکہ عالم طبیعت میں ہر ایک کی زبان حال اور اون کی حالت کے صحیفہ سے اخذ کیئے جائیں۔

جب امور مذکورہ کا ملکہ ہوجاتا ہے تو اوسکے بہت بڑے زرین نتائج ہوا کرتے ہیں ایسے شخص کے پاس ایک صحیح میزان اور تقویم ہوا کرتی ہے اوس سے وہ جدید امراض کو جانچ سکتا ہے اور اونکے اسباب کو اپنی تدابیر سے ہٹا سکتا ہو دوسروں کی تشخیص اور علاج کی ناکامی دریافت کرسکتا ہے زمانہ کتنا ہی ترقی کرے اُسکے اُصول کا یقین کم نہیں ہوتا۔ نئی نئی ایجادیں کرسکتا ہے۔ پچھلے تجربوں کا ٹھیک فیصلہ کرسکتا ہے۔

جب اس طرح اُس نے اپنے دماغ میں قیمتی خزانہ جمع کرلیا۔ تو زبان و قلم کے ذریعہ سے اُسکو

صرف کرنا شروع کیا اوس کی شہرت سن سنکر اطراف عالم سے مستعد لوگ اوس سے مستفید ہونے کے لیئے آتے تھے نہایت بیدریغ فیاضی سے وہ اون کی تکمیل کرتا تھا اسطرح اکثر اسلامی ممالک میں اوسکے معلومات پہیلگئے۔

مفید اور طولانی تصانیف میں اپنے معلومات کو منتقل کرنا شروع کیا جنکی وجہ سے تصانیف کی زندگی تک اوس نے اپنے آپ کو زندہ رکہا مرنیکے بعد اوسکے تمام اعضا کو خاک نے بوسیدہ کردیا لیکن اوس کا دماغ زندہ رہا۔ وہ کتابوں کے سودہ کرنے اور صاف کرنے میں نہایت زود نویس تہا جو دماغ کے استحضار اور مضبوطی کی دلیل ہے۔ ان دونوں خدمتوں کے سرانجام کیساتہ پہلے وہ اپنے وطن مالوف کے شفاخانہ کا ناظم رہا اور خلیفہ مکتفی باللہ عباسی کے عہد میں بغداد کے تمام شاہی شفاخانوں کا انسپکٹر رہا اور اون کے اصول علاج کو عالم طبیعت کے مستقیم اور محکم اصول کے مطابق کرتا رہا۔ اور بغداد میں کیمسٹری کا ایک بہت بڑا کارخانہ تہا اوس میں تمام مرکبات کا عقد و حل کرتا رہا۔ اس سے اوسکے تجربہ اور بصیرت میں روزافزوں انکشاف بڑہتا رہا۔

علاوہ ایشیا اور افریقہ کے تمام یورپ میں مدت دراز تک اوسکی تصانیف تعلیم کا رکن رکین خیال کی جاتی تہیں۔ علامہ پطرس بستانی عیسائی عربی انسائیکلوپیڈیا میں تحریر کرتے ہیں وکانت کتبہ مدۃ طویلۃ تعتبر رکنا فی اوربا اوس کے گرانمایہ تصانیف میں سے وہ رسالہ ہے جو دنیا میں سب سے پہلے چیچک اور خسرہ کی تحقیقات اور اس مہلک مرض کے اصول تشخیص اور علاج میں اس ذہین اور نوع انسانی کے غمخوار نے لکہا ہے۔ مسلمانوں کے لیئے اس حکیم کی یہ فراست ہمیشہ تک مایۂ ناز رہیگی۔ امام فخرالدین رازی نے اگرچہ اس بیماری کے ذکر کو جالینوس کیجانب منسوب کیا ہی لیکن مورخین نے فیصلہ کردیا ہے کہ جالینوس کے کتاب کے ترجمہ میں غلطی

ہوگئی تھی جس سے امام کو یہ اشتباہ ہوا حقیقت میں قدما اس مرض سے واقف نہ تھے بروکوپیوز یونانی مورخ نے تحقیق کیا ہی کہ سب سے اول اس بیماری کی تولید ۵۴۲ء میں بمقام پیلوسیوم ہوئی یہ قدیم مشہور شہر مصر میں دمیاط کے قریب تھا اور اوس کے آثار اب تک موجود ہیں اور یہاں سے منتقل ہو کر ۵۶۹ء میں شہر قسطنطنیہ میں نمودار ہوئی اور اوسکے بعد ایشیائی حصوں میں پھیل گئی دسویں صدی عیسوی کے آغاز تک کوئی اس کی تشخیص اور علاج کی طرف متوجہ نہوا اسی صدی کے آغاز میں اس غارتگر وبا کے حملوں کو اوس نے روکا اس حکیم نے اپنی تصانیف الحاوی کتاب المنصوری تقسیم العلل میں اس بیماری کا ذکر کیا ہے لیکن ایک مستقل رسالہ موسوم بہ رسالۃ الجدری والحصبۃ میں اسکے متعلق بحث کا استیعاب کیا ہی۔

علماے فرانس اس نفیس رسالہ کی بڑی قدر کرتے ہیں اور اوسکو متم بالشان سمجھتے ہیں علامہ پطرس تحریر کرتے ہیں وہی رسالۃ نفیسۃ ذات اعتبار عظیم واہمیۃ کثیرۃ عند الافرنج گریک اور لیٹن میں چند بار اس کا ترجمہ ہوا ہے ۱۸۴۷ء میں ڈاکٹر گرینہل نے عربی سے انگریزی میں اوس کا ترجمہ کیا اور انگلستان میں پھیلادیا بالفعل بیروت میں چھپ گیا ہی یورپ سے چند مطبوعہ نسخے منگوائے گئے اور بندقیہ کی لائبریری میں ایک قلمی نسخہ ملگیا انسے مقابلہ کرکے طبع ہوا ہے اور ڈاکٹر فان ڈیک نے اوس میں بعض تحقیقات کا اضافہ کرکر ایک اور رسالہ اوس میں شامل کردیا ہی۔

قدما نے اپنی فضیلت کو تصانیف میں دو قابلیتوں سے ثابت کیا ہے ایک تعمق نظر دوسری منظم وسیع معلومات سے اور اس حکیم کی کتابوں میں دونوں امر موجود ہیں تعمق کی شہادت کتاب الشکوک علی جالینوس سے صاف معلوم ہوتی ہے پہلی صدیوں میں بہت بڑا نشان فوقیت کا یہ تھا کہ اس محقق یونانی کے معلومات عمدگی اور صحت کیساتھ ذہن میں

مرتکز کر دیئے جائیں۔ قانون شیخ کے تمام حصے وہی جالینوس کے ذہن پر وردہ اُصول ہیں
جنکو صفائی اور زیبائی سے عربی لباس پہنا دیا گیا ہے۔ اس حکیم نے صرف یہی نہیں کیا کہ آنکا
ذخیرہ کر لیا بلکہ اون کو معیار پر کشیدہ کیا اور جس قدر حصہ اون میں مغشوش تھا ظاہر کر دیا گیا
متاخرین حکمانے نہایت کوشش کی کہ اون اعتراضات کو دفع کریں۔

عراق میں حکیم عبداللطیف بغدادی نے اور مصر میں حکیم ابن رضوان نے اور اندلس میں حکیم
ابن زہر نے اس فخر میں حصہ لیا اور اوسکا تجربہ کتاب المنصوری سے معلوم ہوتا ہے
کشف الظنون میں کناشۃ المنصوری اوسکو موسوم کیا ہے۔ ۱۰ جلدوں میں ہے یونان اور
عرب کے تمام بلیغ کوششوں کو پہلے بخوبی اندازہ کر کر اس میں ذخیرہ کیا بادشاہ ابو صالح
منصور بن اسحق بن احمد بن نوح سامانی والی کرمان و خراسان کے لیئے تصنیف کیا یہ بادشاہ
برام گور کی نسل سے تھا اور اس حکیم کے وطن مالوف پر اسی کی سلطنت کا سر سبز سایہ تھا
اور اس سے بہی زیادہ ناپید اکنار وسعت او تجربوں کی رزانت کتاب الحاوی سے
معلوم ہوتی ہے جو تیس جلدوں میں ہے۔ یہ کتاب پچہلی صدیوں میں نہایت مہتم بالشان
رہی ہے قدما اور متاخرین کے تمام تجربے اور اپنی تمام کامیاب کوششوں کے نتایج
اوس میں جمع کیئے گئے اور اسکے علاوہ حکمائے ہند کے قیمتی ذخائر اوس میں شامل ہیں کتاب
شرک الہند وغیرہ بہت سے تصانیف ہند کا اوس میں حوالہ دیا گیا ہے اس کتاب کے اکثر
مطالب متاخرین کی تصانیف میں جذب ہو گئے ہیں۔

یہ کتاب طولانی تہی اور عموماً اکثر لوگ اوس کے فیضان سے متمتع نہیں ہو سکتے تھے
اس لیئے کملائے متاخرین نے اپنی فہانت اور مسلسل محنت کو اوسکے اختصار میں صرف کیا
علامہ کمال الدین حمصی نے جنکی وفات سنہ ۶۱۲ میں ہوئی اسکا اختصار کرنا چاہا لیکن ناتمام رہا۔

حکیم مہذب الدین عبدالرحیم نے ساتویں صدی کے اوائل میں اس کا اختصار کیا۔ اندلس میں ہی مشہور حکیم ابن رُشد کے اُستاد علامہ ابن باجہ نے اس کو مختصر کیا اور ایسے گرانمایہ وقت کو اس مفید مشغلہ میں گذارا۔

ابن رضوان مصری جب سولہ سال کی عمر سے پچاس سال کی عمر تک بلاتوقف معلومات کی بلند چوٹیوں کو طے کرتا رہا اخیر میں اپنے لیئے علاوہ علم ادب اور مذہبی چند کتابوں کے حکمای ذیل کی تصانیف کو منتخب کرتا ہے۔ بقراط۔ جالینوس۔ دیسقوریدس۔ روفس۔ اریباسیوس پولس۔ بطلیموس۔ افلاطون۔ ارسطو۔ سکندر۔ ثامسطیوس۔ حکیم فارابی اور ان میں ہی رازی کی کتاب الحاوی کو بھی اوس نے مستثنیٰ کیا ہے باقی کو وہ لکھتا ہے کہ میرے پاس ان کے ماسوے جتنا ذخیرہ ہے وہ اس قابل ہے کہ سب فروخت کردیا جائے یا صندوقوں میں مقفل کردیا جائے لیکن اوسکا فروخت کرنا ہی زیادہ موزوں ہے تصانیف بالا کے علاوہ اور بھی مفید طب کی کتابیں اوس کی مشہور ہیں اون میں سے چند یہ ہیں کتاب الجامع کتاب تقسیم العلل۔ کتاب الاعصاب۔ اور کتاب المفاخر ۱۲۶ ابواب پر منقسم ہے۔

بغداد کے کارخانہ کیمسٹری میں وہ مدت تک فن حل وعقد میں زمانہ صرف کرچکا تھا اور عالم طبیعت کے عجیب تبدلات کا جائزہ لے چکا تھا اسلیئے اون تمام اُصول کیماوی کو کتاب الترتیب میں جمع کیا اور اپنے آقائے سامانی منصور بادشاہ کی پیشگاہ میں پیش کیا پادشاہ نے بہت پسند کیا اوس کا شکرگذار رہا اور ایکہزار دینار نذر کئے۔

طب کے وسیع دائرہ کے علاوہ اوس نے ارسطو کی کتاب باری ارمناس کا جو منطق میں ہے اختصار کیا کتاب السماعیات اور کتاب الخلفا بھی اوس کے عمدہ مصنفات میں معدود ہیں۔

جیسے اس حکیم نے تصانیف بالا سے ثابت کیا کہ عقلی معلومات میں وہ علمی گروہوں کا رہنما ہے
ایسے ہی اوس نے اپنی تصنیف الہیات میں بتادیا کہ علوم الہیہ کے بلند پروازیں وہ شکستہ
پر ہے۔ قوای عالیہ اور ملکات قدسیہ کے تزکیہ کی اوسکو مہلت نہ ملی یا اوسکی ابتدائی زندگی
لہو و نشاط میں گذری تھی اس لیئے وہ بدنی بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد نکر سکا اور نبوت
کی امانت ربانی کا صحیح ادراک نکر سکا حکیم ابن رضوان مصری نے جسکی وفات ۴۵۳ھ میں ہوئی
اوس کی کوتاہی کو ثابت کر دیا اور ایسے ہی نادر الدہر ابن ہیثم نے جسکا انتقال ۴۲۹ھ میں ہوا ہے
اوسکے معلومات کی کمزوری کو ظاہر کیا۔

حکیم ابو ریحان بیرونی ابن سینا کا ہمعصر بھی شکایت آمیز لفظوں میں کہتا ہے کہ میں نے
اوس کی کتاب کو دیکھا جو علم الٰہی میں ہے اوس میں مانی کی تصانیف کیطرف اوس نے
رہنمائی کی ہے خصوصا مانی کی اوس کتاب کی طرف جسکا نام سفر الاسرار ہے اس کا نام
سنکر میں ویسا ہی مشتاق ہوا جیسے کیمیا کا طالب شمس وقمر کے لیئے بیتاب ہوتا ہے اطراف
بلاد میں جو لوگ میرے احباب تھے اون سے میں نے اون کے بہم پہونچانیکی فرمایش
کی اور چالیس سال سے زیادہ اسی شوق و گداز میں رہا۔ خوارزم میں فضل بن سہلان
کے ذریعہ سے ایک مجموعہ دستیاب ہوا جنمیں مانی کی تصانیف میں سے ذیل کی کتابیں
تہیں۔ فرقمطایا۔ سفر الجبابرہ۔ کنز الاحیاء۔ صحیح الیقین۔ تاسیس۔ انجیل۔ شابورقان اور
میری مطلوب کتاب سفر الاسرار بھی تھی۔ اولا اوسکے دیکھتے ہی مجہپر ایسی بہجت طاری ہوئی
جیسے تشنگی سے بیتاب کو آب زلال ملجاتا ہے لیکن آخر میں نہایت کشیدگی پیدا ہوئی میں نے
خدائے تعالے کے قول کو صادق پایا کہ جسکو وہ نور عطا نہیں کرتا اوس میں نورانیت
نہیں ہوا کرتی۔ من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ فوراً میں نے اوسکے ہذیانات کو جمع کیا

تاکہ جو شخص میری طرح اس مرض میں مبتلا ہو اوس کو جلد شفا حاصل ہو جاے فنذا حال ابی بکر یہ حکیم علاج کی نیرنگیوں میں متفرد ہوا ہے اوسکی فطانت نے قدیم طریقہ علاج بالدوا، کو ترک کر کر علاج بالغذا، کی بنیاد ڈالی جہانتک ممکن ہوتا تہا ہر مرض کی مدافعت غذا، سے کرتا تہا اگر دوا کی ضرورت ہوتی تو صرف مفرد دوا کا استعمال کرتا اور مریض کی طاقت کا بہت لحاظ کرتا تہا حکمائے متاخرین نے اسکے اتباع سے بہت فائدہ حاصل کیا اور کتاب الادویہ کیساتہہ کتاب الاغذیہ کا بہی انجام ہونے لگا۔ مشہور حکیم ابن وافد کی شہرت اسیواسطے پہیل گئی تہی وہ اندیشناک مرضوں کو نہایت جلد اور بآسانی دفع کر دیتا تہا واقعی فن طب میں یہ حصہ نہایت اہم ہے اور موجودہ زمانہ کے طبی ترقیات میں اوسکا بڑا حصہ ہے۔

ہم اس حکیم کو بغداد کے کیمیاوی کارخانہ میں دیکہ رہے ہیں۔ میانہ قد ہے قوی ہیکل سر بڑا ہے عربی عمامہ بغیر شملہ کے زیب سر ہے معتدل ڈاڑہی ہے اوسکے سامنے ایک میز ہے جس پر شیشیاں قسقمے وغیرہ رکہے ہوئے ہیں وہ محویت کیساتہہ ایک شیشی میں کوئی محلول شی دوسری میں ڈال رہا ہے اوس کی داہنی جانب اونچی الماری ہے جسکے بالائے حصہ میں صراحیاں شیشیاں وغیرہ رکہی ہیں دریچے کے درجے پردہ سے ڈہکے ہوئے ہیں ایک گوشہ میں برج نما بلند مکان ہے غالباً اس کارخانہ کی بہٹیاں ہونگی۔

آخر میں یہ حکیم نابینا ہو گیا اگرچہ حکیم کے ایسے عوارض میں مبتلا ہونے پر اعتراض کیا گیا ہے لیکن اسباب خارجی یا بنیہ کیوجہ سے طبیب بدنی آفتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

انجام کار ستر سال کی عمر میں سنہ ۳۱۱ ہجری میں وہ دنیا سے رخصت ہوا۔

خوشی پر ایک نظم

جو نظام الدین حسین نظامی بدایونی نے اخوان الصفا شاہجہانپور کی جلسہ میں پڑھی

ہے کوئی دنیا میں خوش بھی یا خوشی معدوم ہے — بر سبیل تذکرہ اک دوست نے اک دن کہا

دوست کی تقریر کو سنکر کیا پہلے سکوت — سوچکر آخر نظامی نے جواب اس کا دیا

ہے وہی خوش جو نہیں ہے قید میں انسان کی — ہے وہ قیدی سے بھی بدتر وقت ہے جسکا بکا

ہے وہی خوش جو کہ اپنی رائے سے کرتا ہے کام — رائے کو اپنی نہ ڈر سے ہے کسی کے چھوڑتا

ہے وہی خوش جسکو ہر دم ہے دیانت کا خیال — لاکھ اور دو لاکھ بھی اوسکو نہ دیں حق سے ہٹا

ہے وہی خوش راستی کو جانتا ہے جو ہنر — اور سمجھتا ہے کہ ہے اللہ کی اس میں رضا

ہے وہی خوش جو نہ اپنی خواہشوں کا ہو غلام — ہے وہی خوش نفس پر جس نے کہ قابو پالیا

ہے وہی خوش جو کہ مرنے کے لیئے طیار ہے — ہے وہی خوش جو نہ کچھ حرص و ہوا میں ہے پھنسا

ہے وہی خوش جو کرے مخلوق سے نیکی مگر — آرزو شہرت کی رکھے اور نہ چاہے کچھ صلا

دوستوں کی جو ترقی پر نہیں کرتا حسد — بے شبہ اصلی خوشی ہیں اوسکو ہے حصہ ملا

ہے وہی خوش علم کی دولت سے ہے جو بہرہ ور — دوست دنیا میں نہیں اوسکا کتابوں کے سوا

شاہ ہے وہ اپنے دل کا گر نہیں سلطان دہر — پاس سب کچھ اوسکے ہے ظاہر میں ہے گو بینوا

چور کا ہے اوس کو ڈر اور ہے نہ کچھ خوف غنیم — اپنی دولت سے وہ بے کھٹکے اوٹھاتا ہے مزا

چاہتے ہو گر خوشی اچھی خوشی سچی خوشی — اپنی ساری قوم کو دو علم کا پتلا بنا

اے نظامی ہے خوشی جب تجھ سے کوسوں بھاگتی
کس لیئے پھر تو خوشی پر نظم لکھنے کو چلا

بنارس ایک مسلمان کی نظر سے

جو شہر کہ اپنی نوع انسان کے ایک بہت بڑے حصہ کے لیئے مقدس اور قابل تعظیم ہو میرے خیال میں ہر شخص کو اُس سے ایک دلچسپی ہوگی اور بنارس ہی اُن چند خوش قسمت شہروں میں سے ہے جنہیں کروڑوں آدمی مقدس مانتے ہیں اور جنکی پرستش اُن کا جزو ایمان ہے۔

اس شہر میں چند خصوصیات ہیں جو اور مذاہب کے مقدس شہروں میں نہیں۔ جروسلم (بیت المقدس) دولتمند نہیں اور مکہ دولت کیواسطے مشہور ہی۔ لیکن بنارس کے لیئے اگر یہ کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہو گا کہ عمارت کے لحاظ سے (عمارت کے لحاظ سے نہیں) یہ اول درجہ کے شہروں میں سے ہی۔ صرف یہی نہیں بلکہ تعیش اور رنگین مزاجی میں بھی اس مقدس مقام کا پایہ سب سے بڑھا ہوا ہی۔ شام اور صبح سنکھ اور گھنٹے بجن اور شلوک اگر ہر شخص کو اس کا خیال دلاتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے کسی بہت بڑے پرتش گاہ میں ہے تو ساتھ ہی کانہ وہ ایسے راگ اور ایسے منظر دیکھتا اور سنتا ہی جنہیں مذہب سے تو کیا اخلاق سے بھی کوئی واسطہ نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مذہب کا نام کسی نہ کسی طرح سے اون کیساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔

دولت اور اصنام پرستی کے ثبوت ایک ایک قدم پر ملتے ہیں۔ جس شخص کو آپ اسکی ظاہری حالت سے غریب اور حقیر خیال کرتے ہیں اور جو آپ سے افلاس زدہ لوگوں کی طرح نہایت گڑگڑا کے باتیں کرتا ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا جب آپ سنیں گے کہ وہی شخص پانچ یا دس لاکھ کا مالک ہی۔ دوسرے محلہ میں جائیے اور آپ دیکھینگے کہ ایک عالیشان مکان ہے جسکا مکین وہی شخص ہی جو ابھی تک آپ کی نظروں میں غریب اور ذلیل تھا۔ دولت کا اظہا

یہاں لباس فاخرہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ تنگ و تاریک مگر سنگین و پختہ اور نہایت وسیع مکانات سے۔ لباس میں سب سے زیادہ خیال اس بات کا رکھا جاتا ہے کہ وہ رامچندر جی کے زمانہ کے لباس سے مشابہ ہو۔ کرتا اور پائجامہ۔ ٹوپی اور جوتہ۔ کوٹ پتلون اور بوٹ یہ سب کلجگ کی چیزیں ہیں۔ اسلیئے وہ بہ اشد ضرورت مچھوں سے ملنے کیوقت استعمال کیجا سکتی ہیں۔ ہر وقت کے لیئے سوسائٹی کا قانون ان کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ دہوتی اور ساڑہی کا ہزارہا سال سے اس شہر کے باشندوں پر تسلط رہا ہے اور نہ معلوم کتنے ہزار سال تک رہیگا۔

اصنام پرستی کے ثبوت کیلیئے بہی کچہہ بہت تلاش اور جستجو کی ضرورت نہیں۔ کسی سڑک اور کسی گلی کو لے لیجیئے۔ اور وہاں ہر دوسرے یا تیسرے مکان کے بعد آپکو ایک مندر ملیگا۔ جو گو بظاہر معمولی معلوم ہو لیکن عظمت و تقدس میں کسی مندر سے کم نہوگا۔ ہندوستان کے ہر حصہ سے عقیدت مند ہندو اس مندر کی پوجا کیلیئے آتے ہیں اور نہایت لجاجت سے اُس مندر کی دیوی یا دیوتا کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ انکی حاجات پوری نہیں ہوتیں۔ اسلیئے وہ کہتے ہیں کہ پھر کیوں وہ دوسرے سال زیادہ عقیدت سے نہ آئیں۔ ایسے مندر بہی ہیں جنکی عمارت خوبصورت ہے اور انکی تعداد کچہہ کم نہیں ہیں انکا حال بیان نکرونگا کیونکہ اسکے لیئے بہت سے صفحات درکار ہیں۔

شہر کی قدامت بہی تعجب انگیز ہے۔ اتنا کہدینا کافی ہے کہ بابل۔ اور نینوا۔ اور کارتیج اور قدیم ایتھنز و روم‌ۃ الکبریٰ کا یہ شہر ہمعصر رہچکا ہے۔ یہ سب اپنی عمریں گذار کر چلے گئے۔ ان میں سے اکثر کا نام و نشان بہی باقی نہیں۔ اور اگر ایک آدہ باقی بہی ہے تو ضعف اور ناتوانی کی حالت میں۔ مگر کاشی اوسی آن و بان سے ابتک موجود ہے اور نئی پود یعنی لنڈن و پیرس اور نیویارک وغیرہ کا ساتہہ دے رہا ہے۔ ہندوستان میں یہی ایک بڑا شہر ہے جو حملہ آوروں کے دست برد یا خانہ جنگیوں کے مصائب سے بچا رہا ہے۔ فاتح یہاں بہی آئے مگر اپنے غصہ کو کم کر کے۔ بنارس نے مصیبتیں بہی جہیلیں مگر دلی کیطرح پے در پے

نہیں۔ قنوج وکالپی تو مصائب کا مقابلہ ہی نہ کر سکے۔ آج سیاح صرف تاریخ میں انکا حال پڑھکر انکے کھنڈروں کو دیکھنے جاتا ہی۔ مگر بنارس میں گذشتہ اور موجودہ دونوں دلچسپیاں ہیں۔ اس لیئے سیاح صرف مورخانہ حیثیت سے نہیں آتا۔ یہاں وسے سنہ ۱۵۹۹ مسیح و سنہ ۱۵۹۹ قبل مسیح پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔

صرف یہی وہ شہر ہی جو دنیا کے بڑے مذاہب کا خیر مقدم کر چکا ہی۔ برہمنوں کے مذہب کا تو گویا یہ منبع ہی ہی۔ اور دنیا کے اس بڑے ریفارمر (گوتم بدھ) نے (جسکے پیرو اسوقت دنیا میں سب سے زیادہ ہیں) ۵۹۰ قبل مسیح میں اپنا وعظ بنارس ہی میں شروع کیا تھا۔ اور یہیں سب سے پہلے اوس نے نروان اور روح کو جسم کی متواتر قید سے آزادی حاصل کرنیکی تعلیم دی۔ پھر مسلمان اپنی توحید لیکر آئے اور جہاں کروڑوں خداؤں کی پرستش ہوتی تھی اور ہوتی ہی۔ وہاں وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت بھی ہونے لگی۔ اورنگ زیب کے طریقے پسندیدہ نہوں لیکن اسمیں شک نہیں کہ اسکی وجہ سے گھاٹوں اور مندروں کے وسط میں ہر روز دہنیرا کی مسجد میں پانچ وقت توحید کی دعوت بھی دیجاتی ہی۔ اور اب تثلیث بھی اپنے دلائل پیش کر رہی ہی اور بزعم خود نجات کیطرف بلا رہی ہے۔

بنارس کے دریا کا منظر مشہور ہی۔ اور اسمیں شک نہیں کہ یہ منظر عجیب ہی۔ دریا کے بالکل کنارہ بلکہ حد تک دریا میں عالیشان اور خوبصورت عمارتوں کا ہونا۔ اور ان عمارتوں کا دریا کے خم کیساتھ خم کھانا۔ ان گھاٹوں پر ہزارہا آدمیوں کا گنگا جل میں نہانا۔ اور طلوع آفتاب کیوقت نہایت عقیدت سے سورج دیوتا کو پانی چڑہانا۔ سیکڑوں کشتیوں کا دریا کے کنارے کنارے پھرنا ایک عجیب لطیف نظارہ ہی۔ ایک انگریزی سیاح نے اس نظارہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے
جب میری کشتی کنارے کنارے جا رہی تھی تو مجکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں ایک نہایت پر لطف

مگر پیچیدہ خواب دیکھ رہا ہوں جو ہر لحظہ بدلتا رہتا ہو" یہاں ایک بات سے مجھے نہایت تعجب و افسوس ہوا۔ میں نے گھاٹوں پر دیکھا کہ مرد اور عورت ہر گھاٹ پر ایک جگہ نہاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہندو بھائی بھی اسے ناپسند کرتے ہونگے اور غالباً ہندو مذہب میں بھی اسکی کوئی تاکید نہ ہوگی کیونکہ میں نے اور شہروں میں دیکھا ہو کہ عورتوں اور مردوں کے گھاٹ جُدا جُدا ہوتے ہیں۔

برہمنوں کا یہاں بہت زور ہو تاہم یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہاں ہندو نئی تعلیم کی طرف مائل نہیں۔ یہاں آکر مجھے معلوم ہوا کہ ہندو کس قدر ترقی کئے ہوئے ہیں ایک لائبریری میں میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ گیروے رنگ کے کپڑے پہنے اور جوگی بنے پاینیر وغیرہ انگریزی اخبارات پڑھ رہے ہیں۔

میں "ہندو کالج" میں بھی گیا۔ اور پرنسپل صاحب سے ملا۔ پرنسپل ڈاکٹر رچرڈسن پی۔ ایچ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی) ہیں۔ اُنہوں نے ہندو دھرم اختیار کرلیا ہو اور اپنی زندگی کالج کیلیئے وقف کردی ہو (کاش ہمارے کالج کے لیئے کوئی مسلمان ہی ایسا کرے) مسٹر بیسنٹ نے جو اس کالج کے بانی ہیں اپنی ایک اسپیچ میں کہا تھا کہ ہندو کالج۔ محمڈن کالج علیگڈھ کے ڈھنگ پر ہوگا۔ اس لیئے مجھے اُسکے دیکھنے کا اور بھی شوق ہوا۔ ہز ہائنس مہاراجہ بنارس نے ایک بڑی کوٹھی کالج کو مفت دیدی ہو جس میں ٹرسٹیان کالج تغیر و تبدل کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہو کہ بہت جلد وہ کالج کی عمارات وغیرہ پوری کرلیں گے کیونکہ ہندوستان کے ہر گوشہ بلکہ یورپ سے اُنہیں مدد مل رہی ہے۔ (ایک ہم غریب مسلمانوں کا کالج ہو کہ ۲۵ برس گذر گئے اور اُسکی بہت سی عمارتوں کی بنیاد بھی نہ اُٹھی) پرنسپل صاحب سے معلوم ہوا کہ مسلمان اس کالج میں تعلیم نہیں پا سکتے۔ میں نے نہایت افسوس کیا اور پوچھا کہ اُنکے محروم رکھنے کی کیا وجہ ہو تو معلوم ہوا

کہ مسلمانوں کے داخل ہونیسے مذہبی تعلیم میں ہرج پڑیگا۔ بہرحال مجھے یقین کرنا چاہیئے کہ اس امر کا محرک تعصب نہیں۔

مسلمانونکو اور میرے خیال میں فارسی شاعری کے دلدادونکو بنارس میں خاص طور پر دیکھنے کی جگہ وہ بھی ہی جہاں ایران کا غریب الوطن شہزادۂ اقلیم سخن کا بادشاہ علی حزیں پڑا سوتا ہی۔ اور پابندی ہو انکی اس عہد پر قایم ہی کہ ع ازبنارس نروم معبد عام است اینجا ہر برہمن پسر لچھمن و رام است اینجا میں اسکی حیثیت سے وہاں گیا۔ مگر مجھے یہ دیکھکر کسقدر رنج ہوا کہ انکا مزار آس پاس کی کل قبروں سی گھٹا ہوا ہی جنمیں معمولی بلکہ بدنام آدمی مدفون ہیں مزار کے پاس ہی ایک عمدہ قبر ہی میں نے یہ خیال کیا یہ علی حزیں کی قبر ہی کتبہ سے معلوم ہوا کہ کسی مغنیہ کی ہی اس سادہ مزار پر یہ موثر اشعار کندہ ہیں۔

حزیں از پائے رہ پیمابسے سرگشتگی دیدم سر شوریدہ بربالین آسایش رسید اینجا
زبان دان محبت بودہ ام دیگر نمیدانم ہمی دانم کہ گوش از دوست پیغامی شنید اینجا
روشن شد از وصال توشبہائے تارما صبح قیامت است چراغ مزار ما

شاید ہندوستانمیں ہرجگہہ مسلمان ایسے مہمان سمجھے جاتے ہیں جو اپنے وقت سے زیادہ ٹھیر چکے ہیں لیکن بنارس میں تو انکی حالت اس سے بھی بدتر ہی۔ یہاں وہ مہمان ناخواندہ معلوم ہوتے ہیں۔ شہر میں چند ہی صورتیں مسلمانونکی نظر آتی ہیں اور بھی علاوہ ایک آدہ استثنا کے خستہ حالت میں ہیں۔ اسیطرح مسجدیں ہیں مگر نمازی نہیں۔ شہر میں اگر کوئی اعلی درجہ کا مکان دکھائی دے تو فوراً سمجھ لیجیئے کہ مسلمان کا نہیں بنارس کی ساڑہیاں اور روپٹے بننے والے مسلمان ہیں اور یہ خوشحال خیال کیئے جاتے ہیں مگر اب روز بروز انکی حالت خراب ہوتی جاتی ہی۔ غرضکہ ہندوونکے سوا یہاں کی آب و ہوا کسی کو راس نہیں آتی

ذیل کا مضمون ہمارے پاس بغرض اندراج میگزین پہنچا ہی ہم اسکو بجنسہ شایع کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ نہ فقط مسلمانان بنگال۔ بہار و اوڑیسہ ہی بلکہ تمام ہندوستانکے مسلمان اسکو بنظر غور ملاحظہ فرماوینگے

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

بخدمت ایڈیٹر صاحب۔ مسلمانان بنگالہ کیلئے نہایت خوشی کا موقع ہے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ عنقریب دارالامارۃ میں ہونیوالا ہے۔ بارہ سال سے ایسے جلسے ہندوستان شمالی کے مشہور مشہور مقامات میں ہوتے چلے آئے ہیں اور ان سے مسلمانوں کی تعلیم کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے۔ امید قوی ہے کہ اس کانفرنس کی تجاویز مسلمانان بنگالہ کے حق میں بھی بہت مفید ثابت ہوں گی۔

یہ ظاہر ہے کہ تعلیم دنیوی کے لحاظ سے مسلمانان ہند چند ایسی وجہوں سے جو سب پر روشن ہیں ہندوں کے اور معزز قوموں سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جب فارسی کچہری دربار کی زبان تھی مسلمان بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر ممتاز تھے اور وکالت اور دوسرے پیشوں میں بھی انہیں کی کثرت تھی۔ مگر سرکاری دفاتر میں جب انگریزی مروج ہوئی ہمارے ہموطن ہندو بھائیوں نے فوراً اس زبان کو خوب سیکھ لیا کیونکہ زندگی میں فروغ حاصل کرنیکے لیئے اب یہ نہایت ضروری ہو گئی۔ لیکن ہمنے اپنی پرانی تعلیم کو نہیں چھوڑا اور گورنمنٹ کے منظور شدہ طریقے سے کنارہ کش رہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے انقلاب زمانہ کا کوئی خیال نہیں کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سرکاری ملازمت میں ہندوں کے مقابلہ میں وہ اپنے حقوق قایم نہ رکھ سکے۔ اور اب ایسے بہت کم نظر آتے ہیں جو سرکاری دفاتر میں یو قار عہدوں پر ممتاز ہوں۔ دوسرے پیشوں میں بھی انکی تعداد بہت ہی کم ہے۔ پس انگریزی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنیکے سبب سے مسلمانوں نے اپنا بہت بڑا نقصان کیا۔ اس افسوسناک حالت کو رفع کرنا سرسید احمد خان مرحوم کی مفخر زندگی کا اصل منشا تھا۔ انکو خدا نے گویا مسلمانوں کی تعلیمی اصلاح ہی کیلیئے پیدا کیا تھا۔ انہوں نے

مسلمانوں کے اُس تعلیمی تنزل کو جو اُنکے سوشل اور پولیٹکل ادبار کا باعث ہوا ہی خوب محسوس کیا اور اپنی حین حیات تک ہمیشہ دلی جوش کیساتھ انکی تعلیم اور بہتری کے لیئے کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے صرف اپنا مال اور قوت ہی نہیں بلکہ اپنی جان بہی اپنے ہمقوموں کی خدمت میں وقف کر دی اس غرض کے حاصل کرنیکے لیئے بہت سی تدبیریں کیں۔ اور ایک کانفرنس بہی قایم کی جسمیں تعلیم یافتہ مسلمان ہر سال اس بات کے دریافت کرنیکے لیئے جمع ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں کیا کیا وجوہات مانع ہیں اور انکا دفعیہ کن ذریعوں سے ہو سکتا ہی۔ کانفرنس کی اگلی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے ہندوستان شمالی کے مسلمانوں کو بہت کچھ فایدہ پہونچا ہی اسمیں انکار نہیں ہو سکتا ہی کہ بنگال کے مسلمان شمالی ہندوستان کے ہم مذہب بھائیوں سے بہت پیچھے ہیں جنہوں نے تعلیم میں معتد بہ ترقی کر لی ہی۔ میں امید کرتا ہوں کہ کلکتہ کی کانفرنس ان امور کے دریافت کرنیمیں ضرور کامیاب ہوگی کہ بنگال کے مسلمان بحیثیت اپنی آبادی کے اس صوبہ کے مختلف تعلیم گاہوں میں کیوں شریک نہیں ہوتے اور انمیں تعلیم پہیلانیکے کیا کیا وسیلے کارگر ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کیلیئے ایک خاص یونیورسٹی قایم کرنیکے بارے میں بہی اس کانفرنس میں ایک بحث پیش ہوگی۔ یہ تجویز کیگئی ہی کہ علیگڈہ کالج کو جو سر سید احمد خاں مرحوم کی بیغرضانہ کوششوں کا ایک قایم رہنیوالا یادگار ہی یونیورسٹی کے درجہ پر پہونچایا جاوے۔ مسلمانوں کی یونیورسٹی کوئی نئی چیز نہیں ہی۔ مسلمان ہی علم و تہذیب کے اسوقت حامی تہے جبکہ یورپ بے علمی کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تہا۔ جہاں کہیں عرب گئے وہ اپنے ہمراہ اپنے فنون و روشن خیالی لیتے گئے۔ علم و فن کے متلاشی دور دراز ملکوں سے قرطبہ۔ غرناطہ۔ و بصرہ و بغداد کے دار العلوموں کیطرف دوڑتے تہے۔ خلفائے عباسیہ کی بارگاہیں اُسی تیرہ و تار اور بے علمی کے زمانہ میں روشن خیالی اور علوم کا مرکز تہیں۔ آخر زمانہ میں بہی غزنین اور دہلی میں یونیورسٹیاں موجود تہیں۔ مسلمانوں کی سلطنت کے زوال کیساتھ ہی ساتھ یہ تعلیم گاہیں بہی نیست و نابود ہو گئیں اور روشن خیالی کی روح بہی پرواز کر گئی اغلب ہی کہ ہندوستان میں مسلم یونیورسٹی کے قایم ہونیسے ہندوستان کے مسلمانوں کی گذشتہ زمانہ کی شان و شوکت پہر یاد آجاوے

اور اُن میں علم و روشن خیالی کی روح پھر تازہ ہو۔

یہ بات غور کرنیکے قابل ہے کہ مجوزہ یونیورسٹی ہندوستان کی موجودہ یونیورسٹیوں سے کہیں زیادہ مفید تعلیم گاہ ہوگی اسمیں صرف امتحان ہی نہیں لیا جائیگا بلکہ تعلیم بھی دیجائیگی علاوہ بریں مغربی مشرقی دونوں تعلیمی طریقوں کا ضرور لحاظ رکھا جائیگا۔ اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ ہندوستان کے مسلمان ایسی ایک یونیورسٹی سے جو خاص ان کی ضرورتوں کو پورا کرنیوالی ہو فائدہ عظیم اوٹھائینگے۔ پس کل بہی خواہان قوم پر واجب ہے کہ اس کار عظیم کی کامیابی میں حتی الوسع کوشش کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانان بنگالہ ایسے ایک موقع پر اپنی ذمہ داری کا پورا لحاظ کرینگے تاکہ کلکتہ کی کانفرنس دار السلطنہ ہندوستان کے شان کے مطابق ہو۔ اور یہ مستعدی میں کمی نہو تمام روشن خیالان قوم اسوقت ذاتی مخاصمتوں اور پارٹی فیلنگ کو دور کریں اور سب ملکر اس کام میں مدد دیں اس جلسہ میں مسلمانان بنگال و بہار و اوڑیسہ کو کثرت سے شریک ہونا چاہیئے ان صاحبوں کو ہرگز ایسا موقع ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے جسمیں کہ وہ ہندوستان کے مختلف حصص کے تعلیم یافتہ بھائیوں سے مل سکیں اور ان سے ان تجاویز پر بحث کر سکیں جس سے مسلمانوں کی سوشیل و پولیٹکل اور زیادہ تر تعلیمی حالت کی ترقی وابستہ ہے۔ الغرض یہ امید کی جاتی ہے کہ جو اپیل کمیٹی انتظامیہ نے شائع کی ہے اس کی دل سے داد دی جائے گی۔ اور ہر ایک فرد قوم اپنا فرض اس طرح ادا کرے گا اور کانفرنس کی پوری کامیابی میں ایسی کوشش کریگا کہ اس کی قومی ہمدردی قابل تحسین ہو۔

کلکتہ

۲۵- اکتوبر ۱۸۹۹ء

عبد الکریم

سینیر سکرٹری کانفرنس کمیٹی کلکتہ

اشتہار

جناب عالیہ متعالیہ ہز ہائنس نواب بیگم مرشد آباد و تاج ہند نے ایک انعام دس اشرفیوں کا اور دوسرا پچیس اشرفیوں کا اس غرض سے مقرر فرمایا ہے کہ یہ انعام اون صاحبوں کو دیا جائے جو اُردو زبان میں تعلیم نسوان کے متعلق ایسے تحریر تصنیف فرمائیں کہ منجملہ اور مضامین کے اس تحریر میں (۱) مختصر و مدلل بیان تعلیم نسوان کا زمان سابق اور حال میں مذکور ہونا چاہیئے۔ (۲) نقلی و عقلی دلائل تعلیم نسوان کے جائز اور پر ضرور ہونے میں مندرج ہونا چاہیئے (۳) اور طریقہ تعلیم نسوانکی بابت عملی تدابیر کی تفصیل جس سے مفید تعلیم دیجا سکے منضبط ہونا چاہیئے ان تحریروں کے امتحان کے لیئے پانچ حضرات منتخب کیئے جائینگے۔ اور جو تحریر سب سے عمدہ ہوگی وہ آیندہ جلسہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ میں پیش کی جائیگی۔ اور اوس کی نسبت ایک ریزولیوشن کانفرنس میں تحریک کی جائیگی۔ یہ تحریر رسالہ کے طور پر ہو۔ اگر چھاپی جائے تو ۰۰ صفحہ ا ڈیمی و بے کم نہو۔ ۷۔ دسمبر ۱۸۹۹ء تک مشتہر کے پاس تحریریں پہنچ جانا چاہیئے۔ اس کے بعد بسبب ضیق وقت کے منظور نہو گی۔

کلکتہ رڈن سٹریٹ نمبر ۱
مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء

المشتہر
خان بہادر میرزا شجاعت علی

Advertisements.

WANTED.

Wanted two Mohammedan teachers for the Sharwani School.

1. Of not less qualification than an Entrance Pass, pay from 17 Rs to 20 per mensem.

2. Of not less qualification than a Middle Pass, pay from 12 to 15 Rs per mensem.

Apply at once to

SAADAT ALI KHAN,

HEAD MASTER

Aligarh. *CHARRA.*

Dec. 15th.

The Muhammedan Patriot

Living in a civilized country at the fag end of the nineteenth century when education and enlightenment are making such rapid strides tending to illustrate the survival of the fittest, the influence of a journal of Literature, Politics and Society in every centre cannot but be a boon specially to backward and impoverished races whose scope of knowledge is limited and means still more so, to enable them to launch out an organ which would, while instructing the mass and the rising generation help to ventilate and co-operate sympathetically with their fellow subjects and locally with the Government.

Bearing in view all the above conditions and seeking to remove the disgrace and apathy exhibited by the educated Mohammadans in the non-existence of a secular and independent paper to give utterance to the sentiments of millions of subjects in N.-W. P. & Oudh, The Central Provinces, Central India and Rajputana, it is proposed to start a weekly paper called the "Mohammadan Patriot" from the 1st November 1899, and to bring it within the reach of all, the amount of annual subscription has been fixed at 6 Rupees including postage. The Muhammadan Patriot will stand for light against darkness, for reason against superstition, for justice against prejudice, for peace against sedition.

Intending subscribers are requested to communicate and send their annual subscription to

Bareily
N.W P
10-4-1899.

HAJI RIAZUDDIN AHMAD,
Late Sub-Editor "The EXPRESS"
Lucknow.

Tennyson's Complete Works ... ... Rs. 2 0

Readings in English Literature 1 8

Graphic-Stories of Sailors 1 4

Am I Well or Sick; a handbook for Everyone by Louis Kuhne 0 3

"A SANSCRIT ENGLISH DICTIONARY" being a Principal Handbook with Translation, Accentuation, and Etymological Analysis throughout, complete by *Arthur A. Macdonell, M. A. Ph. D.* Professor of Sanscrit in the University of Oxford, Pages 334, Price Rs.22. Now Reduced to Rs. 3 8

CLEARANCE SALE.

The undermentioned Books of the value Rs 7 given for Rs.2-0; Anglo Indian High School Grammar Book IV for the use of Students preparing for Matriculation Examination by J. C. Nesfield, 120 pages 1 4

Aids to the Study of English History, 50 pages 0 2

Bombay Matriculation Physical Geography, 31 pages . 0 2

Methodical Solutions of three hundred Problems in Science (Mechanics and Chemistry), 110 pages ... 1 0

Macaulay's Horatius with Notes and Paraphrase by Sharp 0 6

Graduated Exercises in Euclid Book I, with Solutions ... 0 6

Green's Readings from English History, Part II 0 12

Do. do do Part III . 0 12

Bernard Smith's Examination Papers in Arithmetic with answers ... 1 0

Do. Exercises in Arithmetic with answers . 1 4

USEFUL BOOKS

Peterson's English Idioms and how to use them, 380 pages, 1 0

Pear's Cyclopædia containing (1) English Dictionary, (2) General Knowledge; (3) Dictionary Synonyms. (4) Desk Information, (5) Gazetteer of the World; (6) Atlas of the World; (7) Dictionary of Cookery; (8) Flowers, (9) Medical Dictionary, 736 pages, cloth bound 0 14

Atlas and Dictionary bound together containing ;— 40 full page Maps with Simple Index. 64 Photographic Views 160 Pages, Pronouncing Dictionary with Simple Index

The Secret of a Clear Head 0 5

The Secret of a Good Memory .. -- 0 5

How to talk Correctly 0 5

Cassell's Commercial Correspondence 0 12

Macmillan's Simple Essays 1 4

Beeton's Complete Letter Writer 0 9

Webster's International Dictionary... ... ...16 12

Do. Condensed Dictionary 2 0

Ogilvie and Anandale's Student's English Dictionary ... 4 4

Stormonth's Etymological English Dictionary 4 4

Chamber's Etymological English Dictionary 2 0

Dixon's Dictionary of Idioms and Phrases 2 0

The Royal English Hindustani and Hindustani English Dictionary 2 8

the soldiers secured a second goal and the result stood (3-2) for College.

In this match A. Qader. played well as full back Zoman played with dash and pluck and was the chief cause of our success.

(3) The 3rd and 4th maches were played on the same date against the soldiers.

The following members represented the 1st side Zoman Mahdi Khan, Islam Hamid, Ziffru Omar, Hamid Husain and Qader Beg (forwards) Ibrahim Samad, Sadique (half backs) Abdul Qader and Majid Khan (Full backs), Mahfooz Ali the goals.

The ball was started by the M. A. O. forwards and after a hard struggle of some 10 minutes Islam Hamid got a goal for us. The second goal soon after followed shot by Zoman. In the 1st half the result stood (2-0) for us. In the 2nd half the soldiers as well got one goal and the result stood (2-1) in the end. The soldiers were the best team we met in the season.

2ND TEAM

(4) Amir Husain, Bashir Ali, Ali Raza, Mahmood Hassan and Abdul Hamid (forwards) Alla Dad Massoom Ali, Said Husain (½ backs) Noor-ullah Shah, Abdul Mutalib (Full backs) Irfon Ali in the goals.

This match was drawn owing to the defensive game that the soldiers played.

We are glad to report that our new professor Mr. Gardner Brown takes a keen interest in the foot-ball game and plays with us on most days.

By the order of the Principal S. Abdul Qader and Mohd Hyat Khan are appointed dumb-bell lieutenants for I and III. year classes.

ABDUL MAJID KHAN,

Foot-ball Capt.

The soldiers arrived late, but the game was started as soon as they arrived The ball was started by the M A. O. forwards, and the opponents goals [was soon attacked, but with little effect, as the soldiers played more of a defensive than of an offensive game; our forwards were often puzzled by the opponents back, who was not a good player but a good kick After a long struggle our forwards cleared away the ball through their backs, and Qader Beg, shot a goal for College from a pass by Zoman, and the score stood (1-0. The Half time was called after a short time, and in the 2nd half Mr Tipping made several attacks but was not properly helped by others except by Zaman and Qader Beg. In the end of the 2nd half, our forwards again worked up to the opponents goal, and the 2nd goal was shot by Qader Beg by successive passes from Zoman and Bashir, and the result stood (2-0). Abdul Qader played a bold game throughout

(2) The second match we played from 2-30 to 3-30 P. M. on our home field, and the following members made up the eleven:—

Zaman Mahdi Khan, Amir Husain Zaffar Omar, Qader Beg and Hamid Husain forwards)

Ibrahim, Abdus and Sadique Ali, (Half backs) Abdul Qader and Abdul Majid Khan, (Full backs) Mahfooz Ali in the goals

The ball was kicked off by the soldiers Throughout our forwards showed some good combination in this match but the soldiers were first to get a goal The ball was restarted from the centre and a corner fell to College, which was put by A. Majid and successfully shot by Qader Beg, by a pass from Zoman. The second goal as well soon followed the first one by Qader Beg. Soon after the Half time was called and the sides were changed. In the 2nd half the soldiers made many attacks but to little effect Again the College forwards made a determined rush and the 3rd goal was shot by Zaffar Omar. The game seemed very interesting to the last, and one minute before the time was called

M. A. COLLEGE, ALIGARH.

Said Mohamed Khan b Hobbes ..	42
Abid Hossain c. Alexander b Holman	12
Shafkat Hussain c Cooker b Holman	24
Ahmed Ali l. b. w b Lawson .	18
Jalil-ur-Rahman c. Warry b Adamson	0
Ashfaq Hossain b Law ...	19
Mohamad Mohsin c and b Cooker .	20
Fyaz Hussain b Alexander .	
Nawab Ali Not out ..	12
Mohmed Ayub b Adamson .	0
Akram c. Pollock b. Adamson	25
Extras ..	11
Total	206

Another interesting match of the Zahur Ward Eleven took place at Delhi The youngsters scored 103 and the Jome Eleven scored 49 in the 1st Innings And 50 in the 2nd Innings. Thus our boys defeated the Shahzad Club by an innings and 3 runs.

SYED ALI HASSAN,

General Captain.

Foot-ball.

We played four foot-ball matches against the soldiers, during the past fortnight.

(1) The following members represented the College XI in the first match

L. Tipping Esq , Zaman Mahdi Khan, Qadir Beg, Amir Husain and Abdussamad, (forwards Abdul Qadir, Abdul Mutalib and Bashir Ali, (Half backs) Ali Mohammed Khan, Abdul Majid Khan, (Full backs) Mahfooz Ali in the goals.

Cricket.

We were invited by the Meerut Club to play a match but we could not send our 1st Eleven. The School Team with 4 of the College boys composed the team. This match was played at Meerut on the 9th inst. and after a pleasant game ended in a somewhat easy victory for the visiting team by an innings and 18 runs For the home team, Alexander, Cooker, Comyn battled well, for the visitors said Mohamad Khan and Ahmed Ali batted in capital form, while Abid and Shafkat bowled through out the two innings with great success. Appended is the full score.

MEERUT.

	1st Innings.			2nd Innings..		
Rev. A. M. Kuwan	b	Shafkat	19.	b	Abid ..	10
Captain Hobbes	b	Abid	0.	b	Shafkat .	8
Mr. L. J. Comyn	b.	Shafkat	12	b	Shafkat .	17
Mr. S. M. Lawson	b.	Abid	10	b.	Shafkat	0
Major Adamson	b.	Abid	8	b	Abid	2
Mr. W. S Alexander	c b.	Akram Abid	34.	c b.	Ashfak Abid	16
Mr. V. A. Cooker	b	Shafkat	29	b.	Shafkat	0
Major Young	b.	Shafkat	1	c b.	Ashfak Abid	2
Major Pollock	c. b	Shafkat Abid	1.		Not out	10
Sergeant Warry	c. b.	Ahmed Ali Shafkat	0.	b	Abid	9
Dr. Holiman		Not out	0.	b	Abid	0
Extras			5.		Extras	5
		Total ...	119		Total .	79

Abdul Qadir Khan, B A who were elected Vice-President and Secretary respectively; we congratulate them and their "cabinet" and wish them success. The members of the new select Committee are:—

Mohammed Mohsin.
Abul Hasan.
Nasir-ud-din Hyder.
Riaz-ud-din.
Shakir Ali.
Abdul Hameed.

Hyder Hasan has become an ex-officio member of the select Committee.

SAJJAD HYDER,
Ex-Honorary Secretary.

Ikhwanussafa.

A general meeting was held in the S U. Club on the 29th October, 1899.

Brother Gholamussaqlain read a paper on "Life." In a short but effective speech he asked the brethren and the students of the College to take a lively interest in the affairs and well-being of the Society. The rules were read and objects of the Club were explained.

About one hundred students were present: the following gentlemen have been elected as the brethren of the Ikhwanussafa:—

1 Syed Hamid Hosein.
2. Mohamad Fariq

MOHAMAD ASGHAR,
Hon. Acting Secretary.

the limits of the British Empire, Mohammadans might well find their fullest development and enjoy a religious toleration which they themselves practised while Europe was still persecuting. If the British Empire was a Christian Empire, it was also a Mohammadan Empire and there was every reason why each should co-operate for the others good. Their College owed its success its very existence to the confidence that existed between a Mohammadan and a Christian, to the friendship that existed between Sir Syed Ahmed Khan and Mr Beck, and this is only one of many instances. Differences will and must always exist but there was no reason why Mohammadans and Christians should not live in friendship side by side and co-operate for one anothers good.

Mr. Morison who followed said that, while in England during the present year, he had had an interesting talk with Lord Cromer about the prospects of the Mohammadans. Lord Cromer as they all knew, had administered the affairs of Egypt with conspicuous success during the past 16 years; he was, moreover a great admirer of Sir Syed Ahmed In his opinion no section of Mohammadans shewed such promise as those of India. And he would have them remember that Aligarh was the centre of enlightenment and progress of the Mohammadans of India; it had an influence that was increasing and spreading rapidly and it was influence tended always towards the amelioration and advance- of the Mohammadans of India Council honoured the meeting by his presence, and by giving his opinion on the subject. Sajjad Hyder, Mohammed Hyat, Ashraf Ali, and Mohammed Athar also spoke.

The meeting closed with three cheers for the Hon'ble and distinguished visitor.

On the 18th November, the old order changed, yielding place to the new, Ali Hasan, the Vice-President and Sajjad Hyder, Secretary gave over charge to Mohammad Hyat and

even worse In speakers he had only one supporter, and six opposers, as to voters, 11 voted for him, while not less then 90 went against him This debate will ever be remembered in the history of the club as it enjoyed a unique distinction, the Hon'ble Mr. Raleigh, legal member of His Excellency the Governor-General's Executive taking part in it The whole house was elated to find that he was against the motion.

Mr Raleigh said that before he spoke of the matter before the house, he would, with the permission of the President like to express his satisfaction at being present at the debate and the pleasure with which he had listened to the speakers who had preceded him. He knew there were some people who disapproved of such debating societies on the ground that they taught young men to talk a lot of nonsense about subjects of which they knew nothing He was afraid there was a good deal of nonsense talked in debating societies, at any rate such had been his experience at Oxford and at Cambridge. But he had found that whenever nonsense had been talked there had always been some one present who pointed out the fact, and he hoped that in this Society too whenever a member got up and talked nonsense there would always be some one who would firmly but courteously point out to him what nonsense he was talking. So long as this most wholesome corrective was in operation, he was convinced that such a society would continue to be not a harmful thing but an agent for good.

In regard to the subject before the house, he would like also to say a few words. People in speaking of Mohammadan States and natives were sometimes apt to forget that the greatest Mohammadan State in the world was not Turkey, nor Persia, but England, and that the welfare of the Mohammadans of India was inseparably bound up with that of the British Empire. The British Empire had not yet begun to go down hill and he therefore saw no reason why the Mohammadans should despair. Within

Madam Blavatsky, and Mrs. Annie Besant who profess to know more about the fate of the nations and individuals, than we poor mortals can ever dream of. And yet we can boast of possessing a member, who has been outbidding the Mahatmas in oracular declarations Mr. Mohamed Asghar is our Mahatma and he says that the "Mohammedans shall never rise again" There was a tremendous gathering of eager members, all of whom were eager to hear his arguments And the mover, it cannot be denied, made a very good stand, and supported his proposition with strong arguments But the members, refused, as was natural, to believe that the hand of fate will not relent in their favour, and that destiny had singled them out (all of the members present, being Mohammedans) for perpetual degradation, or worse still for eventual extinction. So there was a general outcry against the motion and Mohamed Hyat voiced the feeling of the whole audience when he said that he was sure the Mohammedans will make progress, And the support he gained in speakers was not meagre, Abdul Hameed, Sahibzada Aftab Ahmed Khan, B. A. Barrister-at-law Mohamed Abbar, Ashrar Ali, B. A Latafat Hosain, all protesting vigorously against the proposition. In spite of all this, however, there were three gentlemen, Khowayab Ghulam-us-Saylain, B A L. L B Inspector of Schools, Gulbarga, Hydrabad Deccan, and an ex student of the College, Mohamed Yakub and Samuddin, who regarded the outlook for the Mohammedans as gloomy as the proposer represented it to be On a division, it was found that notwithstanding the predictions of the mover to the contrary the members were sanguine in the hope that their nation will one day rise in the scale of civilization, for they rejected the motion by 59 votes to 14

But this decision of the House did not daunt the Hon'ble mover; on the 13th of this month, he again introduced his proposition for the reconsideration of the members who, he hoped, might modify their opinion. But this time he fared

promised meteors either missed us or else preferred to hide themselves under the cloak of daylight; at any rate no one saw them We hope to give a more scientific account of the matter from the pen of Professor Ziauddin.

We shall publish in our next number a list of the sums collected by the servants of the Duty during last vacation. The whole sum amounts to some Rs 1500, a total most creditable to all engaged in the work and one, we believe considerably in excess of anything collected on former occasions. Professor Ziauddin is especially to be congratulated on the excellent work, which is due, in a very great degree, to the energy and enthusiasm he has thrown into his work as keeper of the Duty.

The Theodore Beck Memorial Fund.

An important meeting is to be held in connexion with this fund on Saturday, November 25th at 10 a. m. in the Strachey Hall of the M. A. O. College. Sir Arthur Strachey, Chief Justice of the North West Provinces has, in spite of his very numerous engagements, very kindly consented to preside. The meeting will have been held before these lines appear, but we are obliged to hold over our report of the proceedings until our next issue.

Siddons Union Club.

Of all the bold subjects proposed and discussed from time to time in the Club, the one brought forward on the 29th October, was the boldest To decide what will happen to a nation in the distant and uncertain future and to attempt to pry into the sealed book of the Universe may be excusable in the Mahatmas of Tibet, and the Oracles of Theosophy, headed by the late

We most sincerely and earnestly offer you our fervent prayers, for you and your child's safe voyage and happy life, and in the end respectfully beg you never to forget your husband's pupils

On the morning of Wednesday November 15th, Mrs. Beck and her infant child accompanied by the Hon'ble Thomas Raleigh left Aligarh for England A large number of the students of the College were at the station to take their last leave of her

The Hon'ble Thomas Raleigh, legal member of the Viceroy's Council, has been spending a week in Aligarh as the guest of Mrs Beck. Mr Raleigh, who is deeply interested in Educational questions, has taken the opportunity to inspect the various institutions that are engaged in carrying on the work of the College and has manifested the keenest interest in what is going on here. Mr. Raleigh was entertained at afternoon parties given by Nawab-Mohsin-ul-Mulk, by the graduates of the College, by the students and also at a dinner in the Strachey Hall.

On Monday, November 15th Mr Raleigh was present at a debate at the Siddons Union and to the gratification of the members present, took part in the debate of which we give fuller details on another page

The names of the candidates for the B A, and Intermediate Examinations of the Allahabad University have been sent up; it only remains for us to wish every candidate the success he hopes. Thirty two names have been sent up for the B. A. Examination and for 49 the Intermediate.

Much interest and some alarm have been manifested in the meteoric display that was foretold for the middle of November, but the anxious star gazers have been cruelly disappointed. The

are in full sympathy with yours; and that we, your husband's now unfortunate pupils, are fellow-mourners with you. The fact that an Englishman, coming from a distant land, devoted his noble life to the raising of a fallen people is an event which will remain impressed on the page of time and the hearts of the Indian Musulmáns for ever. We know that we are poor, weak, and children of a fallen nation; but, believe us, dear madam, we still possess humble hearts, full of love, admiration and lasting esteem for the great Englishman who was our truest friend.

It is impossible for us ever to repay him, or any one on his behalf, for the services he rendered to us and our community. But there is one thing which we, his devoted pupils, will always try to do, we will keep always in mind the lessons he strove to teach us, and do our utmost to accomplish the objects he had at heart. The ideas which he has implanted in our minds, and the impress which he has given to our characters, we shall endeavour to the best of our ability to maintain. The College for which he eventually sacrificed his life, and the Empire which he loved so much, it will be our sacred duty to serve. And it is our firm conviction that though Mr. Beck be dead, yet his great work will live— it shall live in *our* ideas, *our* characters and *our* deeds.

You are now going to leave us and the place where you, along with your noble husband, did so much to help a poor community. Your loving regard for our welfare, your constant care for the comfort of your husband's pupils, and your tender and affectionate nursing of the sick boarders— these and many other acts of Christian virtue will always be memorable in the history of our College. We are aware that you were dearest and nearest to our beloved Principal, and whatever was dear to him is dear to us. It is therefore with tearful hearts that we have now come to bid you farewell; and as in Mr Beck's death we have lost a father, in your departure from amongst us we are loving a mother.

and irrevocable. On every hand there have been manifestations of the deepest and most respectful sympathy with Mrs. Beck in her immeasurable sadness ; and the way in which Mrs Beck has received these expressions of feeling has testified to the deep interest she still continues to take in the work for which Mr. Beck gave his life.

We print below an address which was presented to Mrs. Beck by the students of the College on the occasion of her taking her final leave of them The address was read by Mir Wilayat Hosain the 2nd Master of the School and one of the oldest pupils of Mr. Beck. It runs as follows :—

To Mrs. Theodore Beck.

MADAM,

We, the pupils of our beloved Principal, the late Mr Theodore Beck — your good and noble husband—, most respectfully approach you with feelings too deep and intense to be expressed in any words at our command Our relations with our Principal were of a particularly intimate nature—in fact he was more than a father to us His fatherly affection and regard for us, his incessant solicitude for our welfare in all departments of our life, his constant endeavours in our interest and that of our community— these and many other gracious and noble deeds of his we shall always remember with feelings of deepest and sincerest gratitude But it is not for us to tell *you* what Mr. Beck was to us : what he did for us in the past and what more he promised to do in the future

We fully realize the fact that the death of your beloved husband is to you much more than your own ; and that this life is now as nothing to you. But will it not be some consolation to you to feel that hundreds and thousands of Mohammedan hearts

Hon'ble Mr. Raleigh pointed out in the debate the other evening, that exceptional advantages were afforded to the Mohammadans of India under the beneficent rule of the British Government of recovering something of their past greatness and of proving that they were worthy of their illustrious predecessors. Justice, religious effort, toleration and a fair-field for individual effort were given them, and he steadfastly refused to believe that they were so deeply sunk in prejudice and bigotry as to make no effort to use their opportunities. His whole life was spent in strenuous efforts to induce his people to bring themselves into the line of modern progress and to bestir themselves before they were left hopelessly behind in the race.

The work which Sir Syed did in co-operation with men of his own race and with Englishmen, foremost among whom was the late lamented Mr. Theodore Beck has been a great one. Time alone will shew how great. Sir Syed has gone from us, Mr. Beck's death has followed with lamentable speed; but their work still lives and will continue to live. And it is because we are convinced that there are many among us imbued with the principles of Sir Syed and fired with his zeal that we utterly refuse to believe in the ruin of the Mohammadans of India or to consider their case hopeless.

College News.

The chief events of the past fort-night have been the departure of Mrs. Beck for England and the visit of the Hon'ble Thomas Raleigh, legal member of the Viceroy's Council.

The departure of Mrs. Beck has intensified the terrible feeling of loss and bereavement occasioned by the death of our beloved Principal. Mrs. Beck has always taken the keenest and kindlest interest in the work of the College and the welfare of its students and her departure from Aligarh seems to make the severance of Mr. Beck from the College he loved more complete

But in spite of his excellent arguments, the speaker failed to convince his audience; and we think rightly so. For to begin with historical analogies are dangerous and imperfect things. History, in spite of what has been said to the contrary, never repeats itself and no two series of events are precisely parallel in their causes or in their results. Inductive reasoning is always attended with danger from the simple fact that we are seldom able to multiply instances sufficiently to be able to set down our conclusions as exact and infallible; and this is specially the case in historical matters, where the instances must, of necessity, be comparatively few and the circumstances never identical.

Again it is the habit of a slavish mind to be entirely bound and fettered by custom and example. It is the slothful man, we read, who says 'there is a lion without, I shall be slain in the streets; and to-day we find men as ready as of old to find excuses for their own sloth and folly. But to the strong and resolute man the records of history are not rules to which he is bound to conform his life and conduct, they are rather beacons and sign posts which warn him of the dangers he has to shun and point out the path he is to pursue. Custom and convention may bind the weakling but the strong man brushes them aside when they come into conflict with the settled purpose of his life.

In Sir Syed we have a striking example of the power of a strong man inspired by deep conviction and purpose. He like the majority of his fellow countrymen, was only too well aware of the degeneracy of the Mohammadans and of their inferiority in moral fibre to the founders and apostles of their faith. But to look back upon lost glories of Islam and to lament its present low estate was not enough for him. His people he knew had fallen low, but no arguments whether founded upon their history in the past or upon their condition in the present, could convince him that their case was hopeless, or induce him to sit with folded hands in slothful submission to fate. He realized, as the

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine, Aligarh.

New Series Vol. VII.	DEC. 1st, 1899.	No. 15.

The Prospects of the Mohammadans of India.

On another page we report a interesting discussion that took place in the College Debating Society upon the condition and prospects of the Mohammadans. Though the question was raised in it widest and most general aspect, it naturally narrowed itself into a consideration of the condition and prospects of th Mohammadans of India.

The proposer of motion in an excellent speech dwelt upon the too painfully numerous evidences of decay that the present condition of the Mohammadans of India furnishes; he dwelt upon their lack of enterprise, their apathy, their want of unselfish patriotism and their backwardness in education. All these charges, also, are only too strongly supported by facts; but it is not our purpose to enlarge upon them at the present moment. He then went on to adduce examples from the history of the world of the decline and fall of nations and peoples and to argue that, as nations had decayed and fallen in the past, never to rise again, so was it now with the Mohammadans and the sooner they faced and accepted the situation the better it would be for them.

OBJECT.

This Company has been formed to extract oil from linseed, gingelly, sesame, rape, niger, castor seed, oundee, cocoanut (kopra) etc by means of machinery which will be erected in Etawah, one of the largest districts for oil seeds—so that while the cost of manufacture will be reduced to a minimum, the cost of cartage to Railway store offices which are situate at Ajmere, Jhansi and Lucknow will be much less.

The latest and most improved machinery has been arranged for with Messrs. Greenwood and Batley, ' Limited" one of the largest oil mill manufacturers, who have guaranteed the capacity of the machinery.

The following figures are the result of 51 weeks working 18 hours a day.

They have been calculated most carefully and a very liberal allowance has been made for labour, fuel, stores, &c. The raw and manufactured materials have been taken at the average price of the last three years, which include the most unfortunate year of 1897.

RECEIPTS.

Cost of 11,344 mds. of oil @ 10 per md ...	*1,13,110 0 0*	
Cost of 11,175 mds. of cake @ 1 per md. .	*11,175 0 0*	*=1,51915 0 0*

EXPENDITURE.

Cost of 31,425 md. Caster seed @ 3 per md. ...	*1,03,275 0 0*	
Labour, fuel &c. @ 0-9-0 per md	*19,361 0 0*	*=1,22,639 0 0*
Estimated profit for the year Rupees		*32,276 0 0*

In case it is found necessary to work the mills only half time, that is nine hours, the profit shall exceed 50 per cent of the capital ***even then.***

Shares will be alloted according to the priority of applications. Applications for shares must be made to the Managing Agents and must be accompanied with Rs 5 per share in each. The application should be made on the form available from the Managing Agents.

The deposit on shares not allotted will be returned by cheque on Company's Bankers by the Managing Agents within a fortnight of the receipt of the application for shares at the applicant's request.

JAGADAMBA COAL COMPANY,

MANAGING AGENTS,

Curzon Mills Company "Limited,"

ETAWAH.

New Series
VOL. VII.

December 1st, 1899.

No. 15.

THE

M.-A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جدید سلسله — ۵ دسمبر سنه ۱۸۹۶ ع — نمبر ۲۳
چنده ۷

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

۱—کفایت شعاری—ازطفیل احمد صاحب

۲—مسئله ازدواج پر تعلیم یافته نوجوانوں کے خیالا ز محمد یعقوب

۳ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

The M. A.-O. College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V.P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M.A -O.College Magazine, Aligarh.

ایم اے او کالج میگزین سال میں دس ماہ اور ہر مہینے میں دو مرتبہ شائع ہوتا ہے

سالانہ چندہ مبلغ چار روپیہ مع محصول ڈاک ہے

اس چندہ کے ادا کرنے پر خریداروں کو سال میں ۲۰ پرچے میگزین کے ملینگے اگر خریدار خواہش کریں تو اول پرچہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال کیا جاسکتا ہے

اشتہارات کا نرخ بذریعہ خط و کتابت کے معلوم ہوسکتا ہے

کل خطوط وغیرہ "مینیجر ایم اے او کالج میگزین علیگڈھ" کے پتہ سے آنے چاہیں

مسئلہ ازدواج

پر

نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے خیالات

مندرجۂ بالا عنوان آج کل انگریزی خواں نوجوانوں کی سوسائٹی میں عام طور سے دلچسپ اور پاپولر ہو رہا ہے اور نئے خیالات والے دو چار دوست جب ایک جگہ بیٹھتے ہیں تو اکثر اس مسئلہ پر بات چیت اور گفتگو رہتی ہے۔ اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ ہندوستان میں جو طریقہ ازدواج ایک عرصہ سے مروج ہے وہ نہایت خراب اور قابل اصلاح ہے اور اُسکے بُرے نتائج اور شرمناک واقعات نے گو پُرانے خیالات کے بزرگوں کو بھی اُسکے ترک کرنے پر مائل کر دیا ہے لیکن بوجہ رسم و رواج کے قیود اور جاہل عورتوں کی مداخلت کے اُس میں عملی طور پر تبدل اور تغیر بہت کم ہوا ہے

مغربی تعلیم پائے ہوئے نوجوان جنکے دل و دماغ کو یورپ کی تہذیب اور شائستگی نے تسخیر کر لیا ہے اور جو برخلاف پرانے زمانہ کے رئیس زادوں کی عیش پرستی کو لازمۂ جوانی نہیں خیال کرتے وہ ان بے بسی اور بے اختیاری کی شادیوں کو ستی اور دختر کشی سے کم وحشیانہ اور ظالمانہ تصور نہیں کرتے اور اپنے اُن دوستوں کی حالت دیکھکر جنکے گلوں میں شادی ناخواستہ کا طوق جبراً و قہراً ڈالدیا گیا ہے کانپ اُٹھتے ہیں اور اکثر بیکس اور ناکردہ گناہ لڑکیوں کی مصیبت کی داستانیں سنکر اُنکے دل ہلجاتے ہیں۔

یہانتک کہ شادی جیسے شاد کرنے والی چیز انکو ایک مہیب اور خوفناک کالی بلا معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ ابتک پاس ادب اور اطاعت اور خوشنودیِ والدین کے خیال نے بہت سے نوجوانوں کے لبوں پر مہر سکوت لگا کر اُن کی زندگی کی تمام مسرتوں پر پانی پھیر دیا ہے جسکی وجہ سے بزرگوں کو اپنے طریقہ آبائی کے قائم رکھنے کا سہارا ملگیا ہے مگر اب اس سلگتی ہوئی آگ کو اسی طرح چھوڑ دینے سے شعلہ بھڑک اُٹھنے کا خوف ہی اسواسطے اس مسئلہ کو پبلک پر خاص طور سے پیش کرنا اور نیولائٹ کے (نئی روشنی کے) خیالات کو مشرح طور پر ظاہر کر دینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میرے دوست سید سجاد حیدر کا ایک عمدہ مضمون اس عنوان پر معارف میں شائع ہو چکا ہے جس میں ان خیالات کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور کوئی ضرورت نہ تھی کہ میں اُنکا اعادہ کروں۔ تاہم اس خیال سے کہ ایک دو مضمون لکھنے سے سیکڑوں برس کے خیالات کا اُن دماغوں سے دور کرنا جو پابندی وضع اور آبا و اجداد کی رسوم کی تقلید کو احکام شرع سے زیادہ قابل التزام سمجھتے ہیں کوئی آسان کام نہیں ہے اور اُسپر جسقدر مضامین لکھے جائیں غیر ضروری نہوں گے۔ میں ان سطور کو میگزین کے لیئے لکھتا ہوں۔

اتنی بات تو ظاہر ہے کہ اُنیسویں صدی نے گو ہندوستان کا رنگ یورپ کی کی طرح بالکل تو نہیں بدلا۔ تاہم یہاں کی سوسائٹی اور طرز معاشرت میں ضرور ایک قسم کی تبدیلی واقع ہو گئی ہے اور وہ دماغ جن میں مغربی تعلیم کی کرن پڑ چکی ہے پُرانے طرز معاشرت کو قابل اصلاح خیال کرتے ہیں اور سب سے پہلے جس مسئلہ پر اُن کی نظر پڑتی ہے وہ یہی مسئلہ ازدواج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی کی تمام خوشیاں اور راحت بی بی پر منحصر ہوتی ہے اور اگر وہ بھی اُنکی مرضی کے موافق نہو تو اُن کی زندگی

وبال جان ہے۔ پُرانے فیشن کے رئیس زادوں میں بی بی سے محبت ظاہر کرنا ایک قسم کا عیب ہے۔ اور اس میں شوہر کی سبکی ہوتی ہے۔ اسلیے عشق و محبت کے لیے کسی اور عورت سے تعلق ہونا جائز بلکہ ضروری تھا۔ انکے خیال کے مطابق یہ تعلق زیادہ تر ایسی عورتوں سے ہونا چاہیے جو خانماں سوز ننگ و ناموس ہوں۔ اگلے زمانہ میں (اور شاید اب بھی) لکھنؤ وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں جو ایشیائی مذاق کی دار السلطنت ہیں رؤسا اور اُمرا اپنے لڑکوں کو علم مجلسی سیکھنے کی غرض سے انہی کے یہاں بھیجا کرتے تھے۔ غرض ان لوگوں میں مؤانست بدبخت بی بی کے لیے بالکل ممنوع تھی اور ہے۔ بی بی سوائے بچوں کے پالنے یا ماماؤں کی طرح کھانے کا انتظام کرنے کے کسی مصرف ہی کی نہ تھی اور ابتک شوہروں کو کبھی بی بی سے بات چیت کرنے اور ہنسنے بولنے کا اتفاق نہیں ہوتا اور شوہر کو بی بی کا یا بی بی کو شوہر کا نام لینا یا پکارنا سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اسواسطے اُن لوگوں میں بی بی ایک غیر ضروری چیز تھی جسکو شوہر کی ذات سے کسی قسم کا خاص تعلق نہ تھا اور اسواسطے اُس کی تلاش میں ایک معمولی ماما سے زیادہ فکر اور تشویش بیکار تھی اور محض والدین کی مرضی یا ایک نائن اور ڈومنی کے پسند کیے ہوئے رشتے کے نکاح باندھنے کو کافی تھی۔ اور یہ تمام بداخلاقیاں ایران کی خراب معاشرت کا نتیجہ ہیں جنکو فارسی لٹریچر نے ہندوستان میں ایک پلیگ کی طرح پھیلا دیا ہے۔ فارسی اگرچہ نہایت شیریں اور خوش آیند زبان ہے مگر اُسکا تمام لٹریچر عشق اور بداخلاقی سے بھرا ہوا ہے اور فارسی کی جو کتابیں اخلاق سکھانیوالی خیال کیجاتی ہیں وہی بداخلاقی کا سرچشمہ ہیں جنکو پڑھکر ممکن نہیں کہ نوجوانوں کی اُٹھتی ہوئی جوانی اور اُمنگیں اُنکو شاہدان سیمیں ساق کا شیدا نہ بناویں اور مکتب عقل سے اُٹھکر وہ درگاہ عشق میں نہ پہنچ جاویں۔ میری رائے میں

مصلحان قوم کو فارسی نصاب تعلیم کی اصلاح کرنا ضروری ہے جو کہ مسلمانوں کے تنزل میں بہت مشابہت ہوئی ہے۔ کیا تاریخ کے جاننے والے کبھی اُس دردناک واقعہ کو بھول سکتے ہیں کہ دیوان حافظ کے اس ایک مصرعہ نے کہ "این فرتبے معنی غرق مے ناب اولے" سینکڑوں عورتوں کو بیوہ ہزاروں بچوں کو یتیم اور بیشمار گھروں کو بے چراغ کردیا تھا۔ لیکن مغربی علوم اور انگریزی تعلیم نے انگریزی خواں نوجوانوں کے اخلاق میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کردیا ہے وہ سوائے اپنی ایک بی بی کے کسی دوسری عورت سے تعلق رکھنے کو علاوہ مذہبی گناہ ہونے کے سخت شرمناک اور پرلے درجہ کا اخلاقی جرم خیال کرتے ہیں۔ یہانتک کہ ایک بی بی کی حیات میں دوسری شادی کرنا بھی اُن کے خیال میں بداخلاقی اور گناہ ہے۔ اُن کے نزدیک بی بی کی تعریف گھر کی میر سامان یا بقول میرزا غالب کے پیر کی بیڑی نہیں ہے بلکہ یہ بی بی کو عمر بھر کی غمگسار۔ رنج و راحت کی شریک۔ دنیوی خوشیوں کا مرکز۔ محبت کی ملکہ اور سولنت کی دیبی سمجھتے ہیں۔ اسواسطے شادی کے وقت اُن کی رضامندی حاصل کرنا اور اُنکے حسب منشا کارروائی کرنا بہت ضروری ہے۔ شارع اسلام نے نکاح کو مبنی کیا ہے ایجاب و قبول پر پس جب تک کہ ایجاب بطیب خاطر اور قبول آزادانہ طور پر نہو شارع اسلام کا اصل مدعا حاصل نہیں ہوسکتا اگر مسئلہ نکاح پر بنظر تعمق غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک خاص رسم ادا کرنے میں کوئی ظاہری تعلق زن و شو میں پیدا نہیں ہوتا۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاص رسم کے ادا کرنے سے خواہ وہ مسلمانوں کا نکاح ہو یا عیسائیوں کا گرجا میں جاکر اعلان یا ہندوؤں کے پھیرے ہوں ہر ایک سے یہ مُراد ہے کہ بنی نوع انسان کی درستی اخلاق اور انتظام عالم کے قائم رکھنے کی غرض سے ایک خاص مرد اور عورت کو جنکے مابین دلی

رضامندی اور رجحان خاطر ہو ایک دوسرے کا پابند کیا جاتا ہے پس اگر ولی رضامندی اور رجحان خاطر نہوا ادہر تو قاضی صاحب نے السکوت فی معرض البیان پر عمل کرکے لڑکی کی خاموشی کو رضامندی پر محمول کرلیا اور کہدیا کہ فلاں لڑکی فلاں کی بیٹی بعوض چھپن کروڑ دین مہر کے ہم نے تمہارے نکاح میں دی ادہر دولہا نے جسکے حواس حلۂ شادی زیب تن کرکے اول ہی گم ہوجاتے ہیں کچھ مجبوری کچھ شرم کی وجہ سے منہپر رومال لگاکر ناک بھوں چڑہاکے با دل ناخواستہ "قبول کیا میں نے" کہدیا تو یہ کیا شرعاً نکاح ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہمارے یہاں کی شادیوں کو یہ کہنا کہ یہ ایک طرح کا چھٹی ڈالنا ہے بالکل صحیح ہے اسواسطے کہ فریقین کو شادی سے پہلے ایک دوسرے کے حالات خیالات اور افتاد مزاج کی بالکل خبر نہیں ہوتی اور اگر خبر ہو بھی تو اس معاملہ میں اُن کی رائے کسی قسم کی وقعت یا اثر نہیں رکھتی۔ اور اکثر اوقات تو سوائے حجامنی یا ڈومنی کے جسکے اعتبار پر ایک تعلیم یافتہ روشن خیال نوجوان کو ایک جاہل اور بدمزاج عورت یا ایک حسین خوش سلیقہ بے بس لڑکی کو ایک بداخلاق کریہ منظر مرد کا تمام عمر کے واسطے پابند کیا جاتا ہے فریقین کے خاندانوں میں بھی کسی کو ایک دوسرے کے حالات کی خبر نہیں ہوتی۔ سچ کہا ہے ایک ذی عقل روشن خیال بزرگ نے کہ ہمارے یہاں کی شادیوں اور کافرستان کی بردہ فروشی میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ کس طرح آرام اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرسکتا ہے وہ بدنصیب نوجوان جس کی عمر کا بڑا حصہ کالجوں کی عالمانہ سوسائٹیوں اور علمی جلسوں میں گذرا ہو جسنے اپنے یورپین اُستادوں اور دوستوں کی بی بیوں کو اپنے شوہروں کو علمی مشاغل میں مدد دیتے ہوئے دیکھا ہو جبکہ وہ اپنے کو ایسی مختلف المزاج نیم وحشی عورت کے ساتھ دائم المجلس پاتا ہے جسکا عمدہ سے عمدہ مذاق

ساس نندوں کی شکایت اور عزیز و اقارب کی غیبت ہی۔ ایک غریب سے غریب انگریز
کے مکان میں جسقدر صفائی اور خوش سلیقگی سے ضروریات کی تمام چیزیں مہیا ہوتی ہیں وہ
بڑے سے بڑے متمول ہندوستانی گھروں کو نصیب نہیں ہوتیں۔ پہلے زمانہ میں جو لڑکیوں
کو تعلیم دینے کی ضرورت چنداں محسوس نہیں ہوئی اُس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُس زمانہ
کے لڑکوں کا احاطہ معلومات بھی علی العموم بالکل محدود ہوتا تھا اور وہ خود اسی قسم کے اوہام
اور لچر روایتوں پر یقین رکھتے تھے جو عورتوں کو سینہ بسینہ معلوم ہوتی ہیں لہذا اُنکے
اور غیر تعلیم یافتہ عورتوں کے خیالات میں بہت تھوڑا فرق ہوتا تھا اور اسواسطے اُنکے
درمیان اُسقدر ارتباط جسقدر کہ پرانے زمانہ کے زن وشو میں ہوتا تھا رہنا ممکن تھا لیکن
آجکل کے نوجوان جنکے خیالات کو مغربی تعلیم نے روشن اور پاکیزہ بنا دیا ہے اور جن کے
معلومات کا احاطہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے جو پرانے اوہام اور جھوٹے عقائد کو لغو خیال
کرتے ہیں وہ جہالت میں ڈوبے ہوئے اوہام میں مبتلا بی بی سے کس طرح گذر کر سکتے ہیں
اسیلئے مسئلہ ازدواج پر بحث کرتے وقت تعلیم نسواں کا تذکرہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے
کوئی چیز اس سے زیادہ قابل ملامت اور خانہ داری کی زندگی کو وبال جان بنانے والی
نہیں ہوسکتی کہ مردوں کو اعلیٰ تعلیم دیجاے اور عورتیں جاہل محض رہیں۔ مردوں میں جسقدر
تعلیم اور تہذیب پھیلتی جاتی ہے اُسیقدر اُن میں اور جاہل عورتوں میں مغائرت بڑھتی
جاتی ہے۔ کیا دنیا میں اُس شخص سے زیادہ افسوسناک کسی کی حالت ہوسکتی ہے جسنے
علوم مغربیہ کی اعلیٰ ڈگریاں انگلستان میں رہکر حاصل کی ہوں اور اُسکو وہاں کی شائستہ
سوسائٹی میں رہکر مہذب۔ متین۔ عالمہ۔ اور عقیل لیڈیز سے ملنے کا موقعہ ملا ہو جبکہ وہ
ہندوستان میں آکر اپنے خاندان کی غیر مہذب اور جاہل عورتوں میں ڈالدیا جاے جنکی

وحشیانہ حرکات انکی انگلش بہنوں کی تہذیب کے مقابلہ میں اور بہی زیادہ ناگوار معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ناعاقبت اندیش بے عقل نوجوان بمقابلہ ہندوستانی بی بی کے انگلش لیڈی کے ساتھہ شادی کرکے تمام عمر تلخ کامی اور مصائب روحانی میں بسر کرتے ہیں اسواسطے کہ اس قسم کے تعلقات کا انجام جو فوری جذبات کی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں بہت کم بخیر ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کی خرابیاں اسوجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنی قوم اور اپنے خاندانوں میں اپنی مرضی کے موافق پیوند نہیں ملتا یا یہ کہ اون کو اپنی مرضی کے موافق بی بی منتخب کرنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ تعجب کی بات ہو کہ اُنیسویں صدی کی جیسے مہذب اور شایستہ زمانہ میں ہندوستانکے مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو ایسی پستی اور تاریکی کی حالت میں ڈال رکھا ہے حالانکہ اب سے صدیوں پہلے اون کے ہم مذہب افریقہ کے مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو اس قدر آزادی دی رکھی تہی کہ جو اُسوقت یورپ کی لیڈیز کو بہی حاصل نہ تہی۔ تاریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں مسلمان افریقہ میں حکمراں تہے عورتوں کو کامل آزادی حاصل تہی۔ قرطبہ میں عام طور پر عورتیں مسجدوں میں جاکر نماز پڑہتی تہیں اور بہت سے خاتونان اسلام کو فن طبابت میں کامل دستگاہ حاصل تہی نیز ملک کے پالٹکس میں اون کا بہت بڑا اثر تہا۔ مگر افسوس ہو کہ ہمارے مسلمان بہائیوں کو تاریخ بینی کا مطلق شوق نہیں تا کہ اون کو ان حالات سے واقفیت حاصل ہو۔ کسی طرح ترقی نہیں کرسکتی وہ قوم جو اپنی عورتوں کو جہالت اور علیحدگی میں ڈالے رکہی اور نہ اُسکی آیندہ نسلوں میں بلند خیالی اور عالی حوصلگی پیدا ہوسکتی ہے اسواسطے کہ بچوں پر زیادہ تر ماؤں کی سوسائٹی اور اُنکے خیالات کا اثر پڑتا ہو۔ یہ رائے بالکل درست ہو کہ اگر ہماری

بزرگ لڑکیوں کو عمدہ تعلیم نہیں دلاتے تو لڑکوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوانا نہ صرف بیکار بلکہ خطرناک ہے۔ خاندانوں میں مصالحت اور زن وشو میں اتحاد قایم رکھنے کی غرض سے یہ امر لازمی ہے کہ میاں بی بی دونوں تعلیم یافتہ اور متفق الخیال ہوں عورتوں میں حلم رحم دلی۔ اور لیاقت خانہ داری جو اون کا خاص جوہر ہے پورے طور پر موجود ہو وہ اپنے شوہر کی مطیع رنج وراحت کی شریک۔ اور مشکل کے وقت عمدہ صلاح دینے کی قابل ہوں۔ مگر یہ تمام خوبیاں اوسوقت تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوسکتیں۔ جبتک کہ اون کے دل ودماغ کو صیقل علم سے صاف نکیا جائے۔ شادی اسوقت تک باعث خانہ آبادی نہیں ہوسکتی جبتک کہ لڑکوں کو بی بی کے منتخب کرنے اور شادی کا وقت مقرر کرنے میں کافی مداخلت کا موقعہ ندیا جائے۔ ہم لوگوں میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ والدین اپنی خوشی اور دل کے حوصلہ پورے کرنے کی وجہ سے طالب علمی کے زمانہ میں لڑکونکی شادی کردیتے ہیں جس کی وجہ سے اون کا پڑہنا لکھنا سب خاک میں ملجاتا ہے۔ لڑکونکی شادی اوس وقت تک ہرگز نہ کرنا چاہیئے جب تک کہ وہ اپنی تعلیم ختم نکرلیں اور والدین کو لڑکے کی شادی سے زیادہ اصلی خوشی کرنے اور دلی حوصلے نکالنے کا وہ وقت ہے جبکہ لڑکا تعلیم سے فارغ التحصیل ہوکر اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کرے۔ یہانتک شادی کے متعلق میں نے اون خیالات کا ذکر کیا ہے جنکو میاں بی بی سے براہ راست تعلق ہے اب میں مختصر طور پر اون بیجا رسوم کا ذکر کروں گا جو اگرچہ ارکان نکاح میں داخل نہیں ہیں مگر اون کو شادی کیساتھہ لازم ملزوم کا تعلق ہوگیا ہے اسلیئے اون کی اصلاح بھی کچھہ کم ضروری نہیں ہے۔ ان رسوم سے میری مراد ہے وہ جاہلانہ حرکات اور وہ بیجا اور بے محل اصراف جو تقریبوں کے موقعوں پر کیئے جاتے ہیں۔ اور جنکے

اثر سے بہت سے کھاتے پیتے خاندان مقروض اور تباہ ہو گئے یا ہو رہے ہیں - کوئی شخص کیسا ہی تنگ دست اور مفلس کیوں نہ ہو مگر لڑکے یا لڑکی کے شادیوں میں اوس کو قرض و وام کرکے یا جائیداد اور مکان رہن رکھکر ان جاہلانہ رسومات کا ادا کرنا پڑتا ہے اور اونکے ادا نہ کرنے سے نہ صرف اوس کے بلکہ اوس کے تمام خاندان کی نک کٹی ہو جاتی ہے - نوبت کا بجنا - طوائفوں کا ناچ - نقالوں کا گانا اور آتش بازی کا چھوڑنا وغیرہ وغیرہ شادی کے ساتھ ایسے ہی ملحق ہیں جیسے کہ نماز کے ساتھ وضو یا آذان - علیٰ ہذالقیاس جہیز کو شاندار اور نمود اور نام آوری کے قابل بنانیکے غرض سے ایسی بیکار چیزیں دیجاتی ہیں - جو عمر بھر کسی کام میں نہیں آتیں دولہن کے ایک ایک جوڑے میں سینکڑوں روپے کا گوٹہ - لچکا - ٹھپا اور بنت وغیرہ لگایا جاتا ہے اور تمام عمر میں شاید چار پانچ گھنٹہ سے زیادہ ایسے جوڑوں کے استعمال کی نوبت نہیں آتی - دولہا کو جو فوق البھڑک زریں کپڑے دیئے جاتے ہیں وہ بھی دو تین گھنٹے کے بعد بیکار ہو جاتے ہیں اور اون پر سینکڑوں روپیہ ضائع ہوتا ہے - جو روپیہ ڈوم ڈھاریوں کو دیا جاتا ہے یا بذریعہ آتش بازی کے آگ کی دیبی کو چڑھایا جاتا ہے وہ رفاہِ عام کے کاموں اور تعلیمی انسٹیٹیوشنز میں کیوں نہیں دیا جاتا - اگر تمام امرأ اور رؤسا شادیوں کے بیجا اصراف کو ترک کرکے قوم کی طرف ایسے موقعوں پر ذرا بھی متوجہ ہو جایا کریں تو کئی یونیورسٹیاں اور دارالعلوم تھوڑے دنوں میں قائم ہو سکتے ہیں - اگر بجائے اون بیش قیمت اور بیکار کپڑوں - کثیر التعداد برتنوں اور زیور وغیرہ کے

مد روپیہ یا جائداد کی صورت میں - لڑکیوں کو جہیز دیا جائے تو وہ آمدنی کا ایک
مستقل ذریعہ ہوسکتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ اہل ہنود جنکے یہاں مسلمانوں سے
بہت زیادہ فضول اخراجات شادیوں کے موقعوں پر ہوتے تھے اور بہت
سی رسوم جو اکثر مذہبی تھیں برتی جاتی تھیں اب وہ اِن تمام لغویات کو بالکل چھوڑتے
جاتے ہیں اور تقریبوں کے موقعوں پر نہایت عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے قومی
بہبودی کے کاموں میں امداد کیجاتی ہے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جن کو
ایسی اصلاحونکی بہت زیادہ ضرورت ہے ابتک اِس طرف توجہ نہیں کی ہمکو امید ہے
کہ ہمارے روشن خیال بزرگ ضرور اِس مسئلہ پر غور فرمائیں گے اور عملی مثالیں قائم
کرکے پُرانے اوہام اور بیجا رسوم کے بتوں کو توڑنے کی کوشش کریں گے ✦

راقم
محمد یعقوب

کفایت شعاری

میرے خیال میں تعلیم کے بعد اگر کوئی چیز سب سے زیادہ ضروری خصوصاً مسلمانوں
کی موجودہ حالت کے لئے ہوسکتی ہے وہ صرف کفایت شعاری ہے ✦

کفایت شعاری کے معنی ہیں کافی کرنے یا بس کرنے کی عادت ہونا یا دوسرے
لفظوں میں یہ کہئے کہ بقدر ضرورت صرف کرنیکی عادت ہونا - مگر بقدر ضرورت ایک ایسا
وسیع لفظ ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں ہوسکتی - انسان کی ضروریات اور اوس کی حالت
اوس کے خیالات اور اوس کی سوسائیٹی کے تابع ہوتے ہیں - کسی بزرگ کی نسبت

مشہور ہے کہ جب وہ ترک دنیا کر کے سیاحی کرنے نکلے تو سامان سفر کا خلاصہ کرتے کرتے اُنھوں نے آخر میں اپنے ساتھ نہایت ضروری سمجھکر کہ جن کے بغیر اوس وقت اون کے نزدیک کسی طرح گذر نہیں ہو سکتا تھا سر کے نیچے رکھنے کو ایک تکیہ اور پانی پینے کو ایک کٹورا رہنے دیا۔ مگر کچھ دُور چلکر دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص تکیہ کی جگہ سر کے نیچے ہاتھ رکھے چین سے زمین پر پڑا سو رہا ہے۔ شاہ صاحب نے تکیہ کو بھی غیر ضروری سمجھکر چلتا کیا۔ تھوڑی دور اور چلے تو ایک شخص کو چلو سے پانی پیتا دیکھکر کٹورے کو بھی رخصت کر دیا اور تن تنہا بیک بنی و دو گوش وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ کے سہارے پر گھر سے نکل کھڑے ہوئے ایک وہ خدا کے بندے ہیں جنکے لئے بجز نام خدا کے اور کچھ بھی ضروری نہیں اور ایک وہ ہیں جنہوں نے ایک ذرا سی جان کیلئے جس کا قیام ہر ناپائیدار سانس کے آنے پر منحصر ہے اور جسکے بقا کا فیصلہ ہر دم آنیکے ساتھ ہر سکنڈ میں ہوتا رہتا ہے ایک کھڑاگ کر رکھا ہے رہنے کو بڑے بڑے عالیشان مکان چڑھنے کو متعدد سواریاں خدمت کرنے کو خدام کی ایک فوج۔ ہاں میں ہاں ملانیکو مصاحبوں کی ایک جماعت اِن میں سے ایک مد بھی ایسی نہیں جس میں تخفیف ہو سکتی ہے۔ اگر متعدد مکانات نہ ہوں تو آرام کیسے ملے۔ سواری نہ ہو تو ہوا خوری کیسے ہو۔ مصاحب نہ ہوں تو دل کیسے بھلے۔ اور وقت کیسے کٹے۔ متعدد نوکر نہ ہوں تو حقہ کون بھرے۔ پاخانہ میں پانی کون رکھے۔ ہاتھ کون دھلائے۔ پنکھا کون جھلے۔ پاؤں دبانیکو آدمی نہ ہوں تو نیند کیسے آئے۔ غرضکہ ہر چیز اپنی اپنی جگہ ایسی ضروری ہے کہ بغیر اُس کے چارہ نہیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہی چیز جو ایک شخص کے لئے بالکل غیر ضروری ہے دوسرے کے لئے جزو زندگی ہو سکتی ہے اور اِس لئے کفایت شعاری سے جو میں نے مُراد لی ہے

وہ بالکل ایک مبہم اور غیر متیقن چیز ہوئی +

اِس لئے اب میں اوسے دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں اون انسانوں میں جو ایک باقاعدہ اور مہذب طریقہ پر زندگی بسر کرتے ہیں اور اُن میں جو وحشیانہ طور پر جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں منجملہ دیگر امور کے ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں تہذیب بڑھنے کے ساتھ پیش بینی زیادہ ہو جاتی ہے اور اسی پیش بینی کا دوسرا نام کفایت شعاری ہو سکتا ہے وحشیوں کا اس سے بڑھکر کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ روز کے روز خوب تان کر کھایا کریں اس سے کچھ غرض نہیں کہ دوسرے روز بھوک سے کیا نوبت پہنچے گی۔ برخلاف اس کے مہذب لوگ اپنی روز کی روٹی کے ساتھ ایک ایسے وقت کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں جبکہ انسان اتفاقات حوادث اور مصائب میں مبتلا ہو کر کسب معاش کے قابل نہیں رہتا۔ وہ اپنی ذات کو بیماری بوڑھاپے اور موت سے مستثنیٰ نہیں سمجھتا بلکہ ایسی بیچارگی کے زمانے کے لئے اپنی اور اپنے عیال کے لئے اپنی روزانہ کمائی میں سے ایک مقررہ حصہ پس انداز کرتا جاتا ہے اوس شخص کیلئے جسنے اپنی جوانی اور تندرستی کا زمانہ نہایت آسایش اور اطمنان کے ساتھ بسر کیا ہو کس قدر حسرتناک اور افسوسناک ہے وہ وقت جب ضعیفی اور علالت نے اُسے کسب معاش کے قابل نہ رہنے دیا ہو۔ صدّ رمق کے لئے وہ دوسروں کا دست نگر ہو گیا ہو اوس کی زندگی افلاس کی بدولت خود اوس کے دوستوں اور اوس کے عزیزوں تک کے لئے وبال جان ہو گئی ہو اور اپنے جگر کے ٹکڑوں اور آنکھوں کے تاروں کو اس دنیا سے رحلت کرتے وقت افلاس۔ بیکسی اور بے بسی کی حالت میں چھوڑتا ہو۔ خدا یہ دن کسی کو نہ دکھائے۔ مگر افسوس کہ ہماری قوم میں کتنے

فی صدی ایسے ہیں جن پر اسوقت یہ حالت نہیں گذر رہی ہے۔ کتنے ایسے ہیں جو
اِس حالت سے مامون اور بیخوف ہیں۔ اور کتنے ایسے ہیں جنکا طرزِ عمل اونھیں
پکار پکار کر نہیں بتا رہا ہے کہ اگر اب بھی اپنی حالت نہیں بدلوگے تو اِس روز بد کا
سامنا ضرور ہونا ہے۔ مگر یہ سب نتیجے ہیں ہماری قوم میں کفایت شعاری نہ ہونیکے +
عارضی عزت۔ چند روزہ شہرت لوگونکی واہ واہ سننے کی کچھ ہم لوگوں کو ایسی چاٹ
پڑگئی ہے کہ باوجود سمجھدار تجربہ کار اور ذی فہم ہونیکے۔ باوجود اپنے سینکڑوں بھائیونکو
اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتے اور فضول خرچی کے افسوسناک نتائج بھگتتے ہوئے
دیکھنے کے۔ باوجود اپنی اور اپنی قوم کی بدبختی سے واقف ہونے اور اپنی حالت کے
اندازہ کرنے کی قابلیت رکھنے کے۔ باوجود ایسے لوگوں کو جو چھوٹی چھوٹی تقریبوں میں
سینکڑوں بلکہ ہزاروں پر پانی پھیر نیکے ساتھ اپنی جائدادوں۔ اپنے مکانوں بلکہ اپنی
عزتوں پر بھی پانی پھیرتے جاتے ہیں۔ احمق سمجھتے کے جب خود ہمکو وہ مرحلے پیش
آتے ہیں تو ہم احمق تر ہو جاتے ہیں۔ العجب ثم العجب۔ میں اتنی قابلیت نہیں رکھتا
کہ آپ صاحبوں کے سامنے کفایت شعاری اختیار کرنیکے فوائد کسی مفید پیرایہ میں
پیش کرسکوں تاہم چونکہ اِس جلسہ کا منشاء ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات ازادی سے
ظاہر کرنا سیکھ جائے اِسلئے میں بھی اس بارہ میں کچھ عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں +
کفایت شعاری کی سب سے بڑی معلم تجارت ہے کیونکہ تجارت ہی ایک
ایسی چیز ہے جس میں ایک پیسہ بھی اگر صرف کیا جاتا ہے تو صرف اِس امید پر کیا جاتا
ہے کہ کسی دن اُس ایک پیسے کے دو پیسہ ہو جائینگے۔ تجارت پیشہ کی نظر نہایت
چھوٹی چھوٹی چیزوں پر صرف یہ معلوم کرنے کے لئے پڑتی ہے کہ اُن سے آیا کچھ منفعت

ہے یا نہیں۔ دوکاندار کی ایک ایک چیز گویا زبانِ حال سے کہتی ہے کہ میرا وجود بیکار نہیں۔ دوکان اگر خوشنما ہے۔ تو اس لئے کہ خریداروں کی اوّل اس پر نظر پڑے اندر سجائے ٹاٹ کے فرش کے اگر کرسیاں بچھی ہیں تو اس لئے کہ گاہکوں کو زیادہ آرام ملے۔ پردے اگر پڑے ہیں تو اس لئے کہ اسباب تجارت گرد و غبار سے خوب محفوظ رہے۔ اچھی اچھی الماریاں اگر رکھی ہیں تو اس لئے کہ اون میں چیزیں ترتیب سے رکھی جائیں جیسے دوگنی قیمت کی نظر آنے لگیں۔ لمپ اگر جل رہا ہے تو اسلئے کہ اوس کی روشنی میں لوگوں کو بکری کی چیزیں صاف نظر آئیں۔ آنیوالوں کی مدارات میں اگر کبھی بھول کر کچھ صرف کر دیا جاتا ہے تو اس لئے کہ لوگ زیادہ گرویدہ ہو کر اوسی دوکان سے خریدا کریں۔ تجارتی معاملات میں ہر وقت اس قسم کے خیالات پیش نظر رہنے سے رفتہ رفتہ اپنے ذاتی معاملات میں بھی نفع نقصان کے حساب لگانے کی عادت ہو جاتی ہے +

جو قومیں تجارت پیشہ ہیں اور جو قومیں تجارت پیشہ رہی ہیں باوجود اُن کے ہاتھ سے سلطنت نکل جانے باوجود سخت انقلاب پیش آنیکے زمانہ اون کے نام نشان کو صفحۂ ہستی سے کبھی نہ مٹا سکا +

جب سخت زمانہ نکل گیا تو تجارت پیشہ ہونے اور کفایت شعاری کے عادی ہونے کی بدولت وہ قومیں پھر سرسبز ہو گئیں۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں مگر سب سے زیادہ نتیجہ خیز اوس قوم کی مثال ہے جو صدیوں تک نہیں بلکہ ہزاروں برس تک تمام دنیا کی محسود اور ذلیل و خوار رہی اور جس کی نسبت خود خداوند تعالےٰ نے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ فرما دیا سینکڑوں

برس تک یہ قوم یہود دربدر ماری پھری۔ پھٹے کپڑوں کی خرید و فروخت کرکے اپنا گذر کرتی اور اسی تجارت سے جب اِس کے پاس کچھ سرمایا ہو جاتا۔ تو عیسائی حاکم مار پیٹ کر اِس سے سب اگلی پچھلی جمع چھین لیتے۔ صدیاں اسی اُدھیڑبن میں گذر گئیں۔ شہد کی مکھی کیطرح مدتوں کا جمع کیا ہوا سرمایہ آن واحد میں اُڑ جاتا۔ مگر جب امن کا زمانہ آیا تو اپنے استقلال محنت کفایت شعاری اور تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے باوجود تعداد میں نہایت کم ہونیکے وہی قوم تمام دنیا کی تجارت پر حاوی اور دنیا کی بڑی دولت کے حصّہ کی مالک ہو گئی اور گولڈ بگ یعنی سنہری کھٹمل کہلانے لگی +

اِسی طرح ہندوستان میں جو قومیں تجارت پیشہ ہیں اونہیں رفتار زمانہ بدلجانے سے کچھ زیادہ اندیشہ نہیں۔ مگر نہایت اندیشہ ناک حالت ہے اوس قوم کی جسکے ہاتھ میں کوئی ایسا کام نہیں جسکے بغیر دنیا کا کام بند ہو جائے جو ابتک زیادہ تر ملازمت پیشہ تھی مگر ملازمت کے لئے جس علم کی اب ضرورت ہو گئی ہے اوس سے غافل رہنے سے ملازمت سے بھی محروم ہوتی جاتی ہے اور اپنے بیش قیمت وقت کو بیکاری۔ غفلت اور اصراف میں گذارتی ہے اور اپنے انجام سے بالکل بیخبر ہے +

انسان جو کچھ بھی کماتا ہے اُسے دو طرح صرف کرتا ہے ایک تو یہ کہ اپنا روپیہ کسی دوکان کسی کارخانہ کسی تجارت کے کام میں لگاتا ہے۔ بدن ڈھانکنے کیلئے کپڑا گرمی سردی سے بچنے کے لئے مکان اور پیٹ بھرنیکے لئے روٹی صرف اتنی کہ جس سے جسمانی قوت قائم رہے مہیا کرتا ہے۔ یہ سب ایسی صورتیں ہیں جن سے یا تو صرف کیا ہوا روپیہ معہ اضافہ کے اوس کے پاس لوٹ کر آجاتا ہے یا اوسکے جسم اوس کے دماغ کو اِس قدر قوت پہنچاتا اور اُس کو اِس قابل بناتا رہتا ہے کہ وہ

اوس کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کرتا ہے۔ اِس قسم کے صرف کو پولٹیکل ایکانمی کی اصطلاح میں **کارآمد یا سودمند صرف** کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نمایش۔ زیبایش۔ تکلفات و دیگر غیر ضروری باتوں میں جنپر زندگی منحصر نہیں یا جنسے بجز تھوڑی دیر کے لطف کے اور کچھ نفع نہیں صرف کرتا ہے۔ ایسے صرف کو اُسی علم کی اصطلاح میں **صرف بے سود** کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو کسی انسان سے ممکن نہیں کہ دوسری قسم کے اخراجات سے بالکل بچا رہے۔ کیونکہ اون پر انسان کی بہت سی خوشیاں جنکے بغیر زندگی تلخ ہو جاتی ہے منحصر ہیں۔ اپنی محنت سے حاصل کئے ہوئے روپے پر انسان کا ضرور اِس قدر حق ہے کہ اُس کا ایک حصہ تفریح کے سامان بہم پہنچانے میں صرف کر سکے مگر کیا انجام ہونے والا ہے اوس قوم کا جسکا بلا مبالغہ نوّے ۹۰ فیصدی سرمایہ ایسے دوسری قسم کے اخراجات کی نظر ہوتا ہے +

آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ جس قوم کے اخراجات ہماری نظروں میں بہت اُجلے معلوم ہوتے ہیں اور جنکے اتباع سے ہماری قوم میں ایک عام فضول خرچی کی وبا پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اون میں سے بلا مبالغہ ہر شخص اپنی ماہواری تنخواہ کا نصف سے زیادہ حصہ کسی کمپنی کسی کارخانہ یا کسی تجارتی کام میں بلاناغہ لگا دیتا ہے اور اِس طرح باوجود ملازمت پیشہ ہونیکے اوس متفقہ تجارت میں جسپر آج اونکا دنیوی تمول زیادہ تر منحصر ہے شریک ہے +

ہم لوگ جو اون جیسے کپڑے پہنتے اون کیسے مکانات میں رہتے اون کیسی سواریوں پر سوار ہو کر خوش ہوتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بھی مثل اون کے تہذیب اور شائستگی میں ترقی کر لی ہے سخت غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ غلطی یہ ہے کہ ہم

صرف اون کے خرچ کرنیکے طریقوں کو تو دیکھتے ہیں۔ مگر اون کے کمانیکے طریقوں کو
نہیں دیکھتے۔ نہایت تھوڑی معاش میں جسکے حصہ دار عزیزوں قریبوں کے علاوہ
ہماری رسم ورواج کے موافق ہمارے ہمسایہ اور ہم وطن تک بھی ہو جاتے ہیں
ہم مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اون لوگوں کا جو ایک نفس واحد یا زیادہ سے زیادہ ایک
بی بی اور دو چار بچوں کے لئے ہزاروں روپے پاتے ہیں۔ جو اپنی تفریح اور آسایش
میں اگر مثلاً عہ روپئے ایک گھنٹہ میں صرف کر دیتے ہیں تو اوس کے ساتھ ایسے
طریقوں سے بھی واقف ہیں جنسے ایک گھنٹہ میں سو روپے تک پیدا کر سکیں۔ میں
اپنی ذات سے انگریزی تراش کے کپڑوں کا مخالف نہیں ہوں بلکہ ایک لحاظ سے
اون کو پسند کرتا ہوں کیونکہ اوس وضع میں موٹے موٹے مضبوط اور بہت چلنے
والے کپڑوں کا استعمال ہو سکتا ہے۔ اور معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ مگر کن لوگوں میں
معیوب نہیں سمجھا جاتا اور کن میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ نہایت افسوس سے کہنا
پڑتا ہے کہ خاص اون لوگوں میں جنکا یہ قومی لباس ہے نہایت بھدے مگر مضبوط
کپڑوں کا پہنا بشرطیکہ پہننے والے کی حیثیت کے مطابق ہوں کچھ بھی معیوب نہیں
اور ہمارے تعلیم یافتہ جماعت میں نہایت معیوب ہے۔ ہمارے کالج کے
ایک ہیڈ ماسٹر صاحب اول چار سو روپیہ ماہوار پر نوکر ہو کر علیگڈہ آئے تو اوس
وقت اون کے ذمے اون کے بھائی بہنوں کی پرورش اور تعلیم کا بھی بار تھا۔
اوس زمانہ میں میں خود دیکھتا تھا کہ وہ باوجود اپنی سوسائٹی میں معزز ہونیکے
ایک میل سے روز پڑھانیکے لئے پیدل آتے تھے۔ بے فرنیچر بے کارپٹ۔
اور بے چمن کی کوٹھی میں رہتے تھے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ڈبل زین کے

ایسے موٹے موٹے کپڑے پہنتے تھے جنکو کبھی ایک معزز تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان ایک منٹ کیلئے گوارا نہیں کرسکتا۔ سالہا سال تک اون کا یہی معمول رہا مگر جب اون کے بھائی خوب پڑھ پڑھا کر نوکر ہو ہوا گئے تو ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب بھی اچھے خاصے جنٹلمین بنگئے تعجب ہے کہ ہماری سوسائٹی میں کسی امر کو خلاف واقعہ بیان کرنا تو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مگر اپنی حالت خلاف واقعہ ظاہر کرنا اور اپنی حیثیت سے بڑھکر اپنا سامان رکھنا اور غریب ہوکر اپنے چال ڈھال سے رفتار گفتار سے طرز معاشرت سے یہ ظاہر کرنا کہ ہم امیر ہیں کچھ بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا ؞

بڑی دقت یہ ہے کہ ہمارے خمیر ہی میں کفایت شعاری نہیں رکھی گئی۔ بچپن سے ہماری ایسی تربیت نہیں ہوتی جس سے ہم کفایت شعاری کی قدر کرنا جانیں۔ ہم لوگونکا یہ حال ہے کہ اول تو خدا کے فضل سے ہم میں کوئی کفایت شعار ہوتا ہی نہیں کیونکہ ہم لوگوں میں بخیل سے بخیل بھی دوسری قوموں کے کفایت شعاروں کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر بھولے سے کوئی ہو بھی جاتا ہے تو لطف یہ ہے کہ وہ تمام اہل شہر اور اہل محلہ کیلئے وبال جان ہوجاتا ہے کیونکہ اگر کبھی بھولے سے صبح صبح کسی کو اوس کی صورت نظر پڑجاتی ہے یا کوئی اوس کا نام لے دیتا ہے تو تمام دن اوسے روٹی تک نصیب نہیں ہوتی۔ اِس قسم کے ناپاک خیالات سے آپ خود خیال کرسکتے ہیں کہ ہمارے بچوں پر کس قسم کا اثر پڑتا ہے اور اِس قسم کی باتیں سنکر وہ کیسے کفایت شعار بن سکتے ہیں۔ کفایت شعار بن سکتے ہیں وہ بچے جو چار چار برس کی عمر میں اپنا حساب کتاب الگ کھولدیتے ہیں ماں باپ تک کو اگر قرض دیتے ہیں تو چھدام چھدام کا حساب کرکے اون سے وصول کرلیتے ہیں اور ہردم اپنی صندوقچی کے سرمایہ کو بڑھانیکی دھن میں لگے رہتے ہیں سیہ

لوگ اگرچہ ہماری نظروں میں نہایت حقیر ہیں مگر جب بڑے ہو جاتے ہیں تو افسوس ہمیں ذلیل اور حقیر لوگ ہمارے گھر بار۔ ہماری جان و مال اور ہماری عزت تک کے مالک ہو جاتے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے یہ نتائج دیکھکر بھی نہیں جاگتے پر نہیں جاگتے۔ خیر اگر ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے تو کم سے کم ہم میں سے ہر شخص کو یہ کرنا چاہیے کہ اپنے بچونکو ابتدائی تعلیم کے ساتھ اصول کفایت شعاری کی بھی تعلیم دے اون کو روپیہ خرچ کرنیکی نہیں بلکہ روپیہ جمع کرنے کی قدر و قیمت سے آگاہ کرے۔ جو اون کو جیب خرچ دیا جاتا ہے اوس میں سے کچھ ماہوار بچا نے پر انعامات مقرر کرے خاص اون کے نام سے ڈاکخانہ کے سیونگ بنک میں روپیہ جمع کرائے تاکہ اونکے دل میں سرمایہ بڑھانے کا ابتدا ہی سے شوق پیدا ہو جائے ڈاکخانہ میں جمع کرنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر اون کا کبھی کچھ واپس لینے کو دل چاہے تو اون کو واپس بھی نہیں ملسکتا۔ ایک یہ بھی اچھی تدبیر ہے کہ ہم اون کے جوتوں۔ ٹوپیوں اور اگر مناسب ہو تو اون کے کپڑوں کے لئے بھی ایک رقم سالانہ معین کرکے اون سے یہ کہدیں کہ اس میں سے جو کچھ بچے گا وہ تم خود لیکر اپنے نام سے ڈاکخانہ میں جمع کرسکوگے کچھ عجب نہیں کہ اس قسم کی تدابیر اختیار کرنے سے کچھ کامیابی کی صورت پیدا ہو ہمیں خود اپنے جمع خرچ کا حساب رکھنا چاہیے اور اپنے بچوں کو حساب رکھنے کی تعلیم دینا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم غریب آدمی ہیں۔ ہماری آمدنی ہی کیا ہے جس کا حساب کتاب رکھیں۔ دس پانچ روپے جو آئے وہ کھا پی لئے مگر حقیقت یہ ہے کہ غریب آدمی کو اور بھی زیادہ حساب رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ بوجہ غریب ہونیکے اوس کو ایک ایک پیسہ ایک ایک دھیلا اور ایک ایک چھدام کو کفایت سے صرف کرنے

اور اوس کا باقاعدہ حساب رکھنے کی ضرورت ہے۔ حساب لکھنے کے چند روز بعد جب یہ اندازہ ہونے لگے کہ فلاں فلاں مد میں عموماً اس قدر صرف ہوتا ہے تو سالانہ بجٹ بنانا نہایت مفید ہے جس میں ہر مد کے لئے ایک رقم مقرر کر دیجائے اور یہ لحاظ رکھا جائے کہ سال بھر میں رقم معینہ سے زیادہ صرف نہ ہو۔ یا اگر اتفاق سے کسی مد میں زیادتی ہو جاوے تو دوسرے مد سے اوس کی کمی پوری کر لیجائے بجٹ میں ایک مد۔ اتفاقی اور ناگہانی اخراجات کیلئے رکھنی چاہیئے۔ محض حساب لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا جبتک کہ بجٹ نہ بنایا جائے۔ نیلام میں جانیسے پرہیز کرنا چاہیئے جب تک کہ کوئی خاص ضرورت نہ ہو کیونکہ وہاں اکثر بے ضرورت بھی چیزیں خرید لی جاتی ہیں۔ ہر چیز کے خریدتے وقت اپنے دل سے یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے کہ مجھ میں اس کے خریدنے کی گنجایش ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھنا چاہیئے کہ آیا میرا کام بغیر اس کے خریدے ابتک چلتا تھا یا نہیں اور آیندہ چلسکتا ہے یا نہیں بلاضرورت کبھی کوئی چیز نہیں خریدنی چاہیئے کیونکہ بلاضرورت خریدنے والیکا اکثر یہی انجام ہوتا ہے کہ اوس میں رفتہ رفتہ ضرورت کی چیزوں خریدنے کی بھی استطاعت نہیں رہتی۔ ہمیشہ نقد خریدنا چاہیئے کیونکہ روپیہ کا نقد دینا کچھ تو دلکو ناگوار ہوتا ہے اسکے علاوہ اودھار خریدنے میں چیز بھی گراں ملتی ہے کیونکہ اول تو بہت سی دوکانوں پر چیز کی تلاش نہیں ہوسکتی جو کچھ ایک شخص جس سے حساب کتاب ہے مانگتا ہے چار و ناچار دینا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اودھار دینے والا بھی اپنا کئی مہینے کا حساب کتاب لگا کر قیمت لگاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حتی الامکان کفایت شعار بننے کی کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ اس زندگی میں چین اور اطمینان اور آسایش سے بغیر کفایت شعاری

اختیار کئے بسر نہیں ہو سکتی - انگریزی کے ایک بڑے ادیب ڈاکٹر جانسن کا قول ہے
کہ کفایت شعاری دانائی کی بیٹی - پرہیزگاری کی بہن - اور آزادی کی اماں[1] ہے ٭

طفیل احمد شاہجہان پور

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس
کا
اجلاس کلکتہ میں

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم مہربانی فرماکر مراسلہ ہذا کی اپنے بیش بہا کالم میں اشاعت کیجئے
(۱) کانفرنس کا اجلاس ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ دسمبر ۱۸۹۹ء کو کلکتہ میں قرار پایا ہے -
(۲) جو صاحب کانفرنس کے ممبر ہونا چاہیں اونسے پانچ روپے بطور چندے کیلئے جائینگے -
ڈونیشن جسقدر چاہیں عنایت فرمائیں ٭
(۳) جن لوگونکو کانفرنس کے اجلاس میں بطور وزیٹر کے شریک ہونا منظور ہو اونکو صرف
دو روپے دینے ہونگے - ٹکٹ سکرٹری کانفرنس کے پاس سے یا مقام اجلاس
کے دروازہ پر ملیگا ٭
(۴) اخباروں کے ایڈیٹروں سے چندہ نہ طلب کیا جائیگا - اور وہ آنریری ممبر متصور
ہوں گے ٭
(۵) جو حضرات کانفرنس کے ممبر ہونا چاہتے ہوں - اور اجلاس میں تشریف لانے کا

[1] یہ مضمون مولوی طفیل احمد صاحب نے شاہجہانپور کے جلسہ اخوان الصفا میں پڑھا تھا ٭

ارادہ رکھتے ہوں اور قیام گاہ میں جسے کمیٹی نے تجویز کیا ہے فروکش ہونا چاہتے ہوں اونکی خدمت میں التماس ہے کہ دسمبر کی پندرھویں تک مبلغ پانچروپے سکرٹری کے پاس بھیجدیں ۔ اور اپنی تشریف آوری کی اطلاع دیدیں ۔ جو حضرات کہ بعد پندرھویں دسمبر کے چندہ بھیجیں گے وہ کانفرنس کے ممبر تو ہوجائیں گے مگر احتمال قوی ہے کہ کمیٹی اون کے قیام کا انتظام نہ کر سکے اور نہ وہ ایسے انتظام کی ذمہ وار ہوگی +

(۶) جو ممبر کلکتہ اور مضافات کلکتہ کے علاوہ مقامات سے تشریف لائیں گے اون کے قیام وطعام اور آسائش ضروری کا انتظام سنٹرل کمیٹی کے متعلق ہوگا اور ممبروں سے سوائے پانچروپے چندہ معمولی سے اور کچھ نہ لیا جائیگا +

(۷) مہمانداری کا انتظام ہندوستانی طور پر ۲۶ دسمبر سے شروع ہوگا اور ۳۰ دسمبر کو تمام ہوجائیگا +

(۸) جو ممبر انگریزی طور کے مذاق پر رہنا چاہتے ہوں اونکے قیام اور طعام کیلئے خاص بندوبست کیا جائے گا اور اسی لئے اونھیں پانچروپے چندہ معمولی کے علاوہ چار روپے روزانہ اور بھی دینا پڑیں گے +

(۹) ڈیلیگیٹ لوگوں کو بستر اور اوڑھنے کا سامان وغیرہ ساتھ لانا چاہئے کمیٹی کیطرف سے پلنگ وغیرہ کا سامان کیا جائے گا +

(۱۰) قیامگاہ سے مقام اجلاس میں جانیکے لئے گاڑی کا کرایہ ڈیلیگیٹ لوگونکے ذمہ ہوگا اور اسٹیشن سے قیام گاہ تک کا کرایہ بھی اون کے متعلق ہوگا ۔ مگر کمیٹی کیطرف سے گاڑیاں مہیا رہیں گے +

(۱۱) ہبڑہ اور سیالدہ کے اسٹیشنوں پر ممبروں کے استقبال کیلئے مناسب بندوبست کیا

جائیگا +

(۱۲) کلکتہ کے مدارس اور کالجوں کے مسلمان طلبا۔ بطور والنٹیر کے کانفرنس کی خدمت میں مصروف رہیں گے +

(۱۳) جن صاحبوں کو کوئی رزولیوشن کانفرنس کے اجلاس میں پیش کرنا منظور ہو اون کو لازم ہے کہ نومبر کی ۳۰ تاریخ تک اپنی رزولیوشن کو معہ مخصوص وجوہ اس رزولیوشن کے پیش کرنیکے سنٹرل اسٹنڈنگ کمیٹی کے سکرٹری نواب محسن الملک بہادر کے پاس مقام علیگڈھ میں روانہ فرماویں تاکہ منظوری یا نامنظوری سے رزولیوشن پیش کرنیوالے کو پہلے سے اطلاع دیجاوے ۔ منظور شدہ رزولیوشن بذریعہ اخبارات مشتہر کئے جائیں گے تاکہ دوسرے ممبروں کو غور اور بحث کرنے کا موقع ملے +

(۱۴) ممبروں کو اختیار ہے کہ جس امر میں مسلمانوں کی علمی ترقی متصور ہو اوس کے متعلق جس قسم کا رزولیوشن چاہیں پیش کریں ۔ مثلاً اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے وسائل پیدا کرنا ۔ ابتدائی تعلیم کی اشاعت کی تدبیریں سوچنا ۔ مسلمانوں کی قدیم علمی ترقی پر مضامین اور رسالے لکھنا ۔ قدیم اور نایاب تصنیفات کا پتہ لگانا اور زندہ کرنیکے ذریعہ ظاہر کرنا ۔ انگریزی اسکولوں کی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم کے جاری کرنیکی تدبیریں سوچنا ۔ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے حفظ اخلاق میں کوشش کرنا ۔ زمانہ سے بیخبر اُمرا کو اون کی اولاد کی تعلیم میں متوجہ کرنیکا طریقہ بیان کرنا غیر مستطیع مسلمانوں کے ہونہار اولاد کی تعلیم میں اعانت کرنا وغیرہ وغیرہ +

(۱۵) ہر لوکل کمیٹی کا یہ فرض ہے کہ اپنے اپنے اضلاع شہر اور قصبے کی ترقی علمی کی رپورٹ اور سنسس (یعنی مردم شماری کے اعتبار سے تعلیم کے اشاعت) تیار کر کے ایک

مہینہ قبل سنٹرل کمیٹی کلکتہ میں بھیجدیں +

(۱۶) جو ممبر کانفرنس کے مقاصد کے متعلق کوئی مضمون یا رپورٹ لکھیں اون کو اختیار ہوگا کہ اوس کو ایک مختصر گفتگو کیساتھ پیش کریں - خواہ اوس کے کسی مقام کو اجلاس میں پڑھکر سنا ویں - اِس کے متعلق کوئی مباحثہ جائز نہ ہوگا +

(۱۷) جو ممبر کوئی رزولیوشن پیش کرنا چاہے اوسے لازم ہوگا کہ اوس کو تحریر کر کے سکریٹری کے حوالے کردے - اور یہ بھی ظاہر کردے کہ اِس کی تائید کون کرے گا - اِس رزولیوشن کو اوّل سکریٹری اجلاس میں پڑھکر سنا دے گا - اوّل وہ شخص جسنے اس رزولیوشن کو پیش کیا ہے بعد اوس کے وہ شخص جسنے اوس کو سکنڈ کیا ہے اور بعد اور کوئی اگر چاہے تو گفتگو کرنیکا مجاز ہوگا - مگر ایک دفعہ سے زیادہ گفتگو کی اجازت نہ ہوگی - لیکن جسنے رزولیوشن پیش کیا ہے اوس کو اختیار ہوگا کہ سب گفتگوؤں کے بعد ایک دفعہ پھر گفتگو کرے +

(۱۸) کسی وزیٹر کو کانفرنس میں کوئی مداخلت نہ ہوگی +

از دفتر کانفرنس	مرزا شجاعت علی
نمبر ۱ روبن سن اسٹریٹ کلکتہ	سکرٹری
مورخہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء	

Tennyson's Complete Works ... .. Rs 2 0
Readings in English Literature 1 8
Graphic Stories of Sailors ... 1 4
Am I Well or Sick; a handbook for Everyone by Louis Kuhne 0 3
"A SANSCRIT ENGLISH DICTIONARY" being a Principal Handbook with Translation, Accentuation and Etymological Analysis throughout, complete by *Arthur A. Macdonell, M. A. Ph. D* Professor of Sanscrit in the University of Oxford Pages 334. Price Rs 22. Now Reduced to Rs. 3 8

CLEARANCE SALE

The undermentioned Books of the value Rs 7 given for Rs 2-0, Anglo Indian High School Grammar Book IV for the use of Students preparing for Matriculation Examination by J. C. Nesfield, 120 pages 1 1
Aids to the Study of English History, 50 pages 0 2
Bombay Matriculation Physical Geography, 31 pages 0 2
Methodical Solutions of three hundred Problems in Science Mechanics and Chemistry, 110 pages 1 0
Macaulay's Horatius with Notes and Paraphrase by Sharp 0 6
Graduated Exercises in Euclid Book I, with Solutions 0 6
Green's Readings from English History, Part II 0 12
Do do do Part III 0 12
Bernard Smith's Examination Papers in Arithmetic with answers 1 0
Do Exercises in Arithmetic with answers 1 1

USEFUL BOOKS

Peterson's English Idioms and how to use them 380 pages 1 0
Pear's Cyclopædia containing (1) English Dictionary, (2) General Knowledge, (3) Dictionary Synonyms (4) Desk Information ; (5) Gazetteer of the World; (6) Atlas of the World, (7) Dictionary of Cookery, (8) Flowers, (9) Medical Dictionary, 736 pages, cloth bound ... 0 14
Atlas and Dictionary bound together containing ,— 40 full page Maps with Simple Index 64 Photographic Views 160 Pages, Pronouncing Dictionary with Simple Index
The Secret of a Clear Head . . 0 5
The Secret of a Good Memory . 0 5
How to talk Correctly 0 5
Cassell's Commercial Correspondence 0 12
Macmillan's Simple Essays 1 4
Beeton's Complete Letter Writer 0 9
Webster's International Dictionary . . 16 12
Do Condensed Dictionary 2 0
Ogilvie and Anandale's Student's English Dictionary 1 4
Stormonth's Etymological English Dictionary ... 1 1
Chamber's Etymological English Dictionary 2 0
Dixon's Dictionary of Idioms and Phrases... . ... 2 0
The Royal English Hindustani and Hindustani English Dictionary 2 8

NOTICE.

SALE OF BOOKS

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price*. Other books also for sale. Price List on applicat on

No.	Title	Rs	As	P.
1	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain .	3	0	0
3	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith	1	0	0
5	Burke's Select Works Vol II by Payne .	1	0	0
6	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson .	2	0	0
7	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8	Dr Smith's Smaller History of Greece ...	1	0	0
9	English Poems by Milton (Cl Press)	1	0	0
10.	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey .	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12.	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13	Logic by P K Ray	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I II.	1	0	0
15.	Through Asiatic Turkey Vols I and II per Vol. by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,

M. A. O. College, Aligarh.

Advertisements.

WANTED.

A special Master for the Gulir School near Gilgit Pay Rs 30 a month, rising to Rs 40 if work is satisfactory Travelling expenses will be paid in advance to the selected candidate.

Apply to

L Tipping, Esq,

Offg Principal,

M A O College,

2nd October 1899 Aligarh.

The Muhammedan Patriot

Living in a civilized country at the fag end of the nineteenth century when education and enlightenment are making such rapid strides tending to illustrate the survival of the fittest, the influence of a journal of Literature, Politics and Society in every centre cannot but be a boon specially to backward and impoverished races whose scope of knowledge is limited and means still more so, to enable them to launch out an organ which would, while instructing the mass and the rising generation help to ventilate and co-operate sympathetically with their fellow subjects and locally with the Government.

Bearing in view all the above conditions and seeking to remove the disgrace and apathy exhibited by the educated Muhammadans in the non-existence of a secular and independent paper to give utterance to the sentiments of millions of subjects in N.-W. P. & Oudh, The Central Provinces, Central India and Rajputana, it is proposed to start a weekly paper called the Muhammadan Patriot from the 1st November 1899, and to bring it within the reach of all, the amount of annual subscription has been fixed at 6 Rupees including postage. The Muhammadan Patriot will stand for light against darkness, for reason against superstition, for justice against prejudice, for peace against sedition

Intending subscribers are requested to communicate and send their annual subscription to

Bareilly, N W P, 10-4-1899.

HAJI RIAZUDDIN AHMAD,

Late Sub-Editor "The Express"

Lucknow.

NOTICES.

In order to avoid trouble and unnecessary expense on the part of Students the Principal gives notice that as the College is to be closed on the 15th June on account of the Long Vacation, Students who have passed the Entrance or F.A Examination of the Punjab or Calcutta University and wish to join this College may do so in the first week of October, 1899. They will not be too late to make up the number of the Lectures and attendance required for the University Examinations.

THE PRINCIPAL

M.A.O College,

Aligarh.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of Roses, Shrubs, Creepers, Canes, and other Plants also the best kinds of Mango Trees, &c., for sale at the Institute and M. A.-O. College Gardens, Aligarh.

All these plants are offered at the lowest prices.

Moreover we undertake to supply fresh Seeds of the various plants, and have also Potted Plants ready for sale at very moderate prices.

Apply to the Manager,

M. A.-O College Gardens,

Aligarh.

future under your able and distinguished leadership Brother, you will ever be remember by us all Your presentation of the Holy Koran in six magnificent volumes to us is highly valued, and thanked by every member of our community in the metropolis. Insballah, may our sincere wish be answered to again see your respected self in our humble midst. Brother, salaams, *bon voyage* Farewell, farewell." Among others present were: Surgeon-Major Hassen, M D, Zulkader Jung, Mhd. Ahsan, Syed Hosain, and Mhd. Omar

---

And important visitor is just now in London H H. Sulimann, of Somaliland, Emir of an eight million populated tract of land in N E Africa, and his Secretary, Mohammed Emien Effendi, were last Sunday entertained at the Meeting and Reception Rooms of the London Temporary Mosque, Euston-road, N. W Alhadjie Mhd Doulie on behalf of the London Moslems, and Professor Hassen Ali welcomed His Highness to England. A musical entertainment took place at which Miss Aysha Doulie, pianist to the London Moslems, played the "Hamidia March"; Miss Fatima Doulie, medallist, the "Oriental March," and Mohammed Omar, the Secretary, the "Grand March" on his favourite military drum. Songs were sung in Arabic, German, Hindustani, English and Persian, and those who were chiefly characteristic in Orientalism included Messrs Mohammed Ahsan, of Hyderabad, and Syed Hosain. The religious song of welcome, "Sa lo a nan Nabie," was sung in harmony by the company, and H H the Emir signified his joy at the pleasant few hours spent, and his delight with Alhadjie Mohd. Doulie by an expression of a few kindly words and by that ever attracting Asiatic bow. The company then adjourned for tea.

Personal.

Mr Theodore Morison assumed the Principalship of the College on October 30th.

Mr. Gardner Browne B.A. of Pembroke College, Cambridge has been appointed Professor of History in the College.

football and cricket are very useful but they are only so long as we are in the precints of our college as there are very few cases in which we can continue these sports after leaving our college, because these games have not as yet become popular in India. Therefore for future the best indoor exercise to gain strength and health in dumb-bell and dumb-bells only We wish that we could organise it more fully than it is at present To do so we wish to appoint Lieutenants in each and every class to continue their dumb-bell exercising regularly I hope to give a fuller account of the development of the bodies of all the students that are put to dumb-bell exercises in the next issue

ABDUL MAJID KHAN,
Dumb-bell Captain.

Moslems in London.

A number of Moslems gathered yesterday at Charing-cross Station to witness the departure of a very distinguished Moslem, to whom Madme Mhd Doulie presented the following address "Syed Belgrami Shamsul Ulama, B A , B L , A R - S M , Public Works Secretary to H H the Nizam's Government. We have been greatly honoured by your stay in London, and the members of the London Temporary Mosque, whom I represent, announce that the event will decidedly be memorable in the history of ourselves in Christendom but express the regret that your visit to this country has not been prolonged, the more so since your presence has been of a religious and of an educational interest to all The great and noble task that especially alloted to you, dear Sir and brother, by the Indians in general, and particularly by the Government of Hyderabad, to represent India at the Moslem Educational Conference to be held at Rome next month, is one that speaks of itself of the admiration and respect the great religio-national Moslem world has at the bottom of its heart for your well esteemed personage and enlightenment. Inshallah, may your efforts be crowned with success The Moslem world will have a brighter educational

From the College side Rangha Khan and Imamuddin played well and from the School side Bashir Ali, Amiruddin and Samad tried their best.

In November Mr Bramley D.S Police, Mampoor is bringing his police foot-ball team to play matches against us and we hope to give full account of them in the next issue Our team suffered a great loss by the absence of Haji who has left us as a Head Master of Gilgit School (we wish him a good and prosperous life). But on the other hand we have found an equal substitute as a forward in Qadir Beg who is the best kick among us

Dumb-bells.

The first year class is doing dumb-bells very regularly, and a great improvement is seen in their physique; the reason being that they put their minds into the exercises, without which it does'nt do even half as much good. Had the case been the reverse a stone-cutter might have been the most powerful of all and the reason why he is not so is that he thinks his work as a sort of drudgery to him, and does not put his mind into muscles which are exercised. Therefore the key note to attain strength is to put our minds into it, and not to do it as a sort of drudgery As our college is famous for turning out loyal, honest, sincere and active men, I wish, that it may become so as well for producing strong and healthy men. It is already an acknowledged fact that the students of our college are well noted for their loyalty, it will be a matter of no wonder if our men come forward and volunteer themselves to help our kind Government at any crisis. The first important thing amongst us will be strength, broad chest and wide shoulders. The only way to attain it is to put our students to regular exercise and make them so habituated to it that they may continue it after leaving the college. There are many sports that make a strong man stronger but this is the only exercise which helps to make a weak man muscular. No doubt

to shoot one goal and thus the result stood 4 to 1 for College. As the school was also short of Bashir Ali their captain they arranged the same match for the next day.

3. It was replayed on the 20th, and great zeal was shown by both the sides The school showed as good performances this day and having cleared the ball through our backs shot a goal for school and our goal keeper showed sympathy to them by being absent from his post. The ball was replayed from the centre and Zaman Mehdi Khan and Amir Husain made determined attacks, and many times carried the ball through their backs but they were disappointed by their goal keeper Mahfooz In the end the school got another opportunity to attack our goal. The rush was rather a combined one, the ball was merely shot but was sent back by goal-keeper. But Noorullah Shah was the second man to sympathise with them by taking the ball in his hands thus giving them a penalty kick which being shot by Qadir Beg passed through the goals and school won by 2 goals to none

(4). The same match was played on the 22nd as well in our home field. The College was short of Zaman Mehdi Khan and Hamid Husain (its forwards) Amir Husain shot a goal for the College in the end of the first half time. In the next the school played a very hard and rough game and Ali Raza shot a goal for school thus equalising The game was stopped when it was difficult to see the ball On the school sides both the brothers (Mutalik and Ibrahim played a good game, on the college side Zaffar Umar played with greater pluck than anybody else

(5). On the 23rd we played B. A. classes versus Entrance and Second classes. Mr Tipping played for B. A. and Niaz Mhd. Khan for the School. The school was first in scoring a goal but the College as well succeeded in making one, thus the result stood one to one.

1. On the 18th we arranged two matches, the first was Entrance versus the Rest of School and the Second was Third year versus Second year.

(a)—Entrance Class versus the Rest of School.

In the first half the Entrance class attacked from time to time and the forwards often broke through the opponent's backs but their efforts proved unsuccessful owing to the excellent goal keeping of Mahfooz. After a hard struggle of some 20 minutes a corner fell to the Entrance class which was nicely put by Qadir Beg, the ball screwed in towards the goal and passed through them just touching the hands of the goal keeper. Then opponents tried to hard equalise in the first half but in vain, The sides were changed and after a short rest the game re-opened In this half the Rest of the School showed a greater energy than their opponents and Ali Raza shot a goal for the rest of the School and thus equalized matters In this match Ali Raza passed well and missed very little

(b)—Third year versus Second year

A good many new players that represented the third year classes and the match was on the whole very attractive and interesting. Although Abdul Qadir and Mashuq Husain tried their best in the end they lost by one goal which was shot by Syed Husain. Thus the Second Year won by one goal to nil.

2. On the 19th we played College versus School. This match as usual was largely attended. The College was handicapped in the beginning as it was short of Ali Muhammed Khan (full back) and Hamid Husain (forward). But the energy and zeal of the rest made up the deficiency. The College made a shot in the beginning and got a goal but it was impossible to judge as to who shot it owing to the great struggle near the goals. The first goal was shortly followed by the second by Amir Husain, the third by Zafar Umar and the fourth by Mahmud Hasan. Just at the end of the time the school managed

Mr. Raza Ali in a philanthropic mood advised the poor in the following strain, that "High Education for the poor is a luxury." The house considered the proposal most insulting to the dignity of the poor, and in a fit of pious rage the following gentlemen wished the rich to be blasted out from the face the earth. Moulvi Fazl-ul-Hasan, Mr Abdul Hakeem, Master Latafat Ali Messrs Mohd Asghar, Mohammed Yakub, Gholamus Sibteen and Mohammed Hyat. Nawab Mohsin-ul-mulk Bahadur also spoke against the motion Only two had the courage to go against the popular current of thought and they were Sajjad Hyder and Hyder Hasan

The most remarkable as well as the most pleasing incident of the debate was the little speech of a very juvenile advocate of the poor, of about 7 years in age His name is Latafat Ali. This little boy astonished the house by delivering his short and elegant speech without any nervousness and confusion The audience vociferously cheered him as he finished his speech

SAJJAD HYDER,

Honorary Secretary.

Foot-ball.

Our Foot-ball season commenced from the 1st of October The game is carried on with great zeal and energy and the daily attendance in the fields is quite an unusual one Everybody takes a keen interest in the game, and a good system and combination is marked in the team day by day There are great many new students who take part in the game very regularly, out of whom Rangha Khan and Imamuddin show promise. Among the old players there are many who are improving. Amir Husain as a forward and Syed Ahmad as a back have made great progress. All these improvements may be counted as results of the inter class matches which we play on almost every day, and I should like to give the account of some of them

The first debate of this Session, held on the 7th October, took the form of an attack on the western civilization. Sajjad Hyder proposed that "The high hopes about western civilization had proved delusive," a strange enough proposition, but stranger still, when it is considered that the mover has been known for sometime as a blind admirer of everything western. This reaction in thought was perhaps the result of too much admiration, for even a flaw in his favourite civilization created a sharp pang in him. But the members did not share his feelings, and refused to be led by his or by his supporters' reasoning. Mr. Mohammed Hayat led the opposition, and as the house seemed to be on his side, he was followed in quick succession by Messrs Mohamed Athar, Abdul Qadir Khan, and Zaman Mehdi Khan. The only speakers who had strength enough not to . . . this whirlwind of opposition, were Moulvi Fazul Hasan and Mr Abdul Hakim. But when Nawab Mohsin-ul-mulk Bahadur spoke against the motion, the members out of deference to his opinion, had no other alternative but to vote with him, and the proposal therefore was defeated by 52 votes against 27.

Next week the two important races of the world—Aryan and Semitic—came in for their share of praise and despraise. Mr. Mohammed Asghar came forward with his indictment against the Aryan race and proposed that the Semitic race had done more for the world than the Aryan. This case of Semitics versus Aryans was fully argued out before the august tribunal of our Club which decided partially it is whispered—in favour of the Semitic race. The Aryans should have one consolation however; their defenders were more than their accusers, Messrs. Sajjad Hyder, Abdul Hakeem, Zaman Mehdi Khan, B. A. Ashraf Ali, B. A. and Mohd. Yousaf Khan took up the cause of the Aryans and Mr. Shaukat Ali B. A., Mr. Abdul Hameed Khan and Nazir-ud-din Hasan accepted the brief for the Semites.

On the 21st October, the house gave its undivided and let us hope, not unsought for attention to the poor of the world.

brought it to its present flourishing condition. The Club was especially fortunate as in Mr. Beck it possessed an Ex-president of the Cambridge Union to preside over its meetings. But this good fortune was destined to be sadly terminated. On the 5th September, the members of the Club assembled, not for the purpose of debate or of social enjoyment, but to mourn the loss of their beloved President.

Aftab Ahmed Khan Esq., Barrister-at-law, Mr. Mohammed Hayat and Sajjad Hyder spoke in feeling terms of the great and irreparable loss that not only the Club, but the College and the Mohammedan Community had sustained by the untimely death of Mr. Beck.

The Chairman of the meeting Mr. Ali Hasan proposed the following resolutions which were unanimously adopted:

(I) That the members of the Siddons Union Club express their profoundest sorrow at the death of Mr. Beck, the president and founder of the Club, and they sympathise most sincerely with Mrs. Beck and the bereaved family.

(II) That a telegram of condolence be sent to Mrs. Beck at Simla.

DEBATES

The College re-opened on the 2nd October and the debating side of the Club which lay dormant in the vacation, started into fresh life and activity, and the weekly wranglings and discussions in the Club are as keen as ever, perhaps keener.

For this, the members are grateful to Nawab Mohsin-ul-Mulk Bahadur, who encourages the students by his presence and by taking part in the discussions.

Beck were perfectly at one in the view and all those who have rightly studied the present wants of the Mahomedans of India *must* in my humble opinion take the same view. Both Sir Syed and Mr Beck had to face a great deal of opposition on this account owing to the erroneous assumption of their opponents that good cricketers can cut but a poor figure in examinations It was said the interests of the Examination Hall were sacrificed to those of the Cricket Field But the success of our cricketers in the various walks of life proves beyond the shadow of a doubt how hopelessly mistaken these ignorant and short sighted critics were.

Besides this, the advantages to the College from the maintenance of cricket are manifold. I have neither time nor space at my disposal to dwell upon them but this much will be admitted on all hands that most Englishmen know the institution chiefly on account of its Cricket Club and many of the best friends of the College are those with whom we have played the game In short the Cricket Club in its relation to the College holds almost the same place as the Educational Conference; both explain and propagate the aims and objects of the institution though in different ways and perhaps the method of the Cricket Club is the surest Considering therefore the innumerable benefits the College derives from the Cricket Club and the substantial benefits that accrue from it to its students I have every reason to hope that the policy of Sir Syed and Mr Beck in this respect will be faithfully adhered to

SYED ALI HASSAN,

Captain C. Club.

Siddons Union Club.

Death of the Founder and President of the Club.

The lamentable death of Mr. Beck is the greatest blow that the Club received in its life of fifteen years. It was Mr Beck who founded the Club and nurtured it, so to speak, in its infancy and

organiser of the Club. In this connection, I think, it will not be out of place to point out briefly the intimate relation and indissoluble connection of Mr Beck with the Club and the remarkable improvement and progress it made under him.

It is about 16 years since he came out to India as Principal of the M. A. O. College. Being naturally gifted with powerful imagination sound judgement and keen insight into everything he at once perceived that the elevation and regeneration of the Mahomedan nation lay not so much in imparting to the Mahomedan youths mere secular education but also giving them such sound moral and physical training as would best mould their character and adopt them to the various duties of life. With this object in view he at once showed his profound interest in the improvement of the Cricket Club. Before Mr Beck's time there existed a Cricket Club in the College but it was by no means superior to those of other Colleges in India. But in the very first year of his arrival the Cricket Club showed signs of a new life.

Before Mr Beck's time the English gentlemen of the station hardly if ever came to play with the College boys but now matches between the College and the Station became a matter of course. The chief feature of these matches was the luncheon on match days with which the station gentlemen used to entertain the College boys. *Now the chief object of Mr Beck in encouraging Cricket was to enable the Mahomedan youths to come in contact with the English on familiar terms and equal grounds.* The popularity and the high esteem in which Prince Ranjitsinji is held by the public in England conclusively shows the value which the English as a nation attach to the game of cricket and no one knew so well as Mr Beck that one of the best means of bringing the ruler and the ruled together was the cricket ground and the result shows that he was quiet right. The popularity of the College students with English officials is in no small measure due to our success in the Cricket Field. Sir Syed and Mr.

later date in order to give expression to the sorrow of the College at the death of Mr. Beck.

We are glad to learn that, chiefly through the energy of the Rev. Mr. Crosthwaite of the Christ Church College, Cawnpore the University Athletic Tournament is likely to take place as usual in spite of the withdrawal of the University grant. As far as we can gather, at the present time, it will probably be held in Cawnpore sometime in March, but as yet nothing has been definitely settled.

It has been suggested that the usual programme should be varied by the insertion of a half mile race either as an additional event or as a substitute for that rather dreary competition, putting the weight. This would be a decided improvement.

We are glad to see that the Old School Buildings, which were nearly blown down during a heavy storm we had last hot weather, are now being repaired. It is high time, for the thickness of at least one head has already been tested by falling beams and if the money is not spent in repairs we shall certainly have to pay out the same amount or more in compensations to the injured.

The Test Examinations of the second and fourth year classes took place from November 6th to 10th the numbers going up for the B. A. and Intermediate Examinations will be less than that of last year, while, on the other hand, the first year classes are much larger.

Mr. Beck and M. A. O. Cricket Club.

Mr. Beck's death has been a very heavy blow to the various institutions of the College; to none of these has his loss been heavier than to the Cricket Club. In him the Club has lost one of its best supporters, and we might almost say the founder and

And while a re-union of this kind is fruitful in good to past or present students it is also of the highest advantage to the College itself. For, after all, a College is an association and not a place and its life is bound up in that of its members whether of to-day or of yesterday. If its members are deeply interested in its welfare it will grow and flourish, if their interest in it is weak and fleeting it will reflect that apathy in its growth and development. In the Universities of Oxford and Cambridge the greater part of the teaching staffs and governing bodies of different Colleges and of the University itself are supplied from past students, and this is undoubtedly one of the chief sources of their power and influence. To a man trained in the traditions and imbued with the love of his College the future welfare of their College may safely and confidently committed. To whose care can the honour of the family be better entrusted than to a son of the house?

It is therefore for these and many other reasons, which we cannot now enter upon that we would urge the Old Boys of our College, to whom its welfare is a matter of moment, to make it their serious business that the Old Boys Association shall be a strong and increasingly influential society.

College News.

Mr. & Mrs. Morison arrived in Aligarh on Monday, October 30th and were welcomed at the station by a large number of students. Many of those who were at the railway station had the unexpected pleasure of seeing Mr. and Mrs. Arnold who were on their way to Lahore by the mail train.

Mr. Morison on entering his duties as Principal of the College on Monday assembled the students in the Strachey Hall and expressed in a few well chosen words his deep personal regret at the death of his friend and Principal; he at the same time announced that a more formal meeting would be held at a

accomplished by the cultivation of close personal relation of student with teacher, and of student with student. But the present must always be the heir of the past; and this is never more strikingly true than in the case of such a College as we have spoken of. It lives not merely by what it is in itself but still more by what has been handed down to it by bygone generations of students. Its staff of teachers and its curriculum of studies are most important readily appreciable parts of its equipment but quite as important are its *esprit de corps* and that indefinable but inestimably powerful influence which we sum up in the word 'tone'. In this are gathered up the traditions of the past and it is this that determines the moral standard of the present; it is the tone of the place which guides and governs in matters of life and conduct that are scarcely touched by the ordinary laws and regulations of a College. 'Happy is the nation that has no history' is the falsest of epigrams and it is doubly false when applied to a place of education. Nowhere is the influence of the unwritten law of tradition more strong and full of life than in a society of young men as yet without experience of the world. Youth is the period of hero worship and rightly or wrongly to the undergraduate of to-day the men of a generation past are heroic. Their feats are the ones they themselves would emulate and their honours are such as they would covet. It is therefore in every way to be desired that the connexion between the two should be maintained and the fellowship strengthened by re-unions such as we are now speaking of. To the past generation is afforded an opportunity of reviewing their own life in that of their successors and of forming a juster and more unbiassed judgement of its purpose; to the present generation is given the stimulus, and encouragement of same association with those who have been brought up under the conditions as themselves and at the same time a wider view of the scope and aim of the education which they as yet only partially comprehend. The past sees itself more clearly while the the present realizes more fully the duties it owes to the past.

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine, Aligarh.

New Series Vol. VII.	NOV. 15th. 1899.	No. 14.

The Old Boy's Association.

In our last number we give on account of the proceedings of Annual Old Boys Reunion, and this, therefore, seems a fitting occasion to inquire into the meaning and purpose of such Re-unions and to attempt to set forth the possibilities that such an Association suggests.

It is perhaps scarcely necessary to say that the formation of the Association had some object beyond the pleasant gatherings and cheerful convivialities that form so attractive a part of the annual re-union meetings. It is no doubt an excellent thing that old friends and classfellows should meet one another and have a pleasant time together ; but this is quite the least of the purposes for which the Re-unions are organized, and if it were their only purpose, we should scarcely think them worth organizing.

It can never be too often repeated that the purpose of a College is not the mere passing of examinations but the training of the mind and formation of character, and that this can only be

New Series
VOL. VII.

November 15th, 1899.

No. 14.

THE

M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS. CAWNPORE.

جدید سلسلہ
جلد ۷
یکم نومبر ۱۸۹۴ع

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین

The M. A.-O. College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 18 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V.P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M.A.-O.College Magazine, Aligarh.

سوپرسٹیشن یا باطل پرستی

کسی نامعلوم چیز سے ڈرنے کو باطل پرستی یا وہم کہتے ہیں اور یہی جسمانی خوف ہر ایک قسم کی باطل پرستی کی جڑ ہے۔

وہم یا سوپرسٹیشن کے آغاز کی تشریح کرنے کے لیے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں جو درحقیقت سچی تو نہیں مگر ممکن الوقوع ہے۔ کیونکہ یہ سچے واقعات کے بہت سے اجزا سے بنائی گئی ہے۔ اور اس مثال کے بیان کرنے میں باطل پرستی کی ہر ایک قسم کا جو ممکن ہو سکتی ہے ذکر آجائیگا۔

فرض کرو کہ ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں بڑی زبردست بھڑوں نے سالہا سال سے اپنا چھتا بنا رکھا ہے۔ ایک عام وحشی آدمی بوجہ جسمانی خوف کے کہ اگر وہ بھڑیں نکلکر اس پر حملہ کرینگی تو اسے کاٹ کاٹ کر ہلاک کر دینگی۔ اس درخت کے پاس سے بھاگ کر گذرتا ہے پھر کسی ایسے وحشی کا بھی ادھر سے گذر ہوتا ہے جو اپنی قوم سے زیادہ دانا زیادہ تجربہ کار زیادہ غور و فکر کرنے والا اور زیادہ خودمختار ہوتا ہے۔ اس بڑے درخت کا وحشتناک سایہ بھڑوں کے خوف سے ملکر اس کے دل میں ایک دہشت سی پیدا کر دیتا ہے اور اس کی قوت متخیلہ کو بھڑکا دیتا ہے اور شاید اسکی بیوی بچے بھی انہی بھڑوں کے کاٹنے سے

مر چکے ہیں۔ اب اس کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں" یہ بھڑیں کیسی چھوٹی چھوٹی مگر کیسی دانا ہیں۔ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ عقلمند ہیں۔ یہ اُڑتی ہیں اور کاٹ کھاتی ہیں اگر میں بھی ان کی طرح اُڑ سکتا اور کاٹ سکتا تو میں کیسے اوروں کو ہلاک کرتا اور کھا جایا کرتا اور کیسی خوشی سے اپنی زندگی بسر کرتا۔ یہ بھڑیں بڑے بڑے شہر (چھتے) بناتی ہیں اور دور دور تک لوٹ مار کرتی ہیں۔ مگر آپس میں کبھی لڑتی جھگڑتی نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی ایسی بڑی ہے جو ان کو سکھاتی اور ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ پس ان کا کوئی بادشاہ ضرور ہے" اس طرح سے اس کے دل میں ایک شاہ زنبوران یا واسپ کنگ کا تصور بندھ جاتا ہے جیسا کہ مغربی آئرلینڈ کے باشندے ابتک ماسٹراوٹر کو مانتے ہیں۔ اور امریکہ کے قدیمی باشندے بھیسوں کے بادشاہ پر اعتقاد رکھتے ہیں اور لِک (ایک جگہ کا نام ہے) میں بڑے بڑے جانوروں کی ہڈیاں جو ملتی ہیں اسکے آباؤاجداد کی ہڈیوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ یا سب سے مشہور مثال یہ ہے کہ ایکر آن کے بنی اسرائیل بی آیل زیب یعنی مکھیوں کے بادشاہ کو پوجتے تھے پھر وہ وحشی سوچتا ہے کہ "اگر ان بھڑوں کا کوئی بادشاہ ہے تو وہ یقیناً اسی درخت میں ہوگا۔ بھلا اگر میں بادشاہ ہوں تو کیا کروں؟ آرام سے اپنے گھر میں بیٹھوں مجھے اپنی روزی کے لیئے خود محنت نہ کرنی پڑے۔ اور کمائیں اور میرے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کریں۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھڑوں کا بادشاہ بھی ایسے ہی کرتا ہے" جب وہ اپنے گھر جاتا ہے تو اپنے شاہ زنبوران کی عجیب دریافت پر غور کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بچوں کی طرح اسی خیال میں مستغرق ہوتا ہے کہ اسے اور کچھ نہیں سوجھتا آخر وہ اس درخت کے پاس جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ بھڑوں کا بادشاہ کب باہر نکلے بھڑیں رفتہ رفتہ اسکی بدحس وحرکت شکل دیکھنے کی عادی ہوجاتی ہیں اور اس لیئے اسے کاٹتی نہیں۔ اس سے وحشی کے

دل میں ایک نیا خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہ زنبوراں اس پر مہربان ہے۔ آخر الامر وہ اسی درخت کے سامنے لوٹتا ہے اور کہتا ہے۔ "اے بھڑوں کے عالیشان بادشاہ مجھ پر رحم کر اور اپنے بچوں سے کہہ دے کہ وہ مجھے نہ کاٹیں۔ میں تیرے کھانے کیلئے شہد میوے اور پھول لاؤنگا تیری تعریف اور عبادت کروں گا اور تجھے اپنا بادشاہ سمجھونگا" پھر رفتہ رفتہ وہ اپنی اس دریافت شہ زنبوراں سے اپنے مخفی عہد کا فخر کرنے لگتا ہے۔ اور اسکی قوم کے لوگ اسکی باتوں پر یقین کرنے اور اسی سے ڈرنے لگتے ہیں۔ اور وہ اور زیادہ ڈرنے لگتے ہیں جبکہ وہ نہ صرف یہ کہتا ہے کہ میں بھڑوں کے بادشاہ سے التجا کرونگا کہ وہ اپنے بچوں کو تمہیں نہ کاٹنے کی ہدایت کرے۔ بلکہ جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں بھڑوں کے بادشاہ سے کہونگا کہ وہ اپنے بچوں کو بھیجکر تمہیں ہلاک کردے۔

یہ دھمکی گو اس نے اپنی شیخی کیوجہ یا حکومت کی خواہش سے دی ہو مگر یہ سچائی سے بالکل خالی نہیں کیونکہ وہ خود پہلے تو کسی قدر اسکی سچائی کا قائل ہوتا ہے مگر اسے بار بار یہ دھمکی دینی پڑتی ہے تو وہ اس میں اچھی طرح یقین کر لیتا ہے۔ پس وہ اس طرح شہ زنبوراں کی زیر حمایت ایک بڑا آدمی بلکہ ایک بادشاہ بن بیٹھتا ہے۔ وہ اور اسکی اولاد بھڑوں کے بادشاہ کے پجاری بن جاتے ہیں اور شہ زنبوراں اسکی قوم کا معبود ہو جاتا ہے۔

پھر وہ قوم شہ زنبوراں کے زیر سایہ پھلتی پھولتی ہے اور اسی طرح بھڑان کے لیئے ایک اعلیٰ اخلاقی نمونہ بن جاتا ہے اور ان کا نیا سردار پر تاثیر الفاظ میں انہیں یوں نصیحت کرتا ہے "تمہیں بھڑوں کی طرح کاٹنا اور انتقام لینا چاہیئے۔ انہی کی طرح تم آپس میں اتفاق رکھو اور انہی کی طرح سخت محنت اور لوٹ مار کرو" تب یہ وحشی لوگ اپنے دشمنوں کو مارنے اور کمانے لگتے ہیں اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ اپنے آپکو بھڑیں

ہی کہنے لگتے ہیں۔ پہلے تو وہ اسبات کا فخر کرتے ہیں کہ ان کا بادشاہ یا ان کے بادشاہ کا باپ یا دادا ایک بھڑ تھی مگر آخر کار وہ اپنی قوم کا جد امجد ایک بھڑ ہی تصور کر لیتے ہیں۔ اسطرح بھڑ انکا اپسورم ہیرو ان کا معبود اخلاقی نمونہ اور تہذیب دہندہ بن جاتی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جیسے اسی نے اپنے بچوں کو چھتا بنانا سکھایا یا اسی طرح اس نے اپنے گاؤں کے جھونپڑے بنانے سکھائے۔

اب اگر اسی وحشی قوم کی اسی حالت میں اسکے کسی سوچ بچار کرنے والے آدمی کو یہ نیا خیال سوجھے کہ اس دنیا کا بنانیوالا کون ہے" تو وہ اس خیال سے سخت حیران ہوگا دنیا کا خیال اسے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ پہاڑوں کی نہایت قریب ہی کی چوٹیوں کے سوا اور کسی چیز کا نقشہ اپنے دل میں کبھی نہ جمایا تھا۔ پھر دنیا کے پیدا کنندہ کا خیال تو اسے اور بھی پریشان کرتا ہے بھلا اسکی دانست میں ان بھڑوں سے بڑھکر جو اس کے مجہولانہ خیال میں سمائی ہوئی ہیں اور کون زیادہ کاریگر صناع ہو سکتا ہے۔ بس وہ جان لیتا ہے کہ دنیا کو بھڑ نے پیدا کیا اور یہ ڈھکوسلہ جو اسکے لیئے بالکل نیا ہوتا ہے اسکی قوم کے اعتقاد کا ایک جزو مکمل ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی پیدائش وہ اس طرح ماننے لگتے ہیں۔ اور اگر ایک دو پشتوں کے بعد اس قوم کا کوئی اور زیرک شخص یہ ڈھکوسلہ چلائے کہ زمین ایک کرہ ہے جو آسمان میں معلق ہے تو وہ (بشرطیکہ اسکی قوت متخیلہ اس خیال کے قبول کرنے کے لیئے کافی قوی ہو) اس بات کو ایسی صورت میں جو اسکے سابق علم و ادراک کے مطابق ہو سمجھہ بیٹھیگا۔ اور اسے ایسا معلوم ہوگا کہ بھڑ دنیا کو مکھی کی طرح منہ میں لیئے آسمان پر ادہر ادہر اُڑتی پھرتی ہے۔ یہ ڈھکوسلہ بعدہٗ اس کی قوم کا علم ہیئت بن جاتا ہے۔

یہ ایک لغو سی بات معلوم ہوتی ہے مگر ہر ایک شخص جو دنیا کی پیدائش کے متعلق پورانے

زمانہ کے فسانوں سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ یہ بات اسی قسم کے بیسیوں ڈھکوسلوں جو کتابوں میں درج ہیں زیادہ لغو نہیں ایسے فسانوں پر سوچو اور پھر خود ہی انصاف سے کہو کہ یہ سب کے سب اسی طرح پیدا ہوئے ہیں یا نہیں جیسے کہ میں نے بیان کیا مثلاً مصریوں کا گبریلا اور انڈا اور اہل ہنود کا مسئلہ کہ زمین ایک ہاتھی پر قایم ہے اور ہاتھی ایک کچھوے پر اور کچھوا اس لاانتہا استفہامیہ علامت پر جو بقول شخصے تمام علم طبعیات کی بنا ہے۔

غرض یہ زنبور پرستی جو پہلے محض جسمانی خوف سے پیدا ہوئی تھی اس درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔ پھر کوئی زمانہ آتا ہے کہ اس میں کئی قسم کے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں اور میری رائے میں اس قسم کی تبدیلیاں ہر ایک باطل پرستی میں ہوتی رہی ہیں یا آیندہ ہوں گی۔

اب یہ بھی ممکن ہے کہ اس زنبور پرست قوم پر کوئی اور زبردست قوم غالب آجائے اور اسے کہا جائے تو بھلا اسکا نتیجہ کیا ہوگا ؟ پہلے تو یہ وحشی بھڑوں کی طرح بڑی بہادری سے لڑیں گے اور جب اپنے آپ کو مغلوب ہوتے ہوئے دیکھینگے تو ضرور خیال کریں گے کہ بھڑوں کا بادشاہ ان سے ناراض ہے۔ اس نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ وہ انتقام ضرور لیگا۔ اسے پھر خوش کرنا چاہیئے۔ اسپر وہ ایک قیدی کو بھڑوں کی بھینٹ چڑھائینگے جیسے کہ چالیس سال کا عرصہ گذرا شمالی امریکہ کی ایک قوم نے قحط کے زمانہ میں جبکہ ان کے باجرہ کی فصل نہ ہوئی تو ایک اسیر لڑکی کو زندہ بھون کر اور اس کے ٹکڑے کرکے اناج کیساتھ بو دیا تھا۔ میں اس خوفناک قصہ کو بیان نہ کرتا اگر یہ میری بحث کی تقویت نہ ہوتا بھلا اس بات کا کون جواب دیسکتا ہے کہ اس وقت اس قوم کا کیا خیال تھا؟ اور کن

بیہودہ دلائل پر انہوں نے اپنی فصل اچھی کرنے کا یہ علاج نکالا۔ ہمیں سلیمان کیساتھ ہی اتفاق رائے کرنا چاہیئے کہ "بیوقوفوں کی بیوقوفی لس بیوقوفی ہے" یعنی اس کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

البتہ ہم اتنی بات ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ قحط سے سخت خوف زدہ تھے اس لئے انہوں نے اس خوف سے نجات حاصل کرنے کیلئے اس طریقہ کو اختیار کیا اب اگر ان زنبور پرست لوگوں کے پاس بھینٹ کیلئے قیدی نہوتے تو کیا کرتے؟ ضرور ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو بھینٹ چڑہاتے اور اگر غلاموں کی جانکنی اور موت سے بھی ہڑیں راضی نہ ہوتیں تو اپنے خوبصورت اور پیارے لڑکے اور لڑکیوں کو بھینٹ چڑہاتے۔ جیسے کہ کارتھیج والوں نے ایسی ہی حالت میں ایک ہی دن میں دوسو نجیب بچوں کو مالک (آتش فشاں پہاڑ کا دیوتا) کی بھینٹ چڑہایا تہا۔ اور جسکی پوجا وہ ٹیریا سے اپنے ساتہ لائے تھے۔ اس دیوتا کے اصلی معنی تو وہ شاید بھول بھلا چکے تھے اسکی نسبت وہ فقط اتنا جانتے تھے کہ وہ ایک سیاہ رنگ کی پہاڑ کمانے والی ہستی ہے جو ان کے بچوں کے جلتے ہوئے جسموں سے راضی ہوتی ہے۔ اس مثال سے بھی وہم کا پردہ فاش ہوتا ہے اور باطل پرستی جو محض جسمانی خوف کا نتیجہ ہے اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب اگر اس مفتوحہ وحشی قوم کے لوگ جو زندہ رہگئے ہوں کسی طرف کو نکل بھاگیں تو دوسری سرزمین میں اپنا معبود (بھڑ) اپنے ساتھ لیجائینگے جب وہ مفلس و ضعیف ہو جاوینگے تو ان کے دماغ اور قوت متخیلہ بھی ان کے جسموں کے ساتھ کمزور ہو جاوینگے جس سے ان کی زنبور پرستی میں خرابیاں واقعہ ہو جاوینگی حتیٰ کہ وہ یہ نہ سمجھینگے کہ اس پرستش سے مراد ہی کیا ہے۔ اس متبرک درخت سے دور ہونے اور ایک ایسے ملک میں رہنے کیوجہ سے

بھاں کی بھڑیں ایسی بڑی بڑی اور زبردست نہیں انہیں کسی ایسی چیز کی ضرورت ہوگی جوان کو شہ زنبوران کی یاد دلاتی رہے چنانچہ وہ اس مطلب کے لیئے ایک لکڑی یا کسی اور چیز کی بھڑ بنائینگے اور کچھ عرصہ کے بعد قوت متخیلہ کے عجیب قانون کے مطابق - (جو تمام بت پرستی کی جڑ ہے اور جو تم ہر ایک بچے میں جو گڑیا سے کھیلتا ہے دیکھتے ہو) جو چیز علامت تھی خود اصل بن جاتی ہے اس درخت کی جاندار بھڑ کے تمام خوفناک اوصاف اس لکڑی کی بھڑ پر محمول کر دیئے جاتے ہیں اور چند صدیوں کے بعد جبکہ وہ درخت بھڑ ونکا پیغمبر اور اس کا بھڑ کی اولاد ہونا اور انکی شکست اور بھاگ جانے کی یاد ان کے راگوں اور قصوں سے زائل ہو جاتے ہیں تو وہ لوگ نہایت خوف کیحالت میں کانپتے ہوئے اس چھوٹی سی لکڑی کی پرانی بھڑ کے سامنے سجدے کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ کہاں سے آئی اور اسکا مطلب کیا ہے۔ وہ فقط اتنا جانتے ہیں کہ یہ ایک پرانا معبود ایک بڑا اورمان ہے یا اسی قسم کا کوئی اور نام جوان کی خوف و بھالت کا نشان ہوتا ہے۔ فقط

قطعہ

جناب حسام الملک صفی الدولہ نواب علی حسن خاں بہادر مہتمم تعلیمات بھوپال ذیل کا قطعہ مسٹر بک کی وفات پر لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب موصوف کو کالج سے کس درجہ ہمدردی اور وہ اس بیوقت موت کو مسلمانوں اور کالج کے حق میں کس قدر اندوہ فزا واقعہ تصور فرماتے ہیں

آہ مسٹر بک کہ روح علم و جان فضل بود
درغم او خلق را نالان و گریان دیدہ ام

چوں ننالم سرپرست ما مسلمانان بمرد
شکر فیض اہل احسان شرط ایمان دیدہ ام

قوم از سر سید و تعلیم از بک زندہ بود
درغم شاں ہر دو را یک جسم بیجان دیدہ ام

کالج از رنج وفاتش چوں تہی قالب بماند — اسٹرچی ہال را یک بیت احزاں دیدہ ام
ہرکہ را بر روے نظر اُفتاد دل از کف باخت — از جبینش نور انسانی درخشاں دیدہ ام
امتیاز قوم و ملت سنگ در راہش نبود — گرم خدمت روز و شب با خویش و یاراں دیدہ ام
حاکم و محکوم را بود ست خویش دلنشیں — احترامش در دل ہر کس نمایاں دیدہ ام
گنج در ویرینہ میباشد بلی خوش گفتہ اند — گنج علم و فضل زیر خاک پنہاں دیدہ ام
نام او زندست تا دور زمین با علم و فضل — زندۂ جاوید کمتر مرد بہ بینساں دیدہ ام
بر مزارش باد باد صبح ہر دم گل فشاں — زانکہ اندر خواب او را گل بداماں دیدہ ام
قطعہ ما ہم سر لوح مزارش نقش باد — زانکہ حالش را سبق آموز گیہاں دیدہ ام

اولڈ بوائز ڈنر

بہ پہلی مرتبہ کیطرح اس سال بھی اولڈ بوائز ڈنر نہایت کامیابی سے ہوا ۱۰۔ اکتوبر سے پُرانے طلبا آنے شروع ہوئے۔ اور ڈنر کیوقت تک کوئی چالیس طلبا آگئے تھے۔ اولڈ بوائز کے مہانداری کا انتظام۔ بورڈروں نے خود اپنے ذمہ لیا تھا جسے اُنھوں نے نہایت خوبی کے ساتھہ انجام کو پہونچایا۔

۱۰۔ اکتوبر سے ہر ٹرین پر چند طلبا اپنے مہمانان عزیز کے استقبال کے لیئے جاتے تھے اور کالج میں لاکر مثل بڑے بھائیوں کے اون کی خدمت کرتے تھے معلوم نہیں سگ باش براد رخورد مباش کی تصدیق نئے طالب علموں کو ہوئی یا نہیں۔ ہمارے خیال میں نہیں ہوئی۔ کیونکہ اگر ادہر شوق مہمانداری تھا تو اُدہر خیال بزرگی۔

۱۲۔ اکتوبر۔ ۷بجے صبح سے ۹ بجے تک اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا پہلا اجلاس اسٹریچی ہال میں ہوا۔

بہ تحریک مولوی طفیل احمد صاحب و بتائید سید رضا علی صاحب بی۔اے۔ کے
شوکت علی صاحب بی اے صدر انجمن مقرر ہوئے۔

شوکت علیصاحب نے مختصر تحریر کیساتھ صدارت کو منظور کیا۔ اور جلسہ کی کارروائی
شروع ہوئی۔

مندرجہ ذیل رزولیوشن پیش ہوکر منظور ہوئے

رزولیوشن نمبر ا... اولڈ بائز ایسوسی ایشن ہسٹر بک کی افسوس ناک اور ناوقت وفات
پر دلی رنج کا اظہار کرتی ہی۔ اور اس جانکاہ واقعہ کو مسلمانوں کی قوم کیواسطے قومی
مصیبت خیال کرتی ہے

ایک ایک نقل اس رزولیوشن کی سکرٹری محمدن کالج اور ہسٹر بک کی خدمتمیں بھیجی جائے

محرک مولوی بہادر علیصاحب
موئد حبیب اللہ خانصاحب

نمبر ۲۔ اولڈ بائز کی رائے میں یک میموریل قائم ہونا نہایت ضروری ہی۔ اور اولڈ بائز۔
ایسوسی ایشن کے ہر ایک ممبر کو (جس سے محمدن کالج کا ہر سابق طالب علم مراد ہے)
لازم ہے کہ ایک میموریل قائم کرنے میں بدل سعی کریں

تحریک۔ شیخ عبداللہ صاحب بی۔اے
تائید۔ سید رضا علی صاحب بی۔اے

طلباء موجودہ جلسہ نے حسب ذیل چندہ کا یک میموریل فنڈ کے واسطے اس موقعہ پر
وعدہ کیا۔

سید شوکت علیصاحب ما/ سید رضا علیصاحب ما/ سید صفی اللہ صاحب ما/

میر ولایت حسین صاحب ۱/ حبیب اللہ خانصاحب ۵/ چودہری خوشی محمد خانصاحب ۵/
محمد عبداللہ صاحب بی-اے سابق کرکٹ کیپٹن ۵/ عبدالحمید صاحب نایب تحصیلدار ۵/
مولوی بہادر علیصاحب ۵/ عطا حسین صاحب انسپکٹر ۵/ علی ضامن صاحب ۵/

باتفاق رائے جلسہ یہ بھی منظور ہوا کہ اس رزولیوشن کی نقل چھپوا کر ہر ایک سابق طالبعلم محمدن کالج کی خدمت میں روانہ کی جائے اور یہ کہ اولڈ بائز سنٹرل ایسوسی ایشن علی گڈھ بک میموریل پر خاص توجہ کرے۔

نمبر ۳- جو رزولیوشن بابت سرسید میموریل فنڈ اور محمدن کالج کے طلبا کے باہمی تعلقات اور مراسم کی نسبت اولڈ بائز ڈنر کے جلسہ منعقدہ ۱۸- جولائی ۱۸۹۸ء میں پاس ہوئے تہے انکو دوبارہ غور کرنے کے بعد بجنسہ یا باترمیم پاس کیا جائے۔

تحریک- مولوی بہادر علی صاحب

تائید- مولوی طفیل احمد صاحب

مندرجہ بالا تحریک کے موافق حسب ذیل پاس شدہ رزولیوشن بعد کسیقدر ترمیم کے منظور ہوئے

(۱) محمدن کالج کے ہر ایک پرانے طالب علم کو لازم ہی کہ سرسید میموریل فنڈ میں ایک ماہ کی آمدنی یا جو مقدار وہ آسانی سے دے سکے یکمشت یا باقساط ادا کرے۔

(۲) اولڈ بائز ایسوسی ایشن کی یہ خواہش ہے کہ محمدن کالج کا کوئی سابق طالبعلم جب کسی نئی جگہہ پہونچے اور وہاں پر کالج کے اور طالب علم بہی موجود ہوں تو اوسکو مناسب ہی کہ آخرالذکر سابق طلبائے کالج سے قصداً ملاقات کرے اور عہدہ و رتبہ کا خیال یا زمانہ طالب علمی کے لحاظ سے سینیر اور جونیر ہونیکا خیال ایسی ملاقات میں مانع نہو۔

نمبر ۴- اس ایسوسی ایشن کی یہ رائے ہی کہ ہر شہر میں بشرط امکان اولڈ بائز ایسوسی ایشن

کی لوکل کمیٹیاں قائم کیجائیں اور جو سنٹرل ایسو سی ایشن علیگڈہ سے تعلقات اور مراسلات قائم رکہیں اور اگر بوجہ کسی سخت مجبوری یا فاصلہ دور دراز کے کچھ طالب علم سالانہ ڈنر میں علیگڈہ آکر شریک نہو سکیں تو وہ اپنی جائے قیام پر اُس تاریخ میں جمع ہوکر لوکل ڈنر کرلیا کریں۔

پیش کرینگے۔ میر ولایت حسین صاحب
تائید کرینگے۔ مولوی بہادر علیصاحب

نمبر ۵۔ یہ ایسو سی ایشن نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخاں بہادر آنریری سکرٹری ٹرسٹیان محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علی گڈہ کی سعی اور جانفشانی کا شکریہ ادا کرتی ہے اور اون کے انتظام اور اُس ترقی پر جو اُن کے زمانہ سکرٹری میں کالج کی مالی حالت اور طلبا کی تعداد میں ہوئی ہے اس پر اپنا اطمینان کلی اور مسرت کا اظہار کرتی ہے اور جناب میرزا عابد علی بیگ صاحب رٹائرسب جج اور ٹرسٹی محمدن کالج نے جو بے بنیاد اور بیجا اعتراضات کالج کے انتظام کے متعلق پبلک میں شایع کئے اُسپر اظہار تاسف کرتی ہے

تحریک۔ چودہری خوشی محمد خانصاحب
تائید۔ مسٹر شوکت علی صاحب

اس رزولیوشن کو پیش کرتے وقت چودہری خوشی محمد خاں صاحب نے ایک پُر جوش تقریر کی جو بخیال اس بات کے کہ اُن کی تقریر کے الفاظ بدل نہ دئیے جائیں پیشتر سے چودہری صاحب نے لکھہ لی تھی جسکو بعینہ جلسہ میں سُنا دیا جبکہ اس رزولیوشن پر بحث ہو رہی تھی اُسوقت اتفاق سے نواب محسن الملک بہادر جو اسلام پر اپنا لکچر دینے والے تھے اور اس جلسہ کے بعد ہی اُس کا وقت مقرر کیا گیا تھا تشریف لے آئے اور اس رزولیوشن

کی اطلاع پاکر انہوں نے اولڈ بائز سے درخواست کی کہ اس قسم کا کوئی رزولیوشن پیش نہ ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہ اس بارہ میں جو کچھ بوجہ کسی غلطی کے ہوچکا ہے اُسکو اب بھول جائیں۔ مگر اولڈ بائز نے نہایت ادب سے جناب نواب صاحب کی اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کیا اور اُن کے لائق پریسیڈنٹ نے ایک پُرجوش تقریر میں صاف طور سے اس بات کا اعلان کردیا کہ اولڈ بائز اپنا بڑا فرض یہ سمجھتے ہیں کہ جو اُمور کالج کیواسطے مفید ہوں اُن پر بحیثیت مجموعی عمل درآمد کریں۔ اور جو کارروائی کالج کو نقصان پہونچانیوالی ہو اُسکے متعلق بلا خیال لوم ولائم کے اپنی اصلی رائے ظاہر کریں چنانچہ یہ رزولیوشن بہت جوش کیساتھ باتفاق رائے پاس ہوا۔

اس قدر کارروائی ہونے کے بعد اولڈ بائز کا جلسہ ختم ہوا اور نواب محسن الملک بہادر نے مذہب اسلام کی حقیقت اور اُسکے برکات اور فوائد پر نہایت فصاحت اور بلاغت کیساتھ لکچر دیا جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔ بارہ بجے کے بعد کھانے سے فارغ ہوکر تمام پرانے طالب علم مسٹر بک سے ملاقات کرنیکے واسطے اُن کی کوٹھی پر گئے۔ اور مرحوم پرنسپل کی غمزدہ بی بی نے اُن سے نہایت اخلاق سے برتاؤ کیا۔

اجلاس دوم ۲½ بجے سہ پہر کیوقت

پریسیڈنٹ مولوی سخاوت حسین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بلندشہر

اولڈ بائز ایسوسی ایشن کا دوسرا اجلاس ۲½ بجے سہ پہر بصدارت مولوی سخاوت حسین صاحب کے منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے۔

نمبر۶-ہرایک سابق طالب علم کو اولڈ بائز ایسو سی ایشن کے اخراجات کیلئے ایکروپیہ سالانہ چندہ ادا کرنا لازمی ہوگا خواہ وہ ڈنر میں شریک ہو یا نہو اور جو سابق طالب علم بوجہ کسی مجبوری کے ڈنر میں شریک نہو سکیں وہ اپنا چندہ سنٹرل ایسو سی ایشن علی گڈہ کے سکرٹری کے پاس بہیجدیں۔

نمبر۷-اولڈ بائز ایسو سی ایشن کی رائے میں یہ امر ضروری ہے کہ ہر سابق طالبعلم کالج میگزین کی بہتری کے لیئے کوشش کرے-یعنی ہرایک طالبعلم میگزین کا خریدار بنے اور دوسروں کو اوسکے خریدنے کی ترغیب دے۔

نمبر۸-کالج کے سابق طالب علم کو علاوہ اپنے ذاتی چندہ کے سرسید میموریل فنڈ میں ہرطرح پر بدل وجان کوشش کرنا چاہیئے-اور طلبا کو چاہیئے کہ ایسے مقامات پر جہاں ابتک سرسید میموریل فنڈ کی کمیٹیاں قائم نہیں ہوئی ہیں وہاں بشرط امکان لوکل کمیٹیاں قائم کریں بہتر یہ کہ سنٹرل کمیٹی سرسید میموریل فنڈ سے استدعا کیجائے اور اولڈ بائز کی مدد کے لیئے موجودہ طلبا میں سے کوئی شخص یا اور کوئی آدمی بغرض جمع کرنے چندہ کے انکو پاس بہیجا جائے۔

اوس تجویز کے متعلق مسٹر ٹمپنگ نے جو آج کل عہدہ پرنسپل کا کام انجام دیتے ہیں ایک نہایت فصیح تقریر کی اور اثنائے تقریر میں مسٹر بک مرحوم کی آخری تحریر کو جو انہوں نے اپنی وفات سے چند روز قبل لکہی تہی پڑہکر سُنایا اس تحریر میں مسٹر بک نے سابق طلبا کو مخاطب کیا ہے اور کالج اور میموریل فنڈ میں جو کچھہ اُن کو کرنا چاہیئے اُسکی طرف توجہ دلائی ہے-اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بک کو کالج کی بہبودی کا اسقدر خیال تہا کہ مرتے وقت وہ اُسی کی دہن میں لگے رہے۔

نمبر ۹- اس ایسوسی ایشن کی یہ رائے ہو کہ سرسید مرحوم کی برسی کے موقع پر میموریل فنڈ کے لیئے ایک روپیہ فی کس چندہ مانگا جائے اور اولڈ بائز اوس میں کامل طور پر سعی کریں۔

نمبر ۱۰- یہ اولڈ بائز ایسوسی ایشن کا آیندہ سالانہ جلسہ اور ڈنر سنہ ۱۹۰ کی تعطیل دسہرہ میں منعقد ہوگا

اس جلسہ کے ختم ہونے کے بعد مولوی بہادر علی صاحب کی طرف سے اولڈ بائز کو یونین کلب کے سامنے ٹینس کورٹ میں گارڈن پارٹی دی گئی اس موقعہ پر مسز بک بھی مع مس بک کے تشریف لائے تہیں۔ مرحوم پرنسپل کی یاد اسوقت دلوں میں تازہ ہو گئی۔ اُنکی یتیم بچی اور غمزدہ بیوہ کو رنڈاپے کے لباس میں دیکھکر ضبط کی قوت نہ رہی اور اکثر طلبا پر رقت طاری ہو گئی۔

آٹھہ بجے شب کو اسٹریچی ہال میں ڈنر نہایت کامیابی کیساتھ ہوا۔ لیکن چونکہ مسٹر بک کی پیاری صورت اسوقت بہی آنکھوں سے نہاں تہی اسواسطے ہر ایک اسپیچ اور نظم ایک پُر درد مرثیہ یا نوحہ تہا۔

مندرجہ ذیل حضرات نے بعد ڈنر کے اسپیچیں دیں اور نظمیں پڑہیں۔

۱- محمد اصغر صاحب	اسپیچ	۶- نوراللہ شاہ صاحب	نظم
۲- شوکت علی صاحب	〃	۷- چودہری خوشی محمد خانصاحب	〃
۳- حیدر حسین صاحب	نظم	۸- زمان مہدی خاں صاحب	اسپیچ
۴- واحد حسین صاحب	نظم	۹- نواب محسن الملک صاحب بہادر	〃
۵- مسٹر منگ	اسپیچ		

ہمارے لائق پُرانے طالب علم چودہری خوشی محمد صاحب۔ بی۔اے کی نظم حسب معمول نہایت اعلیٰ درجہ کی نظم تہی۔ ہم اوس کو سب سے پہلے چھاپتے ہیں۔

نظم مصنفہ چودہری خوشی محمد خاں صاحب۔بی۔اے

تبقریب اولڈ بوائز ڈنر منعقدہ

۱۲۔اکتوبر ۱۸۹۹ء۔بمدرستہ العلوم مسلمانان علیگڈھ

بر دل غمدیدہ میں جوش نہاں پاتے ہیں ہم — پہر سر شوریدہ میں شور فغاں پاتے ہیں ہم

بعد مدت پہر ہوا ہے کوئے جاناں میں گزر — پہر رگوں میں خون الفت کو رواں پاتے ہیں ہم

یار دیواری میں تیری آکے ای ملجائے قوم — گردش گردون گرداں سے اماں پاتے ہیں ہم

ن ستاروں سے منور مطلع امید ہے — یہ زمین اون کی ضیا سے آسماں پاتے ہیں ہم

ئی ہیں میکے میں ملنے کو سہاگن بیٹیاں — میزباں کو گہر میں اپنے مہماں پاتے ہیں ہم

ل خانہ گرچہ مہمانوں سے ہیں نا آشنا — پر دلوں میں کچہ عجب جذب مہماں پاتے ہیں ہم

ہے ترقی پر بہار نونہالان چمن — نالۂ بلبل میں پر درد فغاں پاتے ہیں ہم

ے تہے ہم فصل گل میں دید گلشن کو مگر — ہر گل تر ایک چشم خوں فشاں پاتے ہیں ہم

ماں باد اجل سے شمع محفل گل ہوا — انجمن میں ایک آہوں کا دہواں پاتے ہیں ہم

سیحی کا مسلمانوں میں ہے ماتم بپا — بام و در کالج کو [illegible] سر نوحہ خواں پاتے ہیں ہم

بک کے مرنے پر مچا کالج میں اک کہرام ہے
ہمنے تیرا کیا لیا اے مرگ بے ہنگام ہے

رسو جو بستاں کل منزل جانانہ تہا — آج جو دیکہا تو وہ کاشانہ ماتم خانہ تہا

ں گل خنداں سے تہی اس باغ قومی کی بہار — بک کو بیٹہا دیکہکر کالج سے دل اٹہتا نہ تہا

ے شاگردوں کا وہ دلدادہ و دلدار تہا — تہا کبہی وہ شمع محفل اور کبہی پروانہ تہا

و دسترخوان پہ رہتا تہا اک ہنگامہ گرم — بورڈر سب مہماں تہے اور وہ صاحب خانہ تہا

یہ مجالس جانفزا تہیں یک کی بزم آرائیاں
ورنہ یاں مرغانِ صحرا کا مسافرخانہ تہا

ایک شانِ دلربائی اوسکی تہی ہر بات میں
معدن اخلاق کا ؤ گوہر یکدانہ تہا

گر بہارِ حسن بس اتنی ہی تہی تو اسقدر
پیچ و خم اے طرّہ دلدار پہیلانا نہ تہا

اہل محفل تہے تصور میں تیری بیخود مگر
ساقیا لبریز تیری عمر کا پیمانہ تہا

رہ گیا گردِ یتیمی میں تیرا دُرِّ یتیم
چہوڑ کر اوس تازہ مہماں کو ابہی جانا نہ تہا

ایکدم میں ہوگیا وہ چاند بادل میں نہاں
خواب تہا جو کچہہ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا

روزگار زندگی نقشے بر آبے بیش نیست
موج را قسمت ز دریا پیچ و تابے بیش نیست

بزم ساقی میں سنا جاتا ہی کچہہ تکرار ہی
گردش ایام بہی اب برسر پیکار ہے

مست ہے یا چست ہی غافل ہی یا ہشیار ہے
محسن الملک ابتو اپنا کارواں سالار ہی

قوم کی دہن میں ہی گر سوتا ہی یا بیدار ہی
قوم کی خاطر ہی گر ثابت ہی یا سیار ہی

معترض اسکی امامت سی تجہی انکار ہے
کرلیا جمہور نے مہدی کا جب اقرار ہی

گلشن قومی میں اسکی آبیاری کی طفیل
لالہ و گل سرو و سنبل شاخ و برگ و بار ہی

ہمنی تو ناظر کو پایا عشق میں ثابت قدم
مدعی کو لیکن اپنا مدعا درکار ہے

دل کو پردہ میں نہاں کتنا تہا دردِ یار کو
آ گئے دن اب دعوی الفت سر بازار ہی

تار و پود اتنا نہ تن اے عنکبوت بوالہوس
شہد کی مکہی کا پہنسا جال میں دشوار ہی

اپنی مونہہ سی مدعی ناحق میاں مٹہو بنی
یہ جانا خود زمانہ کاتب کردار ہے

ناصح مشفق نکر پیر مغاں کی تو بدی
بزم مستاں میں وہی اک شخص کچہہ ہشیار ہے

صلح کی ٹہرائیے واعظ لڑائی ہوچکی

راہ لگ اپنی کہ تجھ سے رہنمائی ہو چکی

بھائیو عہد اخوت یاد فرماتے رہو — الفت دیرینہ کا کچھ رنگ دکھلاتے رہو
قوم کی تم پر نظر ہے اے غزالان چمن — عرصۂ عالم میں بوئے مشک پھیلاتی رہو
ہو چکا ہے کیت دہقان کس کا کیت میں — یاد میں اب دل کی ابر آنکھوں سی برساتی رہو
آرہی ہے یہ ندا گور خلیل اللہ سے — سال میں اک دن طواف کعبہ کو آتی رہو
جسکی صورت سے ہماری گرمیٔ بازار تھی — اُسکی تربت دیکھکر اب دل کو گرماتے رہو
ہم صفیر وجو سکھا دی راگنی اُستاد نے — سو بسو و کو بکو و جا بجا گاتے رہو
اوس گدائے قوم کا کاسہ لیا جسنے اُٹھا — اوسکا جو ارشاد ہو دل سی بجالاتی رہو
بزم ہے افسردہ دل اور شمع روغن بھی بجھی — جسطرح سے بن پڑے کچھ تیل ٹپکاتی رہو
دے رہا ہے باغباں گلہائے گلشن کو دعا — نگہت اقبال سے عالم کو مہکاتے رہو
ناظر مشتاق کو اپنا فدائی جان کر — گاہے ماہے اے عزیزو یاد فرماتی رہو

در خیال بزم یاراں زندگانی میکنم
در سر پیر مغاں عہد جوانی میکنم

علوم شرقی و علوم غربی

علوم شرقی سے مراد میری اُن علوم سے ہی جو ایشیا میں مدون ہوئے یا اہل یونان و اہل مصر سے مستعار لیئے گئے علوم غربی سے میری مُراد اُن علوم سے ہے جو یورپ و امریکہ میں مدون ہوئے یا غیر ملکوں سے مستعار لیئے گئے۔

علوم شرقیہ کے طرفدار تو یہ اپنے سچے دل سے ارشاد کرتے ہیں کہ سارے علوم غربیہ

علوم شرقیہ کا سرقہ ہے یا صدقہ ہے جیسے کہ مال مسروقہ کو کوئی چور نہیں کہتا کہ وہ چوری کا مال ہے اور اوس کی صورتیں طرح طرح کی بدل دیتا ہے کہ وہ دزدی کا مال نہ معلوم ہو اسی طرح علم کے سرقہ کا حال ہے کہ چرانے والے اُس سے انکار کرتے ہیں اور اُس کی صورت طرح طرح سے بدلتے ہیں کہ وہ چوری کا نہ معلوم ہو۔ متقدمین حکما و فضلا نے علم و ہنر کی کوئی بات چھوڑی نہیں جسکے اختراع و ایجاد میں جستجو و تگاپو کی ضرورت ہو علوم غربیہ کے طرفدار یہ کہتے ہیں کہ علوم شرقیہ کے اُصول ایسے لاطائل اور نامعقول ہیں اگر ہم اُن پر قائم رہتے تو جاہلوں سے بدتر ہو جاتے ان میں سے بہت سی علوم ایسے ہیں کہ جنہوں نے انسان کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ طرفین میں افراط تفریط ہے اول فریق کا یہ سمجھنا کہ خدا کی خدائی کی تحقیقات متقدمین پر ختم ہو گئی اور پہلی نسلوں کے بعد کی نسلوں میں ایجاد و اختراع کی قابلیت یا ضرورت نہیں رہی اپنے تئیں انسان سے حیوان بنانا اور خدا کی خدائی کی حقارت کرنا ہے انسان کو خدا تعالےٰ نے اور مخلوقات سے ممتاز اسی قوت اور استعداد کے سبب سے کیا ہے جو اس میں ترقی کرنے کی ہے جب وہ اس استعداد اور قوت کو انسان میں سے معدوم کرتے ہیں اور ایجاد و اختراع انسانی کا دروازہ بند کرتے ہیں جیسے کہ اکثر انسان کی ترقی ہوتی ہے تو وہ خود حیوان بنتے ہیں۔ انسان کی ترقی کے لیئے کوئی حد حیوان کیطرح نہیں مقرر ہے کہ جس سے وہ آگے نہ بڑھے۔ ان کو دو قوانین فطرت پر خیال کرنا چاہیئے اول تو دنیا میں ہمیشہ سے خدا تعالےٰ نے یہ قانون جاری رکھا ہے۔ متقدمین کے کل علم و ہنر کے مالک و وارث متاخرین ہوا کریں اور اولاد اپنے آبا و اجداد کی جد و جہد کو نمونہ بناکے نقل اُتارا کریں اور اپنے ورثہ آبائی کو بڑھایا کریں اور اوسکے ساتھ ہی اپنی مخلوقات کی

طبیعت میں ایسے اسرار مخفیہ امانت رکھے ہیں کہ انکی تحقیق تکشیف و بحث و اشتغال میں زمرہ عقلا و حکما تا قیامت کوشش کریں تو بھی اُن کی انتہا تک رسائی نہ ہو۔

دوم ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ زمانہ ماضیہ کے علوم و فنون کی بہت سی باتیں نسیاً منسیاً ہو کر بمنزلہ معدوم کے ہو جایا کرتی ہیں ہمکو معلوم نہیں کہ زمانہ کب سے شروع ہوا ہے اور اس میں کیا کیا علوم و فنون و ہنر ایجاد و اختراع ہوئے اور مٹ گئے وہ سب جمع کسی صندوق میں نہیں ملتے کہ اوسکو کنجی سے کھول کر سب کو نکال لیں اور دیکھ لیں پس جن علوم و فنون و ہنروں کا پتہ موجودہ تواریخ میں نہ لگے اور اونکو زمانہ حال میں کوئی شخص ایجاد کرے تو اوسکو موجد تسلیم کرنا چاہیئے گو یہ تحقیق ہو کہ وہ زمانہ گذشتہ میں موجود نہ تھے اور ناحق جھوٹ موٹ کی باتیں بنا کر اسکے عدم ایجاد کی تاویلیں کرنی صداقت و عدالت سے بعید ہیں۔

فریق ثانی کو بھی متقدمین کے علوم و فنون کا ممنون ہونا چاہیئے اگر وہ نہ ہوتے تو اوسکو نئے سرے سے بنا پڑتی اور ابھی اس کی ابجد ہی سے فراعت نہیں ہوتی ہنوز ہنوز ہی شروع ہوتی مگر فریق اول کو بھی اسپر اترانا نہیں چاہیئے کہ ہم فریق دوم کے اُستاد ہیں وہ ایسے ہی اُستاد ہیں جیسے کہ کوئی میانجی ایک لڑکے کو قاعدہ بغدادی پڑھائے اور وہ لڑکا تو پڑھ لکھ عالم فاضل ہو جائے اُستاد جی بیچارے قل اعوذ یے میانجی ہی رہیں تو اُس کا اُستادی کا جتانا شرم کی بات ہے کوئی فخر و ناز کی بات نہیں۔ شاگرد کو بھی چاہیئے کہ وہ استاد کا ادب کرے اسی کے الف بے تے پڑھانے اُسکے عالم ہونے کی بنیاد جمائی اول قاعدہ کلیہ جو اوپر بیان ہوا اسکی تصدیق موجودہ تواریخ از منہ کرتے ہیں کہ کوئی صدی دنیا پر نہیں گذری کہ جس میں انسان نے

اپنے لیئے مفید اختراعات اور بکار آمد ایجادات نہ کیئے ہوں اور پچھلی نسل نے پہلی نسل کے علم و ہنر کا سرمایہ لیکر اُس کو نہ بڑہایا ہو اور اپنی نسل کے لیئے نہ چھوڑا ہو۔ اُنیسویں صدی تو ایسی مبارک آئی کہ اُس میں اہل یورپ و اہل امریکہ نے متقدمین کے علوم و فنون کے اقتباس اور اپنے اختراعات و ایجادات سے وہ ترقی کی کہ پہلے کسی صدی میں خواب و خیال میں بھی نہیں گذری۔ اُنہوں نے اپنی ترقی سے وہ فائدے اُٹھائے ہیں کہ آج انگلستان میں ایک چھوٹی حیثیت و مقدور و دولت کا آدمی اپنے گرد کی چیزوں کو دیکھکر فخر و ناز سے یہی باتیں کہتا ہے کہ میں ایسے گھر میں رہتا ہوں کہ جس میں مجھے آسایش اور آرام اور آرایش کا سامان وہ میسر ہو کہ جو چند صدیوں پہلے شاہان عظیم کو بھی میسر نہ تہا سمندر میں سب جہاز گشت لگا رہے ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ کے لیئے فائدہ مند چیزیں لائیں۔ چین میں چا رکی پتیاں میرے واسطے چنی جا رہی ہیں امریکہ میں روئی میرے لیئے بوئی جا رہی ہے جزائر ایسٹ انڈیا میں شکر و قہوہ میرے لیئے تیار ہو رہا ہے میرے لباس کیواسطے اٹلی میں ریشم کے کیڑونکی پرورش ہو رہی ہے اور سسلی میں بہیڑوں پر سے اون کتری جا رہی ہے۔ میرے وطن میں دیو ہیکل کلیں چل رہی ہیں اُن میں سے میرے لیئے کوئی سوت کاتتی ہے۔ کوئی کپڑا بنتی۔ کاتنے کترنے تراشنے مارنے دہاڑنیکی آوازا نیاز ہو رہی ہے۔ کانوں میں پمپ لگاکے معدنیات نکال رہی ہے مجھے ورثہ میں تہوڑی دولت و جائداد ملی ہے۔ مگر میرا ٹہاٹہ شاہانہ ہے۔ میری خطوط رسانی کیواسطے سڑکوں پر جا بجا گاڑیاں دوڑ رہی ہیں۔ میرے سفر کے لیئے سڑکیں نہریں پل تیار ہیں۔ جاڑے میں تاپنے کے لیئے کوئلے کی کمی نہیں۔ میری خوشحال ملک کی حفاظت کیلیئے سپاہی اور جہاز موجود ہیں جنکے سبب سے میں امن کے

گنبد میں رہتا ہوں۔میرے دم کے لیئے پرنٹروایڈیٹر حاضر ہیں جو دنیا کے سارے
واقعات وحالات وحادثات ارضی وسماوی روزمرہ لکھکراورچھاپکر میرے پاس
بھیجدیتے ہیں جنکو پڑھکر دنیا کی روزمرہ کی تاریخ پر مجھے علم ہوتا ہے۔غرض اتنی ساری
میرے نوکر چاکر خادم کام کرنے والے موجود ہیں میں اونکا مخدوم بنا بیٹھا ہوں
میری حویلی کے ایک کونہ میں کتابیں رکھی ہیں وہ عجیب وغریب کرشمے وکرامات
اپنی دکھاتی ہیں۔ہر مکان وہر زمان میں فوراً مجھے پہنچاکر سیر دکھلاتی ہیں۔جب
میں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ فلاں صاحب کمال کو حاضر کرو وہ میرے سامنے حاضر
کرتی ہیں اور وہ صاحب کمال اپنے سارے کمالات دوبارہ میری نظر کے روبرو
کرتا ہے۔اور سپیر (مقرر) اپنی اسپیچیں سناتے ہیں مورخین تواریخ پڑھتے ہیں شاعر
شعرخوانی کرتے ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ خط استوا سے لیکر قطبین تک اور ابتدار زمانہ سے
اب تک جہاں میراجی چاہتا ہے ان کتابوں کی بدولت پہنچ جاتا ہوں مہذب قوموں نے
علوم ہی کو اپنے مرغ جان کا بازوبنار کہا ہے اور جان کا آب حیات علم کو
اپنی راہ کا چراغ ودلیل بناکر ذلیل نہیں بنا تے۔علم کے نور کے سبب سے جہالت
کی شب تاریک سے نہیں ڈرتے وہ تاریک سی تاریک راہ میں اس علم کی ہدایت سے پہنچ
جاتے ہیں وہ علم ہی سے اپنی کشتی کو رواں کرتے ہیں اور علم ہی سے آشنا ہو کر آب
تند سے کشتی کی طرح گذر جاتے ہیں وہ اپنے بازوؤں میں شمشیر علم ہی کو بناتے ہیں
ان علوم غربیہ نے قوموں کو سرور ی دی عظمت وسلطنت کیطرف رہبری کی
اُن کے جلال وعظمت کا اورنگ پایہ آسمان پر بلند کیا ان پر نیک بختی وسعادت کا
دروازہ ہر طرف کھولا رقاب امم کا مالک درعالم کا دارومدار بنایا۔یہ معلوم ہوتا ہے

کہ آفتاب جہانتاب جو طلوع ہوتا ہے وہ انہیں کی تفریح دماغ اور انشراح قلب کے لیئے۔ وہ افعال قبیحہ اور اعمال سیہ بھی ایسی خوبی سے کرتی ہیں کہ نظر انکو بھلی لگتی ہیں۔ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیئے۔ ان علوم غربیہ نے فقط جہاں انکو اپنا ایسی وسعت دی ہے کہ وہ ہر گوشہ زمین میں اپنا قصر قیصری اور محل کسروی بناتے ہیں اور تخت سلطنت بچھاتے ہیں۔ خارستان کو گلستاں بنا دینا اور بیابان کو آبادان کر دینا انکے نزدیک کوئی بات نہیں۔

اب علوم شرقیہ نے اپنی قوموں کے سر پر جہالت کا تاج رکھدیا اور دیہیم شاہی اُتار لیا۔ نکبت و ادبار کی طرف ان کا دامن کھینچا۔ اُن کی سروری کا تاج و تخت برباد کیا اور اُن کے چہرہ پر سیہ روئی کی خاک مل دی۔ ایک عجیب تغیر و انقلاب اپنی قوموں میں پیدا کر دیا کیا وہ مالک عالم نہیں یا ملوک اُمم ہو گئیں اُنکی عظمت و جلال کے بوستاں میں خار و خس اُگنے لگے۔ اُن کے قصور عالیہ بے سقف ہوئے آفتاب اُن کو جلانے بھوننے لگا۔ ماہ کتاں کی طرح پھاڑنے لگا۔ جہل نے اُن پر علم کے عرصۂ وسیع کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اب تنگ و تاریک مکان میں رہتی ہیں۔ اُن کو اپنی جہانگیری اور کشورستانی یاد بھی نہیں اور اپنے گلستانوں کی نعمتیں اور بوستانوں کی راحتیں فراموش ہوئیں۔ انسانیت کے درجہ سے محروم ہو گئیں۔ وحشی و نیم وحشی کہلانے لگیں کیا وہ دارائی کرتی تہیں اور عالم پر سروری اور اُمم پر مہتری اور قومیں ان کی رعیت ہونے اور بندگی کرنے پر فخر کرتی تہیں اور اُن کے طفیل سے تاج شرف سر پر رکھتی تہیں یا اب حال اُن کا معکوس ہو گیا کہ اب وہ اور قوموں کی بندگی ہزار تملق و چاپلوسی سے کرتی ہیں اُسکے علم کو کسوف لگ گیا اور جہل نے اپنا منحوس چہرہ دکھایا یہ نتائج ظاہر

دیکھنے ہیں کہ ان دونوں علوم نے شرقیہ و غربیہ کیا کیا دکھائے۔

یہ رائیں تو اوروں کی ہیں جو اوپر میں نے بیان کیں مگر اب اپنی رائے یہ ہے کہ علوم قدیمہ یعنی شرقیہ کو لاطائل کہنا جہل ہے اور علوم جدیدہ یعنی غربیہ کو علوم قدیمہ یعنی شرقیہ پر ترجیح و فوقیت نہ دینی جہل مرکب ہے جو لاعلاج ہے۔

ان دعووں کے ثبوت کیلیے میں نے ایک کتاب مبسوط لکھی ہے جس میں علوم ریاضیات و علوم طبعیات قدیمہ و جدیدہ کا مقابلہ کر کے فرق بتایا ہے کہ علوم قدیمہ سے علوم جدید نے کس قدر قیاس کیا ہے اور کس قدر وہ اختراع اور ایجاد سے بڑھے ہیں اور کون سے ایسے علوم ایجاد کیے کہ جنکے موضوع سے متقدمین برائے نام واقف تھے اور کونسے علوم قدیمہ کو علوم کی فہرست سے خارج کیا ہے اور علوم قدیمہ کے کونسے حصوں کو باطل ثابت کیا ہے اور کون سے حصوں کو وہ باطل ثابت نہ کر سکے گو اُسکے حق ہونے میں کلام ہے اور بتلانے میں کہ کونسے حصے انکے علوم کے نام کو بدنام کرتے ہیں اور انسان کو آوارہ اور خراب خستہ کرتے ہیں۔ بطور نمونہ کے میں اُسکے ایک مقالہ کا مختصر بیان کرتا ہوں

شرقی علوم طبعی کی بسم اللہ ہیولا اور صورت و حرکت و زمان و مکان کا بیان ہے اور غربی علوم طبعیہ کا آغاز مادہ و ذرہ و حرکت و زمان و مکان سے ہوتا ہے۔ دونوں میں حرکت و زمان و مکان مشترک ہیں۔ اول ہی ہیولا اور صورت پہلی بجائے دوسری میں مادہ و ذرہ میں ہیولیٰ اور صورۃ کو ملا کر مادہ کہتے ہیں پس علوم غربی میں علوم شرقی کی نسبت ادرزیادہ ہے جیسیکہ اول میں ہیولیٰ اور صورۃ متلازم ہیں ایسی دوسری علوم میں مادہ اور ذرہ بغیر نادجہ کے نہیں پایا جاتا۔ علوم شرقی کے موافق اعلیٰ درجہ کی دلائل جو نہایت دقیق ہیں بڑی بڑی تحقیق کی اول نقل کی ہیں

اور انکو بتلایا ہی کہ علوم غربیہ کی تحقیق نے اسطرایقہ استدلال کو چھوڑ دیا انکے نزدیک نہیں سوا اسکو کچھ اور
نہیں ہی کہ ایک فرقہ حکماے متکلمین ایک بات ہیولی و صورۃ و حرکت و زمان و مکان کے باب میں بیان
کرتا ہی دوسرا انکار کرتا ہی تیسرا ان دونوں پر اعتراض کرکے اپنی کچھ کہتا ہی غرض کوئی امر آخر کو
محقق نہیں ہوتا اگر انمیں سے ایک گروہ کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کریں تو ایک غلطی کو چھوڑ کر
دوسری غلطی میں پڑے کنوئیں سے بچکر کھائی میں گرے پانی میں ڈوبنے سے بچا آگ میں جلے۔ ان پانچوں
چیزوں کے باب میں سوا انکی ہستی کے انکی ماہیت کی بابت کوئی اور امر محقق نہیں ہوتا اسکی مثالیں
تفصیل بیان کردی ہیں مثلاً حرکت ہی جیسا ایک پتھر حرکت کرکے ایک ساکن پتھر پر لگتا ہے تو کبھی متحرک
پتھر ساکن ہوجاتا ہے اور ساکن پتھر متحرک ہوجاتا ہے اور کبھی پہلا پتھر دوسرے پتھر کیساتھ حرکت
کرنے لگتا ہی یا دونوں ساکن رہتے ہیں اور پہلا پتھر دوسرے پتھر میں سے چنگاری نکالتا ہے
یا اوسکو گرم کردیتا ہے۔ غرض حرکت سے کوئی بات سوا اس کے کہ جسم کی ایک صفت نے
دوسرے جسم میں حرکت یا روشنی یا حرارت پیدا کی اور کوئی بات تصور میں نہیں آتی۔ گو علما
نے ہمکو اندھا کر رکھا ہے کہ اس پر ہم کو تعجب نہیں ہوتا مگر وہ بڑی عجیب چیز ہی اور اس کا سمجھنا
ہماری طاقت سے باہر۔ یہ مجمل بیان کتاب میں مفصل پڑھنے سے اچھی طرح سمجھ میں
آئیگا سچ یہ ہی کہ علوم شرقی کی روشنی کی گرد تاریکی بڑی چھائی ہوئی ہی اور روز بروز تاریکی بڑھتی
جاتی ہی۔ مگر یہ روشنی ہماری آنکھوں کو سکھ دیتی ہی اور اسکی تاریکی بھلی معلوم ہوتی اسکی شب بھی
دن سے زیادہ روشن معلوم دیتی ہی۔ یہ روشنی بری بھلی اپنی ہی اسی لئے بالطبع پسند خاطر ہی علوم
غربیہ کی روشنی کی گرد تاریکی کم ہے مگر اسکی روشنی ہماری آنکھوں کو چکا چوندہ لگاتی ہی اور وہ ایسی
اجنبی ہی کہ اسمیں ہمکو کچھ دکھلائی نہیں دیتا جبتک اسکے دیکھنے کی عادت نہ ڈالیں جب اسمیں دیکھنے کی
عادت ہو جائے تو اسمیں قدرت الٰہی کے جلوے اور طاقت بشری کے کرشمے خوب نظر آتے ہیں ،، ذکاء اللہ

NOTICE.

SALE OF BOOKS

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price.* Other books also for sale. Price List on application.

		Rs	As	P.
1	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain	3	0	0
3	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith	1	0	0
5	Burke's Select Works Vol II by Payne	1	0	0
6.	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson	2	0	0
7	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8	Dr Smith's Smaller History of Greece	1	0	0
9	English Poems by Milton (C. Press)	1	0	0
10	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13.	Logic by P. K. Ray	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I II .	1	0	0
15	Through Asiatic Turkey Vols I and II per Vol. by Geary .. .	1	0	0

Apply to the Librarian,

M. A. O. College, Aligarh.

the matter of School reform and the remedial measures which His Honour has been pleased to sanction. The Association regrets to learn, however, that the changes in the school curricula sanctioned by His Honour will not be introduced during the current school-year. The Association respectfully submit that the changes can, without any difficulty and with great relief of the students, be brought about at once, and prays that His Honour may be pleased to consider the desirability of directing that they may be so brought about.

A copy of the first Resolution has been forwarded to Mr. P. R. Paranjpye, B. A. at St. John's College, Cambridge.

In pursuance of a resolution passed at a meeting of the Executive Committee held on the 10th August, 1899, copies of the second and third Resolutions have been forwarded to the Private Secretary to H. H. the Lieutenant Governor, and with regard to Resolution II the following observations have been added in the forwarding letter: "The Association further desire respectfully to suggest that a larger non-Official element may be introduced into the Provincial Text Book Committee with advantage. Moreover, it may be submitted that the Association, consisting, as it does, of members who occupy the responsible position of parents and guardians of boys reading in the School in these Provinces, will be able to nominate members whose presence on the Committee will promote the objects with which the Committee is appointed."

after the comforts of Muslim students, should their parents desire its Council to do so.

8. To endeavour to supply the long-felt want of a Mosque and a Muslim journal in London, as soon as necessary funds are available for the purpose.

RESOLUTIONS ADOPTED BY THE N.-W. P. & OUDH, GRADUATES' ASSOCIATION ON 8th JULY, 1899.

Resolution I.

RESOLVED—That this Association records its keen sense of pride and pleasure in the most distinguished success which Mr. P. R. Paranjpye has achieved at Cambridge, and that it conveys its heartiest congratulations to him with the expression of a hope that, great as has been the success which Mr. Paranjpye has attained, he will win yet further renown for himself and his country in the field of original research.

Further *resolved* that a copy of this Resolution be sent to Mr. Paranjpye.

Resolution II.

RESOLVED—That the Government be requested to permit the N.-W. P. and Oudh Graduates' Association to nominate some members for the provincial Text-Book Committee.

Resolution III.

RESOLVED—That the N.-W. P. and Oudh Graduates' Association offer their thanks to His Honour the Lieutenant Governor for the prompt action which His Honour has taken in

2. To provide (a) a Library containing the principal books on Islam written by Muslim or non-Mussulman authors, with other works interesting to Muslim students or visitors sojourning in the metropolis, as well as to British scholars and statesmen seeking light on Islamic literature, politics, and law; (b) a Reading Room, containing the principal newspapers and periodicals published in Islamic countries, as well as European or American reviews in which articles appear having special reference to Islam or its followers.

3. To endeavour to promote social amity and good understanding between Englishmen and Orientals, by inviting distinguished Oriental visitors to the social entertainments of the Club, and introducing them to British scholars and statesmen interested in the welfare of the Oriental world, and *vice versá*.

4. To, from time to time, invite distinguished persons to deliver lectures on the burning questions of the day, particularly affecting the Muslim world, for the benefit of the members of the Club and their guests.

5. To bring to the notice of the Muslim public remarkable books published in Europe on any Islamic question by reviewing the same in the Muslim press, and introduce distinguished Muslim authors to the literary public in England and America by reviewing their masterpieces in the press of two countries.

6. To enlist the moral as well as the material sympathy of the thinking portion of the British Public towards the establishment of a Muslim University in India, and promote the interests of the Muslim Educational Conference, by enlightening public opinion in this country on the educational wants of the Mussulman subjects of the Queen-Empress.

7. To offer all possible assistance to Muslims on their arrival in this country, and supply every information regarding the educational and other institutions of this country to Muslims abroad. It shall endeavour to supervise the studies and look

'Tis not black hair, then waist or handsome face,
What love excites is sweet attractive grace

شاهد آن نیست که موی و میانی دارد ۔ بندهٔ طلعت آن باش که آنی دارد

—— o ——

Though beauty does attraction impart,
Yet genuine love ensnares the heart,

خوبی یہی نہیں ہے کہ انداز و ناز ہو ۔ معشوق کا یہ حسن کہ وہ دلنواز ہو

—— o ——

The Sun, the Moon, the Mirror, and Rose,
Are all O, Mir, for excellence renowned
But I, for one, would give my heart to those,
In whom attraction and grace are found

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر ۔ اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

—— o ——

Grant him O God enduring life and health
With budding luck, green age, and growing wealth.

الہی تا ابد باشی باقبال ۔ جوان بخت و جوان دولت جوان سال

—— o ——

The London Muslim Club.

We observe with pleasure that under the auspices of the Muslim Patriotic League the above-named Club has been established at 1 Regent's Park Terrace, N. W. The need for an institution of that kind for Muslims is too self-evident to require any lengthy remarks in suppoort of its establishment. The Club already provides for its members a Library, a Reading Room, a Pro-Mosque, and a Lecture Hall.

The following are some of the objects of the Club:—

1. To supply a local habitation for the social and religious requirements of the Followers of the Prophet, from all parts of the world, resident in Great Britain.

Personal.

Mr Fazh Ahmed M A. B. Se has been appointed teacher **of natural** science in the M. A O. College and School.

We hear that the Hon'ble Thomas Raleigh, Legal member of **the** Viceroy's council will visit Aligarh, early in November and inspect the working of the M A. O College.

Engiish verse translated into Persian

The Rose is fairest when 'tis budding new,
And hope is brightest when it dawns from fears
The Rose is sweetest washed with morning dew,
And love is loveliest when embalmed in tears

گل وقت شگفتن با دو رعنایی چون مه - خوشتر امید کوشد بعد از خطر نمایان
گل بیش دلبر گیرد از شبنم سحرگه - زیبد راشک آری بار رخ حمیدان

آ کس که اسپ همت بر راه حق براند - یا با مراد گردد یا نامراد ماند
باید عروج شاهی سلطان ارلدس مانی - یا جان دهد چو سقراط او هست مرد میدان
(باید عروج و دولت ما نند ماه کنعان - یا دا همچو عیسی او هست مرد میدان)

Who noble ends by noble means obtains,
On, failing, smiles in exile or in chains.
Like wise Aurelius should he reign or bleed
Like Socrates, that man is blessed indeed

Take warning from the care of mighty ones of yore,
How Times, destroying Hand plays havoc in their homes;
At Caesar's palace doors the spider hangs curtains,
And hooting owls beat drums on Afrasugah's domes

چشم عبرت بین کشا بر حال شاهان رانگر - تا چسان ازگردش گردون گردان شد خراب
پرده داری میکند در قصر قیصر عنکبوت - بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

number of friends, English students and Barristers, as well as Indians, at the Holborn Restaurant on Wednesday the 27th of September, 1899.

Mr. A. B. Russell Barrister-at-Law, presided. Among the many present to do honour to the parting guest were Mr. Theodore Morrison the Principal of M. A. O. College Aligarh, Mr. Gunpat Rai Barrister-at-Law, Mr. H. J. Douglas of Grays' Inn, Mr. Fazal Hosein, B.A., Mr. Abdul Majid Khan, Mr. Guru Dass Nanda, Mr. Mohamed Afzal, Mr. S. M. Akbar, Mr. Badrud-din Qureshi, Mr. Abdur Rahman and others.

The Chairman after reading letters of regret from Mr. Dadabhai Naoroji, General W. Gordon, Captain Bodh Nath, Mr. H. C. Beck, and others, proposed "The Queen & Empress of India" which was heartily and loyally drunk and followed by "The Royal Family."

Mr. H. J. Douglas in proposing the health of Mr. M. Abdul Aziz Khan dwelt in most graphic and eulogistic terms on the past, present and future career of their worthy friend.

Mr. [illegible] Nawaz of Lahore, supported the previous speaker.

Mr. M. Abdul Aziz Khan, rose amid hearty applause to respond to the toast, and sincerely thanked all of his friends for drinking his health, saying that he was overwhelmed by the kindness of his friends who honoured him with a farewell banquet.

Mr. Theodore Morison, (principal of M. A. O. College, Aligarh,) in an able speech adverted to the relations of Indians and Anglo-Indians in India. He and others had tried to do something in this direction, and he hoped these efforts would be continued.

LONDON,

29th September, 1899.

have happened, coming so soon after the death of the founder of the College, Sir Saiyid Ahmad, and before the College had quite surmounted the difficulties thereby entailed. The death of Mr Beck is a specially regrettable event It will require exceptional prudence, unanimity, and resolution on the part of the Muhammadan leaders to prevent the consequences of the double loss from being disastrous to the College,

The Theodore Beck Memorial Fund.

At a meeting held in the College on Oct 9th Mr. Llewellyn Tipping was elected Honorary Secretary and Treasurer of the above Fund It was resolved to publish an appeal in the various English and Vernacular papers on behalf of the Fund, this has since been done and subscriptions are beginning to come in.

The form which the memorial is to take has as yet been left undecided It will naturally depend chiefly upon the sum eventually realized, but every care will be taken by the Central Committee to make it such a memorial as Mr Beck himself would have wished for.

Subscriptions may be sent to the Honorary Treasurer or to Nawab Mohsin-ul-Mulk at Aligarh or they may be paid directly to the Bank of Bengal Agra

Dinner in London to M. Abdul Aziz Khan Esq., Barrister-at-Law (of Peshawar.)

A farewell dinner was given to M Abdul Aziz Khan Esq, Barrister-at-Law on his impending departure for India by Messrs. R P Paranjype the Senior Wrangler of Cambridge University, Balak Ram M A., and M Shah Nawaz on behalf of a large

very substantial addition to the funds of this useful society and because of the witness it bears to the keen interest that many students take in the welfare of their College and their willingness to work for it. In our next number we intend to give a full list of the sums collected

Before these lines appear we hope that Mr Morison will have returned from England. The English staff of the College has for some time past been represented by Mr Tipping alone and the arrival of Mr Morison and another Professer will be a very welcome reinforcement

The College Library has just received the very welcome addition of some 300 volumes Among the new books are a number of very valuable works on the History of India, many of them of unique interest. Mr Beck during the last few years devoted especial attention to Indian History and Economics and one of the last benefits he conferred upon the College was the purchase of this very valuable collection of books in Simla

---

N.-W. P. Government Report and the death of Mr. Beck.

In the Government Report on Public Instruction in the North-Western Provinces and Oudh which we have just received, occur the following remarks from the Government on the death of Mr Beck

The Director has received no report from the Muhammedan Anglo-Oriental College, Aligarh, previous to the preparation of the Provincial report in which therefore he was unable to deal with this important institution The non-submission of the College report, and incompleteness of the returns, are doubtless accounted for by the illness of the Principal, which, the Lieutenant-Governor and Chief Commissioner learns as this sentence is being written, ended in Mr Beck's death. A greater loss to the cause of Muhammadan education in these Provinces could not

Mr. Zaman Mehdi Khan followed and in well chosen words expressed the pleasure they all felt in welcoming once more to their College their brothers of past days.

Nur Ullah Shah and Wahid Hosain then read poems and were followed by the ever popular College "Longfellow" Mr. Kushi Mohammad, who read an admirable poem which we print in our Urdu columns.

Nawab Mohsin-ul-Mulk brought a most happy and successful evening to a close in a touching and eloquent speech.

College News.

The Old Boys Reunion meeting has been the main event of the past fortnight. In another place we give an account of the proceedings which were characterized by happy spirit of fellowship and unanimity. The pervading feeling was one of deep regret at the terribly sad loss of our beloved Principal Mr. Beck, but at the same time there was on all hands manifest and earnest desire to carry on the work to which he devoted the unflagging energy and enthusiasm of sixteen years, and a spirit of hopefulness as to the future such as Mr Beck himself would have wished for.

It was touching to hear one after another of the old students testify in words full of the deepest feeling to the respect and honour in which he held his late Principal and to his gratitude for all that Mr Beck had been to him and done for him. One could not but feel that Mr. Beck was to the majority of his pupils not merely a master and professor but a trusted guide and a dear friend.

The collectors of the Duty have been very busy during the last vacation and have brought in upwards of Rs.1,200 : this is a very gratifying result of the meeting that was held last June before the breaking up of the College, both on account of the

Resolution V—That on the occasion of the anniversary of the death of Sir Syed subscriptions should be raised for the Memorial Fund, and the Old Boys should make special efforts for it.

Resolution VI—The next meeting of the Old Boys Association will be held during the Dasserah holidays of the next year.

The annual dinner took place in the evening at 8 o'clock and was attended by upwards of 300 past and present students and guests. The arrangements which were in the hand of Ziaullah Khan, the superintendent of the College Dining Hall were admirably carried out and every one professed the greatest satisfaction at the capital dinner that was provided

After dinner Mr. Mohammed Asghar on behalf of the present students proposed the health of the Old Boys and in felicitous terms expressed their pleasure in seeing their predecessors once more amongst them.

Mr. Shaukat Ali responded in a capital speech He said there were doubtless many there who chafed sometimes at the discipline and restraints of College life but they who had gone out into the world knew how much they would now give for the society and companionship they had enjoyed in their College days, and how they all looked back with longing to their bright and happy undergraduate days

Hyder Hassan then read an Urdu poem

Mr Tipping who followed welcomed the Old Boys on behalf of the College staff He alluded to the terrible loss the College had sustained in the loss of their beloved principal and spoke of the confidence which he always placed in his old students. Mr. Beck had high ideals of education, and it was because he had these ideals and because he felt that the College was leaving the impress of its individuality upon every student who came under its influence that he was able to appeal with confidence to them, the Old Boys of the College to carry on to a successful issue the work that was going on in Aligarh.

This resolution was brought forward by Ch Khushi Mohammed Khan who introduced it with a short but vigorous speech.

The resolution was unanimously adopted

The first meeting of the Old Boys then came to a close, and Nawab Mohsin-ul Mulk delivered his lecture on "Islam, its fundamental principles, and blessings conferred by it." The lecture was a very learned exposition of the tenets of Islam and the audience were very greatly impressed by his eloquent exhortations to follow the teaching of Islam and to carry on the great and noble work inaugurated by the late Sir Syed

The Second meeting of the Old Boys was held at 2-30 in which many important resolutions were passed

Resolution VII.—Every Old Boy shall pay one rupee for the expenses of the Old Boys Association whether he attends the dinner at Aligarh or not

Resolution VIII.—The Old Boys Association thinks it necessary that every ex-student of the College should try his best for the improvement of the College Magazine by Subscribing and contributing to it.

Resolution IX.—The old Students of the College should try to further the cause of the Sir Syed Memorial Fund in addition to their personal contributions to it, and local Committees should be formed wherever it be possible to do so

It was further resolved that the Central Standing Committee of Sir Syed Memorial Fund be requested to help the Old Boys by sending collectors where necessary.

Mr Tipping, the acting principal, read an unfinished article by the late lamented Mr. Beck. The article was almost the last thing written by Mr. Beck and was addressd to the Old Boys, and contained an appeal to them to continue the work.

The following other resolutions were passed that :—
Resolution III. The Resolutions passed on the 18th July, 18[illegible] should be reconsidered by this meeting.

In pursuance of the above, the following resolutions we[re] passed.

(1) It is incumbent on every Ex-Student to pay o[ne] month's income, or some amount convenient to him, to the S[ir] Syed Memorial Fund either at once or by instalments.

(2) The Old Boys of the M A.-O. College wish tha[t] whenever an Ex-Student of the College visits a station, h[e] should call on the Old Allyghanans resident in that town, withou[t] any consideration of the Social position or Seniority of himsel[f] or of the gentlemen visited

Resolution. -II This association considers it advisable tha[t] local committees of Old Boys be formed in every place whereve[r] it be possible, and that such local committees should keep them selves in communication with the central association of the Ol[d] Boys at Aligarh

Resolution I - Wherever such local committees be forme[d] and the Old Boys at such places be unable on account of som[e] unavoidable reason of the greatness of distance, to attend th[e] Old Boys dinner at Aligarh, they should hold a dinner on th[e] date fixed in their respective places.

Resolution II This association expresses its sense of gratitud[e] and satisfaction to Nawab Mohsin-ul Mulk for his indefatigabl[e] efforts on behalf of the M A.-O College, and its confidence in th[e] present management, under which the College, its finances, an[d] the number of students has greatly improved. It further express es its regret at the attitude taken by Mirza Abid Ali Beg Sahi[b] Qizalbash in publishing groundless and false charges agains[t] the management of the College

Beck, the principal of the M A -O. College, and regard it as a calamity for the Musalman Community.

The resolution was moved by M. Bahadur Ali, M.A ,L L B , and unanimously carried

Shaik Abdullah, B A , L L. B , proposed that "steps should be taken to perpetuate the memory of the late Mr Beck, and that every member of the Old Boys Association, that is every Ex-Student of the College, should try his best for the memorial" This motion was seconded by Syed Raza Ali Sahib and unanimously adopted.

Various suggestions were made as to the form that the memorial should take, but it was decided that this should be left to the discretion of the Central Committee of the Beck Memorial Fund but that the Ex-Students should not on that account relax their efforts to contribute and collect money for the Fund

The following subscriptions were promised on the spot —

		Rs	As	P.
Mr.	Shaukat Ali Khan, B A	100	0	0
,,	Meer Wilayat Hosain, B A.	100	0	0
,,	Syed Raza Ali, B A	100	0	0
,,	Syed Safiullah ,, ...	100	0	0
,,	Habibullah Khan, B A.	one month's Salary.		
,,	Abdul Hamid	50	0	0
,,	Ata Hosain	one month's Salary.		
,,	Ali Tamin Sahib	,,	,,	
,,	Mohd Abdullah, B A.	,,	,,	
,,	Chowdhri Khushi Mohammad, B.A..	50	0	0
,,	Bahadur Ali, M.A.L L B.	50	0	0
,,	Ch. Mohd Hasan Khan of Kasgang	10	0	0

It was also resolved that a copy of Resolution II be sent to every Ex-Student for compliance and the central Committee of the Old Boys be requested to pay special attention to it.

body of the Indian Muhammedans. The future will show whether this nascent force of enlightened public spirit will be able to make headway against the indolence apathy and ignorance that enwrap the Indian Muhammedans as in a shroud, and will render the nation influential and honoured through its wealth and culture as it was in the days when Islam took up and held aloft the torch of learning and civilisation "

The Old Boy's Annual Reunion.

The annual reunion of the old boys of the M.A.-O. College took place on October 12th Though, as was to be expected, the acceptances in no way corresponded with the number of invitations issued still the very fair number of 40 old boys assembled on the 12th instant The difficulties of bringing together from distant places a number of men mostly in the public service is very considerable and therefore, we think that the number may be considered satisfactory, being five more than the number present last year

We give below a brief account of the proceedings of a most interesting meeting

On October the 11th a meeting of the Sub-Committee of the Old Boys was held to consider the resolutions to be brought forward in the meeting of the Old Boys that was to be held next day

The meeting of the 12th October was very largely attended, the present Students evincing great keenness in watching the proceedings of the Old Boys meeting. Mr. Shaukat Ali, a prominent Ex-Student of the College, was voted to the chair.

The first resolution that the Old Boys passed was the following :—

That this meeting of the Old Boys assembled in the meeting express their deep sorrow at the untimely death of Mr. Theodore

of his most valued supporters, the Khalifa Omar endured the hardships of the commonest soldier. Now every man however humble may do something but let us have action rather than talk. At the last Educational Conference enthusiasm grew so high that some speakers wished 5 Lakhs to be settled as the amount to be raised in the Punjab for the Memorial Fund. Finally a Lakh and a half was decided on. The amount actually received has been Rs 20,970-12-0 most of this was paid before the meeting of the Conference. I appeal to the Punjabis to make good their promise and show themselves men of their word. With these and other much more discouraging facts before me I should have been strongly tempted to say, "The thing is impossible: the Muhammedans cannot be raised; their case is hopeless:" were it not that our old students have given proof during the past year of enlightened public spirit and a capacity for action. I appeal to them and to the rising generation. Let nobody think that he is too poor or too insignificant to be able to do good work for his people. Let your work be continuous, like that of Tofail Ahmed, who keeps up the College Directory; and not mere gusts of impulse now and then, fitful starts that sputter like a firework and then vanish. I offer here on behalf of the College the gratitude we feel to many old students—to Habibullah of Meerut, to Sakhawat Husain and Muhammed Ali of Bulandshahr, to Subadar Ghulam Jalani of Hong-Kong, to Munshi Muhammed, to Siraj Ahmed, Shaukat Ali, Muhammed Abdullah, Sheikh Abdullah, to our student trustees Aftab Ahmed Khan, Sultan Ahmed Khan, Zain-uddin, Badrul Hasan, and many others too numerous to mention, but each of whom has given proof that he has in his heart a real love of the College. It is this spirit that some of our old students have shown, as well as others who are not our students—such men as Niaz Ali of Jhelum, Amir Ali of Gilgit, Diwan Muhammed Husain and Mahdi Hasan Beg of the Central Provinces—I mention but a few of them—this spirit, I say, shows that there are still sparks of life in the great inert

NUMBER OF MUHAMMEDANS IN PUBLIC INSTITUTIONS.

	1891-95		1896-97	
	Arts Colleges. Number of Muhamedans.	Arts Colleges Percentage of Muhammedans	Arts Colleges Number of Muhammedans	Arts Colleges Percentage.
Madras	56	1 5	50	1·9
Bombay ...	35	2 6	29	2·7
Bengal	299	5 7	361	5·6
N.-W. P & Oudh ..	249	19 0	268	18 6
Punjab ...	84	18 2	217	19 7
Central Provinces .	13	5 6	11	3 7
Burma	...	...	2	2 5
Assam	...		1	3 7
Coorg	..	.		
Berar ...	..	. .	..	..
	736	5 9	939	6·6

It will be observed that in Madras, Bengal, and the North West Provinces, the percentage has actually fallen

The figures as to the schools show a similar tale. The conclusion is that in spite of all our efforts the Muhammedans are not to any appreciable extent recovering their lost ground in the matter of English education. These are the facts. Now is there any doubt that it is urgently necessary that the Muhammedans should support an educational movement, if they have any aspirations to be a progressive nation ? Then what are they to do ? The thing is perfectly simple show self denial and energy. Let them call to mind the character of the men of the early days of Islam. The prophet I have been told never enjoyed for a whole week two meals a day , Hyat Ali as a mere boy was one

we are forced into the dilemma, either of doing nothing and allowing the whole business to subside, and our grand prospects of a great College rising ultimately into a Muhammedan University to vanish into smoke as the dream of a decadent nation, or of giving time and labour to the disagreeable task of realising subscriptions, which might otherwise have been devoted to the internal management of the College I am not prepared to accept the former alternative. Then as regards the second point. In over a year's work a sum of Rs 67,000 only has been paid, of which more than Rs 10,000 has been paid by Englishmen, leaving a total of little over half a lakh contributed by the Muhammedans in honour of their greatest man and for the cause of their national advancement. This moreover has been done with an enormous amount of talk and a good deal of self congratulation I have said before, and I repeat it, and should like it to burn into the soul of every patriotic Musalman and fire him to effort, that in a few weeks the English public paid down 18 Lakhs for a Muhammedan College in the Soudan And this two was but a drop in the ocean of English charity. I am not saying this with the object of praising my nation, but in the hope of inducing the Muhammedans to follow their example I ask them to give for their own civilisation and prosperity a sum equivalent to what the English public gave spontaneously for the civilisation and prosperity of the Musalmans of the Soudan.

If Muhammedans want to know where you stand in education, compared, not to the advanced nations of Europe, but to the other communities in India, the following figures taken from the Quinquennial Report of Education in India will inform them. In 1896-97 only 6 6 of the students in Indian Colleges were Muhammedans. The figure 5 years previously was 5 9 ; and at first sight this shows progress but this progress it turns out was mainly due to the general spread of Education in the Punjab where the proportion of Muhammedans is higher Look at the following statistics,

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine. Aligarh.

New Series Vol. VII.	NOV. 1st, 1899.	No. 13.

Mr. Beck's Last Appeal to the Mohammadans of India.

We print below an appeal from Mr. Beck to the Mohammadans of India. It is invested with a very deep and pathetic interest by the fact that it was one of the the last things he wrote. Its abrupt commencement is sad evidence that his strength failed before he had time to complete this latest stirring manifesto on behalf of the work so dear to his heart :—

" Now leaving aside the Nawab of Rampur, who authorized the Lieutenant Governor to state that his subscription would be paid up after certain proposed alterations had been made in the College Rules alterations which have since been carried out, the two facts to which I would draw attention are, first, that less than half the sums promised have been paid, and second, the smallness of the total sum received. I find that as a general rule a sum of money is not realised until a special effort has been made. This takes up a great deal of time and labour, so that

New Series
VOL. VII. November 1st, 1899. No. 18.

THE

M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

اُسکو محمدن یونیورسٹی کے عالیشان مرتبہ تک پہونچانے کی کوشش ہو رہی ہے کالج

۵

جدید سلسلہ

جلد ۷

یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ ع

نمبر ۱۲

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

The M. A.-O. College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 18 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M. A.-O. College Magazine, Aligarh.

مسٹر بک مرحوم کی وفات

آج میگزین کے صفحوں میں ہم اُس افسوسناک خبر کو شائع کرتے میں جس سے زیادہ پُر الم واقعہ بعد وفات سر سید کے میگزین میں درج نہوا ہوگا۔ اس مضمون کی سرخی جس عظیم الشان حادثہ کی اطلاع دیتی ہے وہ اسقدر پُر درد ہے کہ جس کے دلی صدمات کو زبان قلم ہرگز ادا نہیں کرسکتی۔ مسٹر بک سابق پرنسپل ورجسٹرار محمدن کالج و اڈیٹر میگزین کی ناوقت وفات حسرت آیات محمدن کالج کی ہسٹری میں نہایت غمناک اور نقصان دہ واقعہ خیال کیجائیگی اور اُنکی بے بہا خدمات کے کارنامے نہایت شکور ی کے ساتھ کالج کے متعلقین کی زبانوں پر بطور ضرب المثل کے یاد رہینگی۔ مسٹر بک مرحوم ۱۸۸۳ء میں محمدن کالج کے پرنسپل مقرر ہوکر ہندوستان آئے تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ غفلت کی گہری نیند میں سوتے ہوئے مسلمانوں کو سر سید احمد خاں مرحوم ومغفور نے اپنی لگاتار انتھک کوششوں سے کسیقدر بیدار کرلیا تھا اور محمدن کالج کچھ دنوں پہلے پیدا ہوکر اپنے بانی سر سید مرحوم کی کنار عاطفت میں پرورش پارہا تھا۔ اگرچہ اُس بچپن کی ابتدائی حالت میں بھی اس بچہ

کے قیافہ اور پیاری پیاری باتوں سے اُس کے ہونہار ہونے کی علامتیں صبح کے
آفتاب کی کرنوں کی طرح نمودار تہیں مگر مسٹر بک کی سرپرستی کے گہوارے میں قدم
رکہنے کے بعد اسنے جو رنگ وروپ نکالا اُسکا گمان بہی سوائے سر سید کے کسی
دوسرے کے خیال میں نہ تہا۔ سر سید مرحوم اسباب کو جانتے تہے کہ مسلمانونکو
تنزل اور پستی سے اُبہرنے کے واسطے صرف انگریزی تعلیم ہی کافی نہوگی بلکہ سب
سے زیادہ ضروری اُن کے اخلاق اور معاشرت کی درستی تعصب اور جہالت کے
بتونکو اُنکے کعبۂ دل سے نکالنا اور انگریزوں سے اُنکی موانست اور ارتباط پیدا کرنا ہو
مگر یہ کام بغیر ایک ایسے شریف یورپین کی مدد کے انجام پانا مشکل تہا جو مسلمانوں کا
سچا ہمدرد۔ اُنکے دلوں میں جگہ کرنیوالا اور برابری اور دوستانہ طریقہ سے اُنکے
ساتھ میل جول بڑہا کر اُنکے خیالات کی اصلاح کر سکے اور اُن میں مغربی تہذیب پہیلا سکے
اس کام کے واسطے مسلمانوں کی خوش قسمتی سے اُنکو مسٹر بک جیسا شخص میسّر آگیا
جسکی وجہ سے اُنکی دلی خواہشیں اور ارادے بہت جلد عملی شکلوں میں ظاہر ہوگئے
اگر سر سید مرحوم کی قسمت میں محمڈن کالج قائم کرنے کی نیکنامی اور عزت تہی تو اُنکی
قائم کی ہوئی بنیاد پر عمارت بنانے اور اُسکو ہندوستان میں سب سے زیادہ
عظیم الشان اور مشہور کالج بنانے کا فخر آنریبل مرحوم مسٹر بک کا حصہ تہا۔ اور صرف
مسٹر بک ہی کی جانفشانی۔ عالی دماغی اور سچی انسانی ہمدردی کا نتیجہ تہا کہ سر سید مرحوم
کی دلی آرزوں اور منصوبوں نے اسقدر جلد نہ صرف عملی شکل اختیار کی بلکہ اپنے
خوشنما رقع سے تمام عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور آج محمڈن کالج اس مرتبہ کو پہنچگیا
کہ وہ ہندوستان میں مغربی تعلیم و تہذیب کا مرکز اور نمونہ خیال کیا جاتا ہے اور

اُسکو محمدن یونیورسٹی کے عالیشان مرتبہ تک پہونچانے کی کوشش ہو رہی ہے کالج میں جو متعدد کلب اور انجمنیں موجود ہیں جنکی وجہ سے طلبا کے خیالات میں وسعت پیدا ہوتی اور انکو یورپین سوسائٹی کا موقع ملتا ہے یہ سب مسٹر بک کی ہی ایجاد کی ہوئی ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے وہ اتھ جو پردہ مغرب سے حمایت اور ہمدردی کے واسطے نکلا تھا وہ دل جوان تمام بیش بہا خیالات کا مخزن تھا اور وہ دماغ جس میں ایسے عظیم الشان منصوبوں نے پرورش پائی تھی وہ بہت نا وقت بلکہ قبل از وقت دنیا سے اٹھ گیا اور ہزاروں امیدوں اور آرزوں کا خون ہو گیا۔

حیف درچشم زدن صحبتِ یار آخر شد + روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

مثل ایک کالج کے پرنسپل کے مسٹر بک کی قابلیت اُن کی بلند خیالی اور عظیم الشان خدمات کے اندازہ کرنے کے واسطے صرف انکی تعلیمی کامیابی صحیح معیار نہیں ہو سکتی بلکہ اُن کی قدر و منزلت کا ٹھیک اندازہ اُن کی عالی دماغی۔ بلند حوصلگی۔ نا اُمید نہونیوالی طبیعت اور اُس اخلاقی قوت اور جوشیلے اثر سے ہو سکتا ہے جو انہوں نے ہندوستان کی مُردہ دلی پیدا کرنیوالے طریقہ تعلیم پر ڈالا اور یہ کہنا کچھ بیجا نہو گا کہ انڈین یونیورسٹیز میں اصلاح کرنے اور مفید علوم کے داخل کرائے جانیکا خیال مسٹر بک کے موجد ذہن اور رسا طبیعت کا پیدا کیا ہوا تھا جس کے واسطے تمام ہندوستان کو انکا شکور ہونا چاہئے۔ ایک اور نہایت ضروری اور مہتم بالشان کام جو مسٹر بک نے اپنے ذمہ لیا تھا وہ برٹش گورنمنٹ کی برکات اور خوبیوں کا ہندوستانیوں کے دلوں میں نقش کر دینا اور اُن کو ہر حیثیت کا سچی وفادار رعایا بنا

تھا اور انہیں کے پرزور اثر اور نیک صلاح کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان اس نئے تعلیم یافتہ گروہ سے جسکو بیجا آزادی حاصل کرنے کی دہن میں بغیر جانے پوچھے گورنمنٹ کے کاموں پر نکتہ چینی اور عیب جوئی کرنے کا مرض ہوگیا ہے علیحدہ رہے۔ سر سید مرحوم کی وفات سے بک صاحب کو بوجہ اُن کی ذاتی دوستی اور خصوصیت اور نیز کالج کی غیر مطمئن حالت سے سخت صدمہ پہنچا تھا اور اُسوقت سے وہ بغیر خیال اپنی جسمانی تندرستی کے شب و روز کالج کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اور اُس نازک اور طوفانی زمانہ میں مسلمانوں کے قومی کالج کی کشتی بد انتظامی اور ابتری کے گرداب میں پھنسکر فنا کے سمندر میں ڈوب گئی ہوتی اگر مسٹر بک جیسا مہربان اور مسلمانوں کا ہمدرد ناخدا اُسکا کھیون ہار نہ بنجاتا۔ چنانچہ مسٹر بک ہی کی سرگرمی اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُنکے زمانہ حیات ہی میں کالج پر جسقدر قرضہ تھا وہ ادا ہوگیا اور سر سید میموریل فنڈ کی وجہ سے اُسکی مالی حالت گونہ قابل اطمینان ہوگئی۔

کالج کا اسقدر انتظام کرنے کے بعد مسٹر بک آرام بھی نہ لینے پائے تھے کہ پیارے رشتہ داروں اور عزیز کالج سے دائمی جدائی کا وقت آن پہونچا اور وہ کالج پر جاں نثار ہونیکو طیار ہوگئے۔ گذشتہ مئی میں مسٹر بک بعارضہ پیچش مبتلا ہوکر ڈاکٹروں کی رائے کے موافق شملہ چلے گئے تھے۔ اور ایسے گئے کہ پھر کبھی اُنکو کالج آنا نصیب نہوا۔ وہاں پہونچکر کچھہ دنوں کے واسطے پیچش کو آرام ہوگیا مگر ابھی کامل صحت نہونے پائی تھی کہ وہ محمدن کالج کا شیدا پھر اُسکے کام میں مصروف ہوگیا اب تندرستی نے پوری طرح سے جواب دیدیا ایک عرصہ تک سخت بخار آیا اُسی میں ورم جگر ہوگیا ڈاکٹروں

نے علاج میں بہت کوشش کی ورم کو دو مرتبہ شگاف بھی دیا گیا مگر چونکہ عمر پوری ہو چکی تھی کوئی تدبیر کارگر نہوئی اور دوسری ستمبر کی شب میں اُنتالیس سال کی عمر میں جوان مرگ مسٹر بک نے داعی اجل کو لبیک کہکر ہمیشہ کے واسطے تمام تفکرات اور مخنتوں سے آرام پالیا۔

مسٹر بک کا جنازہ بڑی عزت کے ساتھ اٹھایا گیا اُنکے اعزاز کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضور وائسراے و لیڈی کرزن شریک جنازہ تھے۔ آنریبل مسٹر ریلے و مسٹر آے۔ ایچ۔ ایل۔ فریزر۔ و میجر گرانٹ قائمقام انسپکٹر جنرل توپخانہ جات۔ اور کپتان النسلی (جو ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی بجاے شریک جنازہ ہوے تھے) تابوت اُٹھائے ہوئے تھے۔ غرض اس اعزاز واکرام کے ساتھ تیسری ستمبر ۱۸۹۹ء کو دوشنبہ کے روز صبح کو نو بجے محمڈن کالج کا ہر دل عزیز پرنسپل اور علیگڈہ کا چمکتا ہوا آفتاب پتھریلی خاک میں نہاں ہو گیا۔

قطعہ تاریخ وفات مسٹر بک پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ

مصنفہ مولوی صفدر حسین صاحب ناظر امین عدالت دیوانی جونپور

مسٹر بک مُرد و شد آہ — کالج بے دست و سر و پا
کیست کہ خواہد کرد سعی — یونیورسٹی کالج را حالا
کیست چو او در تعلیمات — ناظم و ناسق راہنما
کیست کہ او دارد در راے — راے حکام اعلےٰ را
کیست کہ او دارد در دست — دست گورنر جنرل را حالا

واے سلاطانِ ہند — بہر شاشد حشر بپاہ
بودم در فکر سالش — گفت سروش عیب بہا
ناظم بہر سالش گو — قد بلغ السیل الزبی

بقیہ مضمون ناول خوانی

جو خرابیاں ناول خوانی سے ہر حالت میں خواہ وہ عمدہ ہوں یا بری وابستہ ہیں اُسکا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی مغائر اغراض نہیں معلوم ہوتا کہ ہندوستان میں جو طرز جدید ناول نویسی کا اختیار کیا گیا ہے اُسکے حسن و قبح پر نظر ڈالکر بتلادیں کہ اُس طرز کے بانیوں میں سے کس کی تصنیفات اس قول کی مصداق ہونگی کہ عمدہ کتاب کا پڑہنا اعلیٰ ترین صحبت میں وقت گذارنا ہے اول ہمارے بچپن کے دوست ناصح زمانہ اصلاح کے شروع کرنے والے اور بگڑا مذاق درست کرنے والے یعنی شرر دوسرے مسلمانوں کی طرز معاشرت کے مصلح مولوی نذیر احمد اور تیسرے پنڈت رتن ناتھ۔ اول الذکر مصنف طرز جدید کے بانی ہونے اور اُسکو اپنے ہی ہاتھ سے معراج کمال پر پہونچانے کی وجہ سے بہت سی تحسین اور داد پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ اُن سے چند غلطیاں بھی ہوئی ہیں جنکے ایک حد تک وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ اُنہوں نے نقاش یا مصور کے قلم کا کام اپنے قلم سے لیا اور قدرتی نظاروں رنگینی اور شادابی کو عبارت کی رنگ آمیز پوشاک پہنا کر دکھلایا لیکن اس طرز کے تتبع اور نقل کرنیوالوں کو اُسکے نبھانے اور سنبھالنے میں ہوی وقت پڑی جو کسی پیشہ کو ستم کا گزر اُٹھانے ہیں۔ قطع نظر اسکے قدرتی نظاروں کا

اس حد تک شائق ہوناکہ ہر باب کے چار صفحوں میں سے کم سے کم ایک صفحہ قدرتی منظر کی تصویر کے لئے مخصوص کر دیا جاوے بالطبع ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنے والے شوق اور دلچسپی قائم رکھ سکیں۔ بلکہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو چیز لطف دیتی ہے اب بار ہو جاتی ہے اور جو شئے دلفریب معلوم ہوتی تھی اب ہر وقت نظر کے سامنے رہنے سے بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ علاوہ ازیں شرر صاحب نے اسقدر قدرت پرستی کی کہ بجائے اسکے کہ انسان میں جوش و جذبات پیدا کرنے کا آلہ و ذریعہ ہو خود انسان کے شرف میں دھبہ لگا دیا اور اُسے قدرت کا تابع بنا دیا۔ باوجود ان سقموں کے وہ پھر بھی صد آفرین کہنے کے قابل ہیں کہ کس قلیل عرصہ میں اُنکے قلم نے کایا پلٹ کر دی۔ لیکن تتبع کرنے والوں نے اُنکے طرز کو بالکل گرا دیا۔ عبارت کی خوبی کا تو کیا ذکر۔ پلاٹ کی خوبی۔ تاریخی معلومات کا ذخیرہ۔ اخلاق کی اصلاح ان نقل نویسوں کے صفحوں سے ایسے ہی معدوم ہے جیسے آفتاب میں نمی۔

مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے بیشک کام کیا۔ بہت کم امید ہو سکتی تھی کہ اُنکے قلم سے کوئی کتاب نکلیگی جو باوجود تمام اخلاقی و شرعی عیوب سے پاک ہونے کے یہ قابلیت رکھیگی جو بچے۔ جوان۔ بوڑھے حتیٰ کہ مستورات بشوق سے پڑھ سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں زبان لطافت و محاورہ روزمرہ سے مملو اور ظرافت آمیز لیکن نہ ایسی ظرافت جس میں پھکڑپن یا خلاف تہذیب اشارات ہوں۔ یہ سب خوبیاں ایکطرف ہندوستان کے ایک گروہ کثیر کی طرز معاشرت کا ایک آئینہ ہونے کی وجہ سے تبلیغ اخلاق مستحسن اور اصلاح اصول زندگی اور مذاق کا ایک سریع التاثیر آلہ ہر ایک کی ضرورت ہے جسکو وہ رفع نہ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے۔ عشقیہ اتحادات اور

اور تعلقات کے تذکروں سے انکے اوراق بالکل خالی ہیں اسکی تین وجہ معلوم ہوتی ہیں۔ اول قدرتی طور سے مُسن ہونے کی وجہ سے اس عنصر کو اپنی تصنیفات میں داخل نہ کرسکے اور اپنی شان کے خلاف سمجھے دوسرے ہندوستان کی اعلیٰ اسلامی سوسائٹی میں ایسے تعلقات کا جنکی بنیاد عشق پر ہو کہیں مصداق نہیں ملتا۔ تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے اور یہی سب میں اولیٰ نظر آتی ہے کہ جب انہوں نے ہند کے مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے اور غور سے دیکھا تو معلوم کیا کہ علاوہ اور امراض روحانی کے عشق مثل نزلہ کیطرح داغی تو تو نکو ہلاکت کیطرف کھینچ رہا ہے اور یہ زہریلا مادہ رگ وپے میں خون کی طرح سیر کر رہا ہے۔ اس مادہ فاسد کا اخراج ضروری ہے اور احتراز کرنا واجب۔ ورنہ نوجوان جنکی حالت کو مولانا حالی یوں بیان فرماتے ہیں۔ ؎

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہے ٭ تو دل اسپہ نادیدہ اپنا فدا ہے
اگر خواب میں کچھ نظر آگیا ہے ٭ تصور پہ اُسکا ہی صبح ومسا ہے

قوم کا کیا کام کرسکتے ہیں اور کسطرح ترقی وتدابیر اصلاح میں مصروف ہوسکتے ہیں۔ اور اسکا اندازہ کہ مولوی نذیر احمد۔ مولوی حالی اور اُنکے دیگر ہم خیال لوگوں کو کہانتک کامیابی ہوئی اس سے ہو سکتا ہے کہ اب اسوقت ہندوستان میں ایک گروہ موجود ہوگیا ہے جو ان کی تصنیفات کو ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے۔

پنڈت رتن ناتھ صاحب کا قلم جس کام میں مشغول ہو اُسکا منشا اور مصرف اہل نظر کو اطمینان نہیں دیسکتا اصلاح اخلاق و اصول زندگی جو ناول نویس کا سب سے ضروری کام اور منشا ہونا چاہیئے اُسکی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذی شعور

بجاے اس تعلیم کے حاصل کرنے کے ایسی ذلیل سوسائٹی کا کچا چٹھا پیش نظر پائیگا کہ متنفر ہوکر فوراً نظر سے دور کر دے گا .... اصول زندگی کی تعلیم تو بہت دور اگر کوئی سادہ لوح عنفوان شباب کے میلان کا نشانہ ان تصانیف کے ساتھ ایام گذاری کرے تو ایسی ناپاک سوسائٹی کا وجود اپنے لئے ایک مثال سمجھیگا اور اُسکا ایسا ہی بُرا اثر ہوگا جیسا کہ بُری صحبت کا۔ اس سے اس اصول کی کہ عقل بے عقلوں سے سیکھی جاوے مخالفت نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جس اصول سے لوگ بُری صحبت سے یا بجار دانش بچوں اور عورتوں کے ہاتھ میں دینے کو منع کرینگے اُسی اصول کی پابندی ہر شخص جسے ان تصینفات پر نظر ڈالنے کا موقع ملا ہے اپنے بچوں کے ہاتھ میں کتابیں دیتے وقت کرے گا۔ شاید اس دعوے کے ثبوت میں یہ توقع کیجاویگی کہ اس مصنف کے بعض کرکٹرز (اشخاص) جنسے تعرف حاصل ہو ذکر کیا جاوے۔ لیکن یہ اُن کے حق میں ایسا سلوک ہوگا جسکو میرے ہم خیال ہرگز معاف نہ کرینگے۔ مگر یہ کہے بغیر باز نہیں رہا جا سکتا کہ چنڈو اور شراب خانوں میں ان اشخاص کو ضرور خیر مقدم کہا جاتا ہے لیکن ہتین سنجیدہ اور مہذب لوگوں میں اسکا احاطہ رفاقت تنگ ہے۔

اس تحریر طولانی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو ناول خوانی کا اثر جب کہ پڑھنے کے واسطے تھیکرے ڈکنس اور اُردو میں مولوی نذیر احمد کے سے مصنفوں کی تصنیفیں ہوں ایک نوجوان کی زندگی پر کیا پڑ سکتا ہے اب یہ اور دیکھنا ہے کہ کہاں تک ہندوستان کے نوجوان اس شاخ سے فائدہ اُٹھانے کے مستحق ہیں۔ ناول کے پڑھنے کے فائدے بیان کرتے وقت اہل انگلستان کی مثال اکثر پیش کی جاتی۔ ہے کہ ہاں

کثرت سے لوگ ناول و فسانے پڑھتے ہیں کہیں اگر یہ خیال کیا جاوے کہ وہاں کے
لوگ یا تو تجارت کی کشمکش میں یا میدان علم کی تگ و پو میں اگر اس سے بھی فارغ التحصیل
ہو چکے ہیں تو ہوس سپہ گری ۔ ملک کی بہبودی کی فکر و نہیں مصروف رہتے ہیں تو
وہاں کی شان کی پیروی کرنا زیادہ تر سودمند ہو گی یہ تجارت کے ناخدا علم کے پتلے
سلطنت کے ستون دن بھر کی تھکا دینے والی محنت کے بعد اگر قصے کہانیوں
سے دل کو بہلاتے ہیں یا طبیعت کو فرحت دیتے ہیں بہر حال سبک دماغی کے
الزام سے تو بری نہیں ہو سکتے لیکن یہ مقتضا قدرتی ترتیب کا ہے اُسکو وہ رفع
نہیں کر سکتے ۔ عقاب سا بلند پرواز ۔ فلک سیر بسیرا زمین پر آکر لیتا ہے ۔
قاعدہ ہے ہر فعل و حرکت کے بعد خواہ وہ دماغی ہو یا جسمانی یا طبعی جسنے وہ فعل یا
حرکت سرزد ہوتی ہے اُن میں ایک قسم کی حرکت بازیا ردعمل واقع ہوتا ہے جسکو
انگریزی میں ری ایکشن کہتے ہیں ۔ بہت دیر تک ہنسنے کے بعد طبیعت کا مضمحل
ہو جانا سمندر میں مد کے بعد جزر کا ہونا ۔ طوفان کے بعد ہوا کا دھیما پڑ جانا اسی قدرتی
اصول کی مثالیں ہیں جسکو عوام روزمرہ کی زبان میں ہر کمالے را زوالے سے
تعبیر کرتے ہیں ۔ لیکن اس کمال سے زوال یا سطح اصلی تک مسافت طے کرنے
کے لئے کوئی ذریعہ ضرور ہونا چاہئے جو اس دشوار گذار اُتار کو سہل کر دے ۔
اس لحاظ سے اگر اہل یورپ کے نشہ علم و دولت و سلطنت کے لئے ناول خوانی
اُتار ہے تو ہندوستان میں اسکا پڑھنا ایسا ہی فائدہ مند اور ضروری ہے جیسے
بلا ضرورت دوا کا کھانا ۔

آخر میں یہ کہنا ضرور ہے کہ اگر ہند کے نوجوانوں کی یہ حالت ہے کہ دن بھر کے

کاروبار دینا یا اہم مضامین کی تعلیم کے بعد تفریح طبع کے لئے علاوہ ہواخوری اور ریاضت جسمانی کے اور بھی کچھہ درکار ہے تو اُردو میں مولوی نذیر احمد صاحب اور سرشار اور انگریزی میں علاوہ رینالڈز اور دیگر ایسے نامعلوم مصنفوں کے سب کا پڑہنا فائدہ بخش ہوگا لیکن اُنہی نقصانات کے ساتھ جنکی طرف پہلے توجہ دلائیگی مگر ان نوجوان کے لئے جو ابھی تک ادنی تعلیم کی کیچڑ میں پہنسے ہوئے ہیں ناول خوانی اُس سے چار چند مضرتیں رکھتی ہے جسقدر بیان کی گئیں اور فائدہ بالکل نامعلوم۔

مصباح العمان

سلف ہلپ۔ قومی اور شخصی

یہ ترجمہ اسمائلس۔ ایل۔ ایل۔ ڈی کے ایک مضمون کا ہے شستگی الفاظ پاکیزگی خیالات۔ وسعت معلومات اور اعلیٰ دماغی یہ سب چیزیں خود اس مضمون سے معلوم ہوتی ہیں۔

فی الحقیقت یہ ترجمہ اُن ناظرین کے واسطے کیا گیا ہے جو انگریزی نہیں جانتے لیکن جو حضرات زبان انگریزی سے واقف ہیں اُن سے یہ کہنا کچھہ نامناسب نہو گا کہ وہ اس اصل مضمون کو انگریزی میں بھی ملاحظہ کریں۔

کسی زبان کے مطلب کو دوسری زبان میں ظاہر کرنا ممکن ہے مگر ایک ایسے عالمانہ اور فلسفیانہ مضمون کو جیسا کہ یہ ہے اُردو میں لانے میں کئی دقتیں پیش آتی ہیں۔

اولاً۔ وہ زور عبارت وہ سلسلۂ خیالات اور خیالات کی آمد جو اصل مضمون کا

له۔ اپنی مدد آپکرنا

لکھنے والا اپنی اصلی زبان میں ظاہر کرے کسی دوسری زبان میں اُسی طریقہ سے ظاہر کرنا دشوار ہے۔

ثانیاً۔ اردو میں اس قسم کے مضمون نہ ابتک لکھے گئے ہیں اور نہ کسی اور زبان سے ترجمہ ہوے ہیں اور اگر ہیں تو بہت ہی کم کہ جن پر النادر کالمعدوم صادق آتا ہے۔

ثالثاً۔ اردو زبان نے ابتک اسقدر ترقی نہیں کی ہے اور اُسکا فرہنگ اسقدر وافر نہیں ہے کہ دوسری زبان کے الفاظ کے اصلی معنی ظاہر کرنے کے واسطے ہمکو اردو میں کافی الفاظ ملجاویں۔ پس لامحالا ہمکو زبان عربی سے مدد لینا پڑتی ہے۔

رابعاً۔ زمانہ موجودہ کی توجہ اس طرف مائل ہے کہ عبارت سلیس بامحاورہ اور عام فہم ہو اسلئے جب عربی کے بڑے بڑے لغت اُس میں شامل ہوجاتے ہیں تو لوگ اُس عبارت کو شوق سے نہیں پڑھتے بلکہ تھوڑا سا پڑھکر چھوڑ دیتے ہیں۔ لہذا جہانتک مجھسے ممکن ہو سکا ہے مینے اس امر کی کوشش کی ہے کہ یہ ترجمہ سلیس بامحاورہ اور عام فہم ہو اور اصل مضمون کا مطلب بھی کہیں فوت نہو جاے۔

ایسے الفاظ انگریزی کے جو اردو میں بالکل خلط ملط ہو گئے ہیں یا ایسے الفاظ انگریزی کے جو بہت وسیع معنوں پر حاوی ہیں اور جو اردو میں ایک یا دو لفظوں میں ظاہر نہیں ہو سکتے تھے اور جن کے واسطے زبان عربی سے مدد لینی پڑتی ہے اُن کو برقرار رکھا ہے۔

جہاں ضرورت سمجھی گئی وہاں صفحہ کے نیچے نوٹ بھی دیدیے گئے ہیں۔

"ترجمہ مضمون"

"خدا اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنے آپ مدد کرتے ہیں" ایک اعلیٰ درجہ کا تجربہ شدہ مسئلہ ہے جو کہ انسانی تجربوں کے بڑے سمندر کو ایک کوزہ میں بند کئے ہوئے ہے۔ اپنے آپ مدد کرنے کی اصلی خواہش شخصی ترقی کی اصلی جڑ ہے جو اکثر شخصوں کی سوانح عمریوں سے ثابت ہے اور اسی سے اسباب قومی قوت اور طاقت کے قائم ہوتے ہیں۔ بیرونی امداد اپنے اثروں میں عموماً کمزور ہوتی ہے مگر اندرونی مدد دائمی قوت دینے والی ہوتی ہے۔ جو کچھ عام لوگوں یا خاص جماعتوں کے واسطے کیا جاوے وہ ایک خاص حد تک اُس ترغیب اور ضرورت کو روکتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے واسطے خود کچھ کریں۔ اور جہاں پر انسان کثرت ہدایات اور نگرانی کے تختہ مشق ہوتے ہیں وہ بالکل لاچار اور ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

حتیٰ کہ اعلیٰ درجہ کی انسٹیٹیوشنس[1] سے بھی انسان کو کوئی کار آمد مدد نہیں مل سکتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ اُن سے مدد مل سکے وہ شاید یہ ہو کہ وہ انسان کو بالکل آزادی کی حالت میں چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے خصائل اور ذاتی حالت کا خود نشو و نما کر سکے مگر ہر زمانہ میں انسان کی یقین کی توجہ اس طرف مائل رہی ہے کہ اُنکی خوشی اور بہبودی بمقابلہ اپنے ذاتی چال چلن کے انسٹیٹیوشنس کی مدد سے بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے کسی قانون کی قدر مثل ایک ذریعہ انسانی ترقی کے عموماً زیادہ مبالغہ آمیز الفاظ میں لگئی ہے۔ قانونی جماعت کیواسطے دس لاکھ آدمیوں میں سے ایک یا دو شخصوں کا

---

[1] ایک جماعت منتخب اشخاص کی جو کسی غرض کے واسطے مقرر کیجائے اور وہ کوئی خاص کام کرتی ہو۔

انتخاب اور وہ بھی تین یا پانچ سال کے بعد خواہ کتنی ہی سچائی اور ایمانداری سے کیوں نہ کیا جاوے کسی شخص کی زندگی اور چال چلن پر بہت کم اثر کر سکتا ہے۔ اسکے علاوہ یہ امر ہر روز صاف طور پر ثابت اور ظاہر ہوتا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کا عمل رعایا کے ساتھ بمقابلہ کام کرنے اور صاف اور صحیح ہونے کے انکاری اور محدود کرنیوالا ہے اور جو تعبیر کیا جا سکتا ہے حفاظت میں عام اس سے کہ وہ حفاظت جان ہو یا حفاظت آزادی ہو یا حفاظت مال ہو۔

جو قواعد اور قوانین عاقلانہ طور سے مرتب کیے گئے ہوں وہ انسانوں کو اپنی محنتوں کا ثمرہ حاصل کرنے کے واسطے نسبتاً آسانی محافظ اور مددگار ہو سکتے ہیں (خواہ وہ محنتیں دماغی ہوں یا جسمانی) مگر کسی قسم کے قواعد اور قوانین خواہ وہ کتنے ہی سخت ہوں ایک سست آدمی کو محنتی ایک فضول خرچ کو کفایت شعار اور ایک شرابی کو پرہیزگار نہیں بنا سکتے۔ اس قسم کی اصلاحیں صرف بذریعہ شخصی افعال کفایت شعاری اپنے اوپر تکلیف گوارا کرنے اور پسندیدہ عادتوں سے ہو سکتی ہیں نہ کہ بڑے حقوق سے۔ ایک قوم کی گورنمنٹ خود عموماً ان افراد کا عکس معلوم ہوتی ہے جنسے وہ بنی ہے۔ اگر ایک گورنمنٹ جو کسی قوم پر حکمراں ہے اس قوم سے برتر ہے تو وہ لامحالا تنزل کر کے اسکی برابر آ جاویگی جیسے کہ ایک گورنمنٹ جو بمقابلہ کسی محکوم قوم کے تنزل میں ہے وہ ضرور ترقی کر کے اسکی برابر آ جائیگی۔ قانون قدرت کی رو سے جیسے کہ پانی ہمیشہ اپنی سطح تلاش کرتا ہے اسی صورت سے مجموعی حالت کسی قوم کی یقینی طور پر اپنے مناسب حال نتیجہ بلحاظ قوانین اور گورنمنٹ کے حاصل کرتی ہے۔

گورنمنٹ کے برتاؤ رعیت کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں یعنی شریف لوگوں کے ساتھ شرافت کا برتاؤ کیا جائیگا اور رذیل اور آوارہ لوگوں کے ساتھ بُرا۔ فی الحقیقت تمام تجربے اسکو ثابت کرتے ہیں کہ وقعت اور قوت ایک سلطنت کی بمقابلہ چال چلن باشندگان کے مجموعی حیثیت پر بہت کم منحصر ہے۔ کیونکہ قوم صرف ایک مجموعہ ہے شخصی حالتوں کا اور تہذیب خود محض ایک سوال ہے مردوں عورتوں اور بچوں کی ترقی کا جنسے کہ سوسائٹی مرکب ہے۔ شخصی محنت جرأت اور اعلیٰ خیالی مجموعہ قومی ترقی ہے جیسے کہ شخصی سُستی خود غرضی اور بدچلنی کا مجموعہ قومی تنزل ہے۔ جن امور کی ہم نہایت زور شور سے خدمت کرنے کے عادی ہیں مثل سوشل[1] خرابیوں کے وہ عموماً انسان کی اپنی خراب زندگی کا نتیجہ ہوتی ہیں اور گو بذریعہ قوانین کے ہم اُنکے استیصال اور بیخ کنی کی کوشش کریں تاہم وہ ایک نئی عشرت کی شکل میں دوبارہ پیدا ہونگی تاوقتیکہ ہم ذاتی زندگی کے حالات اور چال چلن کو پورے طور سے بدل کر ترقی ندیں۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی حب الوطنی ہمدردی خلائق۔ تبدیل قوانین اور انجمنوں کی درستی میں اسقدر فائدہ نہیں ہے جسقدر کہ انسانوں کو مدد اور ترغیب دینے میں کہ وہ بذریعہ آزاد اور خود مختار افعال کے خود ترقی کریں۔ یہ امر چنداں قابل لحاظ نہیں ہے کہ ایک انسان پر بیرونی نگرانی کا کیا اثر پڑتا ہے جبکہ ہر ایک بات اسپر منحصر ہے کہ وہ خود اپنی نگرانی کیسے کرتا ہے۔

سب سے بڑا غلام وہ نہیں ہے جو ایک مختار کل اور جابر بادشاہ کی حکومت

---

[1] تمدنی۔

میں ہوا اگرچہ وہ بھی ایک بڑی بُرائی ہے مگر سب سے بڑا غلام وہ ہے جو کہ اپنی اخلاقی جہالت ۔ خودغرضی ۔ اور بدچلنی کا تابع ہو ۔ وہ قومیں جن کے دل ایسی غلامی کی حالت میں ہیں صرف آقاؤں یا انسٹیٹیوشنس کی تبدیلی سے آزاد نہیں ہو سکتیں ۔ اور جب تک یہ مہلک مُعمّہ اُنکے دلوں پر حادی ہے کہ آزادی مطلقاً اور کلیتاً گورنمنٹ پر منحصر ہے اُسوقت تک اس قسم کی تبدیلیاں خواہ وہ کتنی ہی دقتوں سے عمل میں لائی گئی ہوں اُتنا ہی کم اثر قائم رکھتی ہیں جتنا کہ حرکت کرنیوالی شکلیں جو بذریعہ ایک میجک لال ٹین کے دکھائی گئی ہوں ۔ آزادی کی بنیاد مضبوط اور مستحکم ہونی چاہئے ذاتی حالات پر اور وہ ہی فی الحقیقت تمدنی اور قومی ترقی کی واقعی ذمہ داریاں ہیں

اس معاملہ میں اسٹوارٹ مل کی راے بالکل درست ہے کہ "ایک شخصی خودمختار اور جابرانہ حکومت بھی اپنا خراب اثر اسوقت تک پیدا نہیں کر سکتی جب تک رعیت میں ذاتی خیال موجود ہے ۔ اور جو چیز کہ ذاتی خیال کو مٹانے والی ہے وہ خودمختار اور جابرانہ حکومت ہے خواہ کسی نام سے وہ تعبیر کیجاوے"۔

ترقی انسان کے متعلق پُرانی غلط فہمیاں برابر چلی آئی ہیں ۔ بعض پر سیزر کے خواستگار ہیں بعض قومی سلطنتیں چاہتے ہیں دوسرے پارلیمنٹ کے ایکٹوں کی طرف مائل ہیں ۔ اچھا اب ہمکو سیزر جیسے بادشاہوں کیواسطہ انتظار کرنا چاہیئے اگر وہ ملجاویں تو خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اُنکو پہچانکر اُنکی پیروی کریں ۔ اس اُصول کا مختصر الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ ہر چیز اُنکے واسطہ کیجائے اور وہ خود کچھ نکریں ۔ اس اُصول کو اگر مثل ایک رہبر کے قبول کیا جاوے تو وہ ایک قوم کی آزاد روشن ضمیری کو غارت کرنیوالا اور ایک خودمختار شخصی سلطنت کیواسطہ راستہ پیدا کرنیوالا ہوگا ۔

شل ایک رہبر کے قبول کیا جاوے تو وہ ایک قوم کی آزاد روشنضمیری کو غارت کرنیوالا اور ایک خود مختاری شخصی سلطنت کے واسطہ راستہ پیدا کرنیوالا ہوگا۔ شخصی حکومت بدترین شکل کی ایک بت پرستی ہے۔ محض ایک قوۃ کی پرستش ایسا ہی خراب نتیجہ پیدا کریگی جیسے کہ محض دولت کی پرستش۔ ایک اعلیٰ درجہ کا صحت بخش اُصول جس پر قوموں کو کاربند ہونا چاہیئے وہ سلف ہلپ ہے۔ اور جسوقت یہ اُصول پورے طور پر سمجھ میں آگیا اور اُس پر عمل درآمد ہونے لگا شخصی حکومت نہیں رہیگی۔ یہ دونوں اُصول (یعنی شخصی حکومت اور سلف ہلپ) ایک دوسرے کے برعکس ہیں اور جو کچھ کہ ڈکرہ ہیو گو نے سیف اور قلم کے بابت لکھا ہے اسپر بھی صادق آتا ہے کہ "ایک دوسرے کو غارت کردیگا۔"

قومی قوتیں اور پارلیمینٹ کے اکٹ محض توہمات بیہودہ ہیں۔ اسکی نسبت آئرلینڈ کے ولیم ڈارگین نے جسمیں نہایت سچی حب الوطنی ہے نمایش صنعت اور حرفت کے اختتام پر جو کہ ڈبلن میں منعقد ہوئے تھے جو کچھ کہا تھا اُس کا یہاں ذکر کرنا نہایت مناسب ہے۔ اُسنے کہا تھا کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ میں نے لفظ خود مختاری کا سنا ہو اور مجکو اپنے وطن اور ہم وطنوں کا خیال نہ آیا ہو۔ میں نے اسکی بابت بہت کچھ سُنا ہے کہ فلاں چیز سے ہمکو یہ آزادی حاصل ہوگی اور فلاں چیز سے یہ فائدے حاصل ہوں گے اور نیز دوسرے ملک کے لوگوں کے ہم میں آنے سے بڑے بڑے فائدوں کی امیدیں ہوسکتی ہیں۔ باوجودیکہ میں اس امر کی ایسے ہی قدر کرتا ہوں جیسے کہ کوئی اور شخص کرسکتا ہے کہ دوسرے لوگوں سے راہ و رسم پیدا ہونے سے

ضرورفامذے ہوتے ہیں تاہم میرے دل میں یہ خیال ہمیشہ نہایت مضبوطی کیساتھ قائم رہا ہے کہ ہماری مشقت کی خودمختاری محض ہمارے اوپر منحصر ہے۔ مجکو یقین ہے کہ محض مشقت اور اپنی قوتوں کا صحیح استعمال کرنے کے واسطے زمانہ موجودہ سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ ہم نے ایک قدم آگے بڑھا لیا ہے لیکن استقلال کامیابی کا ایک بڑا ذریعہ ہے اگر ہم صرف جوش کے ساتھہ ہی کام کیئے جاویں تو یہ میرا ایمان ہے کہ ہم تھوڑے عرصہ میں کسی اور قوم کیساتھہ کیا بلحاظ آرام اور آسایش کیا بلحاظ خوشی اور کیا بلحاظ آزادی کے برابر درجہ پر ہوں گے۔

حالت موجودہ میں تمام قومیں گذشتہ نسلوں کی محنتوں اور خیالات کا ثمرہ ہیں زندگی کے اعلیٰ اور ادنیٰ شعبوں میں صبر اور استقلال سے کام کرنے والوں نے کاشتکاروں نے کان کھودنے والوں نے مجددوں۔ نئے دوراندیشوں نے کاریگروں اور ہنرمندوں نے۔ شاعروں نے فلسفہ دانوں نے اور مدبران ملکی نے غرض کہ تمام مختلف درجہ کے لوگوں نے اُس بڑے حصول مطلب کی طرف توجہ کی ہے اور اسطرح سے ایک قوم موجودہ گذشتہ قوموں کی کاموں کو جلا دیتے گئی یہاں تک کہ ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجوں پر پہونچا دیا۔ ان اعلیٰ درجہ کے کام کرنے والوں کے سلسلہ نے جنکو تہذیب کا معلم کہا جا سکتا ہے صنعت۔ حرفت۔ علوم اور فنون کو تاریکی کی حالت سے جس میں کہ وہ پڑے ہوئے تھے روشنی میں لانے میں بہت کچھہ مدد دی ہے۔ اور اس صورت سے قانون قدرت کے مطابق موجودہ نسل اُس تمام قیمتی وراثت کی جو کہ ہمارے اباو اجداد نے بڑی محنتوں سے مہیا اور پیدا کی تھی مالک ہو گئی ہے اور جو کہ ہمارے قبضہ میں اس لئے

دیگئی ہے کہ ہم اوسکو ترقی دیں اور آیندہ آنے والی نسلوں کیواسطے اُس کو اُسی حالت میں قایم اور برقرار رکھکر نہیں بلکہ ترقی دیکر چھوڑ جاویں۔

سلف ہلپ، کی قوۃ جیسے کہ ذاتی کاموں کی مضبوطی میں ظاہر ہوتی ہے ہر زمانہ میں انگریزوں کے چال چلن ایک قابل لحاظ وصف رہی ہے اور اپنی قومی قوۃ کو اندازہ کرنے کی ایک اعلیٰ جانچ ہے۔ ہر زمانہ میں ایک سلسلہ ایسے منتخب لوگوں کا پایا جاتا ہے جو بلحاظ اپنی قابلیت کے اور لوگوں سے سبقت لیگئے ہیں اور جنکی خاص طور پر لوگ وقعت کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ترقی ایسے لوگوں کے بعد ذریعہ سے بھی ہوئی ہے جو ادنیٰ حیثیت سے رہے ہیں اور جنسے لوگ واقف بھی کم تھے اگرچہ کسی بڑی لڑائی کی تاریخ میں کسی جنرل کا نام یاد رہجاتا ہے مگر بہ اکثر ہوتا ہے کہ سپاہیوں کے بہادری اور دلیری کی وجہ سے فتوحات حاصل ہوئے ہیں۔ انسان کی زندگی کی بالکل ایسے ہی مثال ہے جیسے کہ سپاہی کیواسطے میدان جنگ۔ آدمی خواہ کسی درجہ کا ہو ہمیشہ بہت بڑی مدد پہونچاتا ہے۔

بہت سے لوگوں کی سوانح عمریاں نہیں لکھی گئیں جنکی زندگی نے تہذیب اور ترقی پر ایسا ہے بڑا اثر کیا ہے جیسا کہ اُن خوش قسمت بڑے آدمیوں کی زندگی نے جنکی سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ ایک ادنیٰ درجہ کا شخص بھی جو کہ اپنے ہم عصروں کیواسطے محنت پرہیزگاری اور سیدہی سادی ایمانداری کی زندگی کے مثال قایم کرتا ہے وہ نہ صرف زمانہ موجودہ کے واسطہ بلکہ زمانہ آیندہ کیواسطہ بھی ایک عمدہ اثر اپنی قوم اور ملک کیواسطے چھوڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسکی زندگی اور چال چلن کے اثرات دوسروں میں پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ آیندہ آنیوالی نسلوں کیواسطہ ایک عمدہ

مثال ہوتی ہیں۔ روزمرّہ کے تجربوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ صرف ذاتی کوششیں ہیں کہ جنسے ایسا زبردست اثر دوسروں کی زندگی اور کاموں پر پڑتا ہے اور فی الحقیقت بکار آمد تعلیم اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ معمولی اسکولوں یا اعلی درجے کے اسکول اور کالجوں سے بمقابلہ اسکے نہایت ادنی درجہ کی تعلیم یا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ موثر تعلیم جو ہمکو روزمرہ اپنے گہروں میں۔ بازاروں میں۔ صرافوں کی دُکان پر کارخانوں میں۔ جولاہوں اور کاشتکاروں کے کاموں میں۔ یا لوگوں کے مجمع میں حاصل ہوتی ہے اُس سے فائدہ بخش ہے بحیثیت افراد سوسائٹی کے یہ وہ ذریعہ حصول معلومات ہے جسکو اسلکر نے "نسل انسانی کی تعلیم" سے تعبیر کیا ہے جو مبنی ہو انسان کے کاموں پر افعال پر۔ اسکی ضبط اوقات پر۔ اُسکی تربیت پر اور تمام اُن چیزوں پر جو فی الحقیقت انسان کی دُرستی میں مددگار رہوں۔ اور جو اسکو تمام فرائض کے ادا کرنے اور زندگی کے کاموں کو انجام دینے کی قابل بنا دے یعنی وہ تعلیم جو نہ کتاب سے حاصل ہوسکتی ہے اور نہ کتب خانوں سے۔ اُنہیں پُر زور الفاظ میں جنیں کہ بیکن[1] کی تحریریں ہوتی ہیں وہ لکھتا ہے کہ "کتابوں کے مطالعہ سے اُنکا استعمال نہیں آسکتا مگر انمیں ایک عقل ہے جو اُنسے علیحدہ ہے اور اُن سے برتر ہے جو غور کرنیسے حاصل ہوتی ہے" انسان کی اصلی زندگی کے متعلق یہ رائے اسی قدر صحیح ہے کہ وہ انسانی دماغی قویٰ کے واسطہ مددگار رہے کیونکہ تمام تجربہ اسکا سبق سکھاتے ہیں اور ثابت

[1] جماعت ۱۵۶۱ء لارڈ بیکن ایک مشہور فلاسفر جسنے انگلستان میں ایک نہایت اعلی رتبہ حاصل کیا اپنی قابلیت اور طرز تحریر کے لحاظ سے قابل تعریف گذرا ہے رشوت ستانی کی علت میں ۱۶۲۱ء میں جبکہ لارڈ ہائی چانسلر کے عہدہ پر ممتاز تھا قید کر دیا گیا تھا۔ اسکی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑا عقلمند اور سب سے بڑا کمین تھا۔

کرتے ہیں کہ ایک آدمی بمقابلہ پڑھنے کے کام کرنے سے اپنے آپکو زیادہ قابل بنا سکتا ہے۔ اور وہ طرز معاشرت ہی نہ کہ علم ادب۔ افعال ہیں نہ کہ مطالعہ کتب۔ اور چال چلن ہے نہ کہ سوانح عمری جو نسل انسانی کو برابر ترقی کے معراج پر پہونچاتی رہتی ہے

سوانح عمریاں بڑے اور خصوصًا اچھے لوگوں کی ضرور مفید اور بکار آمد ہوتی ہیں اور وہ نہ صرف مثل ایک رہبر اور مددگار کے بلکہ دوسروں کو ترغیب دینے والی ہوتی ہیں۔ اُن میں بعض تو ایسی عمدہ ہیں کہ مثل کتاب آسمانی کے ہیں اور اعلےٰ زندگی۔ عالی دماغی۔ اور اعلیٰ درجہ کے افعال نہ صرف اپنے واسطہ بلکہ تمام دنیا کی بہبودی کے واسطہ سکھاتے ہیں۔ نہایت بیش بہا اور قیمتی مثالیں قوۃ سلف ہلپ مستقل ارادہ مستعدی سے کام کرنے مستحکم ایمانداری اور فی الحقیقت سچی شرافت اور مردانہ چال چلن کو ایک ایسے زبان میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہر شخص کو جو اُن پر عمل کرنا چاہے اُن کے سمجھنے میں کوئی دقت نہو اور نہایت فصاحت سے سلف ہلپ اور اپنے اوپر بھروسہ کرنیکے اثر کا نقشہ کھینچ کر دکھاتے ہیں جس سے کہ ہر شخص جان سکتا ہے کہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی اُن پر عمل کرنے سے نہ صرف اپنی معاش بلکہ اعلیٰ درجہ کی نیک نامی اور عزت پیدا کر سکتا ہے۔

علمار سائنس۔ علماے ادب اور عالی دماغ اور عالی خیال بزرگ انسانی مرتبہ سے علیحدہ کوئی اور چیز نہیں ہوئے ہیں وہ بھی مثل اوروں کے کالجوں۔ کارخانوں اور کاشتکار پیشہ آئے ہیں۔ یا غریبوں کے جھونپڑوں اور امیروں کے محلات سے یہانتک کہ بعض خدا کے مقبول بندہ بھی عام لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ بعض نہایت

ادنےٰ درجہ کے لوگوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کے رتبہ حاصل کیئے ہیں اور نہایت بڑی بڑی مشکلات بھی اُنکی ترقی کی رفتار کو نہیں روک سکیں۔ محنتوں کی قوۃ اور استقلال اور زندگی کے اصل اوصاف کے حاصل کرنے کی ترغیب جو کہ دوسری حالت میں بالکل مخفی رہتی انہیں بڑے بڑے مشکلات کیوجہ سے بعض اوقات اُنکی اعلےٰ درجہ کی مددگار ہوئی ہے۔ وہ مشکلات جو اس صورت سے حل کیگئی ہیں اور وہ کامیابیاں جو اس صورت سے حاصل ہوئی ہیں فی الحقیقت اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ اس ضرب المثل کو سچ ثابت کرتے ہیں۔

مستحکم اور مستقل ارادہ سے ایک شخص ہرایک کام کرسکتا ہے

ان قابل قدر واقعات کو ہم بطور مثال کے پیش کرتے ہیں کہ۔ جرمی ٹیلر جو کہ ایک مشہور پرہیزگار شاعر گذرا ہے اول ایک حجام کے کارخانہ میں نوکر تھا۔ سر رچرڈ آرک رایٹ جس نے کاتنے اور بننے کی کلیں ایجاد کیں۔ لارڈ ٹنٹرڈن جو کہ نہایت مشہور اور قابل جج گذرا ہے۔ اور ٹرنر بڑا مشہور اور معروف مصور۔ یہ سب اوائل عمر میں ایسے ہی ادنیٰ جگہوں میں رہے ہیں۔

بلکہ بعضوں کا تو یہ خیال ہے کہ دُنیا کے اصلی بڑے لوگ وہی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ادنیٰ درجہ سے ترقی کی ہے۔ وہ لوگ جو دولت۔ اور شہرت حاصل کرتے ہیں اون لوگوں کے مقابلہ میں بدرجہا قابل وقعت ہیں جنہیں دولت اور شہرت اور دولت کو قائم رکھنے کے لیئے کچھ بہت بڑی لیاقت اور غیر معمولی قابلیت کی ضرورت نہیں۔

کوئی شخص تحقیق طور پر نہیں جانتا کہ شیکسپیر[1] کی کیا اصلیت تھی۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اُس نے ادنی درجہ سے ترقی پائی۔ اُس کا باپ قصاب اور گڈریا تھا اور خود شیکسپیر کی بابت یہ خیال کیا گیا ہے کہ اوائل عمر میں اُون کی سوداگری کرتا تھا بعض کی رائے ہے کہ اول کسی اسکول میں بحیثیت ایک ملازم کے رہا اور اسکے بعد ایک ٹھیکہ دار کا محرر ہو گیا۔ وہ فی الحقیقت ایک شخص نہیں معلوم ہوتا بلکہ نسل انسانی کا خلاصہ معلوم ہوتا ہے۔ کسواسطہ کہ اُس کی سمندری اصطلاحات ایسے صحیح اور درست ہیں کہ ایک مصنف جسکی تصنیفات سمندر کے متعلق ہیں اس امر کا یقین کرتا ہے کہ اُس نے ضرور کسی وقت میں جہاز پر نوکری کی ہے جبکہ ایک بشپ اُسکی تحریر کی اندرونی شہادتوں سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ وہ کسی گرجا میں محرر رہا ہے۔ ایک مستند ڈاکٹر حیوانات اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ اُس نے ضرور گھوڑوں کی سوداگری کی ہے شیکسپیر فی الحقیقت ایک ایکٹر رہا ہے اور زمانہ حیات میں مختلف قسم کی زندگیوں میں شریک ہوا ہے اور اس صورت سے اُس نے انسانی زندگی کے وسیع میدان سے کامل غور اور خوض کے بعد مختلف قسم کے تجربہ حاصل کیئے۔ بہرحال وہ ایک جفاکش اور محنتی طالبعلم تھا اور آج تک اُس کی تحریریں انگریزوں کے حالت زندگی پر ایک قوی اور حیرت انگیز اثر رکھتے ہیں۔

از "سلف ہلپ"

۱۰ / جولائی سنہ ۱۸۹۹ء ا-ح- از مراد آباد۔

---

[1] شیکسپیر جسکو انگریزی شاعر بتا دیتا کہنا چاہیئے بڑے وسیع معلومات کا شاعر گذرا ہے جسکی تصنیفات روز بروز زیادہ تر قدر اور وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اسٹے پارکر۔

Readings in English Literature ... ... Rs. 1 8
Graphic Stories of Sailors 1 4
Am I Well or Sick, a handbook for Everyone, by Louis Kuhne 0 3
"A SANSCRIT ENGLISH DICTIONARY" being a Principal Handbook with Translation, Accentuation, and Etymological Analysis throughout, complete by *Arthur A. Macdonell, M. A. Ph. D.* Professor of Sanscrit in the University of Oxford. Pages 334, Price Rs 22 Now Reduced to Rs 3 8

CLEARANCE SALE

The undermentioned Books of the value Rs 7 given for Rs 2-0, Anglo Indian High School Grammar Book IV for the use of Students preparing for Matriculation Examination by J. C. Nesfield, 120 pages 1 [illegible]
Aids to the Study of English History, 50 pages 0 2
Bombay Matriculation Physical Geography, 31 pages 0 [illegible]
Methodical Solutions of threehundred Problems in Science (Mechanics and Chemistry), 110 pages 1 0
Macaulay's Horatius with Notes and Paraphrase by Sharp 0 6
Graduated Exercises in Euclid Book I, with Solutions . 0 6
Green's Readings from English History, Part II 0 12
Do do do Part III 0 12
Bernard Smith's Examination Papers in Arithmetic with answers 1 0
Do Exercises in Arithmetic with answers 1 4

USEFUL BOOKS

Peterson's English Idioms and how to use them, 380 pages 1 0
Pear's Cyclopædia containing (1) English Dictionary, (2) General Knowledge, (3) Dictionary Synonyms, (4) Desk Information, (5) Gazetteer of the World, (6) Atlas of the World, (7) Dictionary of Cookery, (8) Flowers, (9) Medical Dictionary, 736 pages cloth bound 0 14
Atlas and Dictionary bound together containing 40 full page Maps with Simple Index 64 Photographic Views 160 Pages Pronouncing Dictionary with Simple Index 0 5
The Secret of a Clear Head 0 5
The Secret of a Good Memory 0 5
How to talk Correctly 0 12
Cassell's Commercial Correspondence 1 4
Macmillan's Simple Essays 0 9
Beeton's Complete Letter Writer 16 12
Webster's International Dictionary 2 0
Do Condensed Dictionary ... 1 4
Ogilvie and Anandale's Student's English Dictionary 1 4
Stormonth's Etymological English Dictionary 2 0
Chamber's Etymological English Dictionary 2 0
Dixon's Dictionary of Idioms and Phrases
The Royal English Hindustani and Hindustani English Dictionary ... . 2 [illegible]

NOTICE.

SALE OF BOOKS.

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price*. Other books also for sale. Price List on application.

		Rs	As	P
1	Selections from Wordsworth by Turner ..	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain	3	0	0
3	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith	1	0	0
5	Burke's Select Works Vol. II by Payne	1	0	6
6	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson	2	0	0
7	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8	Dr. Smith's Smaller History of Greece	1	0	0
9	English Poems by Milton (Cl. Press)	1	0	0
10	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey	1	0	0
11	Metaphysics by Mansel	1	0	0
12	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13	Logic by P. K. Ray	2	0	0
14	Paradise Lost—Books I. II.	1	0	0
15	Through Asiatic Turkey Vols. I and II per Vol. by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,
M. A. O. College, Aligarh.

Advertisements.

WANTED.

A special Master for the Gufir School near Gilgit. Pay Rs.30 a month, rising to Rs 40 if work is satisfactory. Travelling expenses will be paid in advance to the selected candidate.

Apply to

L Tipping, Esq
Offg Principal
M. A. O College
2nd October 1899. Aligarh

The Muhammedan Patriot

Living in a civilized country at the fag end of the nineteenth century when education and enlightenment are making such rapid strides tending to illustrate the survival of the fittest, the influence of a journal of Literature, Politics and Society in every centre cannot but be a boon specially to backward and impoverished races whose scope of knowledge is limited and means still more so, to enable them to launch out an organ which would, while instructing the masses and the rising generation help to ventilate and co-operate sympathetically with their fellow subjects and locally with the Government

Bearing in view all the above conditions and seeking to remove the disgrace and apathy exhibited by the educated Muhammadans in the non-existence of a secular and independent paper to give utterance to the sentiments of millions of subjects in N. W. P. Oudh, the Central Provinces, Central India and Rajputana, it is proposed to start a weekly paper called the Muhammadan Patriot from the 1st November 1899, and to bring it within the reach of all, the amount of annual subscription has been fixed at 6 Rupees including postage. The Muhammadan Patriot will stand for light against darkness, for reason against superstition, for justice against prejudice, for peace against sedition

Intending subscribers are requested to communicate and send their annual subscription to.

Bareilly
N.W.P.
10-4-1899

HAJI RIAZUDDIN AHMAD
Late Sub-Editor "The Express"
Lucknow.

NOTICES.

In order to avoid trouble and unnecessary expense on the part of Students the Principal gives notice that as the College is to be closed on the 15th June on account of the Long Vacation, Students who have passed the Entrance or F.A. Examination of the Punjab or Calcutta University and wish to join this College may do so in the first week of October, 1899. They will not be too late to make up the number of the Lectures and attendance required for the University Examinations.

THE PRINCIPAL

M.A.O. College,

Aligarh.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of Roses, Shrubs, Creepers, Canes, and other Plants also the best kinds of Mango Trees, &c. for sale at the Institute and M. A.-O. College Gardens, Aligarh.

All these plants are offered at the lowest prices.

Moreover we undertake to supply fresh Seeds of the various plants, and have also Potted Plants ready for sale at very moderate prices.

Apply to the Manager,

M. A.-O. College Gardens,

Aligarh.

any comment to be necessary on the appointment. He is without doubt better qualified than any one else to succeed to the post so sadly and suddenly left vacant.

We have good reason to hope that we shall be able to secure the services of our old Professor Mr. T. W. Arnold at any rate for a time, but the arrangements are, as yet not finally completed. Mr Arnold's return would be welcome at any time and doubtly welcome at this time of need.

Meanwhile Mr. Llewellyn Tipping is officiating as Principal until the return of Mr. Morison which is expected towards the end of October. Professor Chakravati is acting as Registrar.

On the reopening of the College on October 2nd Mr Tipping assembled the students in the Strachey Hall and in a short speech expressed his deep grief at the terribly sad occurence that had taken place during the vacation, he further announced that the public meeting of the Students and trustees of the College to express sorrow at the death of Mr. Beck had been postponed by Mr. Morison's special request until his return from England.

Personal.

Mohammed Vaqabuddin, Salt Inspector 3rd grade, Rai Bareilly is promoted to 2nd grade carrying a salary of Rs 40

Sahibzada Mustafa Ali Khan, Honorary Secretary to H H the Nawab of Rampur who unfortunately could not attend the meeting, expressed his regret at Mr. Beck's death through a letter which was read in the meeting

---

The Editor of the College Magazine would be glad to receive other reports of meetings held in connection with the death of Mr. Beck.

The Theodore Beck Memorial Fund.

As will be seen from our reports of the various meetings that have been held, it has been decided to raise a Memorial in honour of Mr Beck and in appreciation of his services The form which the Memorial will take has yet to be decided, but it is nearly certain that it will be applied to extend the usefulness of the College

The sum of Rs 165 has already been raised in Meerut and in Aligarh subscriptions of Rs 1,000 each from Maulvi Nizam-ud Din of Hyderabad and Mozammilullah Khan Sahib, of Bikanpur (Aligarh) and Rs 500 from Nawáb Mohsin ul-Mulk have already been promised

Communications in regard to the above Fund should be addressed to the Mr Llewellyn Tipping Secretary, the Beck Memorial Fund M A O College Aligarh or directly to Nawáb Mohsin-ul-Mulk, Aligarh Subscriptions may be sent to either of the above or they may be paid in directly to the Bank of Bengal, Agra

---

College News.

Mr. Theodore Morison has been appointed by the trustees as Principal. Mr Morison and his work are too well known for

The proceedings of the meeting were brought to a close by sending two telegrams, one to Mrs Beck and the other to Nawab Mohsinul Mulk.

RAMPUR.

On the 7th September a meeting of the Muhammadan community was held in the Nawab Club, Rampur, to express regret at the premature death of Mr. Beck, Principal M A -O. College, Aligarh.

Hakim Muhammad Ajmal Khan Sahib, who is a public spirited man and highly interested in the cause of Muhammadan progress was the organizer of the meeting

At the suggestion of Munshi Ahmed Husain Sahib, Magistrate, Major Muhammad Afzal Khan Sahib A D C to H H. the Nawab Sahib of Rampur was voted to the chair.

Ziaullah Khan B A , an old student of the M A -O College, in an effective speech dwelt on the services Mr. Beck rendered to the Aligarh College in particular, and to the Muhammadans in general.

Hakim Muhammad Ajmal Khan Sahib proposed that a telegram be sent to Mrs. Beck recognizing Mr. Beck's invaluable services to the Muhammadan College and expressing deep regret at his untimely death and showing sympathy with Mrs Beck in her sad bereavement The proposal was seconded by Qiamullah Khan and passed unanimously.

Haji Muhammad Ali Khan Judge, moved and Fida Ali Khan seconded, that a telegram should be sent to the Honorary Secretary, M. A.-O. College, Aligarh, expressing appreciation of Mr. Beck's services to the M. A.-O. College and deeply regretting his premature death. The President remarked that Mr Beck might be looked upon as a martyr to the cause of Muhammadan progress.

GHAZIPUR.

A largely attended meeting of Muhammadans was held in the Town Hall on the 12th September, presided over by Moulana Moulvi Abul Khair, the recognised local spiritual head of the community, to give expression to the regret felt at the untimely death of Mr. Theodore Beck Moulvies Abdussamad and Azim were the principal speakers It was unanimously resolved that a message of condolence be sent to Mrs. Beck at Simla, and a message conveying deep regret at the loss sustained by the Muhammadans of India be sent to Mr Syed Mahmud. It was further resolved that a subscription be raised in aid of the Theodore Beck Memorial Fund.

SAHARANPUR.

At a meeting of some of the Muhammadan friends and admirers of the late Mr Theodore Beck on September 8th, deep regret was expressed at his untimely death, which has caused an irreparable loss to the Mussalman community in general and to the Aligarh College in particular Telegrams of sympathy were despatched to Mrs Beck and to the Secretary of the College Committee

GUJRAT

On 8th September a meeting of the leading Muhammadans of Gujrat was convened by the efforts of Ashraf Khan B A, and other Aligarh students present in Gujrat to mourn the irreparable loss which the Muhammadan community has suffered by the death of Mr. Theodore Beck.

The proceedings began with a short speech by the president who impressed upon the minds of the audience, the magnitude of the loss. He was followed by other speakers, among whom were Sheikh Fazl-Ilahi, B A, Zaman Mehdi Khan, B A., Ashraf Khan, B A, and Nurullah Shah.

The Hon'ble Khalifa Syed Muhammad Hussain having explained the object for which the meeting had been convened, M. Abdul Ghafur, read a short and appropriate speech in which he laid special stress on the fact that the loss was not only that to the Aligarh College, its students, and Trustees but to the whole community. Munshi Imdad Hussain *Akhtar* then recited an elegy which he had composed specially for the occasion.

Syed Nabi-Ullah, Barrister-at-Law, proposed the principal resolution expressing grief felt by the Mussulmans and their sympathy for the bereaved ladies. The resolution was seconded by Mian Muhammad Shafi, Barrister-at-Law, who in an impressive speech pointed out that the Aligarh College was undoubtedly the centre of Muhammadan education in this country and the sad death of its Principal, following as it did soon after the death of its great and venerable founder, was a calamity the gravity of which could not be adequately measured. The resolution was unanimously agreed to.

A resolution was then duly proposed and carried authorising Mian Muhammad Shafi to communicate the sincere sympathy of the Simla Muhammadans to the widow and the mother of Mr. Theodore Beck.

BARABANKI.

At the instance of Sheikh Naushad Ali Khan the Muhammadans of Bara Banki assembled at a meeting on September 19th to express their deep and sincere sense of regret at the irretrievable loss sustained by the Muhammadan community in general and the M. A.-O. College in particular in the untimely death of Mr. Theodore Beck, the late Principal of the College. Mir Mohammed Husain spoke in very feeling terms and moved that a telegram of condolence be sent to Mrs. Beck, and another to the Honorary Secretary of the M. A.-O College, Aligarh. This was seconded by Sheikh Shahid Hussain and Syed Karamat Hussain and agreed to

Resolutions of regret and sympthy with the relatives of the late Principal were also passed at a meeting of ex-College students and other Muhammadans held in the Municipal Hall, Karnal, Punjab.

At a meeting of past and present pupils of the Aligarh College and of the chief Muhammadan residents of Moradabad, held on the 10th instant, the following resolution was unanimously adopted —"That this meeting expresses its deep sense of regret and sincere sympathy with Mrs Beck on Mr. Beck's premature death This is a loss not only to Mrs Beck, but also to the welfare and prosperity of the Muhammadan community in general, and to the M.A.-O. College in particular."

A public meeting representing educated Muslims was held under the auspices of the Young Men's Muhammadan Association at the *Punjab Observer* Office and a resolution was passed deeply regretting the death as a national loss and a blow to the cause of Muhammadan education. A desire was also expressed to join in a suitable commemoration of Mr Beck's valuable service to the cause of education, and a message of sympathy was despached to Mrs. Beck

SIMLA.

A largely attended meeting of the Muhammadan residents of Simla was held at Vincent House, the residence of Mirza Kazim Hussain, Barrister-at-Law, on Sunday the 10th Sept at 4 P.M. The Hon'ble Khalifa Syed Muhammad Hussain, Lieutenant Colonel Raja Ata-Ullah Khan, Syed Nabi Ullah, Messrs. Kazim Hussain, and Muhammad Shafi Barristers-at Law, Mian Ilm-ud-Din, Extra Assistant Commissioner, Mian Ghulam Muhay-ud-Din, Munshi Fakhr-ud-Din, Vice President, Simla Municipality, Mian Abdul Aziz, B. A. Registrar Small Cause Court, Munshi Abdul Ghafur, Mian Abdul Hamid, B. A. Syed Vilayat Ali Shah, Babu Fateh Din and Mr. Jamal-ud-Din were amongst those present at the meeting.

The following subscriptions have been promised :—

	Rs.	A.	P.
Hafiz Abul Karim, Khan Bahadur, C. I. E. Mr. ...	50	0	0
Mr. Niazahmed, son of M. Amanat Hosein, Rais Meerut	50	0	0
Kazi Mohomed Tyub, Inspector of Police, Meerut ..	35	0	0
Syed Abbas Ali, Munsif, Meerut	25	0	0
Mr Syed Ahmed Ali, Deputy Collector, Meerut	25	0	0
Habibullah Khan, Naib Tahsildar, Meerut ..	25	0	0
S. Zahoor Hasnain, Assistant Court Inspector of Police, Meerut	25	0	0
Shaikh Ahmed, Sub-Inspector, Meerut .. .	25	0	0
Nawab Asadullah Khan, Khan Bahadur, Rais, Meerut	10	0	0
M. Yakub Ali, B. A., Professor, Meerut College ...	10	0	0
Hafiz Hamid Hosein Khan, Honorary Magistrate ..	10	0	0
M. Zainul Abdin Khan, Sub-Inspector Police, Sadar Meerut	25	0	0
Professer Zeauddin (as an ex-student and a resident of Meerut)	25	0	0
M. Abdullah Khan Rais Jausath, District Muzaffarnagar	15	0	0
Islam Ahmed Khan Rais, Meerut .	10	0	0
M. Abdul Bari, Munsarim, Munsif's Court Meerut	10	0	0
Items under Rs 10	74	0	0
Total	465	0	0

Lahore.

At a meeting of the Punjab Anjuman Islama largely attended by Raises of Lahore, resolutions of regret at the untimely death of Mr. Theodore Beck, Principal of the Aligarh College, and of condolence with the widow and mother of the late Principal, were passed, and it was resolved to found a suitable memorial in honour of Mr. Beck's valuable services to the cause of education.

Nawab Mohsin-ul Mulk, Honorary Secretary of M A.-O College, on this irreparable loss sustained by the untimely death of the energetic principal.

KARNAL.

The leading Muhammadans of Karnal met at the Municipal Hall to deplore the sad loss the Muhammadan community had suffered in the untimely death of Mr Beck

Syed Altaf Husain, President of the Municipal Committee was in the chair Mr Abdul Ghani, Haji Riazud-din Ahmed, Mr. Abdul Karim, Sheikh Ahmed-ud-din Abdul Qadir Khan students of the M A.-O. spoke on the eminent services of Mr. Beck. A telegram and a letter of condolence were sent to Mrs Beck and Mrs. Joseph Beck of London

MEERUT.

At a special meeting of ex students of the M A.-O College (now present at Meerut) held on Sunday, the 10th instant, it was unanimously resolved —(1 That messages of sympathy be sent to Mrs Beck at Simla and the Honorary Secretary, M A.-O College Trustees at Aligarh (2 That as in recognition of the eminent service done to the College by the late lamented Mr Beck a memorial is to be founded at the College in his honour, this meeting of the old students respectfully begs to suggest the following for the consideration of the Central Committee at Aligarh : (*a*) That a suitable number of permanent Scholarships be founded in the college and named after Mr. Beck, (*b*) if funds allow, one or two fellowships be created in honour of Mr. Beck : and (*c*) that one or two of the incomplete lecture rooms (situate between the College and the Strachey Hall or between the latter and the Mosque) be soon completed and named after Mr. Beck.

expressed the deep sense of loss which his death has occasioned to the Muhammadan community in general and to the M A.-O College in particular. A resolution of condolence was then adopted.

Allahabad.

A meeting of the Muhammadan Union was held on the 5th September in the Muir College to express regret at the sad and untimely death of Mr Theodore Beck. Moulvi Syed Karamat Hussein, Barrister-at-Law, was in the chair. The audience was an unusually large one, consisting mostly of the local gentry and both the Hindu and Muhammadan students of the College. Syed Liakat Ali B A., the Secretary, made a short speech in which he described some of the important services which Mr Beck had done to the Muhammadan community, and unselfish efforts to advance Muhammadan education. His speech was followed by those of Mr Abid Ali, B.A., Mr. Azhar Ali, B A., and Mr Ali Mohamed. It was resolved that a vote of condolence be sent by telegram to the Secretary of the M. A.-O College, who should also be requested to convey it to Mrs. Beck. The proceedings came to a close with a short speech from the President, who was so much moved that he could say little.

Shahjahanpur.

A meeting of "Akhwan Ussafa" Shahjahanpur, was held on the 10th September, 1899, to express their sorrow and regret at the sad and untimely death of Mr. Beck, late Principal of M A.-O College. All the principal Muhammadans of the city and the old and new students of M A.-O. College now at Shahjahanpur were present. The following resolutions were unanimously passed :—(1) That this meeting expresses its deep sense of sorrow at the sad death of Mr Beck and deem the accident a national loss. (2) That a telegram of condolence be sent to Mrs Beck. (3) That a letter of condolence also be sent to

ciating Mr. Beck's services will be when his pupils will go out into the world and shape the policy of the nation and the country, and though Mr Beck be dead, his influence will live and mould the present and future students of the College as much as his personal influence has moulded those of the past

On September 4th, a meeting of the members of the Siddons' Union Club of the College was held to express sorrow at the untimely death of the President of the Club, Mr. Beck The Vice-President, Mr Ali Hasan, was in the chair Mr. Aftab Ahmed Khan, Trustee of the College, Mr Sajjad Hyder, Secretary of the Club, and Mr Mahommed Hayat a member, spoke in feeling terms. A resolution proposed by the Chairman to send a telegram of condolence to Mrs Beck was unanimously adopted.

Meetings were also held of the Duty Society, the Cricket and Football Clubs to express the deep grief felt by the Presidents of the College at the loss of their beloved Principal

---

BAREILLY.

A MEETING of the Muhammadan students of Bareilly College was held on Friday, September 9th to express their regret and sense of loss sustained in the death of Mr. Theodore Beck. Telegrams of condolence were despatched to Mrs Beck and to the Secretary of the Aligarh College.

PARTABGARH.

A meeting of the Muhammadan residents was held on Sunday, the 10th September, in the premises and under the presidency of Sheikh Kafayatullah rais, to express the deep sense of grief and loss which the Muhammadans of this place feel at the death of the late Mr. Theodore Beck. The meeting was convened at the instance of Syed Wazir Hasan, High Court Vakil, who, in a short speech, dwelt upon the good qualities of the deceased, and

in order to give expression to the deep and widespread sorrow that has been caused by the news of the death of Mr. Theodore Beck.

We give below a short account of such meetings as have come to notice

---

ALIGARH.

The trustees, staff, students, and friends of the College assembled in the Strachey Hall to express their deep sorrow at the sad and untimely death of their Principal, Mr Theodore Beck The Hon'ble Mr. Syed Mahmood, President of the Trustees, presided, and in a most affecting speech proposed the following resolutions, which were passed unanimously :—(1) That a vote of condolence be sent by telegram to Mrs Beck at Simla, and that a similar message be telegraphed to Mrs Joseph Beck, mother of Mr Beck, in London (2) That in recognition of the great services rendered by Mr. Beck to the College in particular, and to Muhammadans in general, a suitable memorial be founded in the College

A public meeting was held on the evening of the 18th September in the Strachey Hall of the College to take practical steps in connection with the proposed Beck Memorial Mr J. S Stevenson, C. S., who presided, opened the meeting Nawab Mohsin-ul-Mulk dwelt at length upon the abilities and services of Mr. Beck, and proposed the formation of a Central Committee Kazi Azizuddin Ahmed seconded Mozummilullah Khan, Rais of Bhikampur, spoke, and promised Rs.1,000. Aftab Ahmed Khan, barrister-at-law, as an old pupil of Mr. Beck's, bore testimony to the imperishable impression the late Mr. Beck had left upon the students of the College of the greatness and real nobility of the English character, and said that the lasting memorial to Mr. Beck was the minds of his pupils, in which a sincere respect for, and a true admiration and love of, the English people are implanted The time for appre-

out in a report written only a few weeks before his death, "desired to create cordial feelings between Englishmen and Muhammadans and to strengthen the Government." If Mr. Beck was in his polemical writings the partizan of men who had that purpose in view, his partizanship was in need of no apology. The College flourished under wise and urbane control. He has left it with over five hundred boarders on the roll, and with prospects that would have been of the highest had they not been dimmed by his death. Sir Syed Ahmed's death had seriously embarrassed the College and threatened it with difficulties, but the warm and generous response that was made to the appeal for a Sir Syed Ahmed Memorial Fund has rescued it from debt. But the College is working with an incomplete staff, and its permanent income needs to be enlarged. The mantle of Sir Syed Ahmed has fallen upon Nawab Mohsin-ul-Mulk whose friends throughout India will trust to his enthusiasm and eloquence to make his leadership in this great work as successful as was that of Sir Syed himself. The Nawab has for some weeks past been in Bombay endeavouring to enlist the sympathy and help of his co-religionists in the promotion of Muhammadan education generally, and the work of the Aligarh College in particular. What the practical effect of his stirring appeal to his co-religionists a month ago has been we do not know, but if Mr. Badroodin Kur's series of letters on the deplorable state of Muhammadan *education in Western* India can be taken as an expression of prevalent opinion, the awakening has come at last. Mr. Beck in his last report plainly stated that the real cause of Muhammadan backwardness is not material but mental, and he illustrated this by his recent experience at Badaon, where it was found that a large proportion of the well-to-do Muhammadans persistently kept their boys from school. This indicates that the necessary corrective is to come, not in the shape of Government doles, but in the spontaneous activity of Muhammadans themselves.

Meetings of Condolence.

Numerous meetings have been held in all parts of India

a Cricket Club" was the response. But Aligarh has inspired its *alumni* with higher aims than the development of athletic sense, or it would have not been Mr. Beck's College. Mainly a residential College, the Principal and his English assistants—amongst whom more than one man of scholastic and literary distinction was to be found—were in constant touch with the students, helping and encouraging them in their work, sharing in their games, and exhibiting to them in daily life the best aspects of scholarly and gentlemanly living. In such an Institution the young Muhammadans of Upper India learnt a good deal more than the way to pass an examination and a much more exacting community than theirs would have been satisfied with the moral as well as intellectual results of the Aligarh training. Nor was it by economising plain speaking that Mr. Beck secured and retained the sincere liking for him which prevailed amongst the society that he served so well. A singularly gentle and unaggressive man, with a finely discriminative turn of mind, no one was more outspoken than he when the manifest shortcomings of the Indian Muhammadans called for censure. In the latest—and alas—his last report he spoke strongly against the reactionary and obstructive attitude of the "ignorant priest-hood" in whom English education amongst the Muhammadans had found its bitterest opponents; and he plainly declared that there did not seem much chance of this hostility ceasing until the type of Mullah underwent a change, "for he has a sound economic reason for opposing progress, inasmuch as the educated man is disinclined to contribute to his income." The candour with which he criticised the short-comings of the Indian Mussalmans did not weaken the force of his partizanship—if such an attitude can be imputed to a man of such a singularly well-balanced mind—when he wrote and spoke of the Muhammadans as a political factor in Indian society, he saw the essential good qualities of the races, and he was keenly desirous that they should be recognized and developed and made the fullest use of. His ideal Muhammadan was Sir Syed Ahmed, who, as pointed

the same work for education : and we may fairly say that all that he has done has been for good.

The Times of India.

The cause of higher education amongst the Indian Muhammadans has sustained a serious blow in the death of Mr Theodore Beck. That cause has nowhere been more steadily advanced than in the Muhammadan Anglo-Oriental College at Aligarh, and if the College owes its present position to one, other than the valiant old Sir Syed Ahmed the debt is due to Mr Beck. The venerable founder of the College and the distinguished scholar who presided over its work for the past decade and a half, have both passed away, and Aligarh has grave reason for lamenting this double bereavement. In each case a very striking personality has been removed from the forefront of the not too numerous body of men, who have worked during the present generation for the intellectual and moral advancement of the Indian Mussalmans. Mr Beck brought to work the best influences that an English gentleman and scholar can apply to the moulding of the character and intelligence of Oriental youth. A man of fine sensibility and high culture, his most congenial environment no doubt would have been found in an English University. But high ideals are not thrown away, they are transplanted from a Western to an Eastern society, and certainly the ideal that Mr. Beck set before the students of Aligarh powerfully influenced them for good. Possibly it proved in some instances to be a little beyond the reach of some of the young men who came under his influence. He liked to tell, in his quiet humorous way, of a young Beluchi chief who, being suddenly called from College by dynastic accidents came to say good-bye to him. The principal, as in duty bound, gave his young pupil a valedictory allocution, in the course of which he urged him to apply, when he took possession of his chiefship the lessons in life and conduct which he had learnt at Aligarh "Thank you, sir, I will form

all the other Colleges, Government and Private. It is not by the attendance rolls and University passes that Mr. Beck's work is to be judged, though the results one might point to here would be ample testimony to his success as an educationist; but rather by the moral standard. It is not too much to say that he imported a moral force into education in this part of India which was altogether absent before. For the lifeless and mechanical working of the Government system —so many rupees poured in at one end and so many passes turned out at the other— he substituted live aims and higher standards. He could not of course have done this had he not had the support and sympathy of Sir Syed Ahmed. On the other hand Sir Syed Ahmed would not have given his sympathy so freely to a man of a different character, but he was one who could fully appreciate the rare and unselfish enthusiasm of Mr. Beck's nature, and the friendship and collaboration between them was as intimate as any that has ever united two men in a good cause. The death of the aged Syed eighteen months ago, was a severe shock to Mr. Beck personally, and it was made heavier by the uncertainty which the event threw over the future of the College. For himself Mr. Beck, we may be sure, cared little. He was not one of those who count the losses and gains of life in rupees, or his enthusiasm would have not remained with him so long; but he was greatly apprehensive, and had reason to be, for the fate of his work. Eventually, thanks to the prompt support of the Officiating Lieutenant-Governor, Mr. La Touche, followed by the action of Sir Antony MacDonnell on his return, the difficulties were tided over, and Mr. Beck had the immense satisfaction of seeing his beloved Institution placed on a securer basis than ever, so that in passing away he may have felt that his work was done. The influence of the ideals and standards he set up at Aligarh has been felt all over the Province. Students in every college are better and happier for them; and his example has told upon the relations of European Professors and their pupils in every class room. No other Englishman in our time, in this part of India at any rate, has done anything like

The Indian Press on the Death of Mr. Beck.

We publish below a few of the notices that have appeared in the Indian Press on the death of Mr. Theodore Beck.

The *Pioneer* of the 6th of September writes as follows :—

The news of the death of Mr. Theodore Beck will be everywhere received with a feeling of deep and widespread regret, and by those who are specially interested in the cause of Muhammadan progress with something like consternation. After Sir Syed Ahmed, there was no one who had done as much for that cause, as the Principal of the Aligarh College, who has followed his venerable chief and friend with such melancholy celerity. It was in the early years of the last decade that Mr. Beck came out from Cambridge to take up the direction educationally of the Anglo-Muhammadan College, which had started into existence in a very humble way about eight years before with a class of some twenty boys. Its founder, however, aimed from the first at high things, and as their architectural designs were in advance of their circumstances so they determined not to wait until the state of their classes justified the appointment of an English University man as Principal, but to obtain one at once. Mr. Syed Mahmood, who, if we remember right, was at the time in England, was commissioned to chose the new Head, and his selection fell on Mr. Beck. Never was there a more happy appointment. Mr. Beck had taken a good, though not a brilliant degree, but there have been many Senior Wranglers and Senior Classics who would never have been half what he was to be in his new situation from a combination of qualities much rarer in life than a precocious facility for getting up books. The Aligarh College, as we have said, was but a small affair when he took it up; but it was not long before he had it equipped with an excellent staff of European Professors, most of them as enthusiastic and disinterested as their Principal : and he leaves it unquestionably the first educational Institution in these Provinces, whose influence has been felt by

who first saw the potential greatness of the movement and who gave expression to the vague desires of the Mussalmans of India. The Mussalmans of India have the reputation of being a suspicious people, and when Beck first came among them they were in a particularly defiant mood; their first belief was that Beck was a spy sent by the British Government, but little by little they were led to put their trust in him by his transparent candour and entire unselfishness.

"This is not the place to estimate the value of his educational work, the immense importance of which no one in India will deny. I write to put on record my admiration of the noble disinterestedness of his aims and my sorrow that he has not been able to carry on his work into the fulness of years. Only his colleagues who were closely associated with him can properly appreciate the moral force which was his true greatness. His invincible pluck triumphed over obstacles, mistakes, and discouragements. Although he was surrounded by men who are generally governed by envy and suspicion in judging their neighbours, he never lost faith in mankind, nor in the particular section of it with which he was concerned. His life has just been cut short by overwork in the most unhealthy season of the year and by anxiety for the welfare of his college, but he did not die before the value of his labours had been recognised by responsible statesmen in India. Englishmen at home can never realise how much of the work of consolidating the Empire is done by men about whom no despatches or newspaper paragraphs are written, done by men like Teodore Beck who go among the people and win their confidence by sincerity and almost saintlike disinterestedness, men who charm into loyalty and lead them into the paths of civilisation. Englishmen at home have heard but little about Theodore Beck, but his name will long be remembered among the Mussalmans of India to whom he devoted his life."

how amply he fulfilled the promise of his early days. When Beck landed in India in 1883 Sir Syed Ahmed was giving practical shape to that great rationalistic movement which was to regenerate the Mussulmans of India. Beck found himself thrown into the midst of a community the bulk of which was sullenly hostile to the English and all their ways, Sir Syed Ahmed saw that his people did not need to acquire the sciences of Europe alone, but also to readjust their ideas by an English standard; for such a change it was necessary not only that they should learn the matter of English text-books but should also learn to love and admire individual Englishmen and follow them in the ordering of their lives.

'Here Sir Syed's movement was confronted by a very serious danger. It had proved possible to get a few intelligent Moslems to inquire about this new light from the West, to profess their willingness to acquire it if it should prove good, but how would the English behave? Would they sympathise with the desire of the Mussalmans to retain their own creed, strengthened and purified? Would they, so notoriously cold and unsympathetic, encourage and foster the first beginnings of confidence and affection? Above all, would they bear with the slights and ingratitude which they must inevitably receive from the more prejudiced portion of the community? The success of the movement depended upon the answer to this question. It is gratifying to us as Englishmen to think that an Englishmen was found, whose generous sympathy exceeded all that Sir Syed Ahmad could have hoped for and that it was from an Englishman that he received his staunchest support and most devoted co-operation. If Sir Syed was the founder, Theodore Beck was no less certainly the builder of the College in Aligarh and of the large hopes with which it is synonymous. It was he who gave practical form to the generous aspirations in Sir Syed's mind, and who built up the internal organisation of the College so that it has become the type of a new system of collegiate education in India; it was he

who has been associated with Mr. Beck in his life's work will hasten to offer her his deep, and respectful sympathy. At such a time, human consolation can do little to assuage the bitterness of an irreparable loss, but it cannot but be grateful to her to know something of the universal honour and respect in which Mr. Beck was held. Meanwhile the most sincere prayers are being offered on all hands for her and for her infant child.

The Funeral of Mr. Beck took place at Simla on Monday, September 4th and was very largely attended by the English residents of Simla and by a great number of Muhammedan residents and visitors. Lord and Lady Curzon were among the mourners. The pall bearers were the Hon'ble Mr Raleigh (Legal member of the Viceroy's Council Mr A. H. L. Fraser, Major Grant, Officiating Inspector General of Musketry) and Capt Annesley, representing the Lieut Governor of the Punjab

---

The London Times on the Death of Mr. Beck.

In its obituary notice of the late Mr Theodore Beck of the Muhammadan College Aligarh the *Times* just to hand gives the following by a friend of the late principal — "Yet another of those Englishmen who are building up the Empire in distant countries has fallen at his post Men who were at Cambridge in the early eighties will remember Theodore Beck, scholar of Trinity and President of the Union, as one of the most conspicuous figures in the University life of the time; his finely chiselled features and the ardour of his boyish ideals were sufficient to arrest attention, but what particularly charmed his friends and made them feel that he was reserved for an unusual career was a certain romantic enthusiasm which seemed to belong rather to the age of Lamartine and the Great Exhibition than to these latter years. He disappeared from the horizon of his English friends, as do all men who go out to India, when he accepted the post of Principal in the recently founded college in Aligarh; but, now that we have to record his death, I should like to let them know

compared with those of Sir Syed with whom he worked for so long in the closest and most cordial association. What Sir Syed initiated Mr. Beck carried on, and it may be truly saidthat but for him many of Sir Syed's ideas would never have been translated into action. He brought to the Syed's assistance, along with all the fervour and zeal of his ardent nature, a practical acquaintance with Western Educational methods and ideas, that proved invaluable in bringing into a tangible shape Sir Syed's dreams for the regeneration of his people Education the Syed looked to as the instrument for the accomplishment of his purpose and the M. A.O. College is the most visible result of his aims The College was the offspring of Sir Syed, the child of his old age, and with its growth and development the name of Theodore Beck must always be most closely connected If Sir Syed brought the College into being, it is Theodore Beck who guided its early steps and who, at a most critical period in its history preserved its existence The death of Sir Syed was a most tremendous blow to the College and even some of its best and most faithful friends were in doubt whether it would survive the shock But Mr Beck's faith never wavered. The death of his old friend and leader was to him the signal for redoubled exertions He took up the burden that then devolved upon him with unflinching courage and by a year's unremitting and arduous labour in the face of the most harassing difficulties, he succeeded in placing the College in a stronger and more stable position than it had ever occupied before. But it was at a terrible cost In indifferent health at the time of Sir Syed's death, not a moment's respite was granted him to recuperate, and the strain proved more than his impaired force could sustain To the work he loved he had already given sixteen years of unflagging zeal and energy and now alas, for it he has given his life.

The very deepest sympathy is felt on all hands for Mrs. Beck in the terrible blow that has fallen upon her. She has at all times identified herself closely with Mr. Beck's work and everyone

The death of Mr. Beck is a cruel blow; cruel at once in its suddenness and in its force. What it means to his friends, to the College, to the Muhammadans of India it is impossible yet to estimate or realize; for, at present, the feeling uppermost in the hearts of all that knew him is one of intense personal grief; a grief that almost refuses to believe in its own bitterness. For it seems impossible that the beloved Principal, the dear friend to whom we one and all looked for guidance and inspiration, from whom we never sought in vain for help and sympathy, has really gone from us for ever. To everyone who came in contact with him, his singleness of purpose and utter unselfishness were at once apparent. The same lofty aims and romantic ideals that led him to break away from the conventionalities of his Cambridge surroundings and launch out upon the work of the regeneration of a fallen people, have remained with him throughout his career. Few men have ever preserved their youthful ideals and enthusiasms so completely, in the face of so many difficulties and disappointments. Up to the very last, when weak and broken in health his ideas were still buoyantly hopeful, and his presence a veritable inspiration. And united with this fire and enthusiasm there was a thoughtfulness and consideration for others, more particularly for those who worked under him, that almost amounted to tenderness, a thoughtfulness which shewed itself in a hundred different ways, and won from his subordinates the most loyal and trustful service There was no one who had served Mr Beck for any length of time who did not feel that his interests were altogether secure in his hands and that whatever work he did was sure of the most willing and even thankful acknowledgment, from his Principal. His enthusiasm communicated itself to all who worked with him, for with such an example of devotion before him, who could be indifferent?

It is not our purpose here to attempt any estimate of the life work of Theodore Beck, or of his services to the cause of education and to the Muhammadans in India. They can only be

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine. Aligarh.

New Series Vol. VII. | OCT 1st. 1899. | No. 12

The Death of Mr. Beck.

It is with heavy hearts that we record the terribly sad news of the death of our beloved Principal Mr Theodore Beck.

Mr Beck left us in May last for Simla, his health shattered by the labours and anxieties in perhaps the most critical year in the history of the College, but no one suspected how completely his strength had been undermined by the incessant strain he had to bear since the lamented death of Sir Syed. It was hoped by everyone that the change to the hills would result in a partial, if not a complete restoration to health, and the first reports were altogether favourable. Mr Beck slowly regained strength and seemed on a fair way to recovery, when a sudden and fatal change took place in August, his condition became more and more critical and, in spite of all that medical skill could do, his strength slowly ebbed and he passed away on the night of Saturday September 2nd.

New Series
VOL. VII. October 1st, 1899. No. 12.

THE

M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جلد ۷ ۱۵ جولائی سنه ۱۸۹۹ ع نمبر ۱۱

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو -

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 18 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M.A.-O.College Magazine, Aligarh.

مدرسۃ العلوم کی نسبت ایک غیر شخص کے خیالات

اس مضمون میں علیگڈہ کالج کے خوبیوں کی مفصل فہرست لکہنا یا اسکی انتظامی معاملات پر ریمارک دینا مقصود نہیں ہے بلکہ میں یہ دکہلانا چاہتا ہوں کہ مجہے اس کالج سی جو ایک قسم کی محبت اور ہمدردی ہے اور وہاں کے طالب علموں سے طبیعت قدرتی طور پر مانوس معلوم ہوتی ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہر مسلمان اگر وہ میری طرح اس معاملہ میں تہوڑی دیر غور کریگا تو وہ میری طرح سے بلکہ مجہہ سے زیادہ کالج کا خیر طلب اور ہمدرد ہو جائیگا۔ مجہے اپنا مضمون شروع کرنیسے پہلے یہ بہی لکہنا ضرور ہے کہ اس مضمون کے لکہنے کا خیال میرے دل میں کیوں آیا۔ ۱۵ مئی ۹۹ء کو کالج میگزین میں "ایک جدید طالب علم کے خیالات" کو پڑہکر میں نے یہ سوچا کہ باوجود اسکے کہ ۱۸۷۵ء سی ابتک چوبیس ۲۴ برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں کالج نے اپنی نمایاں کامیابی بہی دکہلائی اور سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات کے مخالفت کی آگ بہی بہت کچہہ فرو ہو گئی لیکن تو بہی مسلمانوں کے بہت سے پرانے شہر اور قصبے ایسے باقی ہیں کہ جنکی رہنے والے مسلمان مدرسۃ العلوم کی تعلیم کی قدر نہیں کرتے جیسا کہ ایک جدید طالب علم کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے اور خود میری ذاتی واقفیت اسکی تائید کرتی ہے

کیونکہ میں بھی اُس طالب علم کیطرح ایسے ہی شہر کا رہنے والا ہوں جہاں علیگڈھ کالج اور سید صاحب کے مخالفونکا ایک بڑا گروہ موجود ہے۔ اور جہاں کے مسلمان شریفوں کی یہ حالت ہے کہ صبح سے شام تک بیکار زندگی بسر کریں یا کچہری کے برآمدونمیں مقدمہ بازی کی فکر میں دن کاٹیں اور جب شام ہو تو اپنے گھروں پر بیٹھکر انہیں مقدمات کی گپ شپ کیا کریں یا شادی بیاہ میں بیجا مصارف اور قرض کے لین دین کی تدبیریں سوچیں۔ اُنہیں بالکل خبر نہیں کہ مہذب دنیا میں اُنکی قوم کا کیا درجہ ہے اور اُسپر کیا گذر رہی ہے۔ مغربی علوم نہ سیکھنے سے مسلمان کس حال کو پہونچگئے ہیں اور قومی تعلیم کیا چیز ہے اور وہ کس طرح سے حاصل ہوسکتی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جنپر غور کرنیسے میرے دل نے اسبات کا فیصلہ کر دیا کہ مدرستہ العلوم ہی مسلمان بچوں کیواسطے صرف ایک ایسا تعلیمی گھر ہے کہ جہاں کی تعلیم سے مسلمان ترقی حاصل کرسکتے ہیں۔ ترقی سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ بہت سے مسلمان ملازمت میں اعلیٰ درجہ حاصل کر لیں۔ یہ تو صرف فردی ترقی ہے۔ اصلی ترقی یہ ہے کہ یہاں کی تعلیم سے مسلمانونمیں ایک قسم کی روشن خیالی اور روشن دماغی پیدا ہو جائے اور وہ اسبات کو سمجھنے لگیں کہ ہم تنزل کی حالت میں ہیں اور یہی ترقی کی پہلی سیڑھی ہے۔ یہ اسی کالج کی تعلیم کا اثر ہے کہ یہاں کے طالب علم باہم اعلیٰ درجہ کا خلوص اور سچی محبت رکھتے ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ صرف یہی۔ کہ کالج نے اُن سب کو ایک رنگ میں رنگ دیا ہے یعنی اُن سب کا مقصد ایک ہی ہے۔

"قومی ترقی"۔ اسکی وجہ سے وہ ایک ہی ماں کی اولاد معلوم ہوتے ہیں یہ سب بچے جو ایک جگہہ کہاتے ہیں ایک جماعت کے ساتھہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایک اُستاد سے تعلیم پاتے ہیں۔ ایک ہی اوستاد سے تربیت سیکھتے ہیں اور ان سب کا ایک ہی مقصد

ہوتا ہے۔ کیا کوئی انکی نسبت کہہ سکتا ہی کہ کبھی جدا ہو کر وہ ایک دوسری کی مخالفت کرینگے۔
ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کالج ہی چند عرصہ کے بعد ثابت کر دیگا کہ صرف یہی ایک ذریعہ ہے
کہ جس سے مسلمانوں میں باہم اتفاق اور اتحاد جسکی اشد ضرورت ہی پیدا ہو سکتا ہی۔
علیگڈھ کالج کی نسبت بعض ایسے غلط افواہیں لوگوں نے مشہور کر رکھے ہیں کہ
جس کی وجہہ سے بہت سے مسلمان اپنی بچوں کو وہاں بھیجتے ہوے جھجکتے ہیں اور اسطرح
سے گویا اپنی اولاد کے حق میں کانٹے بوتے ہیں اور ایک گونہ قومی ترقی کو بہی نقصان
پہونچاتے ہیں۔ یہ غلط خیالات اُسوقت بالکل دور ہو جاتے ہیں جب کوئی اپنی آنکھہ
سی اس کالج کی حالت کو دیکھہ لیتا ہے۔ گو میرے ذہن میں کبھی بھی کوئی بُرا خیال
علیگڈہ کالج کی نسبت نہیں گذرا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ ۲۵۔ جون ۱۸۹۲ء سی جبکہ
مجھے علی گڈہ کالج کو دیکھنے اور برادرہڈ کے پہلے جلسہ میں شریک ہونے کی عزت
حاصل ہوئی تہی میرے دل کو کالج سے کچھہ ایسا تعلق پیدا ہو گیا کہ وہاں کے کسی
طالب علم کو بہی شاید اس سے زیادہ نہو گا۔ اسی تاریخ کے بعد مجھی یہ خیال پیدا ہوا کہ
کالج کا کچھہ کام کرنا چاہیے۔ یہ ایک سوال تہا جو اُسی خیال کے ساتھہ دل میں پیدا
ہوا اور اُس کا جواب فوراً ہی دل نے دیدیا وہ نفی میں تہا۔ یعنی ہم ایسے ہیچکارہ
کالج کا کچھہ کام نہیں کر سکتے لیکن جب بہت غور سی سوچا تو یہ جواب ملا کہ "کچھہ کرنا چاہئیے۔"
خدا جانے اِن الفاظ میں کس بلا کا اثر تہا کہ ان لفظوں کے کان میں پڑتے ہی میری حالت
بالکل بدل گئی۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ایک نئی زندگی شروع ہو گئی۔ اول کام جو میں نے کیا
وہ یہ تہا کہ جہاں کوئی بات قومی تعلیم یا کالج کے فائدے کے خیالات میں آتی اُسکو لکھکر
اخباروں میں چلتا کر دیتا۔ پہر اسی قوم کی بدولت شاعر بہی بننا پڑا۔ عاشقانہ رنگ میں

خود کیا کبھی باپ دادا نے ایک شعر تک نہ لکھا تھا لیکن اسی کالج کے عشق نے ٹوٹا پھوٹا شاعر بھی بنا کر چھوڑا۔ اور جب دیکھا کہ آجکل ملک میں ناولوں کا بڑا چرچا ہے ہر شخص ناولوں کو پڑھنا پسند کرتا ہے صرف اس خیال سے کہ شاید اسی طریقہ سے قوم قومی کالج اور قومی تعلیم کے فائدوں کو سمجھ جائے ایک ناول (رضیہ اور مسعود) لکھنا شروع کیا ان سب باتوں کے لکھنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں یا میری کوئی کوشش کالج کیواسطے کارآمد ثابت ہوئی۔ بلکہ صرف یہ دکھلانا منظور تھا کہ میرے دل میں کالج کی ہمدردی کا خیال کسطرح پیدا ہوا اور اُس میں کسطرح ترقی ہوئی جو غالباً میری ان چند سطروں سے ظاہر ہو گیا۔ میرے خیال میں ہر مسلمان جو تعلیم کی ضرورت کو قوم کے لئے ایک مجرب نسخہ سمجھتا ہے ضرور میرے اس خیال کی تائید کریگا کہ کالج کے لئے "کچھ کرنا چاہئے" اور صرف زبانی تائید ہی نہ کریگا بلکہ اگر وہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہیگا تو ضرور کچھ کر بھی دکھلائیگا خصوصاً کالج کے وہ ہونہار بچے جنکے دلوں میں کالج نے قومی ہمدردی کا تخم اچھی طرح بو دیا ہے اور جنکا دلی مقصد یہی ہے کہ وہ اپنی ساری قوم کو تعلیم یافتہ اور ترقی کرتے ہوئے دیکھیں اگر ان الفاظ پر کہ "کچھ کرنا چاہئے" غور کرینگے تو ضرور اس قومی کالج کی امداد کو اپنا فرض سمجھینگے اور کہیں کسی حال میں ہوں ہرگز اُس سے غافل نہ رہیں گے خصوصاً اِسوقت میں جب کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قوم کا وہ بوڑھا سردار جس نے کالج اور قوم کے لئے اپنا جان و مال سب کچھ وقف کر دیا تھا دنیا سے رخصت ہو گیا اور اب قوم کی ساری امیدیں اُنہیں چند نوجوانوں کی طرف لگی ہوئی ہیں جو اُس بڈھے مرحوم کی بدولت تعلیم یافتہ اور معزز نظر آتے ہیں۔ فقط

نظامی بدایونی عفی عنہ از شاہجہانپور ۱۵ ۹۹ ء

پولٹیکل سائنس

بیکن کے اٹلس (مجموعہ نقشہ جات) مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں مندرجہ بالا سلطنتوں کی فوجی قوتیں یہ ہیں۔

نام ملک	فوج بوقت جنگ	فوج بوقت صلح
روس	۲۴۲۰۰۰۰	۸۱۸۰۰۰
جرمنی	۲۴۱۶۰۰۰	۵۰۷۰۰۰
فرانس	۲۱۳۵۰۰۰	۵۳۹۰۰۰
اسٹریا ہنگری	۱۸۷۲۰۰۰	۳۳۸۰۰۰
اٹلی	۸۴۲۰۰۰	۲۵۶۰۰۰
گریٹ برٹن	۷۲۳۰۰۰	۲۲۵۹۱۲

(اسکے سوا فوج ہندوستان ۱۵۰۰۰۰ ہی)

نام ملک	فوج بوقت جنگ	فوج بوقت صلح
ممالک متحدہ (امریکہ)	۲۴۰۰۰	۲۴۰۰۰

اسٹیٹ مینس ایر بک ۱۸۹۵ء میں مندرجہ ذیل تعداد اُس انگریزی فوج کی دی ہوئی ہے جو کام میں آسکتی ہے۔

باقاعدہ فوج (خاص ملک و نوآبادیاں)	۱۴۳۷۸۸
ایضاً (ہندوستان)	۷۶۷۲۱
فوج خاص (ریزرو) درجۂ اول	۸۰۳۸۱
ایضاً درجۂ دویم	۱۷۸

ملیشیا	۱۲۶۲۷۳
بے قاعدہ	۱۰۴۲۴
والنٹیر	۲۳۷۷۴۱
میزان کل	۶۶۵۵۰۶

انگریزی فوجی قوت کا دیگر ممالک کی فوجی قوت سے مقابلہ کرنے میں میرے نزدیک والنٹیروں کو فوج میں نہیں شمار کرنا چاہیے۔ یہ نہیں معلوم کہ فوج ملیشیا کی کسقدر فوجی تعلیم ہوتی ہے۔ ہندوستان میں دیسی فوج ۱۴۵۷۳۸ ہے۔

مفصلہ ذیل تفصیل بابت فوج جرمنی اسٹیٹ مینس ایربک سے لیگئی ہے۔

بموجب مجموعۂ قوانین ۱۶۔ اپریل سنہ ۱۸۷۱ء یہ حکم نافذ ہوا کہ ہر باشندۂ جرمنی پر ملازمت فوجی فرض ہے اور کسی معاوضہ کے ذریعہ سے بری نہیں ہو سکتا۔ ہر باشندۂ جرمنی جو اسلحہ کا بوجھہ اُٹھا سکتا ہے افواج بری خواہ بحری میں سات برس تک رہیگا۔ یہ زمانہ بیس سال کے عمر کے بعد سے شروع ہوگا اور اٹھائیسویں برس کے شروع تک رہتا ہے گو کہ فرض ملازمت سترہویں سال سے شروع ہو جاتا ہے ان سات میں سے ۳ سال تو اُس ملازمت میں گذرینگے جس میں محنت کی ضرورت ہے بعد اُسکے چار سال فوج محفوظ میں رہنا ہوگا۔

کل تندرست آدمی جن کی عمر ۱۷ سال سے ۴۵ سال تک ہو اور نہ تو وہ مستقل فوج میں ہوں اور نہ فوج محفوظ میں اُنکو لینڈس ٹورن میں ہونا ضروری ہے یعنی جب جرمنی پر کوئی حملہ کرے تو کام دیں۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں بوقت امن و امان فوج میں ۲۲۵۳۴ افسر ۵۶۲۰۱۴ رینک اور فائل

۴۴۶۹ سوار تھے۔ موجودہ قواعد کے بموجب جرمنی میں فوجی قوت تخمیناً ۲۰۰۰۰۰۰

قواعد داں سپاہیوں کی موجود ہے۔

امور متذکرہ بالا سے ہم کو مجبوراً یہ تکلیف دہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ بری قوت میں سلطنت انگریزی یورپ کی دیگر بری قوتوں سے باستثنائے اٹلی بہت ہی کم ہے۔ بری قوت سے بحری قوت کی طرف جب ہم اپنی توجہ پھیرتے ہیں تو بہت خوشی ہوتی ہے۔ اس معاملہ میں سلطنت انگلشیہ کو واقعی سب پر سرفرازی حاصل ہی مختلف بیڑوں کی قوتوں کا صحیح مقابلہ اس وجہ سے بہت ہی دشوار ہے کہ موجودہ بحری افواج میں کشتیوں کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً جنگی جہاز۔ تیز رفتار چھوٹے جہاز۔ تارپیڈو کی کشتیاں۔ تارپیڈو برباد کرنیوالی کشتیاں اور سال بسال قوت نسبتاً بدلتی رہتی ہے۔ ہیکن کے اٹلس مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں نسبتاً قوتیں کسیقدر طول کے ساتھ جدا جدا دکھائی گئی ہیں اُن سے مندرجہ ذیل نسبت نکالتا ہوں۔

سلطنت انگلشیہ	۵ $\frac{۱}{۸}$
فرانس	۳ $\frac{۱}{۲}$
روس	۲ $\frac{۱}{۲}$
اٹلی	۲
آسٹریا	۱
ممالک متحدہ امریکہ	$\frac{۳}{۸}$

سلطنت کی فوجی تعداد کے متعلق جو باتیں میں بیان کرچکا ہوں اگر اُن پر غور کیا جائے تو کسیقدر ہماری سمجھ میں آجائے گا کہ جو باتیں ہندسوں کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں

اُنکی کیا وجہ ہے - پہلے سرحد لو - تمثیلاً جرمنی اور سلطنت انگلشیہ کو لیتا ہوں جرمنی کی سرحد کی لمبائی ۴۷۰۰ میل ہے اسمیں سے ۱۲۲۰ میل سمندر ہے اور باقی خشکی - جنوب میں تحقیق شدہ پہاڑوں کے سلسلے اور جبل کانسٹنس (۱۴۰۳ میل) و سوئٹزرلینڈ (۲۵۶ میل) اسٹریا سے جدا کرتے ہیں - باقیماندہ اطراف میں حدود بالکل عارضی ہیں مگر جنوب مغرب میں جبل واسجز جرمنی و فرانس کو جدا کرتا ہے - شرق میں ملک جرمنی ۸۴۳ میل تک روس سے گھرا ہوا ہے مغرب میں فرانس (۲۴۲ میل) لگسنبرگ (۱۱۱ میل) بلجیم (۷۰ میل) ہالنڈ (۳۷۰ میل) ہیں یہ سلطنت ایسے دس ضلعوں میں منقسم ہے جن میں قلعے ہیں اس میں سترہ مضبوط کیمپ ہیں اور ۱۹ اور قلعے ہیں - یہ قلعے زمین دوز تار برقی سڑک کے ذریعہ سے ملے ہوئے ہیں - اور خاص خاص فوجی مقامات سے جنگی اغراض کے لئے سرحدوں کو ریلیں جاتی ہیں (از اسٹیٹ مینس ایربک) اب ظاہر ہے چونکہ روس - فرانس اور اسٹریا کی بڑی بڑی سلطنتیں جرمنی سے ملی ہوئی ہیں لہذا حملہ کا اندیشہ ہے - اس سے یہی ظاہر ہے کہ جرمنی کو زبردست فوج قایم رکھنے کی ضرورت ہے - اب سلطنت انگلشیہ کی طرف عنان توجہ پھیرنا چاہئے ممالک متحدہ (انگلنڈ اسکاٹلنڈ و ایرلنڈ - بالکل پانی سے گھرے ہوئے ہیں اور افواج بحری کے ذریعہ سے اچھی طرح محافظت ہوسکتی ہے تاکہ غنیم کو زمین پر اترنے نہ دیں - کناڈا ممالک متحدہ (امریکہ) سے خشکی کی طرف ملا ہوا ہے ممالک متحدہ امریکہ میں کم فوج ہونے سے کناڈا کو کسی حد تک بڑی فوج رکھنے کی ضرورت کم ہو جاتی ہے - اسٹریلیا چونکہ جزیرہ ہے اس لئے جہازوں کے بیڑوں سے اُسکی حفاظت ہوتی ہے - ہندوستان کی سرحدیں خشکی ہی میں کثرت سے ہیں جو سرحدیں تری میں ہیں اُنکی حفاظت انگریزی بیڑوں سے کے

ق

ذریعہ سے ہوتی ہے اور جو خشکی میں ہیں وہ اکثر پہاڑوں کے سلسلوں سے محفوظ ہیں -
اُس کا اس طرف بڑہنا اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ فوج اسقدر بڑہائی جائے کہ حملہ رک سکے
ہمارے مقبوضجات واقع امریکہ وحشی قوموں یا دیگر یورپین مقبوضہ جات سے محدود ہیں -
یہ سب مقبوضہ جات بوقت جنگ اُس قوم کے ماتحت ہوں گے جس کے قبضہ میں
سمندر رہوگا -

کپتان ماہان نے اپنی نئی اور مشہور کتابوں میں گذشتہ تواریخ سے دیکھا ہے کہ بحری
قوت بہت ضروری ہے - روم کو چونکہ سمندر پر قدرت حاصل تہی لہذا انیبهال اُسکو
فتح نہ کرسکا - بماتحتی ہمارے بہادر نلسن کے ہماری بحری افواج نے نپولین پر فتح پائی -
سلطنت انگلشیہ کے واسطے یہ بات نہایت لازمی اور ضروری ہے کہ نہایت زبردست
بحری قوت قایم رکہے - اگر ایسا نہو تو انگلنڈ پر حملے ہوں گے اور اگر نہ بہی ہوئے تو غلہ
کی آمدورفت بند ہوجانے سے اُس قوت کے ماتحت ہوجائیگا جس کو سمندر پر قدرت حاصل
ہوگی اور اُسکی جہازی صناعی جو ابہی اور ملکوں سے بڑہی ہوئی ہے بالکل برباد ہوجائیگی -
سنہ ۹۴ء میں انگریزی جہازوں کا ٹیکس بحساب فی ٹن تقریباً ...... ۱۳ تہا اور دیگر
تیرہ ۱۳ بحری قوموں کا بشکل مجموعی ...... ۱۱ تہا ایسی حالت میں تمام مقبوضہ جات
جو کرۂ زمیں پر پہیلے ہوئے ہیں چہن جائیں گے - انہیں وجوہ سے انگریزی مدبر اتنی
بڑی بحری قوت رکہنا چاہتے ہیں جو کسی دو قوتوں کے مجموعہ کی برابر ہو - بحری قوت
کے واسطے صرف روپیہ ہی نہیں درکار ہے بلکہ غیر معمولی قابلیت کی ضرورت ہے -
بحری افسر کی تعلیم کے واسطے میرے خیال میں کم از کم بیس برس درکار ہیں - فرنچ
رولیوشن کے زمانہ میں اعلیٰ طبقہ کے افسر موقوف کر دے گئے - اور اس صدمہ سے

بحری قوت اُس وقت اتنا نہ سنبھل سکی کہ انگریزوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکے جب تک کہ نپولین نے اُسے بالکل برباد کر دیا۔ ریپبلک (سلطنت جمہوری) کی لڑائیوں نے تھوڑے ہی دنوں میں بڑے بڑے جنرل پیدا کئے لیکن بحری افسروں کی تعلیم ایسی سست تھی کہ نپولین ہماری بحری قوت کی برابری نہ کر سکا۔ سمندر پر قبضہ رکھنے کیواسطے ملک کو صرف بڑے بیڑے ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تمام دنیا میں ایسے اسٹیشنوں کی بھی ضرورت ہے جہاں آسانی سے کوئلہ مہیا ہو سکے۔ ان اسٹیشنوں کی مثالیں مالٹا اور عدن ہیں۔ میں سلطنت کے مختلف اجزا پر اس لئے کسیقدر بحث کر رہا ہوں تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ سلطنت اعظم کسقدر اُلجھی ہوئے مجموعہ کا نام ہے اور کسقدر مختلف مسائل سے مدبر کو سابقہ پڑتا ہے۔

الغرض ہر سلطنت کو لازم ہے کہ محافظت کی غرض سے بیرونی مصلحت ملکی کا (فارن پولیسی) خیال رکھے۔ اور چونکہ کوئی ایک سلطنت کل سلطنتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی لھذا کم از کم چند کے ساتھہ دوستانہ برتاؤ رکھنا چاہئے۔ اور چونکہ سلطنتوں میں آے دن نئے نئے جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں جہاں تک ممکن ہو بغیر لڑے اپنے جھگڑے طے کر لینا چاہئے سلطنت کو عہد و پیماں اور صلحنامے کرنا پڑتے ہیں۔ اس غرض کیواسطے سفیروں کا ایک گروہ رکھنا ضروری ہے۔ یہ گروہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہو۔ بحیثیت نائب سلطنت ہونے کی معاہدات طے کرے اور گورنمنٹ کو اطلاع دے۔ سفیروں کے ذریعہ سے سلطنت اتنی ہی بڑی فتح حاصل کر سکتی ہے جتنی بڑی کہ جنگ سے۔

میری یہ رائے ہے کہ یورپ کی بیرونی مصلحت کی طرف سرسری نظر ڈالی ۱۸۷۰ء کی جنگ سے جرمنی اور فرانس میں سخت مخالفت ہے۔ وجہہ یہ ہے کہ جرمنی نے

فرانس کے صوبجات آل ساس اور لورین کیلیئے - فرانس نے اس غرض سے اپنی فوج بڑہادی کہ اُن صوبجات کو واپس لے اور جرمنی نے اس غرض سے بڑہادی کہ قبضہ نہ جانے پائے - اس رقابت نے دونوں سلطنتوں کو مجبور کر دیا ہے کہ ہر شخص پر فوجی ملازمت لازمی کردی - یورپ کی دیگر سلطنتوں نے بہی اس کی پیروی کی ہے - چونکہ روس کو جرمنی سے نفرت ہی لہذا جرمنی کو روس کے حملہ کا بہی خوف ہی - روس اسٹریا کو بہی دہمکی دیتا ہے اور بعض لوگوں کی رائے ہی کہ اُن بعض صوبجات پر روس کا دانت ہے جو قوم اسلامیہ سے آباد ہیں - اٹلی اور فرانس میں بہی اتحاد نہیں ہی - پرنس بسمارک نے ان نا اتفاقیوں سے فائدہ اُٹھا کر جرمنی - اسٹریا اور اٹلی میں اتحاد ثلثہ قایم کر دیا - شرط یہ ہے کہ اگر ان ملکوں میں سے کسی ملک پر حملہ ہو تو تینوں سلطنتوں کی مجموعی افواج اُس ملک کی حفاظت کریں - اس کے مقابلہ میں روس اور فرانس نے اتحاد کر لیا - اس سال اس اتحاد کا اعلان اچہی طرح کر دیا گیا - روسیوں اور فرانسیوں نے اس اتحاد پر خوب خوشیاں منائیں - انگلنڈ ان پیچیدگیوں سے الگ رہا اور دونوں گروہ اُس پر رشک کرتے ہیں - ایک مہینہ ہوا کہ مسٹر چیمبرلین (وزیر خزانہ) سے میں ونس میں ملا تہا - صاحب موصوف نے انگلنڈ کی اس خاص حالت پر عجیب گفتگو کی - فرمایا دیگر اقوام اپنے اپنے دوست و دشمن کو پہچانتے ہیں لیکن خدا کی قسم خود خوش قسمتی ہم سے ناراض ہے -" باشندگان امریکہ کو ہم اپنا عزیز سمجہتے ہیں لیکن وہ ہم سے لڑنے کو بہانہ ڈہونڈ رہے ہیں مصر کی وجہہ سے فرانس ہم سے ناراض ہے - جرمن ٹرانسوال کی وجہ سے بگڑ بیٹہا ہے اُس سے اور ہم سے مستقل فساد ہے اور وجہہ یہ ہے کہ ہم اُسکو قسطنطنیہ میں قدم رکہنے

کی اجازت نہیں دیتے۔ لوگوں کو یہ بھی خیال ہے کہ روس ہندوستان کو حاسدانہ نظر سے دیکھتا ہے۔

پس یہ ظاہر ہے کہ یورپ ایک مسلح کیمپ ہے اور جو چیز جنگ کو روکے ہوئے ہے وہ صرف یہ خیال ہے کہ خدا جانے نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر اب کوئی یورپین جنگ شروع ہوئی تو ایسی خوفناک اور عظیم ہوگی جس کی مثال دنیا میں کبھی نہ ملیگی۔ میں وہاں تک بیان کر چکا ہوں جہاں تک بیرونی دشمنوں سے بچنے کیواسطے سلطنت کو انتظام سے تعلق ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کام کو انجام دینے کیواسطے نہایت تعلیم یافتہ ملازمین یعنی افسران افواج بری و بحری و افسران صیغہ سفارت کی ضرورت ہے مہذب ملکوں میں مسلح افواج و فن جنگ سے مراد ہی علم جنگ کی اعلیٰ قابلیت اور قیمتی ذخیروں کی بہم رسانی اور عمدہ تعلیم یافتہ افسروں کو محفوظ رکھنا۔ (از لائل برٹش ڈومینین اِن انڈیا۔ صفحہ ۱۹۸)۔ سلطنت عام لوگوں کو بحیثیت سپاہی و ملاح نوکر رکھتی ہے۔ بعض ملکوں میں ان دنوں خدمات میں سے کسی ایک خدمت کی انجام دہی کے واسطے ہر جوان مرد کی عمر کا ایک حصہ لیا جاتا ہے ہر ایک انتظام کی شاخ کسی با اختیار افسر کی ماتحتی میں رکھی جاتی ہے اُن سلطنتوں میں بھی جن میں جمہوری حکومت ہے جماعت جمہور ان معاملات کے طے کرنے میں بہت ہی کم اپنے اختیارات کو عمل میں لاتی ہے۔ صیغہ مال سے جن جن صیغہ جات کی جو جو حدود مقرر ہوگئی ہیں اُن حدود کے اندر ہی اندر صیغہ جات مذکور کو اپنی اپنے اختیارات عمل میں لانا چاہئے۔ لیکن عموماً ہر شخص کی یہ رائے ہے کہ ہر انتظام کی تفصیل و از تکمیل اُن لوگوں کی تجویز سے ہونی چاہئے جنکو اُس میں اچھی طرح دستگاہ

حاصل ہو۔ یہ عمل نہایت لازمی ہے اس لئے کہ جن ممالک میں پارلیمنٹ کے ذریعہ سے سلطنت ہوتی ہے اکثر لوگ ہو بجاتے ہیں کہ نیابت کے ذریعہ سے اُن کا مول کی کہ جن میں پارلیمنٹ کو براہ راست خود کوئی اختیار نہیں ہے نہایت انتظام اور چالاکی کے ساتھ تکمیل ہوتی ہے۔

اخیر میں چند باتیں ہندوستان کی فوجی قوت اور اخراجات کے بارہ میں کہنا چاہتا ہوں۔ حال کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کی فوج بہت بڑی نہیں ہے سرحد پر مختلف اقوام۔ افغانی اور روس ہمارے دشمن ہو سکتے ہیں۔ مجھسے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ملک کی حالت یہ ہے کہ ہندوستانی سرحد پر روس ۸۰۰۰۰ آدمیوں سے زیادہ لانے کی فکر نہیں کر سکتا۔ لیکن روس رفتہ رفتہ ریل بناتا چلا آتا ہے اور مشکلات کم ہوتی جاتے ہیں۔ ہندوستان کی گورنمنٹ مجبور ہو جائیگی کہ جوں جوں ملک دوست اور دیگر ذرایعہ سے ترقی کرے ہندوستان کی فوج اس غرض سے بڑھائے کہ روس کی حکومت میں آکر ہندوستان جہالت میں نہ پہنچے۔

بعض لوگ جنکو فن جنگ میں اچھی طرح مداخلت نہیں ہے عموماً شکایت کیا کرتے ہیں کہ سلطنت ہند ضرورت سے زیادہ فوج رکھتی ہے اور اُسکے اخراجات میں بیحد روپیہ صرف کرتی ہے۔ ایک صاحب پر یتھوئیس چند رائے فرماتے ہیں کہ اٹلی اور آسٹریا کے سوا گورنمنٹ ہند دیگر ممالک سے زیادہ اپنی آمدنی بحساب فیصدی فوج پر خرچ کرتی ہے۔ اگر اس بیان کی صحت پر ہم تھوڑی دیر نہ بھی غور کریں تاہم جو فرضی بات اس بیان میں چھپی ہوئی ہے وہ بھی لغو ہے۔ کوئی آمدنی بحساب فیصدی مقررہ نہیں ہے جو سلطنت کو فوجی اخراجات میں صرف کرنا چاہئے۔

اُس مدبر مملکت کی بیوقوفی خیال فرمائے جو اپنے ہمسائیوں اور دشمنوں کی فوجی قوت کا اندازہ نکرے اور محض اسی اُصول پر اپنی فوج قایم رکھکر اپنا ملک کھو بیٹھے ۔ بعض ایسے نازک موقع آجاتے ہیں کہ سلطنت نہ صرف اس روپیہ کو صرف کرتی ہے جو رعیت سے وصول ہو سکے بلکہ اُس روپیہ کو بھی جو آیندہ نسلوں سے مل سکے ۱۷۹۲ء لغایت ۱۸۱۵ء انگلینڈ اور فرانس میں جو جنگ ہوئی اُس میں انگلنڈ کی یہی حالت تھی اور ۲۲۱۰۰۰۰۰ پاونڈ سے زیادہ قرضہ بڑہ گیا۔ اب ہم کو کھلے ہوئے واقعات سے فوجی اخراجات کی جانچ کرنا چاہیے ۔ ۱۸۹۶-۹۷ء میں انگلنڈ نے بری افواج پر ۱۸۰۰۰۰ سے زیادہ اور بحری افواج پر ۲۲۰۰۰۰۰ سے زیادہ خرچ کیا ۔ میزان کل تقریبا ۴۴۱۰۰۰۰ پاؤنڈ ہوئی ۔ اب صاف ظاہر ہے کہ انگلنڈ پر افواج بحری و بری کا خرچ ہندوستان سے ا مضاعف بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے سول سروس (ملازمت سرکاری) میں انگلنڈ نے اس سال تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ صرف کئے ۔ باقی روپیہ قرضہ کے اصل وسود ادا کرنے اور تحصیل وصول کرنے کے اخراجات میں صرف ہوا ۔ ولایت کی سول سروس میں اخراجات قانونی ۔ پولیس ۔ مختلف صیغہ جات ۔ تعلیم ۔ رفاہ عام اور پنشن وغیرہ شامل ہیں ۔ یہ اخراجات بحری و بری افواج کے اخراجات سے نصف ہیں ۔ ہندوستان میں سول سروس کا خرچ ۲۳½ کرور اور فوجی خرچ ۲۵½ کرور ہے ۔ لہذا ہندوستان میں فوجی اخراجات سول کے اخراجات سے بہ نسبت انگلنڈ کے بہت کم ہیں ۔

اب فرانس پر نظر ڈالی ۱۸۹۶-۹۷ء میں فرانس نے ۲۵۳۴۰۰۰۰ افواج بری پر اور ۱۸۶۷۸۰۰۰ افواج بحری پر صرف کیا ۔ میزان کل ۴۳۶۰۰۰۰۰ سے زیادہ ہوئی

یہ خرچ ہندوستان کے خرچ سے دونا ہے۔ اس کے علاوہ لازمی فوج ملازمت کے ذریعہ فرانس بہت بڑی رقم چالاکی سے وصول کرلیتا ہے۔

یہ بات دکھانے کیواسطے فوجی اخراجات کی بابت لوگ کسقدر فضول بکتے ہیں مسٹر پریتھوی چندر رائے کا یہ فقرہ اقتباس کرتا ہوں کہ "ہمارے اکثر ناظرین اس بات سے آگاہ نہوں گے کہ دنیا میں سوائے آسٹریا اور اٹلی کے کوئی ملک فوجی قیام کے واسطے بحساب فیصدی اپنی آمدنی کا اسقدر کثیر روپیہ نہیں صرف کرتا ہے۔ انگلنڈ اور فرانس اپنی اپنی کل آمدنی کا پانچواں حصہ فوج پر صرف کرتے ہیں اور دن بدن اس خرچ کو گھٹاتے جاتے ہیں۔" انگلنڈ کی تحصیل خام تقریباً ......۴۰۱ پاؤنڈ ہے۔ اخراجات افواج بحری و بری ......۴ پاؤنڈ ہیں لہٰذا فوجی اخراجات کی نسبت ۲/۵ ہے نہ کہ ۱/۵ جیسا کہ غلط بیان کیا گیا ہے۔ تقریباً ......۴۱ پاؤنڈ تو تحصیل وصول میں صرف ہوجاتے ہیں مگر اس میں ڈاک و تار شامل نہیں۔ لہٰذا کل ......۹ پاؤنڈ کی بچت رہجاتی ہے۔ اس میں سے ......۳۵ پونڈ سود اور اصلی قرضہ ادا کرنے میں دیا جاتا ہے۔ یہ قرضہ فوجی اغراض کے واسطے لیا گیا تھا۔ لہٰذا فوجی اخراجات ۶۵/۹۰ یعنی کل میں سے ۳، فیصدی شمار کرنا زیادہ مناسب ہے ۱۸۹۴ء میں فرانس کی تحصیل خام ......۳۵۱ پاؤنڈ تھی۔ جہاں تک مجھکو علم ہے اس میں سے ......۶۱ پاؤنڈ تحصیل وصول اور پوسٹ آفس (ڈاکخانہ) میں اور ۵۱...... پاؤنڈ تو ہی قرضہ کے سود کے ادا کرنے میں صرف ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کل آمدنی قابل وصول ......۶۲ ہے اس میں سے ۲۶...... پاؤنڈ بحری و بری افواج پر صرف ہوجاتے ہیں گذشتہ سنوات سے انگلنڈ کی بحری

فوج کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے۔ ۱۸۶۰ء بنمایت ۱۸۹۷ء جہازوں کا بیڑہ دونا ہوگیا۔
مسٹر راسے کے متعلق مجھکو اتنا ہی کہنا تھا۔ ہندوستان کی فوج کے متعلق بیہودہ
گفتگو کی ایک اور مثال دیتا ہوں۔ ۱۸۹۵ء کے نیشنل کانگرس کی اجلاس میں ایک رزو
لیوشن (جس میں کہ دس مختلف تجویزیں تہیں) پاس ہوا اور آخری تجویز یہ تہی
کہ "ملک میں فوجی اخراجات بہ نسبت بڑہانے کے گہٹانا چاہئے" جن وجوہ کے ذریعہ
سے اس تجویز کو تقویت دیگئی تہی جہاں تک میری سمجھہ میں آیا یہ ہیں۔ مسٹر کالیچرن
بنرجی نے فرمایا "گورنمنٹ کو فوجی مدد دینے کیواسطے ہم تیار ہیں اور وہ مدد روپیہ کی
شکل میں نہو گی بلکہ ہماری ہی شکل میں (نعرہ تحسین) ہم اپنے ملک کے سپاہیوں سے
گورنمنٹ کی مدد کرینگے اور اگر خدا نکرے کوئی نازک وقت آئے تو ہم سب اہل ہند
انگریزی سلطنت کے قیام کے واسطے اپنی خون سے مدد کرینگے (نعرہ تحسین)" اس
تجویز میں جو بات عجیب ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کی خدمات کے
دینے کا وعدہ ہے اس لئے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں دیسی سپاہی سلطنت
انگلشیہ کیواسطے نہایت خیر خواہی اور جاں بازی سے لڑ چکے ہیں اور ایسی شجاعت
اور جوانمردی کی مثالیں قایم کر چکے ہیں جیسی کہ ابہی سکہوں نے دیکہائی ہیں اور
جن کی عزت افزائی کے واسطے اسلحہ یادگار بن رہی ہے۔ مگر جو بات عجیب ہے
وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کو روپیہ یعنی اور تنخواہ کی مدد نہ ملیگی۔ خدا اُن غریبوں
کی عقلوں پر رحم کرے! میری یہ رائے ہے کہ گورنمنٹ نے مسٹر کالیچرن کا عطیہ
قبول کرلیا ہوتا اور اُنکو اُنکے دوستوں پر کرنل بناکر اور اُنکے پسندیدہ اسلحہ اُن کو
دیکر نہ بجائے دیسی سکھہ رجمنٹ کے بلکہ رجمنٹ مذکورہ کے ساتھہ آفریدیوں

کے مقابلہ پر بہیجدیا ہوتا۔

مکرریہ کہ مسٹر رائے اس بات کو بہت بڑی بے انصافی سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کچھہ روپیہ صیغہ سفارت میں صرف کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ براہ راست ہندوستان کے افلاس کا یہ ایک سبب ہے۔ صیغہ سفارت کی خدمات حاصل کرنے کیواسطے ہندوستان۔ فارس۔ ایشیائی۔ ترکستان۔ سیام۔ اور عرب وغیرہ میں روپیہ خرچ کرتا ہے۔ کل خرچ سالانہ ۴۲۰۷۶۰ روپیہ یعنی ۲۸۰۰۰ سالانہ ہے یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہندوستان کی خودمختار سلطنت ہوئی ہوتی تو پہر بہی سفیروں اور کونسلوں وغیرہ کی تنخواہ دینی پڑتی۔ انگلنڈ صیغہ تدابیر ملکی و سفارت میں ۴۶۱۰۰۰ پاونڈ یعنی ہندوستان سے۔ سولہ گونہ زیادہ خرچ کرتا ہے۔ فرانس اُن وزراپر جو ممالک غیر میں ہیں ۱۴۴۰۰۰۰ فرینک یعنی ۶۵۶۰۰۰ پاونڈ خرچ کرتا ہے۔

ناول خوانی

قصوں کے سننے اور پڑہنے کا میلان قدرتی طور سے عالم طفولیت میں ہوتا ہے۔ بچوں میں مادہ یقین اور اعتبار اس درجہ ہوتا ہے کہ جہاں کہانیاں کسی بادشاہ کے غم لاولدی میں کسی درویش کی مساعدت یا کسی بادشاہ کی اولاد میں نفاق اور آپ پر مصیبت کی طولانی سرگذشت سے شروع ہوئیں بچے ہمہ تن گوش ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور کوئی وجہ قصے کے سننے میں ہارج یا خلل انداز ہوتی ہے تو دل کو ازحد بُری معلوم ہوتی ہے۔ اس اُصول قدرت یا میلان طبع سے فائدہ اُٹہانے کے خیال سے

حکما اور فیلسوفوں نے قصے گھڑے جن میں پند و نصایح مضمر تھیں تاکہ بچوں کے مرغوب خاطر بھی ہوں اور مصلح بھی ان ابتدائی قصوں میں یہ اصول رکھا گیا کہ اُنھی چیزوں اور شخصوں کا ذکر کیا جاوے جن سے یا تو بچپن سے کان آشنا ہیں یا روزمرہ نظر سے گذرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت لقمان کے فسانے یا انوار سہیلی کے قصے اسی اُصول کی مثالیں ہیں۔

لیکن عمر کے بڑہنے کے ساتھ تجربہ بھی بڑہتا جاتا ہے اور جوان ہوکر انسان اپنے اوپر خود تبسم کرتا ہے جب اُسے اپنی بچپن کا غلبۂ اعتبار و یقین یاد آتا ہے۔ جن کو بچپن میں موجودات مادی سمجھتا تھا۔ اب ان کو صورت خیال جانکر رجحان طبع کو انسے منقطع کرلیتا ہی۔ اسوقت پر ایک اور اثر نوجوان کے دل پر سلسلہ جنبانی کرتا ہے۔ حسن و عشق جن سے ابتک ناآشنا تھا اپنی پہلی جھلک دکھاتا ہے اور نوجوانوں کی زندگی میں ایک عجیب تغیر پیدا کرتا ہے وہ اپنے دل میں نئے راستے کھلے پاتا ہے جن سے دل نئے نئے جذبات و محسوسات کا مجمع بنجاتا ہے۔ یہ تغیر حالت نوجوانوں کے لئے ایک ایسا نازک وقت ہوتا ہے جس کے عمدہ یا بُرے استعمال پر انسان کی زندگی کا دارمدار رہتا ہے۔ اخلاقی زندگی کے ابتدائی اور ضروری اُصول۔ راست گفتاری۔ نیک کرداری۔ بچپن میں ضرور بتا دئے جاتے ہیں لیکن اسوقت کے مقابل میں اور نوخیز جذبات ہوتے ہیں جنکی کشمکش سے بلا کمک عمدہ برا ہونا ناممکن ہے فطرت انسانی کی شناخت کرنیوالوں نے اس تغیر کو دریافت و تشخیص کرکے اپنے ادبی فسانہ میں ایک اور جزو بڑہایا جو عنفوان شباب کے لئے مصلح ہو۔ اور یہ عشقیہ فسانے جنکو انگریزی میں "ناول" کہتے ہیں بحالت مجموعی جوان عمر لوگوں کی اصلاح و تہذیب اخلاق کے

لئے ایک مجرب نسخہ مانلیا گیا۔

مغرب میں اُن اسباب کا لحاظ کرکے جو قومی زندگی کی بیخ کنی کرتے ہیں اس نسخہ میں اور ترمیم ہوئی اور ایک سریع الاثر مرکب طیار ہوگیا جس نے اصلاح اخلاق میں بیحد کامیابی حاصل کی اور کر رہا ہے۔ غرضیکہ مصلحان مغرب نے ان عشقیہ فسانوں کے پردے میں طرز معاشرت کی سقیم اور زندگی کی گندگی کو اس پیرایہ میں دکھلایا کہ اثر پذیر طبیعتیں زندگی کے حسن و قبح سے واقف ہوکر جادۂ اعتدال پر ہولیں اور اصلاح و نصیحت پکڑ گئیں۔ ہندوستان میں یہ معجون مرکب جہل مرکب ہوگیا۔ تہذیب اخلاق اور صلاح طبیعت کا اس سے اُمید کرنا تو ایک طرف ہندوستان کے مصنفوں کے روشن خیال اسکے متقضے ہیں کہ پہلے اخلاق مستحسن۔ خصائل نیک اور جوہر ذاتی سے ہاتھ دھو بیٹھیں تو کچھ حظ حاصل ہو۔ اہل یورپ نے روزمرہ کی زندگی کو اس فصاحت و وضاحت سے کھولکر دیکھلایا کہ جو ہر شخص کے لئے اگر کوئی پڑہنے کی دقت گوارا کرے معلم اور دوست کا کام دے۔ برخلاف اسکے اہلیان ہندوستان نے اول تو ایک دنیا مافوق عادت و عقل بنائی کہ جیسی خود اُسیطرح اُسکے رہنے والے اور اُسیطرح کے اُصول زندگی جن سے روزمرہ کی زندگی سے کچھ بھی تعلق نہیں جو ہمارے کچھ کام آویں۔ ایسے قصونکو پڑہکر یا تو مادۂ ابلیسی مشتعل ہوتا ہے یا ان میں منہمک رہنے سے انسان خیالی دنیا کی فکر میں پڑ جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کے نام بتانا فرض نہیں ہر شخص بہت نام گنا سکتا ہے۔ ہندوستان میں اہل یورپ کی تتبع میں جدید طرز رائج ہوا ہے اُسکی بابت کوئی رائے قایم کرنے سے قبل یہ قابل گذارش ہے کہ جو فائدے ناولوں کے پڑہنے سے متصور کئے گئے ہیں وہ

اسطرح بیان کئے جاتے ہیں کہ اُنسے مذموم و مضر رسم و رواج کی اصلاح - اخلاق کی تہذیب - ذخیرہ معلومات کی زیادتی - مفید و پاکیزہ خیالات کی صحبت اور اخذ علم کے علاوہ تجربہ کے مانند بیش بہا جنس جس کے حاصل کرنے میں لوگ قدم و درم تو ایک طرف وقت عزیز کا بہت سا حصہ صرف کرتے ہیں مفت بغیر دقت و مشقت ہاتھہ لگ جاتا ہے - اگر سرسری نظر سے دیکھا جاوے تو جو نفع بیان کئے گئے اُن کو سب تسلیم کرینگے لیکن کلام اسمیں ہے کہ ایا ہندوستان میں بھی ایسے ناول موجود ہیں جنکو فائدہ حاصل کرنے کی نظر سے دیکھا جاوے خیال کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ بجز چند قابل فخر مستثنیات کے اس سلسلہ میں کوئی تصنیف نظر نہیں آتی - بیشک انگریزی سے بعض ناولوں کا ترجمہ ہوسکتا ہے جو ہر طرح سے فائدہ بخش ہوگا لیکن ہندوستان کا روزمرہ بگڑ جانے سے یہ حالت ہے کہ انگریزی جوان اگر ناول بھی پڑہینگے تو رینالڈ کے اور اگر ترجمہ بھی کرینگے تو اسی دریدہ دہن مصنف کے خیالات برانگیخت کرنیوالی تصانیف کا جو منصف مزاج اس بیان کے ثبوت کے طلبگار ہوں وہ خیال کریں کہ دربار لندن کے اسرار" و "حرم سرائے" کے اشتہار کس گرمجوشی سے دئے گئے اور پبلک میں کس قلیل عرصہ میں یہ ناکارہ کتابیں کسقدر جلد کھپ گئیں - ٹھیک ہے - ڈکنس جارج ایلیٹ نام ہندوستان کے ناول جوان بہت کم جانتے ہیں حالانکہ جنکو علم ادب کی اس شاخ سے فائدہ اٹھانا مدنظر ہے اُنکو پہلے اُنسے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے جب ہندوستان میں ایسا مذاق بگڑا ہوا ثابت ہے تو کون صلاح دیسکتا ہے کہ ہم آنکھوں سے دیکھیں کہ کعبے کے جانیوالے دیر کو جارہے ہیں اور ہم منع نکریں -

شعر

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

پورانے طرز کے فسانوں کا نوجوانوں پر یہ اثر ہوتا ہی کہ عشق کے اندھے ہو جاتی ہیں اور قیس و فرہاد کی اوستادی کا دم بھرتے لگتے ہیں۔ ہندوستان کی سوسائٹی میں عیب ہے کہ شریف گھرانوں میں عشق دوست رہنے والوں سے اشارۃً یا کنایۃً ہمدردی کیجاوے۔ اس گناہ کا مجرم کبھی نہیں بخشا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مردانہ بہادری۔ شجاعانہ دلیری اور ایثار مردانہ کا وہاں برتاؤ ہوتا ہے جہاں پاک طینت اصلی جذبات والے پرجوش کی زندگی ایک منٹ بھی وبال ہوتی ہی۔

ناول انگریزی ہوں یا اُردو پُرانے طرز کے ہوں یا نئے یہ عیب ضرور ہے کہ جسقدر وقت انکے پڑھنے میں لگتا ہے اُسقدر منفعت نہیں اور اس لحاظ سے بجا ہے اگر کوئی فریق ناول خوانی کو تضیع اوقات کا ذریعہ سمجھے۔ دوسرے زیادہ تر انکو پڑھنے سے جو ناول پڑھنے والوں کی اکثر عادت ہوتی ہے یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ انسان ضروری اور قابل اکتساب علموں سے جن کا حاصل کرنا معاش کے لئے اشد ضروری ہی محروم رہجاتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک دو چار نام گنا سکتا ہے جو ناول پڑھنے کی دھت کے پیچھے ضروری سندیں حاصل کرنے سے ہاتھ دہو بیٹھے تیسرے صحت کو بھی کچھہ کم نقصان نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب ایک عینکوں کے کارخانہ کے مالک سے فرما رہے تھے کہ بجاے اشتہاروں کے ناول بہت سے چھپوا دو اور مفت تقسیم کردو تھوڑے دنوں بعد چشموں کی بیحد ضرورت پڑیگی تمہارا کارخانہ خوب چلیگا۔ چوتھے اس سے ضعف دماغ بھی وابستہ ہے ڈاکٹروں کے بھی چین ہو جاوینگے۔ شفاخانے بھی خوب چلینگے۔ غرضیکہ

خیال کیجئے تو ہر تجارت کو بڑی ترقی ہو گی -
اسکو سب تسلیم کرینگے کہ ناول پڑہنے کی وجہ سے آنکھوں کو دماغ کو اور صحت بدن کو بہت نقصان پہونچاتی ہی لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہا جاویگا کہ اگر شوق کو اعتدال پر رکہا جاوے تو یہ سب مضرتیں موجود نہیں ہوں گی مگر تجربہ یہ بتاتا ہی کہ جنکو شوق ہوتا ہے وہ اُسکو درجہ اعتدال میں نہیں رکھتے ان سب نقصانوں کے مقابلہ میں یہ فائدہ ضرور نظر آتا ہے کہ اچھے ناولوں کے پڑہنے سے جوان عمر طبیعتوں کو بعض حالتوں میں یہ فائدہ ضرور پہونچتا ہے کہ نیکی کی طرف میلان ہو جاتا ہے اور بدی سے نفرت - لیکن دنیا کا تجربہ نہونیکی وجہ سے یہ اکتساب بھی زیادہ سودمند نہیں ثابت ہوتا - بعض حالتوں میں یہ میلان او نفرت طبیعتوں میں اسقدر راسخ ہو جاتے ہیں کہ جب وہ دنیا کے کاروبار میں داخل ہوتے ہیں تو ایک بڑے گروہ سے جسکو اُنکی خوردبیں آنکھہ ہمیشہ وسیع کرتی جاتی ہے - پہلے قطع تعلق کرتے ہیں - عقل سلیم انکو بتا سکتی ہے کہ اچھے سے اچھوں میں کچھہ کمزوریاں اور بُرے سے بُروں میں کچھہ خوبیاں ضرور ہوتی ہیں جو دونوں کو دنیا کے معاملات کے قابل کر دیتی ہیں ورنہ آفتاب سے کون آنکھہ لڑا سکتا ہے یا عمیق غار تیرہ و تاریک میں کون جھانک سکتا ہے - لیکن یہ اس اصول قدرت سے ناآشنا اپنی سطح مرتفع پر بیٹھے ہوئے پستی کی طرف اس تحقیر و نفرت سے دیکھتے ہیں جس سے ہمیشہ کیواسطے باہمی ہمدردی و تعلقات قائم ہونے کی امید جاتی رہتی ہی - کام تو اُن کا جو اخلاق احسن کہتی ہیں یہ تھا کہ دنیا میں مل جل کر اخلاق مذموم کی اصلاح بھی کریں اور کام بھی نکالیں اور اسی مثال سے عمل اصول کاروبار کو رخصت دیں اور یہ خیال کریں کہ اگر دنیا کے لوگ مکار جھوٹے دغاباز ہیں تو

اس وجہ سے سزا اور ترحم و امداد ہیں نہ مستوجب نفرت - برخلاف اسکے فطرت انسانی کا تجربہ نہونے کی وجہ سے ہمت ہار کر مایوس ہو کر بیٹھہ جاتے ہیں اور آپ کو دنیا کے ناقابل سمجھنے لگتے ہیں - شعر

بگریز کہ دوران فلک عربدہ خیز است — آئین حریفان ہمہ کژدار و مریز است

مفلسی معہ اُسکے تابعین پرہیزگاری - عزلت نشینی - کفایت شعاری کو اُسی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں جیسے کسی دنیا کے کاروبار کے ناقابل فیلسوف یا قصہ گو نے دیکھا ہو - آخر کار اس سے بھی تنگ ہو کر ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے گوشۂ تنہائی میں بیٹھکر دنیا کو بُرا بھلا کہنا شعار کر لیتے ہیں گولڈسمتھ کہتا ہے "کسی کا قول - ہے جو عزلت نشینی اختیار کرتا ہے حیوان ہوتا ہے یا فرشتہ - اسقدر مذمت بھی سخت ہی اور اسقدر تحسین بھی بے جا - جو لوگ دنیا سے ناراض ہو کر سوسائٹی سے دامن کش ہو جاتے ہیں عموماً وہ نیک طینت اشخاص ہوتے ہیں جو بغیر تجربہ حاصل کئے زندگی بسر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس سے واقف نہیں ہوتے کہ انسان سے مل جل کر کسطرح تجربہ حاصل کرنا چاہیئے "، جو دنیا میں کامیابی کا ذریعہ ہی -

ناول پڑہنے کے عیب و صواب پر نظر کر کے یہ رائے ضرور دیجا سکتی کہ ایک خاص وقت میں جو فرصت کا حصہ ہو اور صحت جسمانی و دماغی قایم رکھنے کے ذریعوں میں غصب نہوتا ہو عمدہ ناولوں کا تفریح طبع کے واسطے پڑہنا مضر نہیں - لیکن زندگی کا بیش بہا حصہ ناولوں میں اس امید پر صرف کر دینا کہ مفید زندگی بسر کرنیکے لئے تعلیم ملے بالکل فضول معلوم ہوتا ہے اعادہ اگر معاف کیا جاوے تو پھر کہا جاسکتا کہ جو نوجوان اپنی زندگی ان کتابوں میں بسر کرتا ہے وہ اصل دنیا اور دنیا کے

لوگوں سے بالکل ناواقف ہوتا ہے اُسکا دماغ مصنفوں کی عجب خیالی اور عام غلط فہمیوں سے بھرا ہوتا ہے جن کی وجہ سے اُسے اس دنیا کے سفر میں بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں جنکا وہ کسی پہلو سے مقابلہ نہیں کرسکتا اور پھر طرہ یہ کہ اُس ناقابلیت پر آپ کو اس راستہ کا بڑا ماہر سمجھکر اپنے اوپر کامل اعتماد رکھتا ہے - اپنی عقل و دانش اور کتابی تجربہ پر غرہ کرکر اطمینان سے دنیا کے کاروبار میں حصہ لینا شروع کرتا ہے - غلطیاں واقع ہوتی ہیں لیکن غرور سے اعتراف نہیں کرتا - اور آخرکار تباہی میں پڑجاتا ہے - باقی آئندہ

مصباح العثمان

برسات کے موسم اور چھٹیوں کے زمانہ میں ہمارے کالج کے متعلق اگر کوئی چیز قابل ذکر ہے تو وہ ہمارے سوشل طلبا کی مینگو پارٹیز ہیں جو کالج کے مختلف حصوں کی طرف سے دی گئیں - ان میں مسٹر زاشتاق حسین و جلیل الرحمن کی مینگو پارٹی جو انہوں نے اپنی پاس ہونے کی خوشی میں طلبار کالج و سکول کو دی تھی خاص طور پر قابل ذکر ہے ہمیں امید ہے کہ اُنکے مبارک دینے والے دوستوں کو کافی معاوضہ ملگیا ہوگا -

---

ہمیں نہایت افسوس سے معلوم ہوا ہے کہ سردار محمد افضل خاں صاحب کا جنکے خلف الصدق مسٹر سرفراز خاں ہمارے کالج کے پُرانے طالب علم ہیں انتقال ہوگیا ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - ہم مسٹر سرفراز خاں اور اُنکے دیگر متعلقین کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اُنکے پس ماندگاں کو صبر جمیل عطا فرمائے -

کی پڑھائی میں ہی دخل ہو - چاہئے کہ جلد اپنی عرضیاں بنام آنریری سیکرٹریان انجمن اسلامیہ

	Rs.	As.
Readings in English Literature ..	Rs. 1	8
Graphic Stories of Sailors	1	4
Am I Well or Sick; a handbook for Everyone, by Louis Kuhne	0	3
"A SANSCRIT ENGLISH DICTIONARY" being a Practical Handbook with Translation, Accentuation, and Etymological Analysis throughout, complete by *Arthur A Macdonell, M. A Ph. D.* Professor of Sanscrit in the University of Oxford, pages 334, Price Rs 22 Now Reduced to	Rs. 3	8

CLEARANCE SALE

The undermentioned Books of the value Rs 7 given for Rs. 2-0, Anglo Indian High School Grammar Book IV for the use of Students preparing for Matriculation Examination by J C Nesfield, 120 pages	1	4
Aids to the Study of English History, 50 pages	0	2
Bombay Matriculation Physical Geography, 31 pages	0	2
Methodical Solutions of three hundred Problems in Science (Mechanics and Chemistry) 110 pages .	1	0
Macaulay's Horatius with Notes and Paraphrase by Sharp	0	6
Graduated Exercises in Euclid Book I, with Solutions	0	6
Green's Readings from English History, Part II	0	12
Do. do do Part III .	0	12
Bernard Smith's Examination Papers in Arithmetic with answers	1	0
Do Exercises in Arithmetic with answers	1	4

USEFUL BOOKS

Peterson's English Idioms and how to use them. 380 pages,	1	0
Pear's Cyclopædia containing (1) English Dictionary, (2) General Knowledge, (3) Dictionary Synonyms; (4) Desk Information, (5) Gazetteer of the World, (6) Atlas of the World, (7) Dictionary of Cookery, (8) Flowers, (9) Medical Dictionary, 736 pages, cloth bound	0	14
Atlas and Dictionary bound together containing,—10 full page Maps with Simple Index. 64 Photographic Views 160 Pages. Pronouncing Dictionary with Simple Index.		
The Secret of a Clear Head .	0	5
The Secret of a Good Memory	0	5
How to talk Correctly .	0	5
Cassell's Commercial Correspondence ..	0	12
Macmillan's Simple Essays	1	4
Beeton's complete Letter Writer ..	0	9
Webster's International Dictionary	16	12
Do. Condensed Dictionary	2	0
Ogilvie and Anandale's Student's English Dictionary	4	4
Stormonths' Etymological English Dictionary ..	4	4
Chamber's Etymological English Dictionary	2	0
Dixon's Dictionary of Idioms and Phrases .	2	0
The Royal English Hindustani and Hindustani English Dictionary	2	8

NOTICE.

SALE OF BOOKS.

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price*. Other books also for sale. Price List on application.

		Rs	As	P.
1	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain .	3	0	0
3	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith	1	0	0
5.	Burke's Select Works Vol II by Payne ..	1	0	0
6	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson	2	0	0
7.	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8	Dr Smith's Smaller History of Greece ...	1	0	0
9	English Poems by Milton (Cl Press) ...	1	0	0
10	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey .. .	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12.	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13.	Logic by P K Ray . . .	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I. II	1	0	0
15.	Through Asiatic Turkey Vols I and II per Vol. by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,

M. A. O. College, Aligarh.

THE DUTY SHOP, M.A-O. COLLEGE, ALIGARH.

We have in stock all the works of standard authors of Urdu literature chiefly of Sir Syed, M. Hali, M. Shiblie M. Nazir Ahmed, M. Azad, Nawab Mohsin ul Mulk, Haji Ismael Khan, Dr. Gulam Husain, Abdul Halim Sharar and several other authors of renown. The complete list of books in stock can be supplied *gratis* on application to the Manager. The attention of the Public is invited to the following recent publications:—

	Rs	As.	P
Dawat-i-Islam *i. e.* the Urdu Translation of the preaching of Islam by Professor T. W. Arnold.	3	0	0
Alfaruq by M. Shiblie	3	8	0
Darbar-i-Akbaree by M. Mohammed Hussain Azad.	3	0	0
Albaramika by M. Abdul Razzaq.	2	1	0
History of India by M. Zakka Ullah in ten vols	14	0	0
Ajaibul Asfar *i.e.* the second volume of the travels of Ibni Batuta.	2	4	0
Sukhandan-i-Pars (a book on Persian Philology by M. Azad.)	0	10	0
Yadgar Ghalib by M. Hali	2	0	0
Later articles from the pen of the late Sir Syed.	1	0	0
Khutabat-i-Ahmadia *i. e.* the twelve Essays by Sir Syed on religious and historical topics	(In the Press).		

The book once formed a part of the 2nd volume of the works of Sir Syed and is now being printed separately.

Besides the works of the above authors the Duty Shop can supply all the School and College books used in these Provinces at a very low price, and sells Stationery, Stockings, Under vests, Handkerchiefs, Soap and several other article of every day use at moderate prices

Wilayat Husain,
Hon. Manager

NOTICES.

In order to avoid trouble and unnecessary expense on the part of Students the Principal gives notice that as the College is to be closed on the 15th June on account of the Long Vacation, Students who have passed the Entrance or F.A Examination of the Punjab or Calcutta University and wish to join this College may do so in the first week of October, 1899. They will not be too late to make up the number of the Lectures and attendance required for the University Examinations.

THE PRINCIPAL

M.A.-O. College,

Aligarh.

The next issue of the Magazine will be on 1st October.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of Roses, Shrubs, Creepers, Canes, and other Plants also the best kinds of Mango Trees, &c., for sale at the Institute and M. A.-O. College Gardens, Aligarh.

All these plants are offered at the lowest prices.

Moreover we undertake to supply fresh Seeds of the various plants, and have also Potted Plants ready for sale at very moderate prices.

Apply to the Manager,

M. A.-O. College Gardens,

Aligarh.

Abstract of the Salaries for the year 1898-99, i. e., *from April* 1*st*, 1898, *to March* 31*st*, 1899.

Name of Department.	Expenditure for the year 1898-99	Liabilities incurred, but not paid: On March 31st, 1898	Liabilities incurred, but not paid: On March 31st, 1899	Cash payment.
College Staff ...	32,218 10 4	3,082 0 0	2,187 0 1	33,113 10 3
School Staff ...	11,543 9 0	1,065 0 0	1,138 12 0	11,469 13 0
The Hony. Secy.'s Staff	1,939 2 1	218 0 0	119 6 10	2,037 11 3
Registrar's Office	511 9 9		40 0 0	471 9 9
Account Office .	1,500 0 0	100 0 0	175 0 0	1,425 0 0
Boarding House Office Establishment .	113 11 3	42 6 0	10 0 0	146 1 3
Medical Staff	1,644 0 0	237 0 0	137 0 0	1,744 0 0
Mosque Establishment .	1,277 15 0	107 0 0	109 0 0	1,275 15 0
Law Establishment .	1,860 0 0	905 0 0	175 0 0	2,510 0 0
Repairs ...	180 0 0	15 0 0	15 0 0	180 0 0
Grand Total .	52,786 9 5	5,771 6 0	[illegible]	[illegible]471 12 6

Expenditure and payments of the Revenue Account from April 1st, 1898, *to March 31st,* 1899.

No.	Name of Account.	Expenditure from April 1st, 1898 to March 31st, 1899.			Liabilities incurred but not paid. On March 31st, 1898.			Liabilities incurred but not paid. On March 31st, 1899.			Payments (Cash)		
1	Travelling Expenses ...	435	8	0	151	0	0	...	.	..	586	8	0
2	Principal and Registrar's Office	368	0	4	..	.		..	.	.	368	0	4
3	The Hony Secy's office contingencies	300	0	0	9	9	0	...	...	.	309	9	0
4	Printing by the Hony. Secy	269	14	0	.			.	.	..	269	14	0
5	Printing of the Principal's Report	56	5	6	..		..	..	..		56	5	6
6	Miscellaneous ..	36	4	5	.	.		...			36	4	5
7	Interest on over draft ..	566	10	6	..		...		...	...	566	10	6
8	Bank Commission ..	262	4	3	...			..		.	262	4	3
9	Institute Press ...	1,700	8	3	1,865	2	3	..			3,565	10	6
10	Cost of Medicines ...	275	0	9	.	..		...		..	275	0	9
11	Interest on Debenture Loans	1,286	14	5	992	13	6	1,158	12	0	1,120	15	11
12	Interest on Zainuddins Loan .. .	140	3	0	78	1	3	.	..	.	218	4	3
13	Book Sales (paid to Inayatullah)	750	0	0	..	.		..	..	..	750	0	0
14	Printing of Examination Papers	148	6	5				...	..	.	148	6	5
15	Repairs	1,495	4	9	95	15	0		.		1,591	3	9
16	Institute Garden	319	11	0	56	0	0	...		..	375	11	0
17	School and College Contingencies	276	7	9	...			...	...	..	276	7	9
18	Receptions ...	232	0	9	.		...	..			232	0	9
19	Prizes .. .	173	15	0	97	2	0			.	271	1	0
20	Interest on Duty Loan	140	0	0	134	0	0	274	0	0	...		.
21	Interest on Duty free Boarding House	100	0	0	.	.		100	0	0	...	..	
22	Salaries	52,786	9	5	5,771	6	0	4,086	2	11	54,471	12	6
23	Library Fund ...	217	3	0	11	10	6	...	.	...	228	13	6
34	Scholarships	3,916	0	0	.			...	.	.	3,946	0	0
25	Apparatus for the College	...	..		109	6	9				109	6	9
26	Printing of the Budget .	67	0	0	...		.	67	0	0	...	...	...
27	Printing charges of the Pioneer Press ...	24	8	0	161	10	0	123	10	0	62	8	0
28	Cattle	247	12	3	...	..	.	...	...	.	247	12	3
29	College Garden ...	318	15	0	164	6	6	...	..	..	483	5	6
		66,941	6	9	9,698	2	9	5,809	8	11	70,830	0	7

Income and Receipts of the Revenue Account from April 1st, 1898, to March 31st, 1899.

No.	Name of Account.	Income from April 1st, 1898 to March 31st, 1899.			Assets accrued but not realized: On March 31st, 1898.			Assets accrued but not realized: On March 31st, 1899			Receipts (Cash)		
1	Patyala Youmea ...	1,800	0	0	1,800	0	0	3,600	0	0	..	..	.
2	Rampur Youmea	1,200	0	0							1,200	0	0
3	Salar Jung Youmea	1,128	0	0	4,201	11	0	5,332	11	0			..
4	Income from G. P. Notes	2,453	4	0				.			2,453	4	0
5	Govt. Grant-in Aid	15,600	0	0	1,300	0	0	1,300	0	0	15,600	0	0
6	Hyderabad Grant	24,000	0	0							24,000	0	0
7	Municipal Grant .	1,200	0	0	100	0	0	100	0	0	1,200	0	0
8	Law Class fees	970	0	0	..				.		970	0	0
9	College Day Scholars Tuitional fee	807	8	0	...			..			807	8	0
10	School Day Scholars' Tuitional fees	1,745	8	0	...						1,745	8	0
11	College Boarder's Tuitional fees .	7,005	12	3									
12	School Boarder's Tuitional fees .	3,119	11	3	1,261	7	9	3,072	9	0	12,925	0	6
13	Boarding House Rent .	3,701	7	3									
14	Medical fees ..	909	0	0									
15	House Rent of Bungalows	3,625	0	0	260	0	0	465	0	0	3,420	0	0
16	Sale of Medicines .	67	11	0	..		.				67	11	0
17	College Garden .	550	15	6	.	..	.		.	..	550	15	6
18	Examination Fees .	81	0	0	..		.	.	..		81	0	0
19	Cattle	271	0	6				.	.		271	0	6
20	Qazi Raza Hasan's Estate	294	5	7	294	5	7	...			588	11	2
21	Scholarship Receipts	286	11	0	.	.					286	11	0
22	Stock Loan Interest	349	9	0	...			...	.		349	9	0
23	Hafiz Abdul Karim's Deposit Interest .	248	12	0	..						248	12	0
24	Institute Press ...	372	12	0	145	15	0				518	11	0
25	Book Sales	740	4	0	...			122	11	6	317	6	0
26	Library Fund	26	9	0							26	9	0
27	Institute Garden .	269	0	0	...		..	.	.		269	0	0
28	Examination Expenses (returned) ..	5	15	10	..		...	.	...		5	15	10
		72,830	2	8	9,366	7	4	14,293	2	6	67,909	7	6

Balance Sheet of the College Account, April 1st, 1899.

Liabilities.	Amount Rs.	A.	P.	Assets.	Amount Rs.	A.	P.
Deposit (Headings unknown)	265	9	0	Cash	680		
Mosque Subscription ...	192	15	0	Bank of Bengal, Agra, Reserve Fund ..	3,952	14	5
Sir Syed's Estate	61	5	11	Bank of Bengal, Agra, Sir Syed Ahmad Memorial Fund .	7,619	1	5
Pioneer Press ..	123	10	0	Patiala State	3,600	5	7
Interest on Duty Loan ...	271	0	0	Nazim Salar Jung Estate	5,332	0	0
Debenture Interest due to Debenture holders .	1,158	12	0	N. W. P. Govt. for grant in Aid of March 1899	1,300	11	0
Salaries .. .	4,086	2	11	Chairman of the Municipal Board for Municipal Grant of March 1899 ..	100	0	0
Conference and Census ..	2,567	14	9	Boarding House	3,072	0	0
Duty Deposit .	2,800	0	0	Tenants of Bangalows	165	9	0
Duty Free Boarding House	2,000	0	0	Empress Fund	766	0	0
Debenture Loan ..	4,500	0	0	Promissory Notes .	70,300	10	0
Working Expenses Memorial Fund .	46	9	3	Stock Loan ...	10,000	0	0
Sir Syed's Memorial Fund (Cash balance) ..	8,467	13	7	Shares in the Upper India Paper Mills	500	0	0
Private Scholarship Deposit	2,012	4	0	Allahabad Bank Limited.	578	0	0
Sir Syed's Memorial Fund (Rupee Subscription) ..	97	8	0	Promissory Note by Maulvi Nizamuddin .	1,000	0	0
Duty Free Boarding House Interest	100	0	0	Bank of Bengal, Agra, Conference Fund ...	3,000	0	0
Mathaul Ulum Press ..	67	0	0	Duty Shop .	422	14	6
Capital	72,786	10	0				
Revenue Account :— Previous balance 5,193-4-8; Present balance 5,888-11-11	11,082	0	7				
Total ...	1,12,690	5	0	Total ..	1,12,690	5	0

ing say Rs. 5,000 in the Bank as a reserve against financial emergencies. But I have noticed that our loudest critics are the last men to put their hands in their pockets.

To ascertain what our true cash balance was on April 1st, 1899, take all the money we had in hand and the various Bank accounts, this amounted to Rs. 15,830-8-6. Now consider our liabilities, consisting of debts we owed and moneys held in trust for various funds; this amounted to Rs. 19,521-4-0. Hence if we had been called on to meet all our liabilities, we should have had a difficiency of cash of Rs. 3,690-11-6. So far therefore from our having a true cash balance, we had a considerable cash deficiency, and if we were to include these branches of the accounts which are separated off under the heading of the Boarding House, we should find that this difficiency must be increased by nearly Rs. 3,000 more. Thus in order to get on to a sound financial footing, we must adopt a policy of steady determined saving.

coolies; to printers and booksellers, and to debenture-holders for interest. The list seemed interminable, and every day our creditors sat round the College buildings saying they were starving, or wrote angry letters. In addition to this, although Professor Arnold had left, the expenditure was Rs. 300 or Rs. 400 a month more than the income. Again Hyderabad did not pay its money for 4 months, and Salar Jung and Patiala did not pay at all. Consequently it was extremely difficult to carry on the work of the College at all without suspending payments altogether.

I think it is matter for great congratulation that we have got out of these difficulties, but I wish to impress upon the Trustees the importance of not getting into them again, and the necessity therefore of keeping our expenditure well within our income.

I wish to draw the attention of the Trustees to two simple principles on which the financial honour and credit of the College depend :

1. The College should incur no pecuniary obligations which it has not the certainty of being able to meet.

The proposition sounds self-evident. Yet nothing would be easier than to take a sanguine view of our income, to engage men on the Staff, and then find some source of income fall off. In Sir Syed's day this took place frequently, but his own pocket was always the last reserve of the College, and his personal influence could induce others to follow his example. Yet during the last years of his life Sir Syed was habitually absorbed in anxiety about the College finances. Now we have no such reserve to fall back on, and I have had enough experience of financial anxiety since Sir Syed's death to have learnt a lesson of prudence.

2. Reasonable provision should be made for the regular monthly payment of the salaries of the Staff.

Now some portions of the College revenue are liable to be delayed in payment. Hence to carry out the second of these principles, a cash balance of say Rs. 10,000 should be maintained. The only way in which this can be done is by saving out of revenue, that is keeping down the expenditure for a time at some temporary sacrifice of efficiency. The result of there being no cash reserve last year was that among other expedients, I had to keep back the payment of my own salary for months at a time. If any gentleman objects to the principles I have enunciated, I hope he will accompany his objection by deposit-

The Registrar's Report.

The general accounts of the College have been thoroughly re-organised and established on the principle of double entry. It has taken a great deal of my time, and the Bursar, who carried it into effect, has not only shown a quick apprehension, but has worked many hours a day extra in order to keep pace with the work.

It is now laid down in our Rules that the accounts must be kept on the system of double entry. It may be possible in a Government Office, worked mainly on the cash system, to have satisfactory accounts without resorting to this, the only perfect and scientific system; but in our College, in which credit items figure largely, it would be impossible otherwise to know the state of the various funds and to place any reliance on the accuracy of the financial statements.

I submit the Revenue Account of 1898-99 and the Balance Sheet of April 1st, 1899. I was prevented by illness from proposing separate accounts of Trust and Special Funds according to the plan of the Oxford College Accounts, which have served me to a great extent as a model.

The particular form of the Revenue Account I have copied from the Sheffield Borough Accounts, a description of which I found in a volume of *The Accountant* as the most perfect municipal accounts in England. The form is of great beauty as it shows at a glance the real income and expenditure, the cash receipts and payments, the debts outstanding and the sums due to the College at the beginning and end of the year. Formerly only cash payments and receipts were shown in the College Budget. How very erroneous an idea such a statement may convey, may be shown by the figures of last year. For while we spent nearly Rs. 3,000 more than we received, the true expenditure of the year was over Rs. 5,000 less than the true income. This it will be seen by the statement, was due to three causes—(1st) The payments of debts.

(2nd) The non-realisation of the income derived from the Patiala State and Salar Jung Endowment. The latter since been paid.

(3rd) The College did not drain away all the cash balance of the Boarding House.

At the time of Sir Syed's death, the College owed debts to dozens of persons—to members of the Staff for unpaid salaries; to brickmakers, tilemakers and builders; to gardeners and

No less sympathy was shown us by the Hon'ble J. D. La Touche, at that time Lieutenant Governor. The College never found a better friend than Mr. La Touche who not only assisted us from his private purse, but spared neither time nor labour in helping us to surmount our internal difficulties. And finally I must acknowledge the vigorous support we have received from His Honor Sir Anthony MacDonnell, Lieutenant Governor of the N.-W. P., who not only increased the College grant from the Government by Rs. 200 a month, but gave us the benefit of his advice as Patron in a most eloquent and powerful speech, and has very largely helped to place the institution on a firm and permanent footing.

The innumerable kindnesses we have received from individual officials and other Englishmen are the strongest proof of the esteem in which the character and aims of the late Sir Syed Ahmed were held and of approval of the education and training imparted by the College. Sir Syed desired to create cordial feelings between Englishmen and Mahomedans and to strengthen the Government. He achieved by example and precept great results in both these directions, and the friendly and loyal attitude of the educated Mahomedans is mainly due to his influence. Nothing was more remarkable in his richly endowed nature than the intensity and fixity of his emotions, and his feeling of loyalty had the strength of a passionate conviction. "I support the Government," he said to me, "for the sake of my "nation. If the British Government were removed there would "be nothing but war, war, war. Though (and his face lit up "with excitement) personally I should enjoy war; old man as I "am, I would get on a horse and lead an army. But it would "be ruin for the country—no civilization, no progress, universal "misery. Hence I wish the British Government to be both "strong and permanent." He detested personal abuse of English officials and seditious agitation.

The Mutiny had shown him what this might lead to. And he wished to train up a body of men whose appreciation of the motives of Government and whose personal sympathy with Englishmen would be such as to make a repetition of this event impossible as far at least as the Mahomedan community was concerned. Our students have, I am happy to believe, imbibed the opinions of their leader, and it should ever be the constant earnest endeavour of all who are connected with the College that it should implant and foster in the minds of its students feelings of active loyalty and healthy political sentiments.

THEODORE BECK,
Principal, M.A.O. College.

Simla, 29th July 1899.

perity of the College, and in the efforts which are being made to remove the temporary difficulties which have recently arisen.

In founding the Aligarh College, Sir Syed Ahmad set before the Mahomedan community a high ideal of the objects at which education should aim. He endeavoured to provide not merely for instruction, but also for the formation of character, for the encouragement of manly pursuits, for the promotion of a feeling of self-respect among the students, and for fostering among them an active sense of their duty as loyal subjects of the Queen Empress. In the attainment of these objects a great measure of success has been secured, and I consider that it would be a misfortune of no small magnitude for the Mahomedan Community not only in the North Provinces but throughout India, if the usefulness of the College were diminished, or the scope of its activity curtailed by the pressure of financial or administrative difficulties.

I have heard with pleasure that the Trustees of the College and many of its old pupils are exerting themselves in order to obtain funds for clearing off the existing debts, and for providing the means of placing the College upon a more stable basis. I trust that these efforts will be successful, and that Mahomedans, in the first place and also those who, though not Mahomedans, feel the importance of furthering the education of Moselem youths upon the lines which I have described will not be backward in supporting this movement, and in thus paying a tribute of honour to the memory of the distinguished founder of the College.

I shall always consider myself fortunate in that I found an opportunity of visiting the College last year when I had the privilege of making the acquaintance of Sir Syed Ahmad himself and of seeing the institution he loves so well, under the inspiring influence of his presence. The remembrance of that day strengthens my desire to enrol myself among the friends of the College, and I should like to give practical expression to my sympathy by contributing the sum of Rs. 2,000 to the fund which is now being raised. Perhaps you will kindly communicate this wish of mine to the Committee.

I am,

Yours very truly.

(Sd.) ELGIN.

Husain Khan is doing very creditable work in the Library and special precautions have been taken to prevent the loss of books.

g.—General Lectures.

Some general lectures on Astronomy have been given by Professor Zia Uddin. He also held an examination at the close and awarded prizes.

h.—The Educational Conference.

The Educational Conference was held last year in Lahore with great success Nawab Mohsin-ul-Mulk at Aligarh and Khan Bahadur Barkat Ali Khan at Lahore, were the chief organisers of the Conference. Both these gentlemen displayed the greatest energy and to their efforts the unprecedented success of the conference is mainly due.

VII.—THE GOVERNMENT.

The great sympathy and assistance which we have during the last year received from the Government, have, I am convinced, done much to strengthen those sentiments of gratitude and loyalty which it was one of Sir Syed's main objects to foster in his countrymen. We owe our thanks first to His Excellency Lord Elgin, then Viceroy of India, who found time to spare from the great anxieties and troubles, through which he steered the Indian Government with such triumphant success, to bestow a fatherly interest on our institution and on our efforts to improve it. I quote the letter which he was so good as to send us :—

From—His Excellency the Earl of Elgin and Kincardine, G. M. S. I.

To—The Hon'ble Mr. J. D. La Touche, C. S. I., Officiating Lieutenant-Governor of the N.-W. P. and Oudh.

Viceregal Lodge, Simla,

July 13th, 1898.

Dear Mr. LaTouche,

I understand that you are about to visit Aligarh for the purpose of meeting the authorities of the Mahomedan Anglo Oriental College, and the Committee of the Syed Ahmad Memorial Fund, and I shall be greatly obliged if you will take this opportunity of expressing the interest which I feel in the pros-

and its circulation has increased by about 200 copies, the present number issued being 650. The improvement is chiefly due to the Magazine having been put under a paid Manager who can devote the greater part of his time to the work. Khavaja Mahmud Hassan, B.A., did good work and his duties are now being carried on in a very systematic and business like way by his successor Abdul Hadir Khan, B.A. It is gratifying to see that the number of subscribers in the College has risen to more than 100. The success of the Magazine must depend chiefly on the interest taken in it by past and present students, and therefore it is most desirable that as many students as possible should become subscribers. The Urdu part is not in as satisfactory a condition as it might be, owing to the difficulty of finding an editor willing and able to look after it.

c.—*The Buildings.*

With the exception of the completion of part of the College wall, which the College owes to the energy of Khan Bahadur Maulvi Zainul Abdin, no fresh building has been undertaken. Considerable repairs has however been made in the boarding house, part of which had been allowed to drop into decay

d.—*The Estate.*

The lands and gardens of the College have been let out to contractors, whereby what was formerly a source of loss, has been converted into gain The credit for these arrangements is due to Mir Wilayat Hosain.

e.—*The Institute.*

The garden of the institute has been kept up at a small loss. The Aligarh Institute Gazette, which was run at a considerable loss, and which owed such vitality as it possessed, to the occasional articles of Sir Syed Ahmed, has been amalgamated with the College Magazine The building of the Institute which is a valuable piece of property, has so far been devoted to no remunerative use.

f.—*The Library.*

Prof. Tipping gives me the following Report :—

The number of books in the College Library has been considerably increased during the past year. The number of volumes in the English Library at the present time is 2,245 and the total number in the Oriental Library is 2,768. The English Library is at present totally inadequate to the wants of the College. We hope to see it enlarged more rapidly Hamid

VI.—MISCELLANEOUS.

a.—The College Constitution.

During the past year some changes have been made in the College constitution, these changes being sanctioned by more than the necessary two-thirds majority in the last Annual Meeting of the Trustees. Every one who was present at that meeting must have been impressed with the very able and admirable manner in which Nawab Mahomed Hyat Khan, C.S.I., performed the duties of Chairman. The general tendency of reforms has been to concentrate executive power in the Board of Management and subordinate Committees, a necessary measure as the large number of the Trustees and the fact of their being scattered all over the country, renders them, like the Senate of an Indian University, incapable of dealing with matters of detail. There is one matter to which I should like to draw attention, namely: the importance of adding some of the old students to the body of Trustees. As it is, about 10 out of the 70 Trustees have been trained in the College. The experience of the last year has convinced me of the very great utility of this element. The most important qualifications in a Trustee are genuine devotion to the College and knowledge of its methods and traditions. We find that the majority of earnest workers for the Memorial Fund are old students, while it is excessively difficult for any one who has not been brought up within our walls (or who has not gone from India to England or Cambridge), to understand fully our methods. I admit the desirability of adding from time to time a few big names to give social prestige to the body. But if we want the College constitution to rest on a firm basis, its graduates should be numerous among the Trustees, just as at Oxford and Cambridge, the senates are composed of M. A's. Our old students have behaved extremely well during the crisis through which the College has lately passed, and I am quite sure that it would not be to-day in its present prosperous condition, were it not for their influence and efforts. They have shown, in marked contrast to some other persons, a sense of public spirit and a freedom from personal motives, which is the best test of the value of the education given by the College, and which, speaking for myself, is the one convincing proof that the College offers a field of labour worthy of serious devotion.

b.—The College Magazine.

Prof. Tipping writes :—During the last year the College Magazine has made considerable advance. It is now published fortnightly; its print and general appearance are much improved

of the British army who are being trained in one of the subordinate classes at Roorkee took part this year, the competition was much severer. The Syndicate of the Allahabad University decided suddenly last March to stop the grant of Rs. 1,000 given by the University towards the Tournament, and have thus dealt a heavy blow at physical education in the N.-W. P. and Oudh. As the expenditure by the University was one-fiftieth of that on examinations, we have thus an accurate measure of the relative importance attached to examinations and manly sports respectively, by the majority of the Syndicate.

D.—The Riding School.

I have had an excellent report on the Riding School from Nazir-Uddin Hasan, the energetic Captain of the School. During the year 35 students joined the School. Two new horses were purchased this year.

E.—Drill.

The various School and College classes have been drilled by Sarfaraz Khan, Captain of the drill, and his various Lieutenants; and dumbell exercises have been started and carried on by Abdul Majid Khan.

F.—The Siddons Union Club.

The Secretary, Sajjad Hyder, has sent me a flourishing account of the candidates of this society, which is founded on the model of the Oxford and Cambridge Unions. The number of members last year was 80.

G.—The Denton Debating Society.

This is a debating Society confined to School students. The President, Mr. Moss, has put fresh life into it.

H.—The Lajnat-ul-Adab.

This is an Arabic debating society. The Society has severely felt the loss of Maulvi Shibli and Maulvi Bahadur Ali.

I.—Akhwanus Safa.

This Essay reading club has suffered greatly from the departure of Prof. Arnold.

J.—The Duty.

The Duty has collected a good deal of money during the past year, but I have not got a report showing the exact amount. The Duty is an invaluable instrument for training the students in practical work for the good of the College.

V.—GAMES, SOCIETIES, &c.

A.—Cricket.

There was no match this year so exciting as that against the Parsees in the previous season. During the year the Captain, Mahomed Abdullah, resigned, and Ali Hasan was appointed Captain in his stead. The great improvement in the quality of our cricket eleven during the past three or four years is largely due to the energy and tact of Mahomed Abdullah. I append a list of the matches played :

No	Played between—		Results 1st Innings. Home Team	Results 1st Innings. The other side	Results 2nd Innings. Home Team.	Results 2nd Innings. The other side	Result.
1	M. A. O. College	Tundla C C	302	43	..	40	Home Team won
2	Do	Agra C. C.	189	101	3 for 38	109	" "
3	Do	Do	242	64	..	53	" "
4	Do	Barelly C C	119	158	260	5 for 70	Ended in a draw
5	M. A. O. College School XI	Delhi C. C.	140	50	..	.	M. A. O. C. School XI won
6	Do	Superior Club, Delhi	105	41	..	...	Do.
7	Do	Parwana Club, Meerut	66	56	81	50	Do
8	Do.	Meerut C C	153	81	203	89	Do
9	Do	Tundla C C	203	32	...	54	Do

B.—Football.

The Football eleven is weaker than it was three or four years ago. The team was beaten by the Roorkee eleven in the College Tournament. But during the last few months under the energetic Captaincy of Abdul Majid Khan, it has shown signs of improvement, and the performances of the eleven in Naini Tal in June last were very creditable.

C.—Athletics.

In Athletics the College divided the prizes with the Roorkee College at the University Tournament, the latter College winning a larger share of first prizes. As however a good many soldiers

Balance Sheet for 1st April 1899.

Liabilities.	Amount.			Assets.	Amount.		
School Students' bills .	1,209	14	9	Cash	2,206	13	4
College Students' bills	79	11	8	Sri Lal's Bank ...	23	14	11
Hony Secretary's account	3,072	9	0	School Students ..	3,958	8	0
Old Boys' Dinner ..	25	1	0	College Students .	4,459	6	4
Boarding House Establishment	1,881	10	11	Food Fund .	392	4	10
				Mittu, Baker .	0	8	9
Mangi Lal, Banya ...	1,396	9	6	Library Fund .	50	1	9
Lallu Mal, Banya ...	734	15	9	Riding School .	599	3	10
Chand, Butcher	116	15	3	Duty Scholarship ..	32	7	3
Abdur Rahman, Baker ..	42	2	0	Anjuman Islamia ..	150	0	0
Nathu Milkman	21	11	0	Suspense account .	4,695	1	0
Duty Shop .	359	12	6	Principal's Office contingencies.	5	0	0
Cricket Fund .	191	4	7				
Servants' wages ...	260	15	6	Duty Free Boarding House	71	0	0
Fine Fund ...	17	12	6				
College Magazine .	263	12	0				
Union Club ..	124	15	9				
M. Nizamuddin Hasan ...	325	13	6				
Census ...	10	9	6				
Defence Association .	89	7	3				
University Examination .	12	5	0				
Reserve Fund	5,755	10	4				
Deposit	23	14	0				
M. Mushtaq Husain ...	109	8	6				
Karim Bakhsh, Milkman	7	7	3				
Total ..	16,644	9	0	Total	16,644	9	0

tory. As regards the teaching of Theology, the chief defect is that the courses are very short. Some fresh members have been added to the Committees for Sunni and Shiah Theology, and it remains to be seen whether these Committees will prescribe any further lessons. There is a great deal of talk about the importance of giving more attention to theology, but this talk is usually unaccompanied by any specific statement as to what books should be taught.

c.—*Health.*

The health of the students has on the whole been good. One boy who came to us in weak health, died from some obscure disease of the nature of epilepsy. The Civil Surgeon and College Doctor did every thing that could be done to cure him. This and one other are the only deaths that have occurred among the students during the past 15 years.

d.—*Discipline.*

Discipline has been well-preserved throughout the year. Mir Wilayat Hosain, the College Proctor, has done his work excellently, both as General Superintendent of Discipline and as House Master of the Zahur Hosain Ward. The latter institution for young boys has been very successful, and we should, I think, contemplate making other boarding houses in future for school students on a similar plan. An idea has been before now mooted that a special boarding house should be built for the young sons of wealthy parents, with an English Lady resident as Matron. I am inclined to think that if we had the money for the building, the institution would pay and would be very popular.

Many of the school boys who are not in the Zahur Hosain Ward have been put into the Denton Court, where they are looked after by two resident masters.

e.—*Accounts.*

The accounts of the Boarding House have been thoroughly well kept throughout the year, thanks largely to the energy and skill of the Bursar. What is chiefly needed now is the more prompt realisation of fees. I append a copy of the Boarding House Balance Sheet for March 31st, 1899.

M. Niaz Mahomed Khan and Gholam Mohi-Uddin did excellent work in the school. And every one else did his duty well and thoroughly and was ready to help in any work that was to be done, with the exception of Maulvi Abdullah, whose position is almost a sinecure and who refused to teach Arabic, when the staff was short handed through the departure of Maulvi Shibli We are very sorry to lose Maulvi Shibli whose name and writings added reputation to the College.

There are two branches of the staff—the English and the Native, the latter being mostly Mahomedans, and very largely men who were brought up as students in the College. Englishmen are more conspicuous and their merits are better known. I wish to add a few words on our Native Officers They are, I venture to say, a group of men with whom any principal would find it a pleasure and a pride to work. They give their labour freely in hours and out of hours for the service of the College. Their work, whether teaching or administrative, is excellent. They are sincere and truthful and I have ever found them most loyal. To retain the services of these and like men should be one of the first objects of the Trustees To do so and to preserve their zealous attachment all that is necessary is that the College should in its corporate capacity show that fairness and consideration for their welfare which they have a right to expect.

IV—THE BOARDING HOUSE.

With reference to this and the following section of my Report, I have not space this year to deal with the various departments in much detail. I have a collection of reports from the various officers and students concerned, which will be filed in my office for future reference. I think it would be well once every four or five years to note carefully in the Principal's Report, the progess or decline of every several department or institution during the intervening period. There are five main branches of the Boarding House administration.

a.—Food

The superintendence of the food department has been very well undertaken throughout the year by Zia-Ullah Khan, B.A. The food monitors have given much assistance in the dining room.

b.—Religious teaching.

Abdur Rahman, Prayer Monitor, reports that the total number of attendances at prayers in the year for working days has been 112,716. The general arrangements have been satisfac-

that the school had fallen off was correct, but I found it was not due to want of zeal or ability on the part of the masters. On the contrary, I have a high opinion of the teachers. They are much better qualified than the majority of assistants in other High schools in these Provinces, and they do their work honestly and conscientiously."

The Teaching Staff.

In July 1898, Mr. Denton, the Headmaster of the School who had come from England in the previous October, died from typhoid fever. Though he had been with us but a short time, his death came upon those who knew him with all the force of an intense personal loss, and on the College as an irreparable blow. He was a man who united to a singular charm of manner a vigor and executive ability which made itself felt within a fortnight of his arrival in the organisation of the School. The School made marvellous progress in the short time during which he was at its head. The Board of management has, I am glad to say, named the Debenture Quadrangle, the "Denton Court" in his memory.

The various members of the staff have desplayed during the past troublous year an energy and devotion to which the present prosperous state of the College is in no small measure due. To Mr. Morison must be given the lion's share of the successful results of B. A., inasmuch as half of the whole work of the class was done by him. Mr Tipping took charge of the Magazine, the Athletics and the Library; he rendered great assistance to the Union Club and superintended the Dining Hall, and when I was ill on leave he officiated as principal. In all these matters he showed the greatest energy and good sense, and proved himself of verygreat service to the College. Mr. Moss has, since his appointment in January, thrown himself with great energy into the work of the school. I should like to draw the grateful attention of the Trustees to the way in which Professor Chakeravacti has thrown himself heart and soul into the College work, and not only that of his own department, but everything in which he could give a helping hand. As to Mir Wilayat Hosain, who officiated for six months as Headmaster of the school department, the College has in him not only a most enthusiastic and hard working officer, but a man who has shown himself capable of discharging onerous and responsible duties with great efficiency and judgment. Maulvi Abbas Hosain is one of the oldest and most conscientious of the College Professors, and Professor Zia Uddin has been one of the most active and successful workers for the Memorial Fund.

result with satisfaction, whence I infer that a small cost per head is the result aimed at, as indicating economy in the arts of production, just as big boot factories now-a-days have reduced the cost of boots and shoes. The most economical institution in the Province, judging by the figures of last year, is a College at Mussoorie, which spent Rs. 30 in educating two students, so that the Professional Staff did not cost more than Rs. 2 As. 8 a month. The Kayesth Patshala too educated much cheaper than the Muir College; but, of course—and this is the simple fact which vitiates the whole figures and renders them valueless—the education given at the Muir College is infinitely superior to that of the Kayesth Patshala. To educate an M. A. student may cost more than to educate 50 Intermediate students. Moreover, who would dream of testing the value of Oxford and Cambridge education by the cost per head of producing graduates? Everything depends on the quality of the education given and that eludes statistics. As far as any policy whatever can be deduced from such figures, it would be wiser to aim at increasing the cost per head, that is to say at improving the quality rather than increasing the number of our graduates. Similar criticisms might be applied to the figures showing how far higher education is self-supporting from fees, as to which the only inference which the experience of every civilized country would justify us in drawing is that if it is self-supporting it is not high. I venture to make these remarks because I believe it is generally recognized that all the higher officials of Government are overworked through having to supply masses of returns of questionable utility.

To return to the University results, the most satisfactory feature of the year is the recovery of the school. On this Mr. Moss, the Headmaster, after quoting the figures says:—

"A glance at these comparative results will show how great an improvement has taken place all round in the efficiency of the teaching, as judged by the very safe standard of results in the public examinations. Mir Wilayat Husain and his staff of assistants deserve great credit for their work. Owing to the date of the Allahabad Entrance examination having been changed from April to January, the period of preparation was considerably shortened and so Mir Wilayat and Master Neaz Mohammed Khan very nobly gave up most of their summer holidays in order that the Entrance Class might be kept on during the greater part of the vocation.

"When I took over the Headmastership in January last, I heard much of the decline of the school, and I made minute enquiries into the cause of this. In my opinion, the impression

It was a fortunate thing that this year, when general apprehension was felt as to the state of the College, the results of the examinations have been very good. In the B. A. only 3 students of the University obtained a first class and of these 2 were students of the College. On this matter a very unfounded notion prevails that our students do badly in University examinations, *à propos* of which I will quote the remarks made about our College in the Quinquennial Report on Education presented to both Houses of Parliament. The writer, whose information is apparently obtained from the reports of the various Directors of Public Instruction, says :—

" Unfortunately little is said about the Mahomedan Anglo-" Oriental College at Aligarh. While conspicuous in all athletic " sports, the institution seems to have done badly at the Univer-" sity Examinations, and the boys in the Collegiate Department " to have done worse. In 1896-97 the number of students was " 114, showing an increase of 18, compared with 5 years ago, but " a decrease of 34 on the previous year. The total expenditure " was Rs. 33,573, of which 32 per cent. was borne by the Public " Funds and 25 per cent. by fees."

Now not only is little said, but every fact quoted is incorrect.

If the statistics of the last two years were taken, it would be seen that the College Department had stood well above the average of the University in the examinations, more particularly in the B. A., in which it has at times, as in the present year, stood at or about the top of the list. I may refer those curious in the matter, to the volumes of the Allahabad University Minutes. But there is a very general impression that the College does badly in examinations, which I trace to the erroneous assumption that good cricketers and athletes can cut but a poor figure in the Schools. Our numbers in 1896-97 were not 114, but 372 and the expenditure was about double that stated. This error was partly due to ignoring the School Department ; but it also illustrates the fact that Indian statistics, which are mostly compiled by unintelligent clerks, must be received with a certain degree of caution. I often wonder, by the way, whether the vast bulk of figures that lumber up the Government Report on Education have any use at all commensurate with the time and labour of compiling them. The object of some of them is not clear, of others it is. Among the latter is the calculation of the cost of higher education per head in the several institutions, and in the Province at large. Some years ago when the numbers of students rapidly increased and the rate per head fell, the Secretary to Government at that time pointed to the

Results of Examinations in each subject (faculties of Arts and Science), 1898-99.

Examination.		English	Arithmetic, Algebra, and Geometry	Deductive Logic.	Arabic.	Persian.	History.	Trigonometry and Geometrical Conic Sections	Elementary Physics and Chemistry.	Mental and Moral Science.	Mathematics, B. A.	Political Economy and Political Science.
Intermediate ...	Candidates ...	39	39	39	11	24	30	9	4	...	...	...
	Passes ...	22	26	31	8	23	11	8	3	...	...	..
B. A, "A." Course ...	Candidates ...	36	0	0	6	20	6	...	...	12	4	22
	Passes ...	28	0	0	4	18	5	...	...	11	4	20

so far as my opinion has weight I shall exert it on the side of caution and financial safety. We should build our house slowly and solidly on firm foundations, looking to its stability and permanence rather than to its extent and showiness, and above all we should not be over sanguine and think that because we have 300 boarders to-day, we shall always have so many. Where should we be, I ask, if the plague were to make its appearance in Aligarh? Hence if we always spend every rupee of our income and have no reserve fund, we shall never be safe from possible bankruptcy.

III.—EDUCATION.

(*a*). University Examinations.

The results of the M. A. O. College, Aligarh, in the University Examinations this year, have been as follows :—

Examinations.	1898-99.				Remarks.
	No. of Candidates sent up.	No. of Passes.	Percentage of the successful Students from the College.	Percentage of the University.	
M. A. Examination	1	...	...	58	
D. Sc., 1st ... „	1	...	...	33	
B. A. ... „	36	25	69	54	
Intermediate ... „	39	16	41	48	
Entrance, (Allahabad) „	18	11	61	47	
Entrance, (Punjab) „	14	10	57	...	
Middle, (Punjab) „	24	12	50	...	
L. L. B. ... „	19	5	26	24	
Pleaders and High Court Vakils.	8	5	62	...	

impossible to measure quantitatively the effect of each cause and assign to each its true weight. As regards the recent rapid rise of numbers, I believe this is practically due to one cause only, *viz.*, the efforts made to collect money for the Memorial Fund, whereby a knowledge of the aims and the nature of the education imparted by the College have been vastly extended.

I wish to draw a practical conclusion from these sudden variations in the numbers of our boarders. They have a great effect on our income, of which students' fees form a large item. A fluctuation of 100 boarders might equal the salary of an English Professor. The number of day-scholars matters less, for the day-scholars of the College Department are almost a constant quantity, and although the number in the school varies greatly as the boys oscillate yearly between the Zila school and ours according to the results of the Entrance Examination, they scarcely pay for their education, as large classes have to be subdivided and require extra teachers.

The reduction in the number of our boarders in 1897 and 1898 did not diminish our income much because at that very time we re-organised our Boarding House Accounts, with the result that thousands of rupees were saved through the diminution of bad debts and through the crediting of the various fees to their proper heads, so that, e.g., the Food Fund did not swallow up money that should have gone to the College chest. But in future a fluctuation in numbers must involve a corresponding fluctuation in income. On the other hand most branches of the expenditure are constant; we cannot rapidly diminish our staff if our income diminishes. Hence there is only one sound system of finance, namely to make allowance for a possible diminution of numbers, which may at any time occur owing to causes beyond our control, by keeping our permanent charges well within our estimated income. Sir Syed's policy was different. As he once said he had only to stamp his foot to raise money and he therefore spent everything he got, and if there was a deficiency he met it by a subscription among his friends, or by a contribution from his own modest income. But Sir Syed is no more, and we must now proceed on the ordinary principles of sound business. The backbone of the stability of the College is the certainty of its staff that their salaries will be paid, and if we were to rashly increase the numbers of its staff and find ourselves (as we nearly were last year) unable to meet our obligations, we should deal a mortal blow at the stability of the College. I wish therefore to explain to the Trustees that while I desire nothing so much as an increase in the numbers and efficiency of the staff,

The figure to which I attach most importance in this table is the number of boarders, because they belong to the class for whom the College is founded, and they alone derive full benefit from its education. This number has shown singular variations. From the year 1888 when it was 114, it steadily rose till it reached a maximum of 333 in 1896. It then fell to 256 in 1897, and to 229 in 1898. In the July after Sir Syed's death I reckoned that it had still further fallen by 40. But in November it had regained the level of the previous year, and it now rose more rapidly than it had fallen, reaching 313 by June 15th, 1899.

The main cause of the sudden fall I believe to have been the almost complete failure of our Entrance Class in 1896. This was however accompanied by other causes, and it is impossible to say how much was due to them also. The first was the famine, and the second that the total number of students in the Colleges of the Province fell off while the actual number of Colleges has been steadily increasing; so that most Colleges shewed a considerable diminution of numbers. The reduction in the number of students in the Province I believe to have been mainly due to exceptional severity in the University examinations and to some extent perhaps to the raising of fees. Thus the diminution of our number was due in part at least to causes outside our control.

The effect of the University results on our numbers I believe to be as follows: bad results bring down our numbers, but good results are powerless to increase them much. Our students come from long distances and their parents incur much heavier expenses than if they educated them nearer home. They are sent to us for reasons similar to those which prompt English parents to spend large sums on a public school education. Passing examinations is a necessity, but there could be no greater error than for us to suppose that parents think only of the examinations and are indifferent to the physical and mental training and the many agreeable sides of the College life which are the chief attractions to its students. I may perhaps make my meaning clearer by an analogy. If we starved our students they would leave us, but we should not fill our College by feasting them with delicacies.

I believe the three causes I have mentioned to have been chiefly instrumental in effecting this fall in our numbers, though there were other events tending to unsettle the public confidence, such as the discovery of the embezzlement in 1895, which may have produced an indirect effect. It is in any case

II.—NUMBER OF STUDENTS.

The number of students on the Rolls of the M. A. O. College, Aligarh, on December 31st and June 15th, 1899, as compared with the last year, was as follows :—

DEPARTMENT.	NUMBER OF STUDENTS, ON MARCH 31ST, 1898.							NUMBER OF STUDENTS ON DECEMBER 31ST, 1898.							NUMBER OF STUDENTS ON JUNE 15TH, 1899.						
	BOARDERS.			DAY-SCHOLARS				BOARDERS			DAY-SCHOLARS				BOARDERS.			DAY-SCHOLARS.			
	Mahomedans.	Hindus.	Total	Mahomedans	Hindus.	Total.	Total, March 1898.	Mahomedans	Hindus.	Total.	Mahomedans	Hindus	Total.	Total for December '98.	Mahomedans.	Hindus.	Total	Mahomedans.	Hindus.	Total.	Total for June 1899.
College Department ...	121	0	121	6	17	23	144	125	0	125	1	23	24	149	154	0	154	3	17	20	174
School Department ..	107	1	108	49	22	71	179	123	2	125	36	29	65	190	157	2	159	60	36	96	255
Total of both Departments	228	1	229	55	39	94	323	248	2	250	37	52	89	339	311	2	313	63	53	116	429
Law Class — (*a*) Students reading Law only.	5	0	5	2	13	15	20	0	0	0	0	0	0	0	12	0	12	5	10	15	27
(*b*) Students who read Arts and Law	1	0	1	0	1	1	2	0	0	0	0	0	0	0	7	0	7	0	2	2	9
Total of Law Class . .	6	0	6	2	14	16	22	0	0	0	0	0	0	0	19	0	19	5	12	17	36

of extension of the existing College both in the numbers of its staff and of its students. Fortunately the College has been founded on the right lines for such development. For it is a residential College, with its students living in large quadrangles like the Oxford and Cambridge Colleges, and with the houses of its Professors situated in the College grounds. And during its quarter of a century of steady growth it has developed traditions and a very strong *esprit de corps* and sentiment binding together present and past students. Thus in attempting to found a University we are not like people who have everything before them. A good part of the work has been already done, and our prospects of completing it are not less hopeful than were those of Sir Syed Ahmed twenty five years ago, when he dreamed of creating an institution such as now exists. The one thing necessary is that we should preserve that singleness of purpose and that determination to persevere in spite of difficulties and disappointments which were striking features in the character of that great man.

University, Professor Arnold informs me, there is a Professor of Mahomedan civilization. A masterly work on the history of Islamic culture has been written in Germany. Is then the subject to be considered as unworthy of study by the Mahomedans themselves? Europe contains far abler scholars of the Arabic and Persian authors than the countries of Islam, and better editions are published of their works. This is a disgrace to the Mahomedans, a pathetic proof of their decadence, and it should be one of the objects of the proposed University to be on its Oriental side the best school in the walk of original research in Islamic literature and history. I will say one word about religion. English education has encountered its bitterest opponents among the ignorant priesthood, yet these are the men who, if they had but the will, could help it most, for they could open the purse strings of the superstitious men of wealth. There does not seem to me much chance moreover of this hostility ceasing until the type of Mullah undergoes a change. For he has a sound economic reason for opposing progress, inasmuch as the educated man is disinclined to contribute to his income. Yet I take it as an axiom that the people must and will have ministers of religion. Therefore we should look to providing an educated type of Maulvis, who will command the sympathy of the enlightened classes, and to whose interest it will therefore be to assist the cause of education. Moreover it would be difficult to exaggerate the benefit that would arise to the people from having men of culture and refinement living with them as genuine pastors of their flocks. It may be generations before such an ideal is realised, but that is no reason why it should not be kept in view.

Thus I conceive that on its Oriental side our contemplated University should set before itself the aim of gradually creating a considerable staff of Professors, Lecturers, and Fellows, trained in Western methods of criticism and research, who should study and teach Arabic and Persian literature, Mahomedan law, history, and art; and in general the Mahomedan civilisation of the past and present. Nor is it unreasonable I think that such a University should study and attempt to perfect the Urdu language which is the *lingua franca* of Indian Mahomedans. The fact that the especial study of Mahomedan culture cannot be made a leading feature of any University in which the great majority of the students are not Mahomedans, is in itself a powerful reason for its establishment.

We know of course that it is impossible to create an Indian Mahomedan University off hand, even if the funds were available, which they are not. The process must be one of growth and

"the East," which in nine cases out of ten, means the civilization of Islam, has exerted on the imagination of Europe an irrisistible fascination. Our poets and our painters drew from the East innumerable themes. Islam in India has brought to perfection one of the highest forms of architecture; Delhi, Agra, Bijapur, and Ahmadabad bear witness to the inventive genius and exquisite sense of beauty of the ancestors of the present Indian Mahomedans. With such monuments before him, will any one venture to say that there are no elements worth preserving in the civilization of Islam? I admit with sorrow that the present state of that civilization is one of miserable decay.

In place of the learned doctors of law and religion of Baghdad and Cairo, the philosophers who preserved Aristotle for Europe, and whose speculations were studied in the mediæval Universities of Europe, we have the ignorant and bigoted Mullah of to-day; Persia is no longer the home of poetry, nor Arabia of science; that social life which had in it so many elements of charm is almost perished. Yet even in its decay I have found much that is precious in the still lingering traditions of Indian Islam. There are still men, like our late Sir Syed, whose manners have an extraordinary charm of dignity and courtesy. There are poets, such as Háli, and here and there scholars who nurtured in the literature of Arabia and Persia would rank as men of culture in any society. And if we look around us we find that Hinduism itself has borrowed many elements of refinement from the Musalman conquest. The *Ashkan* of the Hindu noble, no less than the domes and arches of the Hindu temple, bear witness to the prevalence of Mahomedan civilization. I am far from wishing to hide what I regard as the appalling evils of oriental society, or my faith in the superiority of the 19th century civilization of Europe above that of any society existing anywhere previously in the world. But while admitting these evils to the full—the want in India of public spirit, of truthfulness, of enterprise and energy—the miserably low condition of education, more especially among women—the propensity to intrigue, to personal rancours, to oppression and dishonesty—the religious intolerance that arises from bigotry and superstition—while condemning everything that is bad in Indian life and seeking to assimilate every element of good evolved by human progress, we should not neglect or destroy the good along with the bad. We can afford to recognise that the ancient civilizations of India, both Hindu and Mahomedan, contained in them beauties or refinements which may be absent in an entirely modern one such as that of America or Australia, and which a University should rightly preserve for future generations. In a Dutch

and shifting to make any common policy possible. Some Fellows want stiff pass examinations, some easy ones; some want a smattering of many subjects, some specialisation on a few; the faculties of arts, law and science fight one another. Half the people on the Senate have no knowledge of or concern with education at all and never think seriously about it. The debates are too short to put before them the many aspects of the questions discussed: the voters give their opinions off hand, and are caught by the shallowest arguments, *e.g.*, because 3 is greater than 2, therefore a course of study in three subjects must be more difficult than one in two—or they give faithful expression to the current popular fallacies, *e.g.*, that education has no concern with discipline of the mind, but consists solely of imparting useful knowledge. Thus the policy of an Indian Senate has no consistency; what is done after infinite labour in one year may be undone in another; labour is wasted and thrown away; and earnest men at last seek a more profitable field for their time and work.

A residential University of the historic type on the other hand, could maintain a true ideal of education, could mould the heart and character of its students, could excite devotion and *esprit de corps*, and would not be prevented by the distance of its component parts and the heterogeneity of its elements from evolving and expressing a definite and deliberate policy. I have been a student both of the London University and of Cambridge and I imagine that no one who knows the two institutions can doubt the immeasurable superiority of the latter University over the former, which is a University in name only, and is on all hands admitted to have been a failure.

(3). I come now to the third argument for the foundation of a Mahomedan University, namely that it may, like the Universities of Christendom, preserve for Islam elements of past civilization and culture. It is through her Universities that Europe has assimilated Roman law and classical literature, and to them she chiefly owes the recent unparalleled advance of natural science. They have not only been the homes of modern thought and of intellectual discovery, but have revised and preserved the magnificent culture of Greece and Rome, which for centuries had lain buried. And so I conceive that our contemplated University should combine with its primary aim of conveying to the people of India and more particularly the Mahomedans, the wealth of Western science and literature, the additional object of preserving the peculiar culture of Islam. Ever since the early crusaders encountered in the Holy Land a society more refined and cultivated than their own,

But in India the College is additionally handicapped, for it is tied hand and foot by an external examining board which dictates its courses of study.

I have always believed, and with every fresh year of experience this belief is strengthened, that as a College we could have given a much better intellectual education if we had been free and not forced to run in the grooves laid down by a so-called Indian University. It is almost universally admitted that the great defect of Indian education is that the young men are not taught to think; their memories are loaded with facts useful for examinations, but their intellects are not disciplined. One cause of this I believe to be that all the Indian Universities force every student to read simultaneously a considerable variety of subjects, a system based on superficiality and hostile to serious study. This unfortunate characteristic is the result of an accident, namely the fact that the founders of the Calcutta University took, as they stated, the London University as their model. Some improvement has indeed been made, and doubtless in time we may hope for more. But progress is extremely slow, because like the American constitution, though for different reasons, the Indian University is a very cumbrous institution and difficult to modify; besides which their progress is subject to necessary limitations.

I would explain that the term "Indian University" may be used in two senses; in a broader sense in which it includes the affiliated colleges, and a more usual and more restricted sense in which it refers to the institution controlling the courses of study and examinations of these colleges. This institution is an attempt to secure the benefits of corporate action and life among a group of colleges situated at great distances from one another. Its necessary defects are, first, that it is an embodiment of one idea only—the examination To direct its attention to other objects, even if possible, appears to it a breach of trust, a perversion of public funds. As the University overshadows the college it throws altogether into the background the most important aspect of education, training in morals and character Second, it is as incapable of arousing devotion or *esprit de corps*, as the Civil Service Commissioners in England are of exciting the sentiments of an *alma mater*. We all of us love our colleges, but no one, neither among the Fellows nor the students, has any disinterested attachment for the University. And third, the Senate can evolve no policy, for the great distance which separates the Professors of the various colleges makes frequent intercourse an impossibility, and moreover the elements of the Senate are too heterogenous

If it be asked how the proposed University would increase the number of Mahomedan students, I would reply, partly by direct, but more by indirect means, and would appeal in proof to the example of the M. A. O. College. In the N.-W. P. and Oudh alone of all the Indian Provinces is the proportion of Mahomedan students in Colleges in excess of the proportion of Mahomedans in the population, and this excess is doubtless due to the establishment of the M. A. O. College. A College or a University can increase the number of students directly by founding scholarships for those who could not otherwise pay for their education, but the effect thus produced is insignificant compared with that effected by the reflex operation of a great institution on public opinion. For the real cause of Mahomedan backwardness in education is not material but mental. For some years we have been taking an educational census of Mahomedans and we find that in almost every town there are a number of Mahomedan boys growing up in ignorance whose fathers could afford to educate them, and do not, mostly on account of negligence and in some cases from religious bigotry. Thus for example I have before me now a census just taken of Budaun containing the names and addresses of well-to-do Musalman parents who do not educate their sons. Of such boys there are 89, 11 of whom are not educated because of their fathers' religious prejudices, and the remainder through negligence. We shall communicate with all the parents. This we find to be the case almost everywhere. Now nothing has hitherto done so much to rouse the Mahomedans from their lethargy as the movement inaugurated by Sir Syed Ahmad. In the extension of that movement to every Province and town in India, and in the foundation of a great and noble seat of learning that should appeal to the imagination and pride of the Mahomedans lies the best hope of curing their educational deficiencies.

(2). The second object we desire even more than the first. We wish to improve the quality of Indian and in particular Mahomedan education. The experience of Europe is conclusive in proving the superiority of the education imparted in a large residential University over that given in an isolated and comparatively small College The cause is doubtless that many minds engaged in varied studies and constantly in contact, act and re-act on one another, stimulate thought, encourage one another to intellectual effort, and give birth to feelings of love for learning and culture. And this is more especially true of the best intellects, who in a small College are not numerous enough to form a society. The great institution can thus through its very size give a better education than the small one.

The benefits to be derived from such a University are of three kinds :—

First.—It will be a means of spreading higher education throughout the Mahomedan community and of successfully attacking the evil, which all measures have hitherto failed to remedy, of the miserable backwardness in English education of the Indian Mahomedans, and their consequent economic, social, and intellectual decay.

Second.—It will, we hope, introduce a higher type of education into India than is attainable under the present Indian Universities.

Third.—It may advance certain branches of learning that only a Mahomedan University can adequately foster, and thus play a part for the civilization and culture of Islam analogous to that performed in Christendom by the great Universities of Europe.

(1). With regard to the first of these objects, I have quoted at the end of this Report some statistics showing the numbers and proportions of Mahomedan students in the various Provinces of India. From these tables it apears that the number of Mahomedan students in Arts Colleges is 939, and that they constitute 6.6 per cent. of the total. Moreover the progress made during the last five years has been practically *nil.* Now as the Mahomedans constitute one fifth of the population of India, it will be seen that the proportion is one third only of what it ought to be, and that instead of 939, there ought to be nearer 3,000 Mahomedan students. If our University can increase the number by 1,000, it will have made up half the deficiency ; and if one generation of Mahomedans could achieve this I should think they had done well. For their backwardness dates from the earliest period of British Rule. In the evidence taken before the House of Commons at the time of the renewal of the East India Company's Charter in 1813, I find many references to Hindus who knew English, but none to such Mahomedans ; and it is curious to note how soon the Mahomedans declined in wealth. Warren Hastings says in these same minutes of evidence "Of the Mahomedans, who once constituted the most opulent part of the community, few now remain, I should suppose, but the survivors of the pensioners that we found when we first became masters of the country ; and these from their present impoverished state, certainly would not be able to purchase any of the articles of luxury which our ships could furnish them."

M. A. O. College, Aligarh.

The Principal's Annual Report for 1898-99.

I.—The College and its prospects.

My report last year was written shortly after the death of our Founder, Sir Syed Ahmed Khan Bahadur, at a time of great anxiety and uncertainty. There had been for years a widespread belief that this event would give a shock to the Institution which might prove fatal to its existence. I am happy to say not only that all cause for anxiety is now at an end, but that the College is in a stronger position than it ever was in before. At the time of Sir Syed's death it was encumbered with debts, both loans on which interest was payable, and debts on the current account. These have now been paid off, but a good deal still remains to be done before the finances are on a thoroughly satisfactory footing. The number of students has increased by an unprecedented leap. It has moreover been clearly proved that there is nothing that excites as much interest as the College in the educated classes of the Mahomedans of India. Its governing body is an arena on which figure some of the most prominent men in their community. And every one feels that the future prospects of the Indian Musalmans are bound up in its success. The time of its Founder's death has moreover been seized as an appropriate occasion for attempting to supply the College with a permanent endowment, and for establishing a wider scope for its aims.

We have put before us as an ultimate goal the establishment of an Indian Mahomedan University. We mean by this not an Examining Board, but a University of the historic type, and more specifically a University like those of Oxford and Cambridge, which, we are told by scholars, the ancient Universities of Islam resembled more closely than they did any other existing institutions.

New Series
VOL. VII. July 15th, 1899. No. 11.

THE

MA.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جدید سلسلہ
جلد ۷
یکم جولائی ۱۸۹۹ ع
نمبر ۱۰

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 18 Numbers post free Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application

All communications should be addressed to the Manager, the M.A.-O.College Magazine, Aligarh.

ضرورت

گلگت سکول گلگت کے لیے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰ سے ۶۵ تک

شرائط

صرف محمڈن کالج کے گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ ہی جو انگریزی میں اچھی دسترس رکھتے ہیں اس جگہ کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔

درخواستیں فوراً صاحب پرنسپل کے پاس آنا چاہئیں۔

پرنسپل
محمڈن کالج علی گڑھ

ضرورت

کاٹھیاوار کی ایک مسلمان دیسی ریاست کے لیے دو لائق استادوں کی ضرورت

ہے جو زمانۂ حال کی تعلیم سے واقف ہوں اور خاصکر انگریزی - فارسی اور اُردو میں بھی کافی دسترس رکھتے ہوں -

محمڈن کالج کے طلبار کو ترجیح دیجائیگی -

امیدواران کو چاہیئے کہ بہت جلد اپنی درخواستیں مع نقولِ اسناد صاحب پرنسپل کے ذریعے میرے پاس بھیجیں -

چودہری خوشی محمد خاں
اتالیق نواب ممدوٹ
چیفس کالج لاہور -

ضرورت

انجمن اسلام کے مدرسے میں دو اُردو پڑھانیوالے مدرسوں کی ضرورت ہے جو پڑھانیکا تجربہ پورا پورا رکھتے ہوں اور جنھیں حساب و تواریخ و جغرافیہ کی پڑھائی میں بھی دخل ہو - چاہیئے کہ جلد اپنی عرضیاں بنام آنریری سیکرٹریانِ انجمن اسلام بمبئی روانہ کریں - اول جاے کے لیئے جنھیں انگریزی میں بھی دخل ہوگا ترجیح دیجائیگی تنخواہ - ۲۳ - ۲۷ روپیہ -

دوسری جاے کے لیئے گجراتی میں دخل ہوگا تو ترجیح دیجائیگی تنخواہ - ۱۵ - ۲۳ - روپیہ -

فتح علی شیخ احمد -
قاضی کبیرالدین -
آنریری سیکرٹریانِ انجمن اسلام بمبئی -

دوستوں سے ہماری چند فرمائشیں

بوطن رفتنت مبارک باد   بسلامت روی و باز آئی

کالج ساڑھے تین مہینے کے واسطے بند ہوتا ہے۔ طلبا اپنے اپنے وطنوں کو جا رہے ہیں۔ والدین اور احبا اور اعزا سے ملنے کا شوق بلا اختیار اونکو گھروں کیطرف کھینچ رہا ہے۔ ہر ٹرین کے وقت بورڈنگ ہاؤس میں "خدا حافظ" "بسلامت روی و باز آئی" کی صدائیں آتی ہیں۔ دوست دوستوں سے کچھ دنوں کے واسطے جدا ہوتے ہیں آپس میں ایک دوسرے کے پتے لکھے جاتے ہیں۔ اور خط و کتابت کے وعدے وعید ہو رہے ہیں۔

ہم بھی اپنے تمام دوستوں اور بورڈنگ فیلوز کو وطن جانے اور مع الخیر والدین اور دوستوں سے ملنے کی مبارکباد دیتے ہیں۔ اور چند فرمائشیں اپنے دوستونکی خدمتمیں پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے دوست ضرور انکو پورا کرینگے۔

یہ فرمائشیں زیادہ تر اون دوستوں سے تعلق رکھتی ہیں جو اسی سال کالج میں داخل ہوئے ہیں اور مدرسۃ العلوم کا طالب علم ہونے کے بعد اونکو مکان جانیکا یہ پہلا موقع ہے۔ پرانے دوستوں سے جو ایک عرصے سے بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں اپنی ان فرمائشوں کو زیادہ اصرار کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ وہ بغیر ہمارے کہے اونکو پورا کرنیکی کوشش کرینگے۔

جسطرح جبکہ ہمارے دوستوں کو مدرسۃ العلوم کا طالب علم ہونے سے

ایک قسم کا امتیاز حاصل ہوجاتا ہے اور وہ خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اسیطرح پر اونکے فرائض اور ڈیوٹیز بھی بڑھ جاتی ہیں۔ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے سے پہلے ہماری حرکات وسکنات اور افعال و اطوار پر کسیکی نگاہ بھی نہیں پڑتی اور نہ ہماری غلطیاں اور قصور یا خوبیاں اور محاسن ہماری ذات سے تجاوز ہوکر کسی انسٹیٹیوشن کی نیکنامی یا بدنامی کا باعث ہوسکتی ہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں سینکڑوں انگریزی اسکول اور کالج موجود ہیں اور وہاں بھی ہم ہی جیسے طالب علم تعلیم پاتے ہیں لیکن نہ کسی اخبار میں ہم کسی مدرسے یا کالج کا حال دیکھتے ہیں۔ نہ کسی کی زبانی اونکے متعلق خبریں اور افواہیں سُننے میں آتی ہیں لیکن چونکہ مدرسۃ العلوم تمام ہندوستان میں صرف ایک قومی کالج ہے جسکے احاطے میں تین سو سے زیادہ ایک قوم ایک مذہب کے طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ ایک جگہ رہتے ہیں ایک جگہ کھاتے ایک جگہ کھیلتے اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اسواسطے تمام قوم کی خصوصًا اور تمام ہندوستان کی عمومًا نگاہ اوسپر پڑتی ہے۔ اور مدرسۃ العلوم کی ایک ایک بات سو سو طرح پر امتیازی دنیا میں لائی جاتی ہے اور یہاں کے طلبا کی ایک ایک جنبش اون کا ایک ایک قول و فعل اور بات چیت خاص قسم کے تجسس اور نکتہ چینی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اسواسطے جسقدر امتیاز ایک طالب علم کو مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے سے حاصل ہوتا ہے اوس سے دوچند سہ چند ذمہ داریاں اُسپر پڑجاتی ہیں اور ہمارے کالج کے سچے طالب علم کا یہ فرض ہے کہ اُن تمام ذمہ داریوں کو نہایت سچائی کے ساتھ پورا کرے۔

سب سے پہلے ہمکو اپنے لائق اور مہربان پرنسپل سٹرلنگ کا وہ لکچر ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے جو اونھوں نے طلبا رکے اطوار اور اخلاق کے متعلق دیا تھا اور ہمکو اپنے والدین اور بزرگوں سے نہایت ادب اور تہذیب کے ساتھ ملنا چاہیئے تاکہ بیجا آزادی اور بدتہذیبی کا الزام جو عموماً انگریزی خواں طالبعلموں پر لگایا جاتا ہے ہمپر عائد نہ ہوجاوے۔

ادب تاجیست از لطف الٰہی بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

مرحوم سر سید علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک لکچر میں مدرسۃ العلوم کے بورڈروں کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ " یہ شکایت سُننے میں آئی ہے کہ انگریزی خواں طالب علم اپنے اوستادوں اور اپنے ماں باپ کا ادب نہیں کرتے میں یقین کرتا ہوں کہ تم میں ایسا کوئی نہیں ہے مگر جو انگریزی خواں طالب علم ایسا کرتے ہیں وہ دنیا کی اور خدا کی لعنت کے مستحق ہیں۔ ماں باپ اونکا جسم پیدا کرنے والے ہیں اور اوستاد اونمیں انسانیت ڈالتے ہیں اسلیئے اوستادوں کا درجہ حقیقت میں ماں باپ سے بھی زیادہ ہے جب خدا نے ماں باپ کی نسبت فرمایا ہے کہ لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا تو اسپر خیال کرو کہ ہمکو اوستادوں کا کسقدر ادب کرنا واجب ہے"۔ پس مرحوم سر سید کی اس بیش بہا نصیحت اور آب زر سے لکھنے کے قابل الفاظ کو ہر وقت یاد رکھنا اور اُنپر عمل کرنا ہمپر فرض ہے۔

مکانوں پر جانے کے بعد پنجگانہ نماز اور جماعت کا بھی ہمکو اسیطرح پابند رہنا چاہیئے جسطرح کہ ہم کالج میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور تمام فرائض مذہبی

اور احکام کے پابند رہیں اسواسطے کہ ہمارے مذہبی خیالات پر مدرسوں کے
طلبا اور خانقاہوں کے مشائخ سے زیادہ نکتہ چینی کی جاتی ہے -
اسکے بعد ہمارا یہ فرض ہے کہ پڑھنے لکھنے سے جو وقت خالی بچے اوس میں
اون تمام غلط خیالات کی تردید کریں جو یا بوجہ تعصب کے یا بوجہ غلط اطلاع ملنے کے کالج
کی طرف سے پبلک میں پھیلے ہوئے ہیں - ہمکو اپنے دوستوں سے اور اون
لوگوں سے جن سے کہ تعطیل میں ملنے کا اتفاق ہو عمدہ پیرائے میں کالج کی خوبیاں
اور حالات بیان کرنا چاہئیں - ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم پبلک کو بتائیں کہ ہمارے
یہاں ظہور حسین وارڈ میں کسطرح چھوٹے چھوٹے بچے نہایت حفاظت اور
آرام کے ساتھ رکھے جاتے ہیں اور کسطرح ماں جائے بھائیوں کیطرح وہ ایک
دوسروں سے مل جل کر رہتے ہیں - ہمارے کالج کے تمام پروفیسر اور اوستاد
کسطرح محبت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ ہم سے برتاؤ کرتے ہیں اور یہ کہ نواب
محسن الملک بہادر کیسی جانفشانی سے کالج کی ہر ایک شاخ کی نگرانی کرتے ہیں دوسرے
تیسرے روز خود ڈائننگ ہال میں تشریف لاکر کھانا ملاحظہ فرماتے ہیں - ڈنٹن کورٹ
اور ظہور حسین وارڈ کے طالبعلموں سے کیسی محبت اور اخلاق سے پیش آتے ہیں اور
اونکو پیار کرتے ہیں - ہمکو بتانا چاہیے کہ ہمارے یہاں یونین کلب میں کسطرح علمی
مباحثے زور و شور سے ہوتے ہیں - پروفسر ضیاء الدین صاحب ایم - اے -
جو مسلمانوں میں سب سے پہلے ریاضی کے اوتار ہیں کسطرح الیٹرانومی (علم ہیئت)
کے مفید اور دلچسپ لکچروں سے ہماری واقفیت عامہ بڑھاتے ہیں - کرکٹ اور
فٹ بال فیلڈ میں کسطرح ہم جسمانی ورزشیں کرتے ہیں جسمیں اسٹیشن کے تمام یورپین

شریک ہوتے اور ہم سے دوستانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ ہمکو بتانا چاہیے کہ آجکل ہماری قوم کے لیڈر کسطرح پر محمڈن یونیورسٹی کیواسطے چندہ جمع کر رہے ہیں۔

نواب محسن الملک بہادر اس گرمی کے موسم میں کسطرح پر ہماری بہبودی اور تمام قوم کی بہبودی کیواسطے شہر بشہر دریوزہ گری کرتے پھرتے ہیں اور حتی المقدور ہمکو اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کے معزز مسلمانوں سے ملکہ میموریل فنڈ کے مقاصد کی اشاعت کی کوشش کرنا چاہیے اور مختصر طور پر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے مقاصد اور فوائد بیان کرنا چاہئیں اور بتانا چاہیے کہ امسال کانفرنس کا اجلاس کلکتے میں ہوگا تاکہ ہمارے بزرگ اور احباب کانفرنس میں بھی شریک ہوں اور کلکتے کی بھی سیر کریں۔ "چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار"

اور اسبات کی کوشش کرنا چاہیے کہ ہمارے اور بھائی جو بوجہ بورڈنگ لائف نہ پانے کے تہذیب اور شایستگی اور اسلامی ہمدردی اور قومی جوش سے بے بہرہ رہجاتے ہیں وہ بھی ہماری طرح اس چشمۂ حیواں سے بہرہ یاب ہوں۔ اور نہایت افسوس ہوگا کہ افریقہ۔ امریکہ۔ ایران اور برما تک کے طالبعلم ہمارے کالج سے فائدہ حاصل کریں اور چراغ کے نیچے اندھیرا رہے۔

مختصر یہ کہ تعطیل میں ہم اپنی اُس مادر مہربان کو جسکی آغوش عاطفت میں ہم سب تربیت پاتے ہیں بھول نہ جائیں اور اپنے افعال اور چال اور ڈھال سے کالج کے مفید اثر اور خوبیوں کا نمونہ بن جائیں تاکہ ہماری وجہ سے ہمارا عزیز کالج بدنام نہ ہو اور ہماری قوم کے لیڈروں اور بہی خواہوں کی کوششوں اور محنتوں پر ہماری وجہ سے پانی نہ پڑ جائے۔

یہہ چند فرائض ہیں جن کے ادا کرنے سے ہم کالج کے سچے اور سعادتمند طالب علم بن سکتے ہیں اور یہی ہماری فرمائشیں ہیں جن کے پورا کرنیکی ہمکو اپنے تمام دوستوں سے امید ہے۔ م۔ ی۔

کالج کے طلبا سے میگزین کی

درخواست

کالج کی تعطیل ہوتے وقت ہر انجمن اور انسٹیٹیوشن کے ہیڈ طلبا کو اپنے یاد دلاتے ہیں۔ انجمن الفرض کے حامی اپنے سالانہ جلسے میں فصیح اور بلیغ تقریروں سے ڈیوٹی کیواسطے چندہ جمع کرنیکا جوش دلا چکے۔

کالج کے جادو بیان سکرٹری نواب محسن الملک بہادر اپنی سحر بیانی سے طلبا کو مفید ہدایتیں اور زمانۂ تعطیل بسر کرنیکے طریقے بتا چکے ہیں۔

اخوان الصفا کے سرگرم سکرٹری اپنی انجمن کیواسطے مضامین اور اسپیز لکھنے کی درخواستیں کر رہے ہیں۔ مگر اب تک کسی نے ہمارے جوشیلے اور قومی خدمتوں کے متوالے طلبا کو میگزین کی طرف متوجہ نہیں کیا ہے۔ ہم اونکو بتانا چاہتے ہیں کہ محمڈن کالج میگزین اگر تمام قومی خدمات سے زیادہ نہیں تو اونکی برابر ہے ہمارے طلبا کی توجہ کا مستحق ہے۔ ہمارا کالج میگزین سجادہ نشین ہے مرحوم انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق کا جس نے تمام لٹریری دنیا میں ہلچل مچا دی تھی۔ اگرچہ باعتبار علمی مضامین کے ہمارا میگزین ابھی تک اپنے مرحوم مورث کا ہم پلہ اور سچا جانشین نہیں ہوا اور اس

کم عمری میں اون سے یہ امید کرنا بھی فی الحال غیر موزوں ہے - تاہم کالج کے
پُرانے طلبا کو جن کے کان ہمیشہ کالج کی ایک ایک بات سُننے کے مشتاق رہتے
ہیں اونکے پیارے کالج کی خبریں سُنانیکا صرف یہی ایک ذریعہ ہے جو عشاق
کو کوی جاناں کی خبر سُناتا ہے - اور اون قوم کے بزرگوں کو جو اسلامی انسٹیٹیوشن
کے دلدادہ ہیں یہاں کے حالات بتاتا ہے - کالج کے جو طلبا علمی قلعے پر کامیابی
کا پھریرا چڑھاتے ہیں اونکو داد دیتا اور پبلک کے سامنے لاکر کالج کی نیکنامی اور
اونکی شہرت کا باعث ہوتا ہے - وہ طالب علم جو جسمانی ورزشوں اور مردانہ کھیلو
میں دادِ مردانگی دیتے ہیں اونکی تحسین اور آفرین کا ڈنکا مشرق سے مغرب اور
جنوب سے شمال تک بجاتا ہے - کالج کے فوائد اور خوبیاں جو برسات کے آفتاب
کی طرح اکثر آنکھوں سے چھپی ہوئی رہتے ہیں اونکو سچائی اور راستی کے پیرایے
میں اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْس کرتا ہے - غرض یہی ایک رشتہ وصال ہے - جو دور افتادہ
دوستوں کو اپنے پیارے دوستوں سے ملاتا ہے اور پبلک سے کالج کا تعلق
قائم رکھتا ہے ع ای گُل بتو خرسندم تو بوی کسی داری - اسواسطے ہمارے
طلبا کا یہ بھی ایک فرض ہے اور اونسے ہماری یہ استدعا ہے کہ صرف ہماری خاطر
سے نہیں بلکہ جہاں کہیں وہ ڈیوٹی کیواسطے چندہ جمع کرنے جاویں اور جن بزرگوں
سے کالج کے حالات بیان کریں اونسے اس قومی نامہ بر کا جسکو ہمارے شاعر
مرغِ جاں سے تعبیر کرتے ہیں تذکرہ کردیں اور اوسکی خریداری کیواسطے درخواست
کریں - جسنے میگزین کے دس خریدار پیدا کرلئے اوسنے دس بزرگانِ قوم کو ہمیشہ
کیواسطے کالج کے حالات سے واقفیت کا ذریعہ مہیا کرکے اونکو کالج کا حامی

اور طرفدار بنالیا پس میگزین کی اشاعت میں کوشش کرنا گویا کالج کے مقاصد کی اشاعت کرنا اور کالج کی خدمت کرنا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہمارے طالب علم جن میں کالج کی ہمدردی اور قومی خدمت کا جوش نہایت تیزی سے موجزن ہے ضرور ہماری استدعا پر توجہ کرینگے

اس ضمن میں ہم مسٹر قاسم حسین طالب علم فرسٹ ایر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کئی جدید خریدار میگزین کے پیدا کیئے اور آئندہ کوشش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے دیگر دوست بھی اونکی تقلید کرینگے۔

بقیہ مضمون پولٹیکل سائنس

تو فوج فوجی شاہزادے کی بلکہ ایک معمولی جنرل کی جو شاہزادہ بھی ہو بہ نسبت پارلینٹ کے زیادہ اطاعت کریگی۔

ہر ایک ملک کو حفاظت کی غرض سے کسقدر فوج رکھنا چاہیئے مندرجہ ذیل امور پر مبنی ہے:۔

(۱) سرحدوں کی حقیقت معلوم کرنا کہ وہ زمین ہے یا سمندر۔ پہاڑ ہیں یا میدان۔

(۲) قرب وجوار کی فوجی قوت معلوم کرنا۔

(۳) دشمنوں اور اون کے معاونوں کی تعداد اور قوت معلوم کرنا۔

اِن اصولوں کے سمجھانے کیواسطے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے۔ اب میں خیالات کی زیادہ صحت کیواسطے۔ رقبہ۔ آبادی اور فوجی قوتوں کو بیان کرونگا۔

یورپ میں چھ بڑی بڑی قومیں ہیں۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ روس آسٹریا۔ اٹلی۔ یورپ کے باہر ایک بہت بڑی قوت ہے یعنی ممالک متحدہ امریکہ۔ حساب مندرجہ ذیل اسٹیٹ مینس ایر بک ۱۸۹۵ء سے لیتا ہوں

(۱)

سلطنت انگلشیہ

نام سلطنت	رقبہ	آبادی
ممالک متحدہ (انگلنڈ۔ اسکاٹلنڈ۔ ایرلینڈ)	۱۲۱۰۰۰ مربع میل	۳۸۰۰۰۰۰۰
نوآبادیاں وماتحت آبادیاں	۱۱۲۱۴۰۰۰	۲۴۳۰۰۰۰۰۰
میزان کل	۱۱۳۳۵۰۰۰ میل مربع	۳۸۱۰۰۰۰۰۰

(۲)

سلطنت روس

نام	رقبہ	آبادی
یورپی روس	۱۹۰۲۰۰۰ مربع میل	۹۵۰۰۰۰۰۰
پولنڈ۔ فنلنڈ۔ تاف۔ وسط ایشیا۔ سیبیریا۔	۶۷۵۸۰۰۰ ایضاً	۳۱۰۰۰۰۰۰
میزان کل	۸۶۶۰۲۸۲ مربع میل	۱۲۶۰۰۰۰۰۰

(۳)

سلطنت فرانس

فرانس	۲۰۴۰۰۰ مربع میل	۳۸۰۰۰۰۰۰
نوآبادیاں وماتحت آبادیاں	۲۴۸۵۰۰۰ ایضاً	۴۴۰۰۰۰۰۰
میزان کل	۲۶۸۹۰۰۰	۸۲۰۰۰۰۰۰

منجملہ اسکے ۱۵۰۰۰۰۰ مربع میل ۱۸۸۰ء سے شامل کیا گیا ہے جسمیں ٹانکوئن۔ ٹیونس۔ اغاسکر۔ انام اور سہارا داخل ہیں۔

(۴)

سلطنت جرمنی

جرمنی	۲۰۹۰۰۰ مربع میل	۴۹۰۰۰۰۰۰
ماتحت آبادیاں	۹۸۷۰۰۰ ایضاً	۹۰۰۰۰۰۰
میزان کل	۱۱۹۶۰۰۰ مربع میل	۵۸۰۰۰۰۰۰

کل ماتحت آبادیاں ۱۹۱۸ء میں شامل کیگئیں۔

(۵)

آسٹریا و ہنگری

آسٹریا۔ہنگری۔	۲۴۱۰۰۰ میل مربع	۴۱۰۰۰۰۰۰
بوسنیا و ہرزیگونیا۔	۲۳۰۰۰ ایضاً	۱۵۰۰۰۰۰
میزان کل	۲۶۴۰۰۰ میل مربع	۴۲۵۰۰۰۰۰

(۶)

اٹلی

نام	رقبہ	آبادی
اٹلی	۱۱۱۰۰۰ میل مربع	۳۱۰۰۰۰۰۰

کہتے ہیں کہ اٹلی کے قبضے میں ۵۴۶۰۰۰ مربع میل تھے اور آبادی ۶۰۰۰۰۰ تھی لیکن ابیسینیا (حبش) سے لڑکر سب کھو دیا۔

(۷)

ممالک متحدہ (امریکہ)

ممالک متحدہ (امریکہ)	۳۵۰۱۰۰۰ میل مربع	۱۲۳۰۰۰۰۰۰

اگر اعداد پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ رقبہ اور آبادی دونوں کے اعتبار سے دنیا میں سب سے بڑی سلطنتِ انگلشیہ ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت انگلشیہ کی برابر کبھی کوئی سلطنت نہیں گذری اور اگر نوآبادیاں اور ماتحت آبادیاں نکال دیجیے تو باستثنائے اٹلی۔ انگلینڈ بڑی قوتوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ امریکہ سب سے بڑا ہے اور روس اوسکے بعد ہے۔ باقی آئندہ

مسلمانوں کو مژدہ

شمس العلما مولانا حافظ نذیر احمد خاں صاحب کے ترجمۂ قرآنِ مجید کا دوسرا گھٹاں حمائل کی شکل میں

یہ امر ظاہر ہے کہ مسلمان دنیاوی ترقی نہیں کر سکتے جبتک کہ یہ پکے مسلمان نہ بنجائیں۔ جبتک مسلمان اسلام کے طریقے پر سچائی اور پابندی سے قائم رہے اوسوقت تک دنیاوی اعزاز۔ دولت اور جاہ وجلال ان کے مطیع اور زیرنگیں رہے۔ اور جسوقت سے مسلمان اپنے مذہب میں ڈھلمل یقین ہوگئے اور ارکانِ مذہب کی پابندی میں سستی کرنا شروع کردی اوسیوقت سے انکی دنیوی حالت میں بھی خلل پڑ گیا۔ ہمارا مذہب ایسا نہیں ہے جسکو دنیا سے کچھ تعلق نہو بلکہ وہ ایک دستور العمل ہے جامع جسمیں ہر شخص کیواسطے ہر حالت میں کافی ہدایت موجود ہے اور شارع نے ہمارے کھانے۔ پینے۔ چلنے پھرنے۔ جاگنے سونے۔ اوٹھنے بیٹھنے رشتے ناتے۔ میل ملاپ۔ لین دین۔ حرکات وسکنات۔ غرض کل معاملات کے لیئے قاعدے بنا دیئے ہیں کہ اگر ہم اون قاعدوں پر چلے جائیں تو دنیا کی زندگی

بھی اچھی طرح گذاردیں اور آخرت میں بھی سُرخ رو ہوں۔ پس ہم مسلمانوں کے لیئے دین کو دنیا سے جدا کرنا ایسا ہے جیسا کوئی شخص چاہے کہ روح کو جاندار سے بو کو گل سے۔ نور کو آفتاب سے جدا کرے۔ پس معلوم ہوا کہ مسلمان کسیطرح قعرِ نکبت سے نہیں نکل سکتے تبتک کہ وہ اوس اسلام پر مستحکم نہو جائیں جس نے اونٹوں کے چرانیوالوں کے ہاتھ میں نکیل کی عوض زمامِ سلطنت پکڑا دی تھی اور جسنے عرب سے جاہل اور جنگجو قوم کو تہذیب اور شایستگی کا اوستاد منوا دیا تھا اور جسنے خدا کی رحمت بنکر دنیا میں امن اور صلحکاری اور الفت اور اتحاد کا رواج قائم کر دیا تھا اور اب جو یہ آئے دن مسلمانوں میں مذہبی معاملات پر بحث او تکرار رہتی ہے علما میں روز جوتی پیزار ہوتی ہے اور تکفیر اور ارتداد کے فتووں کا گراب چلتا ہے یہ سبب ہے ناواقفیتِ احکامِ مذہب کا بلکہ یہ بیچارے عوام الناس جو گیہوں کے ساتھ گھن کیطرح پس جاتے ہیں ان کی گمراہی کا تو بڑا باعث یہی ہے کہ وہ عربی زبان سے ناواقف ہونیکی وجہ سے قرآنِ مجید کے معنی کو جو اسلام کا مبنیٰ اور احکامِ شرعی کا مخزن ہے نہیں سمجھتے۔ پس اس زمانے میں مذہبِ اسلام کی اور مسلمانوں کے واسطے سب سے بڑی اور ضروری یہی قومی خدمت ہے کہ اونکو کلامِ پاک کے معنی اور مطالب اونکی مادری زبان میں ایسی خوش اسلوبی اور سہولت سے بتائے جائیں کہ جنکے مطالعہ کرنے کے بعد اونکو اپنے مذہب پر کما حقہ واقفیت اور دسترس ہو جائے معاف کرینگے ہمارے علماءِ کرام اگر ہم سچائی کے ساتھ یہ کہیں کہ اونکو تو کفر کے فتووں اور آپس کی لڑائی سے ہی اتنی فرصت کہاں تھی جو وہ اس اہم کام کیطرف توجہ کرتے اور اگر توجہ کرتے بھی تو ہمارے نزدیک سوا ایک دو کے

پرانے طریقے کے تعلیم پائے ہوئے علما میں اتنا مادہ ہی نہیں ہے کہ اُردو کی دو سطریں بھی بامحاورہ اور دلچسپ پیرائے میں لکھ سکیں - اس مذہبی خدمت کے انجام دینے اور برکات دارین حاصل کرنیکواسطے خداوند تعالےٰ نے ہمارے مخدوم و مکرم شمس العلما مولانا مولوی حافظ نذیر احمد خاں صاحب کو ہی مقرر فرمایا تھا ؎

ایک بھی فرقہ زُہاد سے نکلا نہ کوئی　　　پھر ہوئے کچھ تو یہی رندِ قدح خوار ہوئے

مولانا مولوی نذیر احمد صاحب کی علمی قابلیت - ادب دانی - عربی انشا پردازی کا مذاق اور اُردو پر قدرت اظہر من الشمس ہے - اونکی تعریف کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے آج ہندوستان میں کون شخص ہے جو اونکی تصانیف کی قدر نہیں کرتا اور کون ایسا ہے جو اونکی جادو بیانی کا لوہا نہیں مانتا ہے - جو ترجمہ قرآن مجید کا مولانا نے دو برس ہوئے شائع کیا تھا اوس کی خوبی کو بڑے بڑے جلیل القدر علما نے تسلیم کیا ہے اور پبلک نے ہاتھوں ہاتھ لیکر اوسکو سر اور آنکھوں پر جگہ دی ہے چونکہ جیسا کہ مولانا خود فرماتے ہیں بوجہ اسکے کہ وہ گمان بوجہ جلی قلم کرنے کے ضخیم اور بوجہ ضخامت کے زیادہ قیمتی ہو گیا تھا اسواسطے اب مولانا موصوف نے اوسی ترجمے کو بعد نظرِ ثانی اور اضافہ چند فائدوں کے بغرض آسانی کے حمائل کی شکل میں شائع کیا ہے - یہ ترجمہ گویا قندِ مکرر یا مئے دو آتشہ ہے جو سفر اور حضر دونوں میں سہولیت کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے - حمائل شریف نہایت خوشخط اور ولایتی کاغذ پر عمدہ چھاپے کی ہے اور اگرچہ بخیال فوائد اور اُن بیش بہا علمی موتیوں کے

جو اوسمیں جڑے ہوئے ہیں وسکی قیمت لاکھوں روپیہ بھی کم ہے لیکن مولانا
نے بغرض پبلک کو فائدہ پہونچانے اور قومی خدمت کرنے کے اس حمائل کا
ہدیہ مع محصول ڈاک تین روپے بارہ آنہ مقرر فرمایا ہے حمائل ایسی چیز ہے جسے ہر مسلمان
کو ضرور اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ حمائل شریف مولانا سے یا مطبع مجتبائی
دہلی سے نقد قیمت یا ویلیو پیبل پارسل پر ملسکتی ہے۔

ضلع سہارنپور کے مُسلمانوں کی تعلیمی حالت

اگرچہ ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر ضلع کے مسلمان تعلیم مغربی
کے حاصل کرنے اور دنیاوی ترقی کے سامان اور وسائل مہیا کرنے میں ہندوستان
کی اور قوموں سے کہیں پیچھے ہیں اور ابھی تک اُن کی پُرانی عیش پسندی
اور غفلت دور نہیں ہوئی ہے اور باوجودیکہ ہمارے مرحوم و مغفور سرسید
علیہ الرحمتہ کی انتھک کوششوں سے بعض اضلاع میں کچھ نہ کچھ تعلیم کا چرچا
اور زمانے کی بدلی ہوئی رفتار کا احساس ہوگیا ہے مگر ابھی تک ممالک
مغربی و شمالی میں بعض شہر ایسے موجود ہیں جنپر تعلیم اور تہذیب کی کرن
تک نہیں پڑتی ہے یہاں پر غفلت اور تعصب کا اندھیرا چار طرف چھایا
ہوا ہے اور جہاں کے مسلمانوں کو ابتک اپنے تنزل اور درماندہ حالت
کا علم تک نہیں۔

اُن اضلاع میں سے ایک سہارنپور ہے جو خاص مسلمانوں کا شہر اور اس صوبے میں اسلام اور دینداری کا مرکز خیال کیا جاتا ہے - یہ وہ ضلع ہے جہانکے قصبے ابتک مسلمانوں کا مرجع اور زیارت گاہ بنے ہوئے ہیں جہانکے علما اور فضلا ابتک قرونِ اُولیٰ کے سچے اور زندہ یادگار خیال کیئے جاتے ہین مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ یہی ضلع تمام اضلاع مغربی وشمالی میں بہ اعتبار تعلیم دینی اور دنیوی کے اَسْفَلُ السّافِلِین میں پڑا ہوا ہے - یہاں کے مسلمان خواب غفلت میں ابتک بالکل مدہوش ہیں - خود تو غفلت یا تعصب کیوجہ سے (اونکے خیال کے مطابق) کہ اونکے خاندانوں میں انگریزی پڑھانیکا رسم ہی نہیں پڑا ہے مگر دوسروں کے کہنے سُننے سے بھی اونھوں نے کبھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی - اونکا مقولہ ہے کہ دنیا چندروزہ ہے اور ایسی ناپائدار چیز کے حصول کے واسطے کوشش کرنا سراسر نادانی ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

بہرحال یہاں کے مسلمانوں کی حالت قابلِ افسوس ہے - ۲۸۳ کم عمر بچے اِسوقت موجود ہیں کہ تعلیم پائیں مگر باوجود اونکی والدین کی ماہواری آمدنی کافی ہونے کے تعلیم سے بہرہ رہے جاتی ہیں اور عمر گذری چلی جاتی ہے اس زمانے میں جبکہ دوسری قومیں معراجِ ترقی پر پہونچنے کی نہایت تیزی اور جانفشانی سے کوشش کر رہی ہیں سہارنپور کے مسلمانوں میں اسوقت تک صرف ایک گریجویٹ ہوا ہے - یہ لوگ انگریزی پڑھانیکو

خلاف رسم آبائی خیال کرتے ہیں اور قومی فلاح کے کاموں میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتے۔ شادی بیاہ یا کم از کم نمود اور ناموری کے واسطے یہ حضرات ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے اور اگر پاس نہو تو بنیے سے دو روپیہ سینکڑہ سود پر لینے کے واسطے تیار ہیں۔ مگر قومی امداد اور اشاعتِ تعلیم کے واسطے ایک پیسہ دینا بھی انکو اکھرتا ہے صرف خشک باتیں کافی سمجھتے ہیں۔

تمام سہارنپور میں صرف ایک روشن خیال اور زمانے کی ضروریات سے واقف ہمارے مکرم مولوی عبداللہ خاں صاحب وکیل ہیں جو اس شہر کی خوش قسمتی سے ایک عرصے سے مقیم ہیں یہ ہر وقت قومی خدمات اور اونکی رہنمائی کو تیار ہیں۔ مگر ہمیشہ نا اُمید کئے گئے ہیں اور جو کچھ شایستگی یا ترقی کا خیال سہارنپور میں پیدا ہو چلا ہے صرف انھیں بزرگ کی بے انتہا کوششوں کا نتیجہ ہے۔

اخیر میں مجکو کالج کے دو پرانے طالب علم جو سہارنپور میں موجود تھے حافظ منظور احمد صاحب اور عصمت اللہ خاں صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ مجکو ہر صورت سے مردم شماری میں مدد دی۔ واقعی اُنھوں نے کالج کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے اور قومی خدمات پر مستعد ہونے کے فرائض کو نہایت سچائی سے انجام دیا۔

ضلع سہارنپور کے دو قصبے بھی خاص طور پر ذکر کرنیکے قابل ہیں۔ ایک منگلور دوسرا دیوبند۔ منگلور جو شریف مسلمانوں کی پرانی بستی ہے یہاں چالیس سے زیادہ کم عمر بچے جن کے والدین کی آمدنی ماہواری باوجود کافی ہونے کے بیکار اور اُردو کی تیسری چوتھی کتابوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی عام بستیوں کی طرح اون کے والدین انگریزی تعلیم سے غافل ہیں۔

اگرچہ زمانے کی رفتار نے ہر شخص کو اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ بغیر اعلےٰ درجے کی مغربی تعلیم حاصل کئے ہندوستان کی کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی مگر غفلت اور کس مپرسی نے یہاں کے لوگوں کو اس بات کا موقع نہیں دیا کہ اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ دیکھیں۔ اس قصبے کے ایک رئیس قاضی نذیر حسین صاحب نہایت روشن خیال اور باثر بزرگ ہیں اور اگر یہاں پر مستقل طور پر کوشش کیجائے تو ایک اسلامی انگریزی مدرسہ بہت آسانی سے قائم ہو سکتا ہے جسکے اخراجات کیواسطے یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت سہولیت سے زیر بار ہو سکتی ہے البتہ ضرورت ہے ایک کام کرنیوالے آدمی کی جسکے دل کو لگی ہو اور جو بلا خیال لومۃ لائم کے اور بغیر کھٹکے ناامیدی کے دل توڑ کر کوشش کرے۔

دیوبند کوئی ایسی بستی نہیں ہے کہ جسکے بنانے کیواسطے ہمکو کسی بڑی تمہید کی ضرورت پیش آئے کہ یہاں کے علمای کرام کی شہرت اور عربی کے عالیشان دارالعلوم نے اس قصبے کو تمام دنیا میں مشہور کر دیا ہے۔ ہم اس بات سے کسطرح مخالف ہیں کہ مسلمان بالکل عربی نہ پڑھیں اور سب کے سب انگریزی ہی پڑھا کریں بلکہ ہمارے نزدیک مسلمانوں میں عربی داں گروہ کی کثر اوقات انگریزی پڑھے ہوؤں سے بھی زیادہ ضرورت ہے مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ دیوبند کے مدرسے سے بلخ اور بدخشاں کے ہزارہا طوطے دستار فضیلت باندھ کر اوڑ جائیں مگر خاص دیوبند کے لڑکے جوں کے توں رہجائیں۔ چنانچہ اسوقت پچاس ۵۰ نوجوان لڑکے ہیں جنکے والدین کی آمدنی کم از کم ۱۰۰ہ ہے اور اردو فارسی اور آوارگی میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم ۔ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ۔ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

اب سوائے دعا کے کوئی چارہ نہیں ہے اور ہم نہایت صدق دل سے مؤدبانہ جناب باری کے حضور میں مستدعی ہیں کہ وہ اپنے رسولِ مقبول کے صدقے میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر رحم فرمائے اور انکو اپنے دین و دنیا سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

مشتاق حسین -

آدابِ فرنگ

یہ مختصر رسالہ جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہوتا ہے انگریزی شعار اور آداب پر لکھا گیا ہے - اسکے مصنف ہمارے کرمفرما قاضی عزیزالدین خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڈھ ہیں - آپکی تصانیف نے جو قبولیت حاصل کی ہے پبلک کو خوب معلوم ہے - ناول نویسی مضمون نگاری وغیرہ صیغوں میں آپنے عمدہ عمدہ تصانیف پبلک کے پیش کی ہیں - مگر اس موقعہ پر ہم انکی کتاب "آدابِ فرنگ" پر کچھ ریمارکس کیا چاہتے ہیں -

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستانی شرفا محض انگریز صاحبان کی طرز معاشرت نہ جاننے کیوجہ سے انکی سوسائٹی میں شریک ہونا تو کجا معمولی طور پر ملنے سے بھی جھجکتے ہیں - اور بسا اوقات ہیں اس جہالت کیوجہ سے ہی سخت خفت اور ندامت اوٹھانا پڑتی ہے -

یہ امر مسلّم ہے کہ ہر ملک اور ہر خطّے کا طرز معاشرت جدا جدا ہوتا ہے -

ہر ملکے وہر رسمے۔ اسلیئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیں ہر ملک کے آداب سے واقفیت ہو مگر یہ امر کہ ہمیں بالخصوص انگریز صاحبان کی طرزِ معاشرت جاننے کی کیوں ضرورت ہے ایسا ہے کہ اس موقعہ پر اس کی بحث کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہم اسے کسی آیندہ اشاعت میں پیش کرینگے۔ مگر حاکم و محکوم کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر شخص "آداب فرنگ" کے سبق پڑھنے کی ضرورت بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ وفادار رعایا کا فرض ہے کہ وہ حاکمان وقت کے مزاج۔ اُن کی طرزِ معاشرت اور اون کے اطوار سے اگر کامل طور پر واقف نہ ہو تو ضروری ضروری اُمور تو ضرور جانتی ہو۔ مگر افسوس ہے کہ اول اول تو ہمارے ہندوستانی بھائیوں نے اس قسم کی واقفیت کو عار بلکہ خلاف مذہب سمجھا اور اگر حالاتِ زمانہ نے ضرورت جتائی بھی تو ایک خاص فریق کے متعدد آدمیوں کو۔ باقی جماعت وہ لوگ ہیں جو اس کوچے سے محض نابلد ہیں۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ ہندوستان کی رعایا وفادار نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ رعیت کے فرائض ادا کرنے میں ضرور کمی ہے۔

انگریزی آداب جاننے کی ضرورت کو ظاہر کرنے کے لیئے ہم قابل مصنف کے وہ الفاظ پیش کرتے ہیں جو اوسنے دیباچہ کتاب میں لکھے ہیں۔

"آجکل ہندوستان میں جوں جوں تعلیم پھیلتی جاتی ہے اور ایشیائی بدتہذیبیاں دور ہوتی جاتی ہیں۔ انگریزوں سے جو کہ حاکمِ وقت ہیں راہ و رسم بھی بڑھتی جاتی ہے اور جس بے تکلفی و آزادی سے اب ملاقات باہمی اور ارتباط باہمد گر ہے وہ اب سے دس برس بیشتر نصیب نہ تھا پہلے اگر کسی انگریز نے

ہاتھ ملا کر کسی ہندوستانی کو کرسی پر بٹھلایا تو گویا بڑا احسان کیا اور اب اس برتاؤ پر بھی لوگ خوش و مطمئن نہیں رہتے بلکہ شاکی ہیں کہ ہندوستانیوں سے انگریز اچھی طرح نہیں ملتے اور ذلت سے پیش آتے ہیں۔

یہ دنیا کا دستور ہے کہ جوں جوں علم و شایستگی بڑھتی جاتی ہے ملک میں وسیقدر اخلاقی ضرورتیں بھی بڑھتی جاتی ہیں اور حقوق بھی بڑھتے جاتے ہیں سو اسطے میری رائے میں ہمارے ہندوستانی بھائیوں کا یہ شوق کہ اونکے حاکم اون سے سوشل طور پر برابری کا برتاؤ اور دوستی کا رکھہ رکھاؤ کریں بیجا نہیں ہے۔

لیکن ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا عام طور سے ہندوستانی بھائی انگریزی آداب سے واقف ہیں یا نہیں۔ بمبئی اور بنگالے کا میں حال نہیں جانتا لیکن اپنے ملک کی نسبت یہ ضرور کہونگا کہ نہیں۔ اکثر لوگ جو انگریزی نہیں جانتے اس اس طرح کی بیہودگیاں (بے ادبی معاف) صحبتوں میں کرتے ہیں کہ جسکے سبب سے انگریز ہندوستانیوں پر ہنستے ہیں اور اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی انگریز برابری کا برتاؤ سوشل امور میں کرنا بھی چاہتا ہے تو نہیں کرسکتا اور جہاں ایک نے کوئی بے تمیزی کی کل قوم پر اوسکا اطلاق ہونے لگتا ہے اور جسکا نتیجہ یہ ہے کہ انگریز اپنی طرف ہم لوگوں کو بے تمیز اور ناقابل صحبت جانتے ہیں۔ اور ہم اپنے گھر اونکی کج اخلاقی اور غرور کے شاکی ہیں۔

ان سب امور پر کامل غور کرنے کے بعد مجھے اسکی بیحد ضرورت معلوم ہوئی کہ اُردو زبان میں بھی ایک مختصر سارسالہ تصنیف کیا جائے جس میں ضروری

ضروری آداب انگریزی سوسائٹی کے اور ضروری ضروری امور جو ہندوستانیوںکو انگریزی صحبت میں لحاظ رکھنا چاہئیں درج ہوں - اور اسی غرض سے میں نے بعض انگریزی کتابیں آداب سوسائٹی کی پڑھ کر اور بہت سے انگریز دوستوں سے مشورہ کرکے یہ کتاب ملک کے روبرو پیش کی ہے اگر ہندوستانی بھائیوں سے بوجہ واقف ہو جانے آداب سوسائٹی کے انگریزی صحبتوں میں لغویت آمیز حرکات کم صادر ہوں اور اس کے سبب باہمی رسم وراہ میں ترقی اور دوستی میں ازدیاد ہو تو میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی"۔

اس سے پیشتر منشی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر چودھویں صدی بھی ایک کتاب اسی مضمون پر لکھ چکے ہیں مگر اس کتاب کی خوبی جو اسوقت ہماری سامنے ہے خاص کر یہ ہے کہ مختصر اور عمدہ پیرائے میں تمام ضروری امور کو بیان کر دیا ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد انگریز صاحبان کے آداب - میل جول - گفتگو نشست و برخاست وغیرہ سے ضروری واقفیت ہو جاتی ہے - اس کتاب میں مفصلۂ ذیل باب ہیں -

(۱) پوشاک اور عام عادات (۲) ملاقات (۳) ناچ - ایوننگ پارٹی وغیرہ (۴) ڈنر پارٹی یعنی کھانوں کا جلسہ - (۵) گارڈن پارٹی (۶) پیدل چلنا اور گاڑی ہانکنا - (۷) دربار و لیوی وغیرہ - (۸) اسٹیشن پر حکام کی ملاقات - (۹) سفر ریل و قیام ڈاک بنگلہ وغیرہ - (۱۰) مکان (۱۱) خط و کتابت -

(۱۲) عام جلسہ ۔ضمیمہ اول انگریزی پوشاک صبح (واسطے دربار وغیرہ کے) ۔
ضمیمہ دوم کھانا ۔ضمیمہ سوم عام جلسہ ۔

مصنف نے اس کتاب کی کچھ کاپیاں ہمارے دفتر میں اس غرض سے بھیجی ہیں کہ شائقین خریداروں کو ایک کاپی مفت نذر کیجائے ۔ لہذا ہم پبلک کو اطلاع دیتے ہیں کہ جو صاحب محمڈن کالج میگزین کی خریداری منظور فرمائینگے اُن کی خدمت میں اسکی ایک کاپی بطور تحفہ پیش کیجائیگی ۔ دیگر اصحاب جنکو اسکی ضرورت ہو خود مصنف یا ایڈیٹر رسالہ ہذا سے طلب فرمائیں ۔قیمت صرف ۴ر رکھی گئی ہے

اطلاع

ہم کالج کے اُن طلباسے جو میگزین کے خریدار ہیں اور اب بوجہ تعطیلات اپنے اپنے وطنوں کو چلے گئے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ اپنے پتے صاف صاف لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ چھٹیوں کے میگزین اُن کے پاس پہونچ جائیں ۔ جن اصحاب کے پتے ہمارے پاس نہ پہنچینگے وہ ہمیں معاف کرینگے اگر میگزین اُن کے پاس نہ پہنچے ۔

منیجر

چندہ مجتمعہ سید نذیر حسین صاحب فاروقی از حیدرآباد دکن بہ تقریب اولڈ بائیز ڈنر

۱۔ مسٹر سید محمد حسن ایڈیٹر	سکہ حالی	عہ
۲۔ مرزا نذیر بیگ	"	صہ
۳۔ محمد اکبر سے ماسٹر این۔جی۔ایس ریلوی	"	للعہ
۴۔ محمد حسین	"	عہ
۵۔ حامد علی	"	عہ
۶۔ مسعود علی	"	عہ
۷۔ عبدالحق	"	عہ
۸۔ عظمت اللہ	"	عہ
۹۔ خورشید بیگ	"	عہ
۱۰۔ نذیر حسین فاروقی	"	عہ

میزان سکہ حالی

جو مساوی ہے ۶ ۵ سکہ سرکار انگریزی کے

فیض عام پریس علیگڈھ

NOTICE.

SALE OF BOOKS

The Librarian of the M. A. O. College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price*. Other books also for sale. Price List on application.

		Rs	As	P.
1.	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain ...	3	0	0
3.	Longer English Poems by Hales	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith .	1	0	0
5.	Burke's Select Works Vol II. by Payne ..	1	0	0
6.	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson	2	0	0
7.	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8.	Dr. Smith's Smaller History of Greece ...	1	0	0
9	English Poems by Milton (Cl Press) ...	1	0	0
10.	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12.	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13	Logic by P. K Ray .. .	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I II . .	1	0	0
15.	Through Asiatic Turkey Vols I and II per Vol by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,

M A O College, Aligarh

WANTED.

A Head Master for the Gilgit School at Gilgit.
Salary Rs 50 per mensum with chance of rise to Rs. 60
Qualifications:

Only the Graduates or undergraduates of the M. A. O. College, possessing a good knowledge of English and Persian can apply.

Apply at once to. L. TIPPING.
June 6th. 1899. *Offg. Principal*
ALIGARH: M. A. O. COLLEGE ALIGARH

Janm Patras.

Janm Patras can be prepared in Sanskrit, Nagri, Urdu English or Roman characters by sending *Tewah* or just time of birth and era according to Jantry or Patras Price including postages &c Rs 10 to Rs 50 be sent with request and full address of the sender to the undersigned

Pearl of Life.

An Astrological English and Roman Manual showing the full result of Planets Zodiac Janm Patras *i. e.* Jathalankara in English Price Rs 2

PAYARE LAL,
C/o HD MASTER,
BARAUT
DISTRICT, MEERUT

Wanted in a Mohammedan Native State in Katheewar two competent teachers of modern education with special taste in English, Persian and Urdu.

Preference will be given to students of M. A. O. College, Aligarh

Apply through the Principal enclosing your testimonials and stating your terms to

CH. KUSHI MOHD. KHAN,
TUTOR W. NAWAB OF MOMDOTE.
AITCHISON COLLEGE. *LAHORE.*

An Educated Mohammadan for the post of the Superintendent of the Mohammedan Orphanage Bungalore Apply with qualifications, previous appointments, age &c., to.

The Hon. Secretary,
Mohammedan Orphanage
Tank Road, Bungalore

NOTICE.

In order to avoid trouble and unnecessary expense on the part of Students the Principal gives notice that as the College is to be closed on the 15th June on account of the Long Vacation, Students who have passed the Entrance or F.A. Examination of the Punjab or Calcutta University and wish to join this College may do so in the first week of October, 1899. They will not be too late to make up the number of the Lectures and attendance required for the University Examinations.

THE PRINCIPAL

M.-A.-O. College,

Aligarh.

Mohammad Ali Baland Akhtar has been appointed for one month as officiating Tehsildar at Sekanderabad.

Md. Ali Haqqain B. A., Professor of Persian, in the Heslop College, Nagpore, (C. P.) has passed the Calcutta B. A. examination as a teacher, standing first in the University with Honours in Persian.

Syed Abdul Basit B. A., L L.B. who took his degree from our College and passed the L.L.B. Examination this year has begun his practice at Shahjahanpur. We wish him every success.

Maulvi Syed Tofaid Ahmed who is one of the most active and energetic students from our College, who has strengthened the Brotherhood in the College by compiling the College Directory is transferred from Kasgunj to Shahjahanpur His good qualities made him very popular in that city

the prizes to the successful competitors, who were enthusiastically cheered by their friends.

EXAMINATION IN ASTROMONY.

The following students have passed the examination in Astromony and obtained following marks.

		Max Marks 100 Marks obtained.
1.	Abdul Salam	72
2.	Mohd. Sibtain	59
3.	Nasiruddin Haider	53
4.	Adul Hakim	38
5.	Barkat Ali	36
6.	Mohd Faiq	35
7.	Mohd. Hashim	34
8.	Abdul Wahab	33
9.	Abdul Jalil	31
10.	Abu Mohd.	30
11.	Sirajuddin	30

PERSONAL.

We are glad to report that Mr. Beck is now fairly on the way to recovery from his severe illness.

Wazir Husain, B. A., has been appointed to lecture to the new First Year Class in Mathematics during the first month of the vacation. This class has been prolonged into the vacation in order to enable the late comers to keep pace with the rest of the class. Zaman Mahdi Khan B. A., will take the First Year in History during the month of July.

Haji Husain Khan has been appointed a Master in the school at Gilgit in succession to Md. Abdullah B. A., who is promoted to another post.

Jackishen	Do.	13	b Abdullah	8
Robertson	b Ali Hasan	0	not out	19
Mitham H.	Fyaz b Ali Hasan	1	Innings declared closed.	
Champam	b Ali Hasan	3		
Munay	b Abdullah	14		
	Extras	3	Extras	19
	Total	112	Total	208

M.-A. O. College.

Saidd	b Munay	1	c Sheam Lall b Mitham	13
Ali Hasan	b-b-w Mitham	28	not out	22
Zeaullah	c & b O'donnel	15	b Munay	5
Shokut Ali	b O'donnell	25	c Dunne b O'donnell	11
Mughni	b Mitham	11	b Munay	12
Abid	not out	55	not out	11
Jalil	c Ram Lall b Munay	9	Did not bat.	
Abdullah	b Munay	10		
Kadir	c Champam b O'donnell	1		
Ashlak	c Jalil b Mitham (Substitute)	15		
Fyaz	c Segrave b Mitham	7		
	Extras	3	Extras	11
		181		121

Ended in a draw.

Football.

Our Football team has gone to Naini Tal to play a series of matches, the organization of the tour is due to the energy of Captain Abdul Majid who has been working with the greatest zeal and enthusiasm to improve the football of the College

We hope in another number to give an account of the tour.

Athletics.

On Monday, June 12th the prizes gained in the Annual School College Athletic Sports and in the monthly Gymkhana were distributed Mrs. Llewellyn Tipping very kindly gave away

accepted their offer. The match came off on 8th and 9th. We won the toss again but as the ground was wet, having been watered too much the previous night we thought it advisable to put them in. Slater and O'Donnell came first. Slater was dismissed for nothing by Mughin's beautiful off break again and Younghusband was called home after he had made 11 runs. Ram Lall played well again and made 13 runs. In this innings Mughin and Abdullah bowled well and sent their whole team away for 112 runs, on our side Said and Ali Hassan went to play first when Said was bowled out by Murray for 15 runs. The other Aligarians scored slowly and steady, Abid doing the best in this innings. His leg strokes were very much cheered, Shokut did fairly well in this innings. We made 184 altogether. Naini Tal went in again and batted well having made 208 for seven wickets when they declared their innings closed. Two men among them played a splendid innings. Slater made 74 and Seagrave 55 not out when they declared their innings closed at just four in the evening giving us an hour and a half to make 140 runs to win. The time was barely sufficient and our men played too careful a game in the beginning, and we could not make the runs, at half past five. We were 18 runs behind with 5 wickets to fall. The game ended in a draw.

We thank all the gentlemen up at Naini Tal for their very great kindness towards all of us.

Kazi Azizudeen sahib was also kind enough to have us put up very comfortably. We thank him too.

The following is the score :—

Naini Tal.

Slater	*b* Mughin	0	*c* Kadir *b* Mughin	74
O'donnell	*b* Mughin	18	*b* Mughin	9
Younghusband	*b* Mughin	11	*c* Shokut *b* Abdullah	6
Ram Lall	*not out*	13	*c* Eyaz *b* Mughin	3
Seagrave	*l-b-w* Abdullah	1	*not out*	55
Dunne	*c* Shokut *b* Abdullah	5	*b* Ali Hasan	15

Shaukat,	c Slater b Murray,	4	l b w Robertson	[illegible]
Ali Hussan,	c & b Ring	0	c Younghusband b Murray	2
Said,	b Ring,	34	b Ring	6
Jalil,	c Jai Kishen b Slater,	4	c Ram Lall b Murray	21
Abdullah,	run out,	2	c Slater b Ring	18
Kadir,	b Ring,	0	c Slater b Seagrave	18
Mohsin,	b Ring,	17	b Seagrave	0
Fyaz,	not out	2	b Murray	6
Extras		8	Extras	15
	Total	87	Total	172

NAINI TAL.

Younghusband,	b Ali Hussan	0	Maghun	1
Slater,	Stumped Fyaz b Ali Hussan	15	c Ali Hussan	29
O'Donnell,	c Zeaullah Ali Hussan	0	b Ali Hussn	14
Seagrave,	b Ali Hussan	1	c Ali Hussan b Abdullah	[illegible]
Ram Lall,	b Ali Hussan,	6	l b w Abul	37
Robertson,	b Ali Hussan	7	b Abdullah	9
Jai Kishen,	b Ali Hussan,	16	run out	33
Dunne,	b Ali Hussan,	0	c & b Abul	17
Chanpain	b Ali Hussan	1	b Abdullah	6
Ring,	b Abul,	6	b Ali Hussan	[illegible]
Murray,	not out	1	not out	0
Extras		7	Extras	8
	Total	93	Total	179

Won by 7 runs

The second match was to have been with the Naini Tal Gymkhana; but as they were not strong enough and the Naini Tal combined team wanted us to play a return match on the same dates we

from 68 to 87 when the last wicket fell. We had a very poor batting show mainly owing to the reason that we were not familiar with that peculiar sort of ground. (Stones crumbled to dust and well rolled.) Naini Tal then went in. They had much difficulty in playing the bowling of Ali Husain and nobody appeared at home with it and so all of them were called home for 93—6 runs to the good. On the side of Home team Slater played a good faultless innings of 45 when he was stumped by Fiaz.

In our second innings we had to make up the small difference and show our batting strength which we succeeded in to some extent in doing. We made 172 runs, Zeaullah contributed 55 and Abid, Abdullah, Jalil, and Kader made nearly a score apiece. Zeaullah went in fourth and came back with bat in hand playing all the while a beautiful game; glancing, late cutting, placing, were the chief things that were marked by all the spectators. Now, again, the Naini Tal team went in, Slater and O'donnell opening the innings. They began to play a very steady game but the latter had to go back after they made 28 runs and Younghusband who was a very good bat could add nothing to the score. Slater being joined by Ram Lall (a hillman) pulled up the score to nearly seventy when he was bowled out in the last over before lunch. After lunch the game went on very steadily. Ram Lall defended his wicket up to the last. Now the most critical moment arrived when they made 142 and two men to come in to bat. One of them pulled the score to 154 and 13 runs more left to win but they could not make them, and their last wicket fell for 159 runs and the match ended in a victory for the College team by seven runs. The following is the score :—

M.-A. O. College.

Abid,	*b* Ring,	0	*l b w* Murray	16
Mughni	*l b w*. Murray,	0	*c* O'Donnell B. Ring	8
Zeaullah,	*c S b* Robertson,	16	*not out*	54

Mohammed Idris, Abdul Hakim, Fazlul Hussan and Mohammed Hayat. Mohammed Yaqub took up a neutral position and so it was feared he stood up for anarchy, but the fears were somewhat allayed when he restricted himself to pointing out the defects of those Governments where parties existed as well as of those where they did not. *The result of all this reasoning and counter reasoning* was that the House was quite bewildered and did not know which side to lean to, and which Government to prefer. Fifteen voted for and fifteen against the party system, *and thus there* was a dead-lock, the President came to their rescue and acting on the parliamentary usage of giving the casting vote to the dissentient side, rejected the motion.

As many members have gone home to enjoy the vacations, the Club also closes its debating side for more than 3 months.

We hope they will return from their home readier for debates and discussions and friendly repartees in the weekly gatherings of the Club.

SAJJAD HYDER,

Hon. Secretary.

THE CRICKET TOUR TO NAINI TAL.

We started for Naini Tal to play our matches previously arranged. The first match we played was against the Naini Tal combined team in which two hills-men, well-known cricketers, were also included. The team we faced was a very strong one, bowling was good and the fielding and batting excellent. On the 5th morning of 6th month, the first match was played. We won the toss and went in. The first wicket was knocked down in the first ball and the following two succumbed soon after, when Ziaullah joined by Said stopped the rot and changed the aspect of the game for some time. Said played his innings in a capital style and was cheered at every stroke from the pavilion. He made 35 when he was yorked by King. Ziaullah was soon after disposed of for 16 runs. Mohsin in the end pulled up the score

month we reported it to be 295, but in this month it has risen to 313, of which 154 read in the College classes and 159 in the school.

The pukka barracks, the Denton Court and the Bungalows are full. There are some rooms vacant in the kacha barracks, but if the increase in our numbers continues at the present rate we shall soon find our extensive boarding house quite full.

Even at present there seems need of completing the Southern Pukka barrack and the Denton Court

WILAYAT HOSEIN

Proctor

SIDDONS UNION CLUB.

Abstract political questions outside the pale of current politics, may or may not arouse interest in other places, but in our Club they not only tend to disturb the equanimity of the members but occasionally culminate in stormy debates

Such was the case on the 3rd June, when our young political thinkers assembled in the Club to thrash out the question *whether the existence of parties in a State was or was not favourable to good Government* Mr Ashraf Ali, B A. said it was, and opened the debate. His views were shared by Mr Abdul Hamid Khan, Nazir-ud-din Hussan and Sajjad Hyder The speakers for the party system took, in their opinions an exhaustive survey of all the Governments past and present coming eventually to England which they said was governed by parties and was therefore the best-governed state in the world. The evils of party Government were known to not a few of the members who hastened to warn the audience against too readily believing what the affirmative side said The "non-believers" in party system were very strong in the number of speakers, no less than nine gentlemen thinking it their duty to denounce the principle of party Government. They were Wajid Hussan, Syed Hamid Hussan, Zaman Mehdi Khan, B. A., Raza Ali, Ahmed Hussan,

It will be a matter of very great sadness, if this idea does not assume practical form for want of four public-spirited students ready to sacrifice a week and half from the continuous vacations of 15 weeks to form the Duty Deputation.

In the end I add a few words about the Shop, the 4th branch of the Duty, which is altogether independent of the General Fund. No money collected for charitable purposes was ever invested in the Shop. It was started with no capital and during the last eight years it has acquired a capital of more than Rs.2,000. It owes its continued success as Mr. Arnold said in his report and which I repeat after a little experience, to the zealous and patient energy of Master Mir Willayat Hussain, who has been the fostering spirit of this branch of the Duty's work for so many years and has spared time from scanty leisure left him by his numerous other duties to superintendent the management of it. Mir Willayat Hussain is ably assisted by R[illegible] U[illegible]din who supervises the despatch of [illegible] payable articles.

The Duty has also undertaken to supply Text books which will be given exactly at the same prices for which they could be obtained elsewhere. I hope that none of you will be so unpatriotic as to procure books from the City which you could as easily have obtained from the Duty Shop.

I take the present opportunity to thank Hon. Haji Ismail Khan for his very great kindness in presenting permanently to the College his Magic Lantern which will be shown to you to-night. He has thus relieved the servants of the Duty from the unnecessary trouble they were put every year to procure one for this occasion.

ZIAUDDIN AHMED.

THE BOARDING HOUSE.

We are glad to inform the Mohammedan public that there is a steady increase in the number of our boarders. In the last

The efforts are now being made, gentlemen, to raise the College to the status of a University, it is the business of the Duty to keep pace with the rising demand The promotors of the said Fund never thought of reserving some portion of the Capital for the benefit of poor students, though they have been thinking of creating fellowships. I do not mean to blame them. Far from being blamable I think that they are right. The business of the University is to provide Education and a healthy atmosphere and the task of maintaining the individuals is left to others The Duty may very appropriately fill up the gap, but it is necessary that energetic steps be taken to raise its Capital which now stands as follows —

Lent to the Secretary of the M. A O College Aligarh at 5 p c	3,300
Lent to the Pavilion Fund at 6 p c	200
Cash in hand	1621-5-2
In the Free Boarding House Fund, Lent to the Secretary of the College at 5 p c	2,000
Cash in hand	346-0-3
TOTAL	7467-5-5

By this Capital, the Duty has secured permanent Scholarships of Rs 375 a year out of which 120 are reserved for the students of the School Classes as the proceeds of the investment of the Free Boarding House By the time, the Memorial Fund association may collect ten lakhs in order to give hope to the practical realisation of their idea, the Duty must be able to raise its scholarships to Rs 15,000 *i e*, for very lakh we must collect a thousand and a half for scholarships To ensure success in the achievement of this object the Duty has resolved to send its deputation to the various villages of Aligarh and Bulundshahar Districts during the vacation Haji Mohammed Musa Khan, one of the servants of the Duty has very kindly promised not only to receive the Deputation with the liberal hospitality characteristic to his sect, but to accompany the Deputation in all his neighbouring villages.

	Rs.	A.	P.
Shikh Abdur Rehman B. A.	51	0	0
Ghulamus Sibtain	33	11	9
Amir Hussan	30	0	0
Anis Ahmad	29	12	9
Md. Ismail of School (Zahur ward) .	25	0	0
Abdul Hamid of Nagpore	22	0	0
Mohammed Buksh (Zahur ward) ...	21	8	0
,, Hamid 4th year	20	0	0
,, Hashim	18	4	0
Mukhter Ahmed of School ...	19	0	0
Raza Ali	13	12	6
Abdul Wahab	10	0	0
Inayut Ullah ...	10	0	0
Bashir Ali Khan	10	0	0
Hussan Mohammed .	9	12	0
Mohammed Hussain	6	12	9
Sham Sulul Hussan . ..	6	9	6
Wahid Hussain	6	11	3
Md. Sibtain ..	6	4	0
Wazir Hussan ...	5	0	0
Abdul Jalil	5	0	0
Wali Mohammed .	5	0	0
Ata Ullah and Habib Ullah	4	10	0
Munshi Sikunder Khan of Ajmere ...	4	0	0
Nemut Ullah	3	0	0
Abdul Mejid ...	3	0	0
Maqsood Ali Khan	3	0	0
Mohammed Akbar	3	4	0
Zafar Umar .	3	11	0
Ejaz Ali	2	10	0
Willayut Sheh .	2	0	0
Altaf Hussain	1	0	0
Mohammed Ibrahim ..	0	6	0

Nawab Sidar Mohd. Hayat Khan also presented Rs.100 on the occasion of his obtaining the title of Nawab and thus gave the practical example of the right use of charity Our thanks are due to Nawab Mohsin ul Mulk Bahadur for his very kindly promising Rs.200 on the occasion of Bismillah of his grandson and the Duty would have been richer by that amount if the sum had also been paid.

In the Mosque Fund we collected only Rs 86-2 9 nearly half of what we collected last year. The Duty has been collecting money for the last few years to complete the buildings of the Mosque, but it has hardly succeeded in collecting even one thousand. How could the Mohammedans, a religious nation, a nation guided in all theoratical and practical pursuits, by nothing but religious motives, allow the House of God to remain incomplete, is difficult to imagine

There has been great falling off in the receipts of the Free Boarding House Fund whose object is to give scholarships to the students reading in the School classes. The money collected by the School Students is generally deposited in the said fund

It is a matter of very great shame to all the students reading in the school classes, that the sum collected this year is even less than half of that collected during the famine year What clearer sign of the lack of energy among the school students does one require, than to find that only 6 students out of 150 took pains to collect money for the Duty. The school has lately been flooded with school students from different corners of India and there is no reason why the school students should remain behind their contemporaries reading in the College classes in this patriotic work.

I thank the following students for their kindness in collecting money. : —

	Rs.	A.	P.
Nasir Uddin Haider and Shakir Ali ...	140	0	0
Wajid Ali Khan	101	0	0

We publish on another page the results of the Examination held in connexion with the course of lectures on astronomy delivered by Prof. Zeauddin

---

From time to time, lectures on subjects outside the University course will continue to be delivered.

College News.

ANNUAL REPORT OF THE DUTY.

The past year of which I am now going to lay the Report before you will be considered a year of steady progress in the annals of the Society. The total receipts this year is greater than that of any one of the last few years, though less than that of 1895, the most successful year the Duty has hitherto seen. Since the last annual meeting the following sums have been collected viz., for the Scholarship Fund Rs 791-6-9 as against Rs 561-9-3 during the last year and Rs 350 the year before last, for the Free Boarding House Rs.80-2-0 as compared with Rs.156-2-3 last year and Rs.101-13-3 the previous year; for the Mosque Fund 86-2-9 as compared with 192-1-4 during last year and Rs.7-0-0 the year before the last. From the Fruit venders Rs 198-13-3, interest on investment Rs.282-14-9.

Thus the total receipts during the present year including the interest on our investments amount to 1439-6-6, the greatest record being 1470-6-3

In the General Fund whose main object is to assist poor intelligent Mohammedan Students by scholarships, the receipt of the present year is greater than that of any previous year.

In the above fund, I acknowledge with very greet pleasure the receipt of Rs 213 from Mr Arnold the Secretary of Anjumen Hamı Madrasatul Ulum, Lahore, as the profit of the tea shops opened there on the occasion of the visit of the Deputation and the Educational Conference in December last.

own personal enjoyment, let them devote at lest a part of their leisure to the service of the College and of their nation.

The speech of the Nawab was listened to with great attention and we hope later on to hear that it has borne fruit.

The Duty held its annual meeting on Saturday, the 10th of June. A very interesting report, part of which we publish, was read by Prof Ziauddin. Speeches and poems followed and were continued, perhaps a little too long for the patience of the younger members of the audience, who were eagerly waiting for the wonders that the Magic Lantern would reveal. We congratulate the Duty upon its very satisfactory report and would like to add our thanks to the Hon'ble Haji Ismael Khan for his very handsome present.

On Tuesday the 13th Mr Tio Paine gave a very successful exhibition of ledgerdemain and trick rifle shooting in the Strachey Hall. Haji Husain Khan and Inayat Ullah Khan volunteered for the William Tell exhibition and escaped unhurt, not so the Collector of Aligarh whose thumb still bears witness to the genuiness of the bullet fixed by Mr Paine. It is a consolation to remember that there are other ways of putting out a candle than by shooting the wick away with a rifle bullet.

We have just received a copy of Mr. Theodore Morison's book "*Imperial Rule in India.*" It is addressed rather to the English that the Indian public; but still there are in it (we speak on the strength of a cursory glance at the book) ideas and suggestions which are well worthy the consideration of those who are concerned with the administration of British rule in India; even of those in high places.

We hope in a later number to give a fuller account of a book which will be of great interest we think to most of our readers.

"Architecture, and Moslem Architects." Both speakers were loudly applauded.

Mr. Abdu and Mr. Mohammed Omar dwelt on the past year's events, upon which several spoke.

A vote of thanks being passed for the Hadjie for organizing the Islamic movement in London, Hadjie Mohammed Douhé suitably replied and thus ended the meeting.

The Queen's Birthday

(From the Euston Echo)

A MOSLEM TRIBUTE.

A considerable number of Moslems assembled at the London Temporary Mosque, Euston road, yesterday, to celebrate the Queen's birthday. After Her Majesty's health was drunk speeches were delivered in laudatory terms, and hopes were expressed that Her Majesty might live to see many a birthday, and that she might rule as successful as heretofore. A vote of thanks to Hadjie Mohammed Douhe concluded the meeting.

General Notes.

Before the close of the term a very successful meeting of the students of the Boarding House was held.

Proceedings commenced with the reading by Mr. Tipping reading the Principal's address to the students, which we print on an earlier page. Sahabzada Aftab Ahmed Khan followed and reading in Urdu urged upon those present the duty of doing something to promote the interests of the College during the vacation. Nawab Mohsin-ul-Mulk then addressed the students and very eloquently pointed out the importance of the movement which the M.-A. O. College was leading, he urged them not to be ungrateful to the institution to which they owed so much but to make up their minds not to spend the vacations simply in their

are of the fanatical portion of the British Public, and through the means of that society the whole British Public is made generally very prejudiced against Islamism. (Cries of 'Shame') The amount of good work the Mosque will render to Islam must now be quite imaginable. (Cheers.)

Mr. Wallie Mohammed (the new convert) said: "I became acquainted with the London Temporary Mosque through the British Press, and since about four years ago I have always seen something about the Temporary Mosque in the papers, and as I have already been in Moslem countries, I was rather anxious to hear about their Faith. I have been in communication with the Hadjie, who has carefully expounded to me the Tenets of Islamism, and the result is that I found them the most reasonable of all religions. (Cheers.) I am thankful to the Hadjie for having led me to the Truth, and I am sure I shall always feel very happy to remain a Moslem. (Cheers.) My wife, through some other business, has not been able to attend this meeting, but she, I am glad to say, will become, too, a member of the Moslem world. (Cheers.) I believe, if the Moslem cause is more firmly established in London than at the present time, there would be more thinking men, desirous of a true Religion, who would join us—(cheers)—for the plurality of 'Gods' and the Trinity have long been mysterious and will remain mysterious for ever." (Cheers.)

Mr. Amien Hassen (Egypt) then moved: "That Hadjie Mohammed Doulé be authorised to approach the Moslem world on behalf of the Moslem Congregation of the London Temporary Mosque for assistance in furthering and bettering Islam in England." In making a lengthy speech on the resolution he concluded: "I have known the Hadjie and five members of his family busy writing to the British Press many a time until after midnight."

The resolution was carried with unanimous applause.

Mollah Abdu raheem (Arabia) read a paper "The Effects of Islamism," which was followed by Mr. Abdurrahman's paper,

I am, therefore, well acquainted with the Hadjie's doings. (Cheers). If I were to relate to you the Hadjie's history it would take me all the day, but, in short, I might say that the Hadjie is the founder of the beautiful Mosque in Long Street, Cape Town—a Mosque that is known to the world as "Nourie Hamidia." (Cheers.) That the Hadjie is the promoter and patron of many educational establishments in that country. (Cheers). That the Hadjie is the Chairman of the great Moslem Cape Cemetery—(Cheers)—that the Hadjie was the first and foremost of the Cape Moslems in sending pecuniary help to the Turkish sufferers during the Russo-Turkish war of 1878. (Cheers.) The Hadjie was Treasurer and Chairman of very many Moslem institutions—(Cheers)—and the Hadjie is well-known throughout South Africa for his patriotism and benevolence, and was always ready to assist the needy. (Cheers.) I pray the Hadjie further success, and hope that when I come to England next we shall see the Islamic banner flying over the Mosque." (Cheers.)

Mr Ebraheem Snarfudien Shah (Afghanistan) spoke in praiseworthy terms of the necessity of a permanent Mosque, and added that there was something else which the previous speakers had not mentioned, and that was before the existence of the Temporary Mosque, the Moslem-born children in London were persuaded by their school companions to go to Christian churches on Sunday morning and Bible lessons in the same afternoon. But thanks to-day for the existence of our Temporary Mosque, I see that sons of Moslem parents collect weekly at the Temporary Mosque for Hadjie Mohammed Douhé's instruction in the Faith." (Cheers.)

Mr. Ahmed Abdurraheem thought a permanent Mosque most essential in London, because he (the speaker) knows there is a very powerful society of English people whose policy has always been, and ever will be, against Islam and Islamism. The members of that Society always misrepresent things because they

Our beloved Sheikh Doulié prevented it, and I know full well how the Hadjie has worked for our (the Moslems') honour. (Hear, hear.) I have seen him hard at work in explaining to the Press the true cases of all matters, and in writing hundreds of lengthy articles to more than a dozen newspapers, it is imaginable how he neglected his private affairs. The Moslem World must look to it. (Cheers.) His sacrifices for us were great and many. (Cheers.) We must look at all matters in the right way, and the Moslem World must imagine the times we had to pass (Cheers). We must appeal now to our brethren abroad possessing a grain of that Islamic blood that once reigned the whole world, to assist us, not only for the continuance of our propaganda, but also for a permanent Place of Prayer." (Loud cheers.)

Mr. Mohammed Farragh (Tunis), mentioned that he had been two years in London, and that he was very delighted with the work of the Temporary Mosque. "I am, however," said the speaker, "extremely sorry to say that in spite of the large numbers of Moslems scattered over the world—if I am not mistaken over 350 millions of our brethren—we have no permanent *Masjeed* in London—(cries of 'Shame!')—all other sects having one here of its own. Now, in this time of peace, it is the duty of our leader, Al-Hadjie Mohammed Doulié, to appeal for a permanent Place of Prayer. (Cheers.) We cannot allow—no, the Moslem World never allows—that one man should suffer for the conveniences of all in the Faith. (Cheers). Hadjie Doulié has done his duty in maintaining the Mosque for over four years with the enormous taxes levied in London. (Hear, hear.) I pray of the Moslem World to think over the matter, and my only sincere wish is that I shall very soon see the light of Islam thoroughly and permanently planted here." (Cheers).

Mr. Sataar Jalalodien (South Africa) said. "It has been my honour to have known Hadjie Mohammed Doulié for over 25 years. Both the Hadjie and myself are from South Africa, and

to the notice of the British Premier, Lord Salisbury? (Cheers.) The Hadjie has suffered for us all We have recognised the works of Hadjie Mohammed Douhé, and the Moslem World must compensate the Hadjie for services rendered" (Cheers).

Mr Mohammed Jonam (Syria) concurred with the views held by the previous speaker, and he would add that during his five years' stay in London great alterations have been made in England. When he (the speaker) first went to London, he had not even seen the shadow of Islam there, but on looking at things in general now, every week Moslems collect together in harmony when the *Namáz* is said. The speaker further maintained that over 100 great meetings were held at the Mosque for the propagation of Islamism and the maintenance of the Caliphate's prestige. Thanks to-day for Hadjie's great work, and for raising the honour of Islam in this country (Cheers)

Sheik Abdullah (Egypt said: "If the previous speakers are so enthusiastic about the recent spread of Islamism here, how much must I not be I who have been stationed in London for the last 24 years, with full experiences of England, the English people, their thoughts and opinions on Islam and Islamism? (Cheers) I mix with all classes of people here, I have heard what they had said before, and hear what they say now. (Cheers). The English mind has been changed within the last five years. (Hear, hear). From their hearts hatred for Islamism has been removed—(Cheers)—and in fact I can add that we live now midst our friends. (Hear, hear) But it requires a continuance of our good work, because the British public mind is soon changed through the influence of the British Press (Hear, hear). I have gone through the great Islamic crises on the Armenian, Cretan, Grecian, Indian and Soudanese questions, but was it not for our Temporary Mosque, which was and is always able to raise a word for the defence of the Religion—(Cheers)—Islamism would, I am sorry to say, have had a terrible blow long ago by the Christians (cries of 'Shame,' and a voice of 'Quite true.')

Al-Hadjie Mohammed Doulié. (Cheers.) Where would we have been but for the presence of the Hadjie? Nowhere! Could we have boasted of a Temporary Mosque? No! Could we, as Moslems who are fighting for the One only and True God, and who are the distributors of the Light and Truth, have raised our voice in this Christian country? I say again, no! Would we have served our Faith by intermixing with Christians daily and neglect our religion? (Cries of 'Not at all') It is our Temporary Mosque that is binding us together—(Cheers)—and though it is *temporary* in name, it is, however, on a *permanent* footing, (Cheers) It enlarges the number of our community by numerous conversions (Hear, hear) and to-day's convert is one out of several. (Hear, hear) Our Mosque further strengthens Moslems throughout the world, Moslems gaining thereby a good reputation among the English, who, before our time, have utterly disregarded Islam and Islamism, Allah and our Prophet The existence of our Mosque is now close on to five years, but who maintains it? Is it maintained by our collective subscriptions? I am sorry to say it is not! Shall we let our Mosque, and hence Islam, fall through in London by taxing Hadjie Doulié's pocket for our one and combined Faith? ('No, we must not') Since the existence of the Mosque, the Moslem World has neglected its duty by letting the Hadjie defray all expenses which, in Islamic countries, are defrayed by the *Jama-at*, and by the co-operation of all Moslems (Cheers). It was fortunate for the Islamic World that our desired success has been brought about by a single-handed man. (Cheers). For the last five years we have actually been fighting against a great nation. (Cheers). You all know the wild Christian agitation that has been going on against Islamism. (Hear, hear) Has our Temporary Mosque been in the rear? ('No.') Did not Mr. Gladstone, who was continually preaching against Islam, allude to the Temporary Mosque, and respected us in his speeches? (Cheers.) Were not the Hadjie's numerous articles explaining to the London press and public the true state of the Islamic affairs brought directly

By a previous explanation and an instruction in Islamism, Alhadjie Mohammed Doulié admitted a gentleman of over 40 years of age, now Mohammedanised "Mr. Wallie Mohammed" to Islamism by the convert's repetition of the *Kalema* in the presence of the whole congregation These ceremonies over, the brotherhood joined in the *Maghrib* prayers, which were led by the Hadjie, and concluded with the individual fraternal *salamaat*. The *Meragie* (or the "Night Journey") of the Prophet was also observed with poetical Koramic recitations

The congregation thereafter adjourned to their General Meeting Room (which is a large hall on a lower storey than the Mosque, and well supplied with Moslem literature) where, at the dinner given, Mr. Syed Abdul Karriem presided according to the European custom.

In opening the meeting the Syed, representing India, said: "Brethren, I have again the honour to preside at this banquet, consisting of the collective nationalities of our creed assembled in London at this, our only Temporary Mosque, whose object, like all other Mosques, is for the union of all brethren, and the strict execution of our Holy Faith (Cheers). You all know—the world knows—of our four years' standing in London, the hundreds of meetings we held in connexion with Islam, the festivals we celebrated with due Islamic rites, the manner we implanted the Spirit of Islamism in the heart of Christendom, and above all, how we buried our unfortunate deceased brethren born in the Faith, lived in Islamism and passed away from earth in a solemn and dreary country—this heart of Christendom But thanks to Allah for having sent in our midst a well-aged gentleman, full of Moslem patriotism, full of the enthusiasm that characterises true and zealous born Moslems—a gentleman to whom Moslem South Africa, Egypt, India and Turkey are greatly indebted for his zeal and ardour in propagating the Faith among the English, and for very valuable services rendered to the Islamic world in the past. I refer to the name of our beloved Sheikh and Emuam

I should like each of you to take the Educational Census in your separate towns. The object of the Census is to try and spread school education among Mohammedans We wish to obtain lists of boys whose fathers do not send them to school, although they have sufficient income to do so, and to find out the reasons, whether religious prejudice, or negligence, or any other cause. We intend to address letters to the parents of such boys, and we believe that the mere taking of the Census helps to awaken an interest in education. I cannot explain to you the objects and methods of taking the Census in detail, but I would suggest that you hold a meeting and that those who have already taken the Census such as Messrs. Mohammed Zaman, Mahmud Hasan, and Mushtaq Hosain, explain to the others how the work is done.

In addition to this I should be very glad if you could individually collect sums for the Duty. And if any of you should find yourselves in a position to assist the Memorial Fund by forming local committees, starting public meetings or otherwise, you would render a great service to the College.

I wish you a happy visit to your homes and look forward to the pleasure of seeing you all again.

SIMLA : THEODORE BECK,

June 11th, 1899. *Principal, M.-A. O. College, Aligarh.*

Moslems in London.

AT THE TEMPORARY MOSQUE.

SHORT REPORT OF THE ANNUAL MEETING.

THE Annual Meeting of the Moslems of London was convened at the London Temporary Mosque, 189, Euston Road, N. W., on the 11th December, 1898, to celebrate the Fourth Anniversary of the Prayer Place.

The Muhammadan Anglo-Oriental College Magazine. Aligarh.

New Series Vol. VII | JULY 1st, 1899. | No 10.

The Principal's Address.

Students of the M.-A. O. College,

It has been a great disappointment to me that I have been unable on account of illness to be able to be with you up till the end of the term. I hope however to meet you all again on October 1st, after the Long Vacation. I now ask you all to do some work for the College and your nation when you go to your homes. The students of the College, both present and past, have been a source of the greatest consolation to me during the troubles of the past year. They have contributed in large degree to the happy issue of our troubles and to the success of the Memorial Fund. I rely on your real love for this College and on your sincere feelings of patriotism for your nation to do your utmost to help forward the national cause.

New Series
VOL. VII.

July 1st, 1899.

No. 10.

THE

M.A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جدید سلسلہ
جلد ۷

۱۵ جون سنہ ۱۸۹۹ ع

نمبر ۹

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اردو

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 18 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M. A.-O. College Magazine, Aligarh.

اسلام مین عورتون کا اثر

آنریبل جسٹس امیر علی صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ انگریزی لٹریچر اور تاریخ
اسلام کے ایک متدین عالم ہیں- انکی تصانیف نے جو قومی اور ملکی خدمت
کی ہی ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں- اونھوں نے حال میں ہی ایک عالمانہ او
محققانہ مضمون ''اسلام میں عورتوں کا اثر'' کے عنوان سے رسالہ ''نائینٹینتھ
سینچری میں لکھا ہی- پورا مضمون تو ہم ناظرین کے پیش نہیں کر سکتے- ہاں
بعض ضروری ضروری سوالات پر جو اس قابل مصنف نے بحث کی ہے او
جسطرح انکا فیصلہ کیا ہی اسپر ہمارے نوجوان دوست مسٹر مصباح الثمان صاحب
بی-اے نے ایک مضمون لکھا ہے- یہ ہمارے کالج کے لائق طلبا مین سے
ہیں- اور گزشتہ سال ہی ڈگری حاصل کی ہے- انھون نے ان کے دلائل او
بیانات کو نہ صرف مختصر پیرایہ میں ظاہر ہی کیا ہی بلکہ متانت سے انکا محاکمہ اور موازنہ
بھی کیا ہے- اور بعض مقامات پر بڑی خوبی سے اختلاف رای کو ظاہر کیا ہے

یہ مضمون رسالہ نائینٹینتھ سینچری کے مضمون پر ایک قسم کا ریویو ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین اسکو دلچسپی کی نگاہوں سے پڑھیں گے۔ اگر دیگر تعلیم یافتہ اصحاب بھی انکی طرح اسطرف متوجہ ہوں تو ہمارے خیال میں اس سے بڑھکر قومی اور لٹریری خدمت نہیں ہوسکتی۔ اب ہم اُس مضمون کو پیش کرتے ہیں:۔

یہ آج کل عام دستور ہوگیا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ نوجوان اور نیز نیم تربیت یافتہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہماری عورتیں ناقابل ہیں۔ ان کو ترقی دو، ان کو تعلیم دو، مختصر یہ کہ مہذب بناؤ۔ ان کی رائے میں تہذیب کے زینے کی پہلی سیڑھی پردے کی رسم کو توڑنا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ مسئلہ ایک عجیب دلچسپی رکھتا ہے۔ ایک طرف زندہ دل آزاد منش گروہ ہے جو عورتوں کو اپنا مشیر۔ ہمدرد۔ ہمراز یا یں صفت بنانا چاہتا ہے کہ اگر عقل میں ارسطو ہوں تو خوبصورتی میں اور دلآویزی میں حورالعین سے کم نہ ہوں اور اس خیال کے ساتھی اکثر ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ پائے جائینگے۔ دوسرا گروہ خوش ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں حتیٰ کہ ہماری شریک ہماری عورتیں بمقابلہ ہمارے کمزور ہیں۔ اول تو کُل عطیات قدرت سے جن سے ہم بہرہ یاب ہیں وہ مستفیض نہیں۔ اور اگر ہیں بھی تو کمتر درجہ میں۔ عورت کی کمزوری اور مردانہ قابلیت سے محرومی ہی ہماری ہمدردی و محبت اور اسمیں دلربائی کا باعث ہے۔ تیسرا فریق ایک عجیب غیر متأثر سنگ صفت دل رکھتا ہے عورات کو حبل الشیطان سمجھکر ناہنجاری اور بدکرداری سے

نسبت کرتا ہی- گویا بمقابلہ مخالف خیال لوگون کے مولانا نظامی کا شعرؔ

اگر نیک بودی سرانجام زن　　زنان را مزن نام بودی نہ زن

تکبیر جنگ ہی جسکو سنکر زن مریدون کا جمنا مشکل ہے- اُس گروہ سے جس کے خیال مین عورت مرد کی خوشی کیواسطے پیدا کیگئی ہے اور مرد کو صرف انتظام خانہ داری میں اُس سے مدد درکار ہی- اس خیال کے لوگ اکثر وہ ہیں جنکو اس نئی روشنی اور نئے زمانے کے لوگ اولڈ فیشن (طرز دیرینہ) کے غلام کہتے ہیں- اسمیں شک نہیں کہ آخر الذکر گروہ ایک لحاظ سے بلا وجہ طعن و تحقیر کا نشانہ بنایا جاتا ہی- عورت کی یہ بیقدری صرف پرانے زمانے کے بڈھے یا انگریزی سے بے بہرہ نوجوان ہی نہیں کرتے بلکہ یورپ کے اکثر عالی خیال مصنف ان کے ہمخیال ہیں- فرق صرف اتنا ہی کہ ایک گروہ اگلے وقتوں کے ہونے کی وجہ سے کچھ ہماری نگاہ میں وقعت نہیں رکھتا لیکن دوسرے سے ہم اپنا پیر و مرشد سمجھکر کچھ کہہ نہیں سکتے- گو عورت کے مرتبہ اور پردہ نشینی کا سوال مدت سے درپیش ہی اور بہت سے رسالے لکھے گئے ایک نے پردہ داری کو ظلم کہا دوسرے نے ضرورت سمجھی تیسرے نے فرض خیال کیا- ایک نے عورت کو خدا کی برکت و نعمت سمجھا دوسرے نے مصیبت خیال کیا تیسرے نے ذریات شیطان سمجھکر کندۂ دوزخ تصور کیا- انگریزی تعلیم اور انگریزی حکومت کا یہ نتیجہ ہوا کہ خواب و خیال میں نہ تھا- عورت اور آزادی- عورت اور بے پردگی- عورت اور علم آموزی- یہ نامتفق باتیں دیکھکر ہمارے کان کھڑے ہوئے اور بندروں کی طرح نقل شروع کردی- بغیر اسکے دیکھے کہ یورپ

کا رسم ورواج اسکے کسقدر موافق ہے - اور صدیوں کی قدرتی تربیت کا نیتجہ ہم کاغذ کے گھوڑے دوڑاکر حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں - یہ وقت کی شہنائی کب اثر کر سکتی ہی - لوگوں نے ڈر کر مبادا آزادی کے ساتھ بیدینی بھی نہ آئے مخالفت شروع کر دی - ورنہ یہ آزادی اور تحصیلِ علم اسلام والیوں کو نئی بات نہ تھی - مگر معاف کیجیے ہندوستان میں ضرور نئی تھی - مرد ہی بھول گئے تو عورتیں کیا یاد رکھتیں - ہمارے بزرگواروں نے ہندوستان میں رہکر اسلام کا شعار کوشش کر کے بھلا دیا اور اگر بھولا شعار یاد آیا تو اپنا نہ سمجھے - اُترن کیطرح پھر استعمال کرنا ذلت سمجھے -

برخلاف اسکے ہمارے نئی روشنی والوں نے جلدی کی کہ تہذیب ہو نہ ہو ہر مس کا کام آج ہی ہو - اسوقت ایسے شخص کی ضرورت تھی جو علوم مشرقی میں کامل دستگاہ رکھتا ہو اور تعلیم مغربی سے پورے طور سے بہرہ مند ہو شعارِ اسلام بتلا سکے - اور آزادی کو اپنی راے اور تجربے سے احاطۂ اعتدال میں رکھ سکے

ماہ گذشتہ کے انگریزی ماہواری رسالہ انیسویں صدی میں آنریبل جسٹس امیر علی صاحب کا مضمون اس ضرورت کو رفع کرتا ہے - اور مصنف ہر طرح داد کے مستحق ہیں - صرف اسیواسطے نہیں کہ اونھوں نے موجودہ مسئلے کا فیصلہ کر دیا بلکہ زیادہ تر اسواسطے کہ اس مضمون سے ایک بڑا بھاری الزام جو اکثر غیر قومیں اسلام میں عورتوں کے ساتھ برے برتاؤ کی بابت لگاتی ہیں رفع ہوتا ہی -

اسکو تو سب تسلیم کرتے ہیں کہ ماں کی تربیت کا اثر ضرور اولاد پر پڑتا ہے یہ اسی نتیجے کو وسیع کرنے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالبًا ہر قوم کو درجۂ کمال پر پہنچنے کے لئے عورتوں کی حالت کا قابلِ تحسین کرنا ضروری ہی -

اب اسی نتیجے کو ہم مسلمانوں پر مطابق کرتے ہیں۔ بدیہی تاریخ کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت کا کچھ تھوڑے دنوں تک ستارہ نہیں چمکا کہ خبر نہو کہ کون تھے۔ کہاں سے آئے۔ اور کہاں کہاں حکومت کی۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ تو بہرحال بھول نہیں سکتا جب تک سپین۔ ہندوستان۔ بغداد۔ دمشق قسطنطنیہ وغیرہ کے نام صفحۂ تاریخ پر باقی ہیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہی کہ ان عظیم الشان سلطنتوں میں عورتوں کی کیا حالت تھی۔ آیا وہ ورطۂ ضلالت اور کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ یا دلفریبی کے علاوہ تہذیب کے کارنامے چھوڑ گئیں۔ قبل اسکے کہ بنی امیہ۔ عباسیہ۔ سلاطین سپین کے عہد حکومت میں عورتوں کی حالت بیان کیجاوے۔ ہم ایک معزز انگریزی مورخ کے اعتبار پر کہ سکتے ہیں کہ "جسوقت کہ قوم عرب بدرجۂ کمال پھول پھل رہی تھی۔ جبکہ وہ صنعت اور فن گری میں سب سے اول تھی۔ عورت صرف مرد کے برابر ہی نہ تھی۔ بلکہ مرد کے دل میں شجاعانہ تعظیم پیدا کرنیوالی ذات تھی۔"

عورت کی یہ تعظیم و توقیر اسمیں شک نہیں کہ اہل عرب میں باوجود اخلاق مذموم کے قدیم سے چلی آتی ہے۔ گو روزِ انصاف "بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" ان کو عرقِ انفعال میں نہلاوے۔ لیکن اس ہمت اور جہالت میں بھی عورت اپنی ذات سے امن و مصالحت کا ستارہ تھی۔ اکثر قبائل اہل عرب کے سالہا سال تک چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوں ریزیوں میں مشغول رہتے تھے۔ گو عورت کسی حالت میں مایۂ فساد ہو لیکن حارث بن عوف کی نئی دلہن ضرور نیکی کا فرشتہ تھی جسنے ابس وذبیان کے دیرینہ تنازع کا فیصلہ کرایا۔ اور پھر وہ بھی عورت ہی تھی جسنے پیدائش اسلام سے

قبل مشرق کے جنگجو فرقوں کو ٹھنڈا کیا اور امن و اماں قائم کرایا۔

اسلام نے بھی عورتوں کے ساتھ کچھ بدسلوکی نہیں کی بلکہ ان کے حقوق کی رعایت کی۔ آزادی بے مہار سے جو خرابیاں واقع ہوئیں۔ اون کے رفع کرنے کے لیئے ہمارے مقدس شارع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ پابندیاں ضرور کیں۔ لیکن جنت تب بھی ماں یعنی عورت کے پیر کے نیچے ہی رہی۔ غم کو دور کرنیوالی مصیبت میں ساتھ دینے والی۔ پژمردہ دلوں کو شگفتہ کرنیوالی۔ عبادت کو خوشگوار کرنیوالی یہی عورت کی ذات رہی۔ پھر مرد اسے کچھ کیوں نہ بتائیں اور "بیشک" سچ ہے "اگر ایک عورت نہ ہوتی تو اسلام ہرگز زندہ قوت نہ ہوتا۔

قبل اسکے کہ ہادی نے کامل طور سے اپنی دعوت کے معنی سمجھے ہوں۔ جبکہ خود انکو شک تھا کہ الہامات جو مجھکو ہوتے ہیں چشمۂ حق سے ہیں یا توہمات و وسوسۂ شیطانی۔

جبکہ حالتِ مایوسی میں قریب تھا کہ خودکشی کریں۔ یہ اُسی بیوی کا جسکی وقعت اور محبت ان کے دل میں تھی کام تھا کہ تسلّی دی اور ہمت دلائی۔ لڑائی جو بعد کو متعصّب۔ کینہ پرور قبیلوں سے ہوئی۔ اوسوقت ام المومنین خدیجہؓ ہی تھیں جو مددگار رہیں۔ ان کے جوش کو قائم رکھا۔ شکست میں تسلّی دی۔ اور فتح کی خوشی میں شریک رہیں۔ وہ بعثت کے تاریک ترین اوقات میں مخلص ترین دوست۔ مرید و دمساز تھیں۔

اسکو سننے کے بعد ناظرین کو کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا کہ طریقہ نجات اصلاحِ زندگی اور تہذیب اخلاق کے لیئے عورت کی ذات کا ہمکو کسقدر

شکر گزار ہونا چاہیئے - لیکن اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام چھوڑ دینا انصاف سے بعید ہے - آنریبل جسٹس امیر علی باوجود وسیع خیال اور بلند نظر ہونے کے کسی وجہ سے جائز سمجھیں لیکن جن کو فقہ و حدیث سے واقفیت ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ اعلیٰ درجے کی عورتوں کی فہرست میں حضرت عائشہؓ کا نام کہاں ہونا چاہیئے - اور اسکا اندازہ کہ وہ آنحضرت کی کسقدر ہمنوا و غمگسار تھیں اور رسالت کے کام میں کسقدر مددگار رہیں مولانا روم کے اس شعر سے ظاہر ہو سکتا ہی ؎

آنکہ عالم مست گفتش آمدی   کلمینی یا حمیرا میزدی

خود بانی شرع یعنی آنحضرت کے برتاؤ کا حال ہم بیان کر چکے - جس قسم کی تعلیم وہ اولاد کو دینا پسند کرتے تھے اسکی مثال حضرت فاطمہؓ میں موجود ہے - بچوں کی حسن تربیت شوہر کی فرماں برداری اور انتظام خانہ داری میں دنیا کی کسی مہذب قوم کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے سے کسی طرح کم نہیں -

علمی قابلیت اور ذہانت طبعی میں ہم معزز مضمون نگار مسٹر جسٹس امیر علی کے ہم خیال ہیں کہ "وہ مرد اور عورتوں کے اکثر اپنے مکان کے صحن میں اور بعض اوقات مسجد عام میں وعظ کہا کرتی تھیں" - بعض خطبے اُن کے اب موجود ہیں - جو اقوال اون کے باقی ہیں وہ وہ عالی دماغی اور عالی خیالی ظاہر کرتے ہیں جو ہر ملک اور زمانے کی مہذب سے مہذب عورت کیلئے فخر کا باعث ہو سکتے ہیں" -

اہل عرب کو فروغ ہوا تو وہ صرف مال و دولت ہی لوٹ کر نہیں لائے بلکہ جہاں گئے وہاں کے علوم و فنون کا بھی خاکہ اُتارا اور عورتیں اس سے بے بہرہ

نہیں رہیں۔ امہات المومنین واہلِ بیت کی وجہ سے جو عورتوں کی منزلت قائم ہوگئی تھی اُسے علم کی چمک نے نہ فقط قائم رکھا بلکہ ذلت اور جہالت کے تیرہ و تاریک غار سے بچا کر اُسی طرح آسمانِ رفعت پر منور رکھا۔

حضرت فاطمہ رض کی نواسی بی بی سکینہ کا طرز معاشرت۔ مذاقِ علمی۔ ایجادِ وضع وملبوس میں وہ شہرہ تھا کہ دور دور کے مشہور شعرا۔ علما۔ فقہا ان کے ہاں جمع ہوتے تھے۔ ملک کے لوگوں نے ان کے اخلاق و اوصاف طبعی ولیاقت علمی بیان کی۔ مگر ابنِ خلکان کے مطابق عورتوں کے سر کی پگڑی کا رواج جسے طُرَّۃُ السُّکَیْنِیَّۃ کہتے ہیں اسی بادیِ خستہ جگر نے ایجاد کیا۔ اور اسی ایجاد کو صدیوں بعد لیڈی میری ورٹلی مانٹیگو نے انگلینڈ میں لیجا کر رائج کیا۔

ضرورت تو یہ تھی اور مناسب بھی تھا کہ اسلامی دنیا کے مختلف زمانوں میں جو حالت رہی ہو اُسکو اول تو خاص عورتوں کی سوانح عمری اور انکا عوام پر جو اثر پڑا بیان کیا جاوے اور پھر مجموعی حالت پر نظر ڈالی جائے۔ اس کام کے واسطے زیادہ محنت۔ کثیر وقت کی ضرورت ہے۔ اس پرچے کے لیے یہی مناسب ہے کہ معزز مضمون نگار مسٹر جسٹس امیر علی سے اقتباس کر کے اُنکی لیاقت اور وسعتِ علمی کی داد دیجائے۔

اسلام کے آغاز اور سلطنت کے کمال وزوال میں عورتوں کی حالت دریافت کرنے کے لیے خلافت اولی دمشق۔ بغداد ۔ ہسپانیہ۔ ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنا ضرور ہے۔

عہدِ بنی امیہ میں حضرت سکینہ کے بعد دو عورتیں قابلِ ذکر بیان کیگئی

ہیں۔ اُمّ البنین - ولید اول کی بیوی - گو ولید اول فاتح اسپین تھا لیکن خود اپنی لائق بیوی کی لیاقت - انصاف پسندی - انسانیت کا مفتوح

دوسری رابعہ بصری جنکی تعریف میں اہلِ تصوف و شعرا کی زبان لال ہے مگر آنریبل سید کو افسوس ہی کہ حضرت سکینہ کے کام کی داد دینی تو ایکطرف مسلمانوں سے یہ دریافت کرنیکی بھی پرواہ نہیں کی کہ وہ مصیبت زدہ کہاں سوتی ہین

مگر زیادہ تر افسوس کا موقع یہ ہی کہ ایسے وسیع علم عالی خیال کے قلم سے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رض کا نام قطعًا پس انداز ہوجاوے۔

خلفای عباسیہ اور اندلوسیہ و دیگر ممالک کے عہد میں جو عورتوں کا اثر سوسائٹی پر رہا اُسکا ہم آجکل کے مسلمان کچھ اندازہ نہیں کرسکتے اور نہ اس مختصر مضمون میں اسقدر گنجایش ہی کہ اِن عہدوں کی مشہور مشہور عورتوںکا حال دو دو چار چار الفاظ میں بھی بیان کرسکیں لیکن جنکو تاریخ دیکھنی کا موقع ملگیا ہے وہ ضرور کہیں گے کہ عورتوں نے بھی کبھی انصاف کے ساتھ حکومت اور شوق سے علم کی سرپرستی کی ہی - کالج قائم کیئے - شفاخانے بنائے - علمِ فقہ وحدیث و ادب و شاعری میں یدِطولی حاصل کیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود معلم بنیں اور اہم مضامین پر لکچر دیے - چنانچہ امام شافعی رح نے بھی علمِ حدیث وفقہ اس کمزور جنس کے علما سے حاصل کیا - ہارون - ماموں - معتزد کی بیویاں زبیدہ - - بوران - قطرۃ الندا - غیر معمولی قابلیت کی عورتیں تھیں - جنکے حق میں ان تھوڑےسے الفاظ پر اکتفا کرنا نہایت ناانصافی ہی - زلیخا دختر نظام الملک خدیجہ ہمشیرۂ صلاح الدین - ترخان خاتون زوجۂ ملک شاہ - اور عہدِ حکومت

خاندان تابک کی بہت سی عورتیں نہایت دلچسپ کارنامے چھوڑ گئی ہیں جنسے صاف پتہ چلتا ہو کہ اس کمزور حصہ نوع انسان کو کسی ماضی میں کیا اقتدار حاصل تھا اور کسطرح اپنے قوی ساتھی کے ساتھ ہم پروازی کرتی تھیں۔

اندلوسیا میں انھیں بکیس جانوروں نے جو بلند پروازی کی سزا میں آج کنج قفس میں بند ہیں وہ نغمے گائے کہ شہروں کو حیات ابدی بخشدی۔

اسپین راج و لادہ حسانہ اُمُّ العُلیٰ کے اشعار کو نہ یاد ہی رکھیں گے بلکہ ابدالآباد تک اونکی خوشخطی کا نقش نہ مٹا سکیں گے۔ اگر طبقہ اعلیٰ میں قرطبہ و دیگر بلاد کی تزئین کی یاد کے ساتھ ظہیرہ کی رفاہ عام کی تدابیر اور تعمیر الظہیرہ کی یاد کیساتھ اسکی کامل شہادت ملتی ہو کہ یورپ کی اسلامی دنیا میں اسکا بڑا اثر تھا تو متوسط درجے میں بھی العیسو اور فاطمہ کی یکتائی اور علم الحدیث کے علوم فقہ و حدیث کے درس کا بڑا شہرا تھا۔

غرضکہ اسپین کی عورتیں سوسائٹی میں آزادی سے ملتی جلتی تھیں۔ عوام الناس کے کاموں شادی جلسوں میں شامل ہوتی تھیں اور قرطبہ و غرناطہ و دیگر مشہور بلاد میں جہاں اکثر کیل کود بھاگ دوڑ کے واسطے لوگ جمع ہوتے تھے ہمیشہ موجود ہوتی تھیں اور بلا روک ٹوک کے مسجدوں میں نمازیں پڑہتی تھیں۔

ساسانی شہسوار جبں سے زیادہ بہادر اور شجاع نے آجتک تلوار میان سے کھینچی نہ سرخی لگائی بیرنم کیسٹلیس سے خدا اور اپنی بانو کی دلبر کے نام پر لڑنے جاتا تھا۔ وہ دلیری کے کام نکرنیکی ترغیب دیتا تھا اور اسکی خوشنودی حاصل

کرنے کی امید پر مرد فیاضی بہادری اور شرافت کے کام کرتے تھے" اور یہی نہیں بلکہ "تحصیلِ فنون و ادب کی بھی پہلی داد عورتوں سے ملتی تھی۔ اور مرد عورت میں اعلیٰ ترین خصائل جمع ہونے کی وجہ سے اسپین کے مسلمانوں کو تہذیب میں وہ عروج حاصل ہوا جو پھر اسپین کو میسر نہ ہوگا۔ لیکن اسوقت ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جسکا جواب معزز مضمون نگار نے نہیں دیا۔ بامِ تہذیب پر پہنچنے کیواسطے اہلِ اسپین کسکے شکرگزار تھے اور کسکے ہونے چاہئیں؟ آیا یہ یورپ اور وہاں کی عورتوں کا اثر تھا کہ یہ ترقی اور عروج حاصل ہوا یا مسلمانوں نے خود اپنے اثر سے اہلِ یورپ کو وہ ترقی کرائی اور عروج پہ پہنچایا جو اب تک نہ اونکو نہ اہلِ اسلام کو دیگر طبقاتِ دنیا میں نصیب ہوا ہی نہ ہوگا۔ اسکے جواب میں طوالت منظور نہیں صرف انگریزی مورخوں کے قولوں کو نقل کرکے ناظرین کی رای پر فیصلہ چھوڑا جاتا ہے۔

بعد وفات آنحضرت محمد علیہ السلام کے ۵ صدیوں میں اونپر ایمان لانیوالوں میں ایسی تہذیب پھیلی جو یورپ سے ہر طرح فوق رکھتی تھی۔ یونان اور ایران سے تہذیب کی بنیاد ڈالی انھیں مدد ملی۔ گرچہ اونکو ان فقیر ملکوں سے بہت کچھ حاصل ہوا لیکن ماحصل کو اونھیں نے بہت ترقی دی۔ اور یورپ کی جہالت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ خود انھیں مورخوں کا قول ہے کہ "جو وقت یورپ میں دوا کا استعمال عیسائی مذہب نے ممنوع کر رکھا تھا اور علاج صرف پادریوں کی مذہبی رسموں کے ذریعوں سے ہوتا تھا۔ عربوں میں ایک اصلی علم حکمت جاری تھا۔ مشرق میں نگاہ غور سے یہی چند سربرآوردہ عورتوں کے نام نظر آتے

ہیں۔ بی بی خانم تیمور لنگ کی بیوی۔ گوہر شاہ شاہرخ مرزا کی بیگم۔ رضیہ بیگم
دختر سلطان التمش۔ نور جہاں۔ ممتاز محل۔ کا اپنے اپنے زمانے میں وضع
لباس۔ ترقی علم وفنون میں ضرور دخل تھا۔ جہاں آرا۔ روشن آرا شاہجہاں
کی بیٹیاں اور زیب النسا عالمگیر کی بیٹی قابل اور تعلیم یافتہ عورتیں تھیں۔
زیب النسا شاعرہ بھی تھی۔ مخفی تخلص کرتی تھی اور گو عام افواہ نے۔ شعر۔

ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ورنہ بذوالفقار علی سر بریدہ ست

کو اس پاکدامن عورت کی طرف منسوب کردیا ہے لیکن شعر۔

دیدہ ام ظلم وستم چنداں زظلمتہای ہند میروم کز بہر خود جائی دگر پیدا کنم

اوسکی طبیعت کا آئینہ ہے۔

معزز مضمون نگار نے نور جہاں اور ممتاز محل کے حالات کو ایک دلچسپ
پیرائے میں بیان کرکے تاریخی غلطیوں کو جو ان قابل عورتوں کی بابت عام
طور سے صحیح مانی جاتی ہیں رفع کیا ہے۔

جو ثروت نورجہاں کو حاصل ہوئی اور جو ذاتی قابلیت اوسیں موجود تھی اوس کا
اس سے پتہ چلتا ہے کہ سکہ پر نام کھدا۔ فرمان اوسکے نام سے جاری ہوئے
جہانگیر خود مقر ہے کہ مینے عنان حکومت نورجہاں بیگم کو دیدی۔ علاوہ اسکے
دسترخوان کو وہ رونق دی کہ نادر شاہ بھی دنگ ہوگیا۔ پوشاک میں وہ طرز نکالا
لکھنؤ والے اب تک تقلید کرتے ہیں۔ عطر کی موجد بھی وہی بیان کی جاتی ہے
علاوہ اسکے جب جہانگیر مہابت خان کے پھندے میں پھنسا ہے
استقلال ومردانگی کا جو ثبوت اس بہادر عورت نے دیا وہ کسی مرد سے

کم نہ تھا - اسی عورت قابلہ کے بھائی آصف خاں مخاطب بہ اعتماد الدولہ کی بیٹی ارجمند بانو جو ممتاز محل کے نام سے مشہور ہے کچہ معمولی عورت نہ تھی - اوسکے آثار کی اب بھی یادگاریں باقی ہیں جنکو لوگ دور دور سے دیکھنے آتے ہیں یورپ کے مورخوں نے اوسکے ساتھہ نہایت بدسلوکی کی ہے - اور حالات یوں بیان کیئے ہیں کہ مینا بازار میں جو بادشاہ کے محلوں میں نوروز کے دن لگتا تھا تمام شہزادیاں بیگمات اور نواب زادیاں بے نقاب دُکانیں لیکر بیٹھتی تھیں بادشاہ اور شہزادے خرید و فروخت کرتے تھے -

غرضکہ انگریزی چیریٹی مارکیٹ اور فینسی مارکیٹ سے یہ تماشہ کچہ کم قابلِ دید نہوتا تھا لیکن ان بازاروں میں حقوق مہمانی اور مردانہ وار دستور کا اسقدر لحاظ کیا جاتا تھا کہ ابتک کوئی زبانِ طعن نہیں کھول سکتا -

کسی شہزادے نے کچہ مذاق کیا تھا مشہور رہے جان سلامت بچانی دشوار ہوئی اسی بازار میں یہ مشہور ہے کہ شہزادہ خسرو یعنی شاہجہاں ارجمند بانو پر عاشق ہوا اور چونکہ بانو کی شادی ہو چکی تھی جہانگیر نے طلاق دلا کر خسرو سے شادی کر دی مگر افسوس ہے اس قصے کی کوئی بنیاد نہیں اور معزز مضمون نگار اس غلطی کے رفع کرنے کی عوض ہمیشہ شکریے کے مستحق رہیں گے - ارجمند بانو کی رسم کے موافق نسبت ہوئی تھی اور پانچ برس بعد دُھوم دھام سے خسرو کے ساتھہ شادی ہوئی -

گو ایسی قابل عورتوں کا سلسلہ ہندوستان میں منقطع ہوگیا تھا لیکن فرمانروائے بھوپال بھی ان سے کم نہیں تن تنہا بلا مساعدتِ شریک و ہمدم سرکار عالی مدار کے اعلیٰ رئیسوں میں سے ہیں اور انتظام ریاست بھی بے ڈھنگا نہیں ہے -

مگر عورتوں سے "مشاہیر" گنانے کے بعد یہ ثابت کرنا اب بھی باقی ہے کہ
عورتوں کی حالت ہر طبقۂ سوسائٹی میں ہمیشہ ہر وقت ہر زمانہ میں ایسی ہی رہی
ہے کہ ہم نے نمونے بیان کیئے۔

آنریبل سید امیر علی کا عقیدہ تو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن اونکے مضمون سے
اسکا ثبوت ملنا شاید دشوار ہے۔ پردے کی بابت فیصلہ کرنیوالی رائے نہ
منقولات سے قائم ہو سکی اور نہ آنریبل سید تاریخ کے واقعات سے فیصلہ
کر سکے۔ اگر کہیں پردہ ہوا ہے تو کہیں برائے نام۔ اور اسپین میں تو بالکل آزادی
تھی جہاں کہ شاید یورپ کا اثر ہو۔ قادر باللہ کے زمانے سے قبل یہی حالت
نظر آتی ہے۔ لیکن اس خلیفہ کے عہد میں آزادی کو روکا گیا اور عورتوں کو
مردوں کی مجلسوں میں آنے جانے کی ممانعت کی گئی اور اسی وجہ سے
معزز مضمون نگار کی رائے میں سلطنت عباسیہ کے زوال کے ساتھ عورتوں کا
بھی زوال ہوا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ پردے کو مضر خیال کر کے بالکل دور
کر دیا جائے بلکہ جو اونکا فیصلہ ہے ناظرین غور سے پڑھیں اسمیں شک نہیں
تعصب سے پاک ہے اور اس قابل ہے کہ مانا جائے۔

"میں ایک لمحے کو بھی یہ رائے نہیں دیتا کہ پردے کی رسم قطعاً چھوڑ دی جائے
ایک رسم جو صدیوں کے عرصے میں قوم کی طرز معاشرت کا ایک جزو ہو گئی
ہے یکلخت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ لیکن کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہندوستان
کے مسلمان قسطنطنیہ کے بھائی مسلمانوں کی پیروی نہیں کرتے جہاں عورتیں
آزادی سے سوسائٹی میں حرکت کرتی ہیں اور انتظام معاشرت میں حصہ

لیتی ہیں- وہاں عورتیں رسالے نکالتی ہیں- تاریخیں لکھتی ہیں- اور سوسائٹی میں میل جول کرتی ہیں-

اسلام میں کیا قباحت ہے کہ ہند کے مسلمان اس شدید رسم کو کم سے کم اس حدتک اصلاح کردیں- تبلیغ اخلاق کا جو رسول عربی نے کی اوسکا عورتوں کی حالت کو رفعت دینے سے بہت تعلق تھا- اونکی منزلت اور سابق کی اعلیٰ مثال طریقۂ زندگی کو گھٹانے سے یہ عام تنزل واقع ہوا اگر ہند کے مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں تو عورتوں کو اوس حالت میں پہونچادیں جو اسلام کے قرونِ اعلیٰ میں تھی،، اسکو پڑھ کر گو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ عورتوں کی ترقی وتنزل سے اسلام کو ترقی وتنزل ہوا لیکن یہہ کہنا نہایت محفوظ ہے کہ ترقی وتنزل میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ تھا-

مصباح العثمان

ترکیب بند بتقریب سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

از نتیجۂ افکار واجد حسین صاحب طالبعلم سکنڈ ایر

مرحبا چوبیسویں! ای روز روشن مرحبا
ہم نہ بھولیں گے کبھی تیری نسیم جانفزا

تیری برکت اور عظمت کا بیان ممکن نہیں
تیری بادِ فیض نے عالم معطر کردیا

جبکہ لندن میں طیورِ خوشنوا تھی نغمہ سنج
شاخِ گل پر چہچہاتی تھیں عنادل خوشنوا

پھرتی تھی بادِ بہاری کیطرح کس شان سے
تختۂ گلبن پہ اٹھلاتی ہوئی بادِ صبا

باغ میں کلیاں نہیں پھولی سماتی تھیں دل
عالم مستی میں اندر عقل کے جامی کے تھا

جسطرف دیکھو نظر آتا تھا سامانِ طرب
کینسنگٹن کا محل مرکز تھا ساری عیش کا

تجھہ مبارک دن میں ای چوبیسویں پیدا ہوئیں
ملکۂ برطانیہ فرمانروا سے انڈیا

---

* ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء

راستبازی اور متانت کے تھے جو ہر آشنا — عہدِ طفلی سے ہی ممدوحہ کو تھا خوفِ خدا
کیوں نہ ہوتیں آپ غربا پرور و مسکیں نواز — مخزنِ خوبی ڈچز آف کینٹ کا شیوہ تہا
لاکھوں غربا اور مساکیں پاگئے اپنی مُراد — زینتِ تختِ ہنور جب ہوئیں وکٹوریا
رفتہ رفتہ دن ہمارے بھی پھرے - جاگے نصیب — ابرِ رحمت خاکِ مغرب سے سوئے مشرق اُٹھا
جاکے ٹکرایا ہمالہ سے - کیا سرسبز ہند — مزرعِ اُمید باراں سے تازہ کردیا
حکمراں دیکھے بہت ہیں تو نے ای پیرِ فلک — پر تبا وکٹوریا سا رحمدل فرمانروا
ہند میں بھی عہدِ برٹش ہی نے پھیلایا امن — کوئی جسکا پھوٹ میں ثانی نہ تھا ہمسر تھا

آئے دن کیا ظلم سے جلتے نہ تھے ہم شصت سال
تو نہ تھا کیا مخزنِ بیداد - ای ہندوستان

کیا نہیں ای ہند ہمکو یاد تیرے کوہسار — بیٹھتے تھے چھپکے جن میں مردمانِ دیوسار
قافلوں کو لوٹتے تھے رہزنانِ سنگدل — کرتے تھے صحرا کو خونریزی سے ظالم لالہ زار
جسطرف دیکھو نظر آتے تھے شعلے جنگ کے — سینۂ مظلوم تھا سوز و لپٹ سے داغدار
سچ بتا ای ہند کیا رائج نہ تھی رسمِ ستی — کیا نہ جلتی تھی چتا کے ساتھ بیوہ دلفگار
بیکسی چھائی نہ تھی عالم نہ تھا کیا یاس کا — سچ تو کہہ تو نے ڈبویا کیا نہ تھا اپنا وقار
کب غلاموں کو لبرٹی تو نے دی ہندوستان — ترس کھایا کس گھڑی صورتکو انکی دیکھ زار
بیٹیوں کے حلق پر خنجر نہ پھرتے تھے یہاں — کیا نہ دختر دیکھکر مادر پدر تھے شرمسار
سچ بتا ہندوستاں جاری نہ تھی رسمِ ٹھگی — مال و زر رہرو کا کیا لٹتا نہ تھا لیل و نہار
خواب میں بھی تار دیکھا تھا بتا ای انڈیا — سچ تو کہہ کیا ریل سے چلتا تھا تیرا کاروبار
ڈاکخانوں میں اسی خوبی سے تھا کیا انتظام — کارڈ پیسے کا روان لاہور سے تا بہار

تھی رفاہِ عام کی خاطر سڑک سو لاکھ میل — ریل بھی چلتی تھی جسکا طول تھا بارہ ہزار
تھی زراعت اور تجارت میں ترقی اسقدر — آبپاشی کے لیئے کھدی تھیں نہریں بار بار
تجکو سب جنگ کی قسم سچ تو بتا اے انڈیا — کون تھا ایسا رعایا پر فدا فرماں گزار

کیا نہ اُٹھتی تھیں تعصب کی یہاں چنگاریاں
صاف کہہ اسمیں چھپانا کیا ہے اے ہندوستاں

یاد کر اگلا زمانہ اگلی حالت فتنہ جو — جبکہ چھائی تھی اُداسی قریہ قریہ کو بکو
دیکھ تو کسکے سحابِ فیض نے جان ڈالدی — بار آور کر دیا دیرینہ نخلِ آرزو
کھل گئیں راہیں ترقی کی مٹا ظلم و ستم — منہ چھپائے پھرتی ہے رسم جہالت کو بکو
بڑھ گیا ہندو مسلمانوں میں یاں تک اتحاد — ایک کا نکلے پسینا دوسرا ڈالے لہو
واہ رے دورِ حکومت تو نے کیا ڈالا اثر — صلح کے رہبر ہیں اب وہ جو کل تھے جنگجو
ایک ہیں ہندو مسلمان اور عیسائی یہاں — بھائی بھائی کی طرح کرتے ہیں فکر و جستجو
ملکے کرتے ہیں فرائض مذہبی ہر سہ ادا — متصل مندر کے گرجا ہے تو مسجد روبرو
فیض سے قیصر کے قائم جابجا کالج ہوئے — کل جہاں لڑتے تھے واں ہے عالمانہ گفتگو
حفظِ صحت کے لیئے پانی مہیا کر دیا — صاف ہو کر شہر میں آتا ہے نل سے آب جو

ریل - پُل نہریں - شفاخانے - سرائیں جابجا
تو نے اے دورِ خجستہ کیا نہ کچھ ہمکو دیا

ہے دعا کا وقت سُن اے خالقِ ہر دو جہاں — تجھ سے میرا حالِ دل مخفی نہیں اے رازداں
نعمتِ تعلیم سے روشن کیئے جس نے دماغ — جہل و نادانی کے توڑے جس سے خنجر اور سناں
باہمی اخلاص سے دل جسنے روشن کر دیا — آسماں پر جسطرح چمکے گروہِ اختراں

مبتلای غم تھے لیکن جسنے دی کلفت مٹا — جسکے باعث تھم گئی رونیسے چشم خونچکاں
فیض سے جسکے ہوا سرسبز تازہ باغِ ہند — جسکے باعث پھر ہوا آباد اُجڑا بوستاں
جو گڈریے کیطرح ریوڑ کی رکھوالی کرے — نونہالانِ چمن سینچے جو مثلِ باغباں
عہدِ بابرکت نے جسکے ہر طرحکا شکھ دیا — کلفتیں دل کی مٹائیں کھو دیا دردِ نہاں
نظم و نسق آفاق کا جبتک نہ پائے انقلاب — صحنِ گلشن کا ہو افسر جبتلک سروِ رواں
شاخِ گل جبتک کلاہِ غنچہ سے پائے شرف — عندلیبِ باغ کا ہو شاخِ گل پر آشیاں
چرخِ گردوں کا زمیں سے ہی علاقہ جبتلک — باعثِ زینت رہی جبتک فلک پر کہکشاں
تجھکو حق قائم رکھے ای بانوی برطانیہ — رونق افزای ہنور اور برزک خانداں
گوکہ ہی ہر قوم پر احساں ترا۔ لیکن بہت — ہم ہیں منت کش ترے ای قیصرِ ہندوستاں
تیری رحمت سے نہیں ای عہدِ برٹش کچھ بھی دوٗر — بام یونیورسٹی کی ہو یہ کالج نردباں
تابعِ فرماں ہیں سیکھیں ہر اک علم و ہنر — اُبھرے پھر اسلام کا ڈوبا ہوا نام و نشاں
ہو قلمرو بھی تری ای عہدِ برٹش پائدار — نام بھی مشہور ہو پائے حیاتِ جاوداں
جھوم کر آیا ہی ابرِ رحمتِ حق ۔ تو بھی اب — کر سخن اپنا دعا پر ختم ای طبعِ رواں
مدتوں سر پر ہمارے سایۂ قیصر رہے — عمر افزوں ہو بڑھے جاہ و حشم اعزاز و شاں

تیرا ای خاتونِ دولت دائما دل شاد ہو
خانداں شاہی ترا پھولے پھلے آباد ہو

پولیٹیکل سائنس

(۳)

اس مضمون پر قبل ازیں دو لکچر اسی رسالے میں چھپ چکے ہیں -
اس مرتبہ ہم تیسرا لکچر پیش کرتے ہیں - اور آیندہ جبتک کہ ختم نہو گا
یہہ مضمون چھپتا رہے گا -

نمبر ۳

پولیٹکل سائنس

علم کی ہر ایک شاخ کے تحصیل کرنے میں یہ امر لازمی ہے کہ اوس علم کے اون صاف صاف اور رائج الوقت خیالات سے بخوبی واقفیت حاصل کیجائے جن سے بحث کیگئی ہے - اسطرح سے ابتدا کرنا نہایت ضروری ہے - اسکے بعد ہم عام قوانین قائم کرسکتے ہیں - منجملہ اون مشکلات کے جن سے پولیٹکل سائنس (علم سیاست) کو آج کل مقابلہ کرنا پڑتا ہے ایک یہ ہے کہ وہ الفاظ جنکے معنی میں عام خیالات شامل ہیں ایسی بری طرح استعمال کیے جاتے ہیں اور اونکی ایسی بری تعریف کیجاتی ہے کہ صحیح استدلال کرنا بہت ہی مشکل ہوجاتا ہے - مثلاً سیلی نے بتایا ہے کہ اگر لفظ آزادی (لبرٹی) کا ذکر کریں تو ہمکو بتانا چاہیے کہ ان معنیوں میں سے قلم نے کس معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے - علاوہ بریں چند خیالات بالکل پیچیدہ ہیں اور کسی مختصر تعریف کے ذریعے سے ہم نہیں بتا سکتے کہ لفظ کے ٹھیک معنی کیا ہیں - فقط سلطنت (اسٹیٹ) میں اسیطرح کا خیال شامل ہے اور میں پولیٹکل سائنس (علم سیاست)

کے خیالات کو سلطنت (اسٹیٹ) کے مضمون سے شروع کرنا چاہتا ہوں - اس بارہ میں اکثر لوگوں کے خیالات نامکمل ہیں - سلطنت کی ایک شکل ونکے خیالات پر محیط ہو جاتی ہے اور اوسکی برابر جو اور ضروری شکلیں ہیں اونکو چھوڑ دیتے ہیں - انگلینڈ میں وضع قوانین گورنمنٹ کا فرض سمجھا جاتا ہے اور ہندوستان میں انتظام کرنا - غالبًا کابل میں فوج کا قائم رکھنا گورنمنٹ کا فرض ہے - دراصل سلطنت ایک نہایت ہی پیچیدہ مجموعۂ انتظامی کا نام ہے - اگر ہم اسکا صحیح خیال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمکو چاہیئے کہ اوسکے مختلف حصوں کو جدا جدا کریں اور ہر ایک حصے کو تفصیل کے ساتھ جانچیں جسطرح کہ انسان کی بناوٹ جاننے کیواسطے رگوں اور ہڈیوں اور کھٹھری کو جاننا - ہضم کے آلے کو دریافت کرنا - دَوران خون کو معلوم کرنا اور نیز از سرنو پیدائش کے اسبابا کو سمجھنا ضروری ہے - اسیطرح میرا یہ منشا ہے کہ واقعات طی شدہ کی ایک مستقل بنیاد ملجائے اوسکے بعد سلطنت کے عام استنباط کی طرف توجہ کیجائے - جبتک ہم کو یہ نہ معلوم ہو کہ سلطنت کسطرح کے مجموعۂ انتظامی کا نام ہے اور اوسکے فرائض کیا کیا ہیں ہم مندرجہ ذیل بلنٹشلی (صفحہ ۶۷) کے اس مسئلے پر نکتہ چینی نہیں کر سکتے ہیں کہ ''سلطنت اخلاقی مجموعی نظام ہے'' جو افراد میں پبلک خیالات پیدا کرے اور وہ ایک قانون ہے جسمیں اوسکا وجود اور اوسکا نشو و نما شامل ہے -

سلطنت کے بعض فرائض اعلی ہیں اور بعض ادنی - اعلی سے میری مراد اون فرائض سے ہے جو نہایت ہی ضروری اور لازمی ہیں یعنی جنکا انصرام سلطنت ہی کو کرنا چاہیئے اور سلطنت ہی کر سکتی ہے - اس قسم کے فرائض میں سے بیرونی دشمنوں سے بچنے کے واسطے محافظت کرنا ہے - درجۂ ادنی کے فرائض میں سے بعض بہت مفید ہیں مثلاً تعلیم جسکی نسبت سلطنت کو اختیار ہے خواہ خود انتظام کرے یا اپنے ذریعہ سے انتظام کرائے

سلطنت کے اعلیٰ فرائض جدا جدا بیان کرنے میں بہ نسبت منطقی مباحثات کے سادگی اور وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کو میں زیادہ پسند کرتا ہوں۔ مثلاً افواج کے قائم رکھنے اور ٹیکس کے ذریعے سے روپیہ وصول کرنیکو جداگانہ فرائض مانونگا گوکہ فوج بغیر روپیہ کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اس عمل میں اوس اصول کی پابندی کرونگا جو برتنے میں آسان پایا گیا ہے یعنی دو مختلف وزرای جنگ و خزانہ رکھے جاتے ہیں اور ہر دو صیغہ جات ایک دوسرے سے جدا سمجھے جاتے ہیں۔

میرے نزدیک سلطنت کے پانچ جداگانہ اعلیٰ فرائض ہیں۔

(۱) بیرونی دشمنوں سے حفاظت۔

(۲) بغاوتوں اور اندرونی خانہ جنگیوں اور بدامنیوں کو روکنا۔

(۳) وضع قوانین۔

(۴) عدالت اور پولیس کا قیام (قانون اور امن وامان کا قائم رکھنا۔ جان اور مال کی حفاظت کرنا)۔

سلطنت کے مفصلۂ ذیل فرائض ہیں اور وہ ہر ایک سلطنت میں مختلف ہیں۔ مثلاً

ضرب سکّہ۔

صیغہ جات ڈاک۔

امور رفاہ عام یعنی ریل۔ سڑک۔ نہر۔ پُل وغیرہ۔

تعلیم۔ تجارت۔ حفظ صحت۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج میں سب سے اول اعلیٰ فرض یعنی بیرونی غنیم سے سلطنت کو محفوظ رکھنے پر بحث کرونگا چونکہ گورنمنٹ کا یہ اول فرض ہے۔ لہذا بہت قیمتی بھی ہے کیونکہ اگر اس سے بے پروائی کیجائے

تو سلطنت نیست و نابود ہو جائے۔ یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کوئی سمجھدار آدمی اس سے انکار نہ کریگا مگر لوگوں نے انکار کیا ہے۔ نیشنل کانگرس منعقدہ ۱۹۰۶ء میں رزولیوشن نمبر ۹ اسطرح شروع ہوتا ہے۔

"اُس کانگرس کی یہ رائے ہے کہ سلطنت انگلشیہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ ہندوستان میں تعلیم کی امداد و حمایت کرے"

اس رزولیوشن میں اتنا اور نہیں بڑھا دیا گیا مگر بڑھانا چاہیے تھا کہ یہ امدادی تعلیم بزبان روسی ہو نہ کہ بزبانِ انگریزی۔ اسلیے کہ اونکی رائے کے بموجب اگر گورنمنٹ اس اصول کو اول مان لے تو زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ اس بیوقوفانہ رائے کے مقابلے میں سلطان ٹرکی (جنکی بعض افعال کے گو ہم مداح نہیں ہیں) کی اس دانائی کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اونھوں نے چند سال سے اپنی افواج کی ترقی کی طرف بالکل توجہ مبذول کر دی ہے اور خاص کر کے جرمنی میں اپنے افسروں کو فوجی تعلیم کی غرض سے بھیجکر گذشتہ جنگ میں نہ صرف اپنی سلطنت ہی کو تباہی سے بچالیا ہے بلکہ تمام یورپ میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ بیمار میں جتنی قوت لوگ خیال کرتے تھے اوس سے بہت زیادہ ہے اور اگر کوئی پیچیدگیاں پیدا ہوں تو وہ قسمتوں کا نہایت خوفناک فیصلہ کرنیوالا شخص ہے۔ ملکی حفاظت کے متعلق تین مختلف عملی کام ہیں۔

(۱) افواج بری۔

(۲) افواج بحری

(۳) سلطنت کے متعلق بیرونی مصلحتِ ملکی کا انتظام۔ اور دیگر سلطنتوں کے ساتھ سیاسی تعلقات کا قائم رکھنا۔

ہر زمانے اور ہر ملک میں فوج آلۂ حفاظت رہی ہے۔ حفاظت نہایت تکلیف دہ

ضرورت ہے جسمیں انسان اور حیوان دونوں شریک ہیں اسکی بنیاد اوس اسٹرگل فار اگزسٹینس (تنازع للبقاء) پر ہے جسکی نسبت ڈارون کی راے ہے کہ ہر ذی روح کی یہ خاص صفت ہے۔ اکثر جانور یا تو اپنے بچاؤ کے لیے قدرتی آلات رکھتے ہیں یا اونمیں قوتِ پرواز ہے۔ ھربرٹ اسپنسر (پولٹیکل انسٹیچیوشنس صفحہ ۳،۴) کا مقولہ ہے کہ تمام زجاندار جوانی کی حالت مین جنگجو ہیں۔ لہذا فوج ایک متحرک جماعت ہے۔ اور جماعت (یعنی تمدن گروہ) ایک ساکن فوج ہے۔ رفتہ رفتہ اس جماعت میں سے ایک گروہ جنگ کیواسطے مخصوص کردیا گیا۔ جہانتک سپاہیوں سے تعلق ہے آجکل یورپ میں میلانِ طبیعت اسطرف ہے کہ پرانی باتوں کی جانب تبدیلی واقع ہو اور ہر شخص کو جبرًا فوجی خدمات دیجائیں۔

ابتداءً فوج کا اعلیٰ افسر سول اور پولٹیکل افسر بھی ہوتا تھا اور اسکی صاف یہ وجہ ہے کہ اوسکو جسمانی قوت پر اقتدار حاصل تھا۔

موروثی سلطنت کا اصول ان دونوں خدمات کے اجتماع کے اسوجہ سے خلاف ہے کہ اکثر موروثی بادشاہوں میں وہ ضروری اوصاف نہیں ہوتے جو کمانڈر انچیف (فوجی اعلیٰ افسر) کے واسطے لازمی ہیں۔

تعلیم یافتہ سلطنتوں میں منجملہ اور اہم مسئلوں کے فوجی قوت کو بحدِ مناسب سول قوت کے ماتحت رکھنے کا بھی ایک مشکل مسئلہ ہے۔ ایسی مثالوں سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔ پہلی قوت نے دوسری قوت کو اُلٹ دیا ہے۔ سیزر، کرامول اور نپولین منجملہ سپاہی تھے جنھوں نے سول کے حکام کو برباد کردیا۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں پیغمبر صاحب اور خلفاے راشدین فوج کے اعلیٰ حکام تھے۔ سلطنتِ مغلیہ

ن شہنشاہ کمانڈر انچیف ہوتا تھا - فوج کا اپنی بے انتہا قوت کے ساتھ افسران
سول کے ماتحت ہونا منجملہ اور بہت سی تدابیر سلطنت کے مشکل و نازک مسئلوں
کے دشوار مسئلہ ہے - میں نے سُنا ہے کہ جاپان میں منجملہ اور مشکلوں کے ایک
مشکل یہ بھی درپیش ہے - ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں جنرلوں نے
افسران سول کی قوت کو غصب کرنا چاہا تھا - زمانۂ حال میں جرمنی کا شہنشاہ کمانڈر انچیف
بھی ہے اور نہایت ہی قرین قیاس ہے کہ اگر کوئی جنگ شروع ہو تو موجودہ شہنشاہ بذات
خود فوج کشی کرنے پر اصرار کریگا - اہل قلم اہل سیف پر صرف اسیطرح سبقت پا سکتے
ہیں کہ افسر اور دیگر اشخاص جتنے اہل سیف کے ماتحت ہیں اوس سے زیادہ ان کے
ماتحت ہوں - سپاہی کو اطاعت شعاری کی تعلیم ہوتی ہے اور اوسکے دل میں
فطرتاً اپنے افسر کیطرف خیرخواہانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں یہ خیالات صرف اوسی
حالت میں دوسری طرف پھیرے جا سکتے ہیں جبکہ فریق ثانی زیادہ تر مضبوط ہو -
بادشاہ کیطرف خیرخواہانہ توجہ اسی قسم کے خیالات میں سے ہے اور تاریخ سے
ثابت ہوتا ہے کہ فوجی بغاوت کے روکنے کے واسطے یہ توجہ کافی ہے انگلینڈ میں
علاوہ اس خیال کے مجموعۂ قوانین کے ساتھ جو صدیوں میں تیار ہوئے ہیں نہایت
زبردست دلی تعلق ہے - یہاں تک کہ اگر وزیر اعظم کچھ حکم دے اور کمانڈر انچیف کچھ
اور تو اس حالت میں افسران فوج کمانڈر انچیف کی اطاعت کرنے کی رائے دیں گے
جو لوگ عادی نہیں ہیں اونمیں سلطنت جمہوری قائم کر دینے سے فوج کو اکثر زیادہ
قوت ہو جاتی ہے جیسا کہ اسپین اور شمالی امریکہ میں ہو چکا ہے - اس بات میں ذرہ شک
نہیں ہے کہ اگر ہندوستان میں یہ عمل کیا جائے - باقی آئندہ -

NOTICE.

SALE OF BOOKS.

The Librarian of the M. A O College offers the following *duplicates for sale* at less than *half price*. Other books also for sale. Price List on application.

No.	Title	Rs	As	P.
1.	Selections from Wordsworth by Turner ...	1	0	0
2	Mental and Moral Science by Bain ...	3	0	0
3.	Longer English Poems by Hales . . .	2	0	0
4	Algebra by Hamblin Smith	1	0	0
5.	Burke's Select Works Vol II. by Payene .	1	0	0
6	Elementary Geometry and Conic Sections by Wilson	2	0	0
7.	Handbook of the English Tongue by Angus	1	0	0
8	Dr. Smith's Smaller History of Greece ...	1	0	0
9.	English Poems by Milton (Cl Press) ...	1	0	0
10.	An Introduction to the Language and Literature of England by Mackey .	1	0	0
11.	Metaphysics by Mansel	2	0	0
12.	The Elements of Psychology by Robert Jardine	2	0	0
13.	Logic by P K. Ray	2	0	0
14.	Paradise Lost—Books I II.	1	0	0
15	Through Asiatic Turkey Vols I and II per Vol by Geary	1	0	0

Apply to the Librarian,

M. A. O. College, Aligarh.

Club. This team was far stronger than the Telegraph team by whom we were defeated before and this was due only to our long and standing practice and the inter-matches between School and College and different houses in which the students take a great deal of interest.

In this match Zaffar Umar played extraordinarily well. Although he could not score he was the main pillar of our success. He was always seen running along with the ball and was never afraid of anybody. Our forwards kept a good line and our halves fed them nicely. The work they put upon our players by the opponents fell to our halves thereby and they gave very little chance to let the ball come to their full backs.

It is the first time that our team has defeated such a strong one and hope to do so more and more. This match has given a very encouraging result of our efforts and we soon expect a return match from them before the 15th June as they promised to do so, for which we find ourselves quite ready and we hope to give another account of our victory in the next Magazine.

ABDUL MAJID KHAN,

Foot-Ball Captain.

Personal.

Professor Arnold has been appointed Officiating Principal of the Oriental College, Lahore.

Out of five Mohammedan Tahsildars that have been selected for Deputy Collectorships three are ex-students of our College, namely :—

Akhtar Mohammed Khan, Bareilly.
Itrat Hosain, Banda.
Qazi Makhdum Hosain, Kheri

We congratulate them on their appointment.

being two goals to zero Now the match was worth seeing for our opponents made great efforts to equalize, but they were skilfully repulsed by our halves At this period of the game one of the team was seriously injured and we gave a substitute for him. On account of the skilful control of our halves on the ball their efforts proved quite in vain and the ends were changed by two goals to none for College After refreshing ourselves in the recess time the ball was again kicked off from the centre and after successive attacks on our goals they got the ball clear of our backs and shooting it through the goals scored a goal. At this time both the parties were highly excited and the game was much enlivened by the visitors' applause The opponents played a very dashing game but our players never lacked energy and pluck. Many attacks were made on the goals but we could not score soon on account of the skilfull goal keeping of our opponents. The goal keeper was always found ready to use every part of his body to defend his goals and it was on account of him only that our score couldn't rise higher. At last Zaman Mehdi Khan shot so nicely that it went through the goals pushing the hands of the goal-keeper backwards and our score stood by three goals to one In the rest of the time no goal was scored and the game was won by three goals to one for the College

The following members represented the College eleven in this match :—

Haji Husain and Hamid Husain (left wing forwards) Zaman Mehdi and Sinajee (right wing forwards), Zaffar Umar (centre forward), Sadiq Ali (right half), Abdul Samed (left half), Qadir Beg (centre half), Hamid Shible (left back), Abdul Majid Khan (right back). Abdul Qadir (goal).

It must be noticed at the same time that we were thrice defeated by Telegraph Club and the team we played against and won was picked up from Telegraph Club, High school and Agra

Mohsin bowls well and plays a good game when there is a good light; he pulls the ball in an easy style.

The men that will go to Naini Tal are Abdullah, Ziaullah, Shokut, Jalil, Abid Said, Fyaz, Mohsin, Mughni, Ashfaq Kadir, and Sher Ali. Ali Hasan (*Captain*). Sirfaz and Abul Hasan will go as Scorer and Umpire respectively.

As we go to press we learn that the first match against Naini Tal ended in a victory for the College team by 7 runs.

ALI HASAN.

Our Foot-ball tour to Agra.

We sent a foot-ball challenge to the Agra Telegraph Club but we met with a refusal as they were missing some of their players. But on the same day we got a challenge from the Agra Station Club which was readily accepted by us, and we started for Agra on the 27th ultimo by the 1 P.M. train which reached there at 5. From the Railway Station we drove straight to the foot-ball field as we had already dressed ourselves in the train. No sooner had we reached the field than we found it altogether crowded by ladies and gentlemen of the station who gave us a very cordial reception. After a short rest the ball was kicked off by the M. A. O. forwards at 6 P.M. and time of play being fixed at half an hour each way. The play was opened with great excitement and the opponents gave us a hard and dashing game all throughout, but they put very little work on our full backs. After a hard struggle of 15 minutes the ball was successfully carried down by Zaffar Umar to our opponents goal and after a great rush it was shot through by Haji Husain who scored the first goal for the College. When the ball was kicked off from the centre the M.A.O. forwards took possession of it and after same combined and systematic play the ball was put through again by Hamid Husain, the score

speakers seemed to regard the action of the University as a personal injury done to themselves. The proposition was supported by athletes and non-athletes alike, and those who opposed the motion, (Ashraf Ali, B.A., Mohammed Yaqub and Mohammed Hayat) came forward, it appeared not so much to defend the action of the University as to give the meeting an appearance of debate, for according to the rules of the club no proposition can be supported until at least one speaker has spoken against it. The speakers for the proposition, besides the mover, were, Sajjad Hyder, Abdul Hamid Khan, Abdul Hakim and Syed Hamid Hosain. The voting showed that on this subject at least the members had made up their minds once for all, as out of 64 voters, 61 voted for and only 3 against the proposition.

SAJJAD HYDER,

Honorary Secretary.

Cricket.

Our Cricket practice is going on most regularly and nearly all the men of the XI take much interest in preparing themselves for the next season's tour. Nearly all of us have improved a good deal, specially Abid who always plays with much caution and who is particularly punishing on the leg side. His half volley hits are almost always safe boundaries. Fyaz has improved in wicket keeping and in batting too. We expect him to be another good wicket keeper of our College. Mohammed Abdullah has returned from his temporary appointment in the Opium Department and he is in good form in bowling as well as batting and plays a steady game at net practice. We expect him to make a very good score in the next matches up at the hills. Jalil played a dashing game in the last matches but now his play is a mixture of steady and dashing game.

Kadir is in form he plays more confidently, we expect a good deal from him as he is strongly built with very strong wrists.

Siddon's Union Club.

The whole of the Urdu Newspaper press in India—from the proprietors and editors down to printers and peons—must have it is believed trembled with suspense on the 16th May last, when the House met to pronounce its judgement on the present state of Urdu journalism; to give facilities for defence, the delibera tions were carried on in Urdu

Hyder Hasan with his vast experience of Urdu journalism and its ways and means came forward with the following strongly denunciatory proposition that "*This House is of opinion that Urdu Newspapers are doing harm instead of good to the country.*" With the solitary exception of Mohammed Yaqub who also took a very gloomy view of the work done by our journals, the rest of the speakers seemed to be rather lenient towards the Urdu press. The cudgels in behalf of the native journals were taken up by Sajjad Hyder who said he was as dissatisfied with the present state of Urdu journalism as the proposer himself, but he blamed the public rather than the press for this undesirable state of things. The Newspapers were what the public had made them, and it was with the readers to reform them or make them even worse. Raza Ali, Vajid Husain and Mohammed Hayat supported his views, which were shared, let it be known to the native journalists for their edification or comfort, by the majority of the voters, who decided by 6 votes to 10 in favour of the Urdu press.

But *the* debate of the last fortnight was held on Saturday, the 27th May. If ever any subject proposed in the club evoked the keenest interest from the members, it was the subject discussed on the 27th of the last month. Mr. Ali Hasan moved that "*This House disapproves of the action of the Allahabad University in discontinuing the grant for the University Athletic tournament.*"

The attendance was unusually large, and the proceedings were characterised by great excitement and liveliness. The

This shows that the students have been regular in the performance of their religious duties.

Small boys of tender age offer their prayers in the Zahoor Ward under the constant supervision of Mir Wilayat Husain sahib, the Proctor of the College, who gives them impositions or punishment if they show any negligence in their religious duties. The School boys offer prayers four times a day in the Debenture Boarding House (now called the Denton Court) and evening prayers in the mosque. They are given impositions if they neglect their religious duties.

The system of fines in the College Department (*i. e.*, two annas fine per Namaz, if any student is absent from the mosque) warns the College boys to attend the mosque regularly.

Maulvi Abdullah, the Dean of the College, expounds the Quran for half an hour before the opening of the College classes. Besides he delivers religious sermons after the Juma prayer and occasionally warns the students of their negligence in religious observances.

The occasional visits of Nawab Mohsin ul Mulk to the mosque have done much good towards the regularity of the students.

In the month of Ramazan Hafiz Mohamed Bakhsh, Hafiz Nurud Din, and the Zahoor Ward boys, recited the Quran in the Mosque and the Ward respectively.

It is to be regretted that the mosque is still lying in its unfinished condition a fact that should invite the attention of the Musalmans to think it their religious duty to increase the mosque fund and thus complete its building.

The dictates of religion demand its completion before the erection of some other mosque in a city where plenty of mosques are already existing for religious observances.

ABDUR RAHMAN,
Prayer Monitor.

Two numbers of the Magazine will be published during the vacation namely on July 1st and 15th We hope that during the vacation some of our students will take the opportunity to contribute a few articles to the Magazine. We are grateful to the Secretaries of the various clubs and societies, who send in their fortnightly reports with great regularity, apart from these, contributions from students are few in number

---

Students of the College will be interested to know that Professor Morison is publishing a volume on "*Imperial Rule in India.*" Mr. Morison has been for some time past making special study of Indian economics, and his work will doubtless contain the result of his labours and should therefore be especially interesting to all students of history and political economy.

The hot weather so far from checking the ardour of our foot-ballers and cricketers and other athletes seems to have awakened them to fresh energies, for not content with the long hours of daylight a club has been started for nocturnal tennis. The game is carried on by lamplight and is we believe a very interesting variant on the more commonplace game of ordinary daylight.

Religious Observances.

IN THE M. A. O. COLLEGE.

We have received the following report from Abdul Rahman B A.; the senior Prayer Monitor :—

Attendance at prayers is strictly compulsory according to the rules previously in force The total attendance in the year, for working days has been 112,716 and daily average attendance 417 5.

College, Maulvie Abdulla Ansari, who is looked upon with great respect and is one of the highest Maulvies, immediately after the usual *Asir* prayers offered the following prayer in which all present joined on behalf of Her Most Gracious Majesty the Queen Empress of India

In the Koran God says that "One good turn deserves another" and His Prophet adds that "whoever performs a good act for you, be thankful to him, and do a similar act in return"; and if you cannot afford to do so pray for him."

Now it is as clear as daylight that there are innumerable blessings and boons conferred by Her Most Gracious Majesty the Queen Empress on all her Indian subjects especially on the Mahommedans For example, the liberty given us to preach Islam and to teach Oriental and Theological learning in the Islamic Schools and Muktabs; the liberty too is given to construct grand mosques, to found splendid schools and to hold Islamic meetings with great pomp and to be devoted to our religious principles and belief and to act up to them These are blessings which we cannot praise too much Therefore our heartfelt thanks and deep gratitude are due to Her Most Gracious Majesty the Queen Empress of India and in obedience to the commands of both God and Our Prophet it is incumbent on us to pray for Her long life, prosperity and welfare.

We therefore assemble together most humbly and pray the Almighty God to grant her a very long, peaceful and prosperous reign '

All who were present offered prayers to the above effect from their inmost heart with all sincerity and truth

College News.

he College vacation will extend from June 15th to October 1st.

al attendants was a Mohammedan from this part of India. She had therefore a special claim upon their loyalty and affection, and he trusted that among all the expressions of loyalty and prayers for the welfare of the Queen that would be heard in all parts of the world that day, there would be none more earnest and sincere than those uttered in Aligarh.

The Nawab Mohsin-ul-Mulk, who spoke in Urdu, said that the blessings which the reign of the Queen had brought to India were unparalleled in history. In art, in literature, in science, and in commerce wonderful advance had been made, and with it had come order and the impartial administration of justice. No such rule had been known in India before; and all Mohammedans could not but unite in grateful loyalty to the sovereign from whose hand these blessings had come.

Several poems celebrating Her Majesty's reign having been read by students of the College, the meeting concluded with three cheers for Her Majesty the Queen-Empress.

In the afternoon at the *Asr* prayers in the College mosque, special supplications were offered for Her Majesty's welfare, and passages from the Koran were read, confirming the Mohammedans in their loyalty to the Government.

In the evening a Garden Party was given in the College cricket field by the Trustees, Staff, and friends of the College: more than 500 guests were present, including all the European residents of the station, and the chief Hindu and Mohammedan gentlemen of the district.

Prayers on the Queen's Birthday.

On the 24th May, 1899, at half past 5 o'clock in the evening all the College Mahommedan Professors, Teachers and Students as well as many of the Mohammedan Residents of the Station assembled in the College Mosque. The Dean of the

hall in which they were then assembled. Some opposition was offered in England at that time to the assumption of the title Empress on the part of Her Majesty, but Lord Beaconsfield, who was himself an Oriental by birth, and well understood what would be pleasing to the Oriental mind, wisely used his influence to bring about the change. It was contrary to historical fact to suppose that the British had supplanted the Moghal Empire: the Moghul Empire under the repeated attacks of the Mahrattras, was tottering to its fall when the British appeared. As far as the Mohammedans were concerned, the British came rather to rescue than to destroy, a fact which their own Emperor Shah Alam had set forth. They owed much to the British rule, and he called upon them now to join him in his earnest prayer for the continuance of the British rule, and the long life of their present ruler Her Gracious Majesty the Queen-Empress.

Mr. Llewelyn Tipping, who followed, said that his presence there, as the representative of the College staff, was due to the unfortunate absence of Mr. Beck through illness. Such an occasion as the present, he thought, was a peculiarly happy one—enabling them all, as it did, to meet on common ground; all distinctions of race and creed were for the time forgotten, and they were united in allegiance to one Throne, and in loyalty and affection to one Gracious Lady. To those present who were students of history, such an occasion offered an opportunity of connecting the present with the past. When they read of vast empires, and great and noble sovereigns they should remember that they were privileged to form part of an empire greater than any recorded in history; and to be subjects of a sovereign distinguished beyond all others for the wisdom of her rule and the nobleness of her character. Their Queen had made her reign a great one in the page of history, not only by her wisdom and statesmanship, but also by the elevating influence of her pure and noble life. Her Majesty had always had a special care and thought for her Indian subjects; in her old age she had set herself to learn the Urdu tongue, and one of her person-

denied the most rudimentary and indispensable rights extended to all other British and foreign co-residents there.

Mr Fasieodien, Osman Mohmoed, and Mohammad Omer also spoke on the subject, and on the motion of Mr. Ebraheem Sooher, it was resolved that copies of the proceedings should be sent to the British Government and to those whom the subject may concern.

The meeting then concluded with the *Fateha* and the playing of the Hamidia and Oriental Marches

---

The Queen's Birthday.

AT THE M. A.-O. COLLEGE, ALIGARH.

(From the Pioneer.)

Her Majesty's eightieth birthday was duly celebrated on Wednesday in the M. A.-O. College, Aligarh. In the morning a meeting took place in the Stratchey Hall at which a large number of Mohammedan and Hindu gentlemen, in addition to the students of the college, were present.

Mr. Molony, the Collector of the District, who presided, said it was unnecessary for him to attempt to describe the great benefits which her Majesty's rule had conferred on all parts of her dominions: they were patent and obvious to every one. But, as the representative of Her Majesty's Government in that place he rejoiced to witness and to take part in such spontaneous manifestations of loyalty.

The Hon'ble Syed Mahmood, after describing the greatness of Her Majesty's dominions, and the benefits of her rule, reminded his hearers that only a week after the proclamation of Her Majesty as Empress of India in Agra in the year 1877, Lord Lytton had come to Aligarh to lay the foundation stone of the

settled in the Transvaal, to be as kindly supported and even more fondly fostered by their Home Government than their fellow brethren, the other British Uitlanders. They ask for no more than their legitimate and equable share of protection, and this the Government of Great Britain, which has taken over the imperial government of India owes to its most faithful and loyal subjects, the Indian Moslems residing in the Transvaal. They wish for no hand in and interference with the management in the Transvaal affairs, but simply claim the right to trade in whatever part of the town they choose, to hold property directly, and in their own name, like other British and foreigners, because of the enormous extra expenses and risks entailed on the Indian Moslems till now, by the necessity of obtaining licences only through compulsory, very exacting and sometimes not over scrupulous European mediators. If these highly objectionable and most unfair dealings were properly brought into light and exposed, instead of purposely confused and misrepresented, he (the speaker) is convinced that one of the great obstacles and hindrances which bar the way to a better understanding, and form the nucleus of so many sources of bitter grievances among the Uitlanders, and of constant and irritating friction with the Boer Government could be soon remedied and finally put a stop to."

Hadjee Mohammed Douhé thinks it useful and urgent to reveal this true state and statement of things in the interest of justice peace and prosperity so necessary to the gradual and complete development of the legitimate British commercial interests in the Transvaal, in which these Indian Moslems, unable to speak for themselves, are not the least devoted and loyal co-workers, and on whose behalf he deems it his bounden duty to raise his voice in the name of the London Moslem Congregation, on the occasion of this, one of their grandest religious Festivals, trusting that the British Government, the British Press and Public, will not forsake their Indian subjects and fellow citizens settled in the Transvaal; but on the contrary will see that they are not unjustly

The Indian Moslems who came over to the Transvaal, some firms at least, previous to the gold find, have been carrying on their business there in a quiet and unobtrusive manner, so as to foment the most friendly relations and intercourse with the Boers and their government. But some British firms which ought to prove their best co-workers in the fields as equally loyal subjects of Her Majesty, Queen Victoria, Ruler of the British Isles and Colonies, Empress of India, have grudged these Indian Moslems equal rights and claims; perhaps out of jealousy and rivalry, as these modest and abstemious subjects of Her Majesty, not indulging in superfluous luxuries, can afford to do business on more frugal and economical lines, wherein both purchasers and buyers can find their mutual profit and interest. But again is it permissible and lawful that rivalry and jealousy—allowable within certain limits of fair play and honest competition—should go the length of ousting competitors by unjust and fratricidal malpractices? (Shame, Shame). Well, this is exactly what has taken place and is still permitted to go on, and the *Press* and *Public* at large have been hoodwinked in this deliberate and misleading confusion and omission. A certain minority has tried to inveigle the Boer Government into the obviously preposterous notion that the old Boer law about the location of African blacks (Caffirs, Matabeles, Zulus, etc., could and should be applied to Indians, who are not blacks, and are besides, no less lawful and loyal British subjects. It is quite manifest that such a Location Act, thus unjustly construed and misapplied, unduly hampers and handicaps the commercial transactions of the Indian Moslems established in the Transvaal, dislocating and crippling their transactions and dealings, obliged as they would be to live here, to trade there, far from the real centre of their business-houses and their civil as well as religious buildings, around which it is then full right and claim to congregate, as in every free and civilised community. Nay, more, if all British subjects are entitled to the complete protection of their rights and privileges, in that large Family of the British Empire, are not the less privileged Indian Moslems

Adjourning to the Meeting Room, where an Oriental repast was provided, Osman Ashton, Esq., presided, and proposed the health "The Calipha-tol-Moslmmen," which was responded to with feelings of pleasure and rejoicing by all.

Emeen Bey, of Smyrna (Asia), next gave the health "The Moslem Monarchs," to which Syed Sheriff Abdus Salaam (of Morocco), Syed Husain, Hadjie Gasuldien, Hadjie Mohammed responded, and was heartily received by all.

Finally, the toast, "The Moslem World" proposed by Alhadjie Douhé, led to a general consideration of the religious position of the Moslems at large. The Hadjie rejoiced at Moslems breathing in an atmosphere of peace and tranquility, and he exhorted all those who were thus circumstanced to strengthen their position by maintaining the peace and by bringing about, or helping to bring about a peaceful and happy condition of all their fellow co-religionists. The speaker then proceeded to refer to a special petition and wish which all Moslems have dearly at heart, concerning their fellow-brethren in the Transvaal. For this is a question with which the speaker is thoroughly conversant and familiar, having had himself a long and intimate experience of and acquaintance with the problems with which the Uitlanders are now confronted, all the more as the real circumstances of the case do not seem to be entirely grasped in their true light, or else the mist of these hazy misrepresentations would soon be dispelled and a practical understanding, finally advantageous to all, speedily come to.

"Let us state, first of all," the speaker went on to say, "as a *prima facie* ground of endless and fruitless confusions, that in the so-called Uitlanders' petition, a no inconsiderable and highly interesting portion of the real Uitlanders,—and British subjects to boot,—and no less genuine and faithful, are not mentioned, as we may easily guess and understand from a certain underhand and far from self-denying purpose.

It is of course intended at the time that the Educational Conference is being held to hold also a meeting more directly connected with the Sir Syed Memorial. We believe that the Lieutenant-Governor, who acquiesced in the postponement of the former meeting, will honour us by presiding and we have great hopes that the meeting will be in every way a greater success than it could have been if held as at first intended in the earlier part of this year.

We regret that we have not more to say about the Rupee Branch of the Memorial Fund. It seems to be everywhere agreed that the idea is an excellent one, but before it can be a success a large band of really energetic workers will have to be organised; at present neither the workers nor the organisation have been found. But we are not without hopes for the future, and we cannot believe that such an excellent idea will be allowed to fall to the ground for want of a little energy and enterprise.

Moslems in London.

We have received from a London correspondent the following account of the Eid. celebrations in that city, and also of the action taken by Mohammadans, domiciled in England, in regard to the Transvaal question.

Moslems from different parts of the world assembled on Thursday, April 20th 1899, at the London Temporary Mosque, Euston Road, N. W., to celebrate the EID-UL-ZUHAR, or the festival concluding the pilgrimage to Mecca.

Alhadjie Mohammed Douhé conducted the religious ceremonies, consisting of the *Salaat* Hoodba and a lengthy *Doa*. This done, the Congregation exchanged fraternal salutation among itself by the members embracing one another, and expressing a general hope of each other's prosperity and welfare.

Such a system scarcely stands in need of an advocate or apologist; for it is manifestly the duty of an institution that professes a disinterested love for learning to endeavour to develop to the fullest the powers of those who come under its influence, so that the store of the world's learning may, if possible, be increased. And it is no less its interest and advantage to attach to itself those who are likely to bring it honour and reputation

---

General Notes.

At a meeting of the Central Standing Committee of the Mohammedan Educational Conference, held in Aligarh on June 1st, it was resolved that the invitation of the Calcutta Committee of the Mohammedan Educational Conference to hold the next Conference at Calcutta be accepted and that the Calcutta Committee be thanked for their kindness in offering hospitality to the Conference. The next Educational Conference will be accordingly held in Calcutta about next Christmas.

It was a matter of great disappointment not only to us of Aligarh but also to our friends in Calcutta when the Sir Syed Ahmed Memorial Fund meeting that had been arranged to be held in Calcutta was abandoned The greatest enthusiasm had been manifested there and our Deputation had met with the most cordial reception,and it was therefore altogether unfortunate that the meeting had to be abandoned at the last moment But this was practically unavoidable Our Calcutta friends were not unnaturally somewhat aggrieved by the postponement of the meeting and we still feel that we owe them some amends. We trust that, when the Conference meets in Calcutta next Christmas we shall be able to show our Calcutta friends how very fully we appreciate the great kindness and hospitality which was shown by them to the Aligarh Deputation.

---

of learning is a thing entirely outside the scope of a College or University; for although research and discovery must depend on individual effort, yet the atmosphere of a learned institution is the most fitted to create this spirit of enquiry.

The work of the discoverer begins where that of the teacher leaves off; but a skilful and inspiring teacher may so direct his efforts as to awaken in the highest degree this spirit of enquiry. So that though he may himself have made no fresh discoveries in the field of learning, he may yet be none the less responsible for the work of those who have come under his influence.

It is in order to carry on the work of the teacher, where he himself is obliged to leave it, that the system of Fellowships has been established in the English Universities.

It is the custom to award the title of Fellow, accompanied with a fixed stipend, to the most distinguished graduates of each College at the close of their university career.

The object of this is twofold. First, to enable such students as have a decided taste for learning and marked ability, to continue their studies after they have left the hands of their teachers. A student, at the end of his academic career, naturally looks for means of subsistence; his studies may be supposed to have equipped him for the battle of life, and he has henceforward to rely on his own efforts. So that however strong may be his passion for learning, he is bound to consider a means of livelihood. A Fellowship is intended primarily to free a student from this anxiety, and to enable him to follow his learned tastes while the habit of study is strong upon him, and his mind is vigorous and well exercised.

Secondly, it is designed to attach to the institution the flower of its students, and so strengthen at once its power as an educative force and increase its reputation in the world of learning.

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine. Aligarh.

New Series Vol. VII.	JUNE 15th. 1899.	No. 9.

Fellowships.

We have in our last two numbers been discussing the Collegiate System, having regard to Colleges as places of education. The most important functions of a College are no doubt to mould character and to impart learning but it is pretty generally recognised that a College, or at any rate a University, should also contribute in some measure to the advancement of learning. That is to say that in addition to its systems of moral discipline and academic instruction it should provide for the encouragement of original research and experiment.

It is not always recognised that there is a very important difference between the spreading of knowledge and the making of knowledge. A very large proportion of the energies of any College or academic institution is devoted to teaching; but it is to be remembered that though this teaching may multiply the numbers of well informed persons it does not, in itself, add to the sum of human knowledge. In other words, teaching operates in the distribution of ascertained fact, and not in the discovery of knowledge. But it must not be concluded that the advancement

NOTICE.

In order to avoid trouble and unnecessary expense on the part of Students the Principal gives notice that as the College is to be closed on the 15th June on account of the Long Vacation, Students who have passed the Entrance or F.A. Examination of the Punjab or Calcutta University and wish to join this College may do so in the first week of October, 1899. They will not be too late to make up the number of the Lectures and attendance required for the University Examination

THE PRINCIPAL

M.-A.-O.College,

Aligarh.

WANTED.

A teacher on a salary of Rs.20 per mensem in the Scotch Mission High School, Basti, to teach Persian to boys of the Entrance Class. The applicant must also possess a good knowledge of English. Apply to the Head-Master, S. M. High School, Basti, through the Principal, M.-A. O. College, Aligarh

A Head master for the Gilgit School at Gilgit.

Salary Rs.50 per mensem with chance of rise to Rs.60. Qualifications.:—

Only Graduates or undergraduates of the M.-A.O. College possessing a good knowledge of English and Persian can apply. Apply at once to

THE PRINCIPAL

M.-A.-O. College, Aligarh.

New Series
VOL. VII.   June 15th, 1899.   No. 9.

THE

M.-A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جلد [illegible] — یکم جون سنه ۱۸۹۹ ع — نمبر ۸

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اُردو

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M. A.-O. College Magazine, Aligarh.

انگریزی لٹریچر اور مسلمانان ہند

اسبات کی عام شکایت ہے کہ انگریزی علم ادب سے ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات ویسے واقف نہین ہوتے جیسی اُن سے توقع کیجاتی ہے ۔

علم ادب سے میرا منشا یہ ہے کہ انگریزی انشاپردازی اور جوش تقریری نثاری یا شاعری ۔ ہماری ہر قوم کے طالب علم بہت کم سیکھتے ہیں ۔ ہر طالب علم اس نیت سے مدرسوں میں داخل ہوتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو امتحان پاس کر لے اُسکے دماغ میں یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا کہ اصل قابلیت جو تعلیم کا مقصد ہے اُسکو حاصل ہوا یا نہو ۔ میں خود کوئی بڑا انگریزی داں نہیں اسلیئے میں اس بارہ مین جج نہیں ہو سکتا لیکن چند بدیہی ثبوت اس بات کے موجود ہیں کہ مسلمانوں مین انگریزی لٹریچر ذرا بھی ترقی نہیں کر رہی ہے ۔ جسکو میں ذیل میں عرض کرتا ہوں

(۱) سہ ماہی رپورٹ اشاعت کتب جو سرکاری طور پر گزٹ کے ساتھ شائع ہوتی ہے اُسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان مصنفوں کا نام خواب و خیال

میں بہی دکھائی نہیں دیتا۔ کسی شعبے میں مسلمانوں کی تصنیفات دکھائی نہیں دیتی۔ ہسٹری۔ علم ادب۔ قانون۔ افسانہ نگاری وغیرہ وغیرہ۔ خدا مسٹر جسٹس امیر علی صاحب کو بہت دن زندہ و سلامت رکھے جنکی ذات پر مسلمانوں کو اس بارے میں بہت زیادہ فخر کا موقع حاصل ہے۔ اُن کی تصنیفات خواہ قانونی ہوں یا تاریخی بہت زیادہ اعزاز اور وقار کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور واقعی اگر وہ اپنے علمی شوق کو قائم نہ رکھتے تو شاید مسلمانوں کا نام صفحۂ مصنفین میں باقی نہ رہتا۔

اون کے بعد پنجاب کے اوس عالم اور قابلِ عزت ڈویژنل جج کا نام نامی خود بخود زبان پر آتا ہے جنکی سوانحانہ کتابوں نے ایک خاص عزت اور وقعت حاصل کی ہے۔ میں لاکھ یاد کرتا ہوں مگر کوئی اور مسلمان مجھے نظر نہیں پڑتا جسکو میں انگریزی لٹریچر کا **مین آف لٹرس** کہہ سکوں۔

(۳) انگریزی اخبارات کی کمی بہی ایک بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ ہماری قوم میں انگریزی انشا پرداز پیدا نہیں ہوتے۔

کل ملک میں صرف تین ہفتہ وار اخبار مسلمانوں کے ہیں وہ بہی جس شان وشوکت سے چلتے ہیں ظاہر ہے۔ نہ اون کو کہنے والے ملتے ہیں اور نہ مدد کرنیوالے۔ کیا اسکا سبب صرف کاہلی اور بدشوقی ہے۔ ہرگز نہیں۔ میری خیال میں اسکا بڑا سبب ناقابلیت ہے۔ قوم میں ایسے لوگ ابہی پیدا نہیں ہوئے جنکو انگریزی انشا پردازی سے پوری مناسبت ہوتی۔ برٹش راج کی برکتوں میں اخباروں کی ترقی ایک بڑی برکت ہے اور ہمارے ہندو بھائی اوس سے

بخوبی فائدہ اوٹھا رہی ہیں - روزانہ اور ہفتہ وار بکثرت اخبارات انگریزی میں جاری ہیں - اور اگر سب نہیں تو بعض اونمیں کے بہت اچھی طرح چل رہے ہیں کیا ہماری قوم میں ایک روزانہ انگریزی اخبار کی بھی گنجایش نہیں ؟ - یا فی صوبہ ایک ہفتہ وار بھی اچھی طرح نہیں چلسکتا ؟ یہہ سب دلیل اسبات کی ہے کہ پورا مذاق انگریزی داں نوجوانوں کو ابھی لٹریچر سے پیدا نہیں ہوا ورنہ یہہ حالت مسلمان اخباروں کی نہ ہوتی -

(۳) اخبارات انگریزی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مضمون نویس بہت ہی شاذ و نادر ہیں - برخلاف اوسکے ہمارے پردیسی ہندو بھائیوں میں اسوقت بھی ایسے ایسے جادونگار اور انشاپرداز موجود ہیں کہ جن کی تحریریں کل ملک میں نہایت شوق سے پڑہی جاتی ہیں - اور جنکی انشاپردازی کی یورپ میں بھی دہوم ہے - مسٹر رومیش چندر دت - مسٹر کشن نراین ، مسٹر ستیش چندر بنرجی وغیرہ وغیرہ کی نام نامی اگر کوئی لکہنا چاہے تو بڑی لمبی فہرست طیار ہوسکتی ہے - ان بزرگوں کے پولیٹکل خیالات کچھہ ہی ہوں اونسے ہمکو کوئی تعلق نہیں مگر اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہہ لوگ اپنے قلم اور زباندانی کی بدولت اسوقت بڑی بارفعت جگہہ پر ہیں اور اوس جگہہ پہونچنے کیواسطے ہر نوجوان کو کوشش کرنا چاہیے -

اگر ہماری قوم کے انگریزی انشاپرداز شمار کیے جائیں تو اونگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں - ولایت میں اسوقت مولوی رفیع الدین احمد صاحب بہت بڑی قومی خدمت کررہے ہیں - اور اونکی زباندانی اور عالی خیالی مسلمہ ہے - ہندوستان

میں مولوی سید علی صاحب بلگرامی۔ نواب سید حسین صاحب بلگرامی۔ مسٹر عزیز مرزا صاحب۔ مشہور انشا پرداز ہیں۔

ہمارے کالج کے طالبعلموں میں کرمی محمد مصطفیٰ خاں صاحب کا نام بھی واجب التعظیم ہے۔ پنجاب کے احباب میں مسٹر شاہدین صاحب۔ اور میرے کرم (معلوم نہیں میں انہیں اب یاد بھی ہوں یا نہیں) مسٹر محمد شفیع صاحب مشہور انشا پرداز ہیں۔ ممکن ہے کہ اور بھی چند لوگ ہوں مگر النَّادِرُ کَالمَعدُوم۔ ایک قدیم عربی مثل ہے۔ اور وہ بد نصیبی سے ہم پر صادق ہے۔

مجھے اسبات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کمی سے ہماری قوم کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے اور اب وقت ہے کہ اسکی طرف ہمارے نوجوان متعین ہوں یہ کوئی کورس کی کتاب نہیں ہے جسکے لیے پروفیسر تاکید کرے۔ یا جو محض امتحان پاس ہونے سے حاصل ہو سکے۔ یہ میرے خیال میں ایک نیچرل قوت ہے جو بغیر پوری خواہش اور خلقی مذاق کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر طالب علم ابتدا سے اچھے اچھے اخبار، عمدہ عمدہ کتابیں پڑھیں۔ اور انگریزی انشا پردازی کی مشق بڑھائیں۔ اور اخبارات میں مضمون لکھیں تو چند روز میں خود مذاق پیدا ہو جائیگا۔

ممکن ہے کہ ابتدائی مضامین اس قابل نہوں کہ اڈیٹر اخبار ان کو چھاپے یا پسند کرے۔ اسبات سے کبھی دل شکستہ نہ ہونا چاہیے بلکہ زیادہ کوشش کرنا چاہیے کہ دوسرا مضمون پہلے سے اچھا ہو۔ اسی طرح جوش تقریری کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے۔ ہمارے کالج میں یونین کلب موجود ہے۔ اگر طالب علم طیار ہو کر تقریر کرنے آئیں اور اپنے احباب کو اسبات کی اجازت دے دیں کہ جو نقائص لہجہ

زبان یا طریقہ تقریریں ہوں وہ نمونے کے طور پر بتادیا کریں تو بہت کچھ ترقی ہوسکتی ہے ہماری قوم میں انگریزی مقرر بہت کم ہیں۔ اُردو میں تو خدا کے فضل سے نواب محسن الملک بہادر۔ اور شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب موجود ہیں مگر ان کے مقابل کا انگریزی زبان میں مقرر کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

ہماری قوم میں کوئی مسٹر لال موہن گھوس کا سا خوش تقریر بتا سکتا ہے؟ میری جہانتک واقفیت ہے کوئی نہیں۔ غیر قوموں میں یعنی ہندو اور پارسیوں میں بہت لوگ موجود ہیں جو اپنی دھواں دھار تقریروں سے انسان کو مسخر کرلیں ہمارے یہاں اللہ کا نام ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میں اُن حضرات کے پولیٹکل خیالات پر رشک نہیں کرتا اور نہ اسکی تحریص دلاتا ہوں بلکہ اُن کی مسلسل پر مضمون فصیح اور بلیغ تقریروں کو ضرور بہ نگاہِ قدر دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ہماری قوم میں بھی خدا بہت سے ایسے نوجوان پیدا کرے جو فخر قوم ہوسکیں اور جو ہماری اغراض کو بھی پورا کرسکیں۔

میری رائے میں یہ ہر مسلمان طالب علم کا فرض ہے کہ جہانتک اُسکو وقت اور تندرستی اجازت دے انگریزی علم ادب میں دستگاہ کامل حاصل کرنا چاہئے تاکہ انگریزی تحریر اور تقریر میں ہم دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔

عزیز الدین احمد

ہمکو معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی کہ جگدیش پرشاد صاحب بی۔ اے خلف کنور جوالا پرشاد صاحب جج علیگڈھ جو سول سروس کے امتحان کے لئے ولایت تشریف لیگئے ہیں بخیریت لندن پہونچگئے۔ کنور صاحب اور اُن کے پدر نامور آج

جناب سید مرحوم کے خاص احباب
جگیشن صاحب بہادر سی-ایس-آئی-جناب سید مرحوم کے خاص احباب
میں سے ہیں اور صاحبزادی کو ولایت بھیجنے کا خیال کنور صاحب کو سید مرحوم ہی کی
صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اس خوشی میں بمبلغ ساٹھ روپیہ کنور صاحب نے
میموریل فنڈ کو بھی عطا فرمایا۔ خدا کرے صاحبزادہ بہ کامیابی واپس آئے
اور اس مسرت میں کنور صاحب اور مدد کالج کو پہونچے۔

کنور صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بھی ہماری کالج میں فرسٹ ایر میں داخل ہوا ہے
کہاں ہیں وہ لوگ جنکا یہ خیال ہے کہ ہماری کالج میں ہندو طالبعلم تعلیم نہیں پاتے۔
اسوقت بھی راجہ صاحب مرسان ایسے قدیم اور معزز راجہ اور راجہ
جگیشن داس بہادر کے سے ممتاز اور شریف خاندان کے لڑکے ہمارے
کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔

ایک مسلمان رئیس کی فیاضی

جو لوگ مذہب اسلام کے معتقد اور باخدا کہے جاتے ہیں اونہیں مسلمانوں کو
انگریزی تعلیم دیئے جانے پر ہمیشہ یہہ اعتراض رہا ہے کہ انگریزی تعلیم پاکر مسلمانوں کے
عقائد خراب ہوجاتے ہیں اور اونکو احکام مذہب کی پابندی نہیں رہتی۔
یہہ اعتراض ایک حد تک درست اور قابل تسلیم بھی ہے اور اسیکو رفع کرنے
کی غرض سے ہمارے مرحوم سید علیہ الرحمتہ نے مدرستہ العلوم قائم کیا تھا جسمیں
مذہبی تعلیم اور صوم وصلوۃ کی خاص طور پر نگرانی کیجاتی ہے۔ مگر چونکہ ایک صوبے کے
تمام انگریزی خواں طلباء مدرستہ العلوم میں جمع نہیں ہوسکتے اسواسطے ہمارے

کالج کے معزز ٹرسٹی اور تعلیم دینی کے پرجوش حامی نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ گورنمنٹ مسلمانوں کو اسبات کی اجازت عطا فرما دے کہ وہ اپنے خرچ سے مسلمان طلبا کو سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم دلا سکیں اور گورنمنٹ نے اپنی عنایت سے نواب صاحب کی اس تجویز کو منظور بھی فرمالیا - لیکن چونکہ آجکل مسلمانوں میں عملی کارروائی کرنیکی قوت بہت گھٹ گئی ہے اور زبانی خرچ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اسواسطے سوا ای امروہی کے جہاں نواب وقار الملک بہادر نے خود اسکا انتظام کیا ہے کسی اور جگہہ کے مسلمانوں نے اسطرف توجہ نہیں کی - سال گذشتہ میں ندوۃ العلما نے کانپور کے مسلمانوں کو وہاں کی انگریزی مدرسے میں مذہبی تعلیم کے انتظام کرنیکی طرف توجہ کیا تھا مگر وہاں کے مسلمانوں نے اوسپر کوئی عملی کارروائی نہیں کی - امسال شاہجہانپور میں جب ندوۃ العلما کا جلسہ ہوا تو اوسمیں وہاں انگریزی خواں طلبا نے دوبارہ یہی تحریک پیش کی کہ ندوۃ العلما شاہجہانپور کے گورنمنٹ اسکول میں مذہبی تعلیم کا انتظام کردے - اگرچہ اُسوقت ندوۃ العلما نے اس تجویز کو منظور کرلیا تھا مگر اوسپر کوئی عملی کارروائی نہیں کیگئی - لیکن شاہجہانپور کے ایک باخدا رئیس حاجی مولوی عبد الواجد خاں صاحب نے (جو ابھی اپنی عالی ہمتی اور دریا دلی سے بیس ہزار روپئے کی جائداد دار العلوم ندوۃ العلما کو دیچکے ہیں) اپنے شہر کے طلبا کی مذہبی تعلیم کیطرف توجہ کی اور اپنی جائداد کا ایک اور خاص حصہ اسکام کیواسطے وقف کر کے ندوۃ العلما کو اوسکا منتظم مقرر کردیا تاکہ شاہجہانپور کے ہائی اسکول میں ہمیشہ مذہبی تعلیم جاری رہے -

مولوی عبدالواجد خاں صاحب کی دریادلی نہایت مشکوری کے قابل ہے اور ہمیں امید ہے کہ اور شہروں کے مسلمان بھی شاہجہانپور کے اس معزز روشن خیال رئیس کی طرح اس ضروری مسئلہ پر عملی کارروائی کی طرف متوجہ ہونگے اور اپنے اپنے شہرون کے انگریزی مدارس میں مذہبی تعلیم کا انتظام کرینگے۔

مولوی عبدالواجد خاں صاحب نے جو خط ندوۃ العلماء کے سیکرٹری کے نام روانہ کیا ہے اُسکی نقل بغرض اشاعت ہمارے پاس آئی ہے جسکو ہم بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت مبارک مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما

جناب مولانا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ کے جلسہ ندوۃ العلما میں دو لڑکوں نے جو ایک تجویز پیش کی تھی کہ دینیات کی تعلیم کا انتظام ہائی اسکول شاہجہانپور میں مسلمان طالبعلموں کے لئے کیا جاے اور اُسکی ضرورت کو نہایت خوبی سے ثابت کیا میں اس سے بہت متاثر ہوا اور اتفاق کی بات کہ میرے دو ہمنام دوستوں کے لڑکے یعنی محمد اظہر خلف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ڈپٹی کلکٹر رئیس شاہجہانپور اور محمد یعقوب خلف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہانپور محرک اور موید اس تجویز کے ہوے۔ اور نہایت شکر کا مقام ہے کہ انہوں نے انگریزی مدارس میں تعلیم حاصل کر کے ضرورت تعلیم دینیات کو مدارس انگریزی میں اپنے ساتھی پڑھنے والوں کے لئے ضروری خیال کیا۔ اور اُسکی ضرورت کو ایک ایسے علما کے بڑے جلسے میں جسنے مسلمانوں کی اصلاح تعلیم کا ذمہ لیا ہے علی الاعلان جتلایا۔

اسپر بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کی اصلاح اور اونکے مذہب اور اخلاق کی حفاظت اور درستی کا انتظام نکریں تو بڑی شرم کا مقام ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے ہمکو کامل آزادی مذہبی دیرکھی ہی اور اس امرکو منظور فرمالیا ہی کہ ہم چاہیں تو بہ منظوری ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کے اپنے طور پر انتظام تعلیم دینیات مسلمان طالب علموں کا مدارس سرکاری میں کردیں۔

میں نے جلسہ ندوۃ العلما میں اس تحریک کے متعلق اس خیال سے پیش قدمی نہیں کی کہ شاید میرے اور بھائی اسپر متوجہ ہوکر اسکا اجرحاصل کریں۔ لیکن چونکہ ابتک اسکا ظہور نہیں ہوا لہذا اب میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے ہاں مولوی محمد ناصر صاحب ایک عالم جو بغرض تعلیم طلبای عربی خواں کے مقرر ہیں اونکو واسطے تعلیم دینیات مسلمان طلبای ہائی اسکول شاہجہانپور کے مجلس انتظامی ندوۃ العلما کے سپرد کرتا ہوں۔ اب یہہ کام مجلس انتظامی ندوۃ العلما کا ہی کہ حسب ضابطہ صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم ممالک مغربی وشمالی سے تحریک کرکے گورنمنٹ ہائی اسکول شاہجہانپور میں مسلمان طالبعلمونکے لیئے تعلیم دینیات کا انتظام کرائے اور ایک کورس تجویز کرے اور یہہ بھی تجویز کیا جای کہ کس جماعت سی تعلیم دینیات شروع ہونا چاہیئے اور ہر جماعت کی استعداد کے لائق تعلیم کی تجویز کیجائے۔ میرے نزدیک یہہ کورس ایسا بنایا جای کہ جو عام طور پر مفید اور ہر طبقے میں اوسکی اشاعت کارآمد ہو۔

اسقدر کا ظاہر کردینا بھی ضروری ہی کہ مولوی محمد ناصر صاحب کو تنخواہ جو میرے ہاں سے ابتک ملتی ہی بدستور ملا کریگی مجلس ندوۃ العلما کو اونکی تنخواہ کے انتظام کے متعلق اسوقت ذمہ دار کرنا غیر ضروری ہی۔ مولوی محمد ناصر صاحب اگر کسی

وجہ سے علیحدہ ہوں تو خواہ میں خود اونکی جگہ دوسرے عالم کو مقرر کرد ونگا یا مجلس انتظامی ندوۃ العلما کو اطلاع دیجائیگی اور وہاں سے کوئی عالم بمشاہرہ مناسب مقرر ہونگے لیکن کسی حالت میں تنخواہ بارہ روپیہ ماہوار سے متجاوز نہ ہوگی۔ اور واسطے دیئے جانے اس تنخواہ کے میں نے آمدنی موضع سونڈا واقع پرگنہ بڑاگاؤں ضلع شاہجہانپور تعدادی ۱۴۲ بسوہ ۳ بسوانسی ۹ کچوانسی ۱۳ انونانسی معین کردی ہے اور یہ کام مجلس انتظامی ندوۃ العلما کا ہے کہ میرے بعد وہ اس امر کی نگران رہے کہ ہمیشہ ایک مولوی ہائی اسکول شاہجہانپور میں واسطے تعلیم دینیات مسلمان طلبا کے مقرر ہو اور اوسکی تنخواہ جائداد موقوفہ مذکور کی آمدنی سے حسب مذکورۂ بالا دیجایا کرے۔

میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ میری تحریر اخبارات میں شائع کردیں اس سے میری یہ غرض نہیں ہے کہ میری نمود یا کسی قسم کی شہرت اور ناموری ہو بلکہ یہ خیال کرتا ہوں کہ شاید اور اضلاع میں بھی ہمارے مسلمان بھائی اس طرف خیال کرکر اپنے بچوں کی حالت پر رحم کریں اور اسیطرح دیگر مقامات کے مدارس سرکاری میں تعلیم دینیات کا انتظام ہوجاوے۔ راقم

محمد حب الواجد خاں از شاہجہانپور۔

المرقوم ۶ - مئی ۱۸۹۹ء

دربار منیلک شاہ ابیسینیا

ذیل میں ہم نائینٹینتھ سینچوری سے ایک مضمون کے خاص حصے کا ترجمہ کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں - اس مضمون کے لکھنے والے مسٹر وکاسٹی - ٹی - ڈی - پانکنس ہیں - ابیسینیا کے دیگر حالات بیان کرنے کے بعد وہ شاہ منیلک کے

عادات اور اوسکے کام پر ایک نظر ڈالتا ہی اور اوسکے دربار اور درباریوں کی تفصیل بیان یوں کرتا ہی:

"مینلک ہیاوبیلیکوٹ شاہ شوا کا بیٹا ہی۔ اور اسی کے ذریعے سے وہ سلیمان اور ملکہ بلقیس کے ساتھ سلسلۂ نسب جماتا ہی۔ اسکے القابات کی فہرست یہہ ہی۔ "مینلک ثانی یہودیوں کے فرقے کا شیر فاتح شہنشاہ ملک حبش اور نائب خدا"

لیکن اسے محض فخریہ ڈھکوسلے سمجھنا چاہیے۔ جیسے کہ سرحد ہندوستان پر بعض قبائل سکندر اعظم کی اولاد سے ہونیکا دعوی کرتے ہیں ویسے ہی افریقہ کی بعض نسلیں بہی اپنے آپ کو سلیمان کی اولاد میں خیال کرتی ہیں۔ مینلک کے شجرۂ نسب کی اصل شل ہنزا کے قبیلہ تہم کے بالکل پرافسانہ ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ شاہ مینلک نے محض اپنی دلیری اور ذاتی بہادری سے اپنے آپ کو ملک میں اعلی درجے پر پہونچا دیا ہی۔

اسنے اول وس قوت کو جمع کیا جو اسکی تقویت اور استحکام کے لیئے ضروری تھی اور پھر اوسکو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ اگر برّاعظم افریقہ کے حالات سے اسکی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو ہم یہی خیال کریں گے کہ اسنے تندی چالاکی۔ ذہانت اور خوش قسمتی سے کام لیا۔ لیکن جو کام اسنے کیا ہے متقدمین اوس سے بہت پہلے کر گئے ہیں۔ سلطنت افریقہ میں اسکی زندگی تاریخ کا ایک معمولی صفحہ ہے۔ اگرچہ شاہ مینلک اپنے آپ کو شہنشاہ حبش یعنی مقامی سرداروں کا افسر خیال کرتا ہی مگر فی الحقیقت وہ شاہ حبش بھی نہیں ہی۔ موجودہ حالت نہایت ہی غیر مستقل ہے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے کہ اسکا کام کم از کم اسکی

زندگی تک قائم رہے اسنے اوسکی بنیاد کو مضبوط کرنا چاہا - افریقہ کے مختلف ممالک کی قدرتی سوشل حالت ایک قسم کی فیوڈلزم تھی - اسنے اُس فیوڈلزم یعنی مختلف سرداروں کی حکومت کی بیخ کنی کرنی چاہی - کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ یہ سردار متفق ہوکر اسکو نقصان نہ پہونچائیں - اور اسمیں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا - اب اسنے ایسا ڈھنگ اختیار کیا ہو کہ ہر ایک چیز اسکے قبضے میں اور اسکے ماتحت رہے - اس نظام سلطنت کو اسی نے قائم کیا اور اوسکو اسطرح چلایا کہ اب اوسکو اپنے مخالفین کا کھٹکا نہیں رہا -

شاہ سنیلک کو یورپ میں اپنی عزت بڑھانیکا بہت خیال ہے نیز وہ ملک غیر کے حالات سننے کا بیحد مشتاق ہو - وہ عجیب قسم کی مخلوط واقفیت کو ظاہر کرنے میں فخر سمجھتا ہو - کیونکہ اسکو یوروپین سے ملنے جلنے کے باعث کچھ باتیں معلوم ہوگئی ہیں اور اسی پر وہ فخر کرتا ہے کہ بہت بڑا ذخیرہ معلومات اس کے پاس ہو - اول اول بہت تھوڑی اور ادنی چیزیں اسکو خوش کرنیکے لیے کافی تھیں اور یہاں تک بیان کیا گیا ہو کہ پہلی مرتبہ جب ایک میٹھا بسکٹ اس کو نذر کیا گیا تو بہت محظوظ ہوا اور اپنی ملکہ کو بلاکر تہذیب کے اس مبارک پھل کو اپنے درمیان رکھا اور دونوں شوق سے چاٹنے لگے -

لیکن وہ بھولے دن گذر گئے - اب تو یورپینوں نے اسکو کھلونے اور مختلف چیزیں دیدیکر اسکا مزاج بگاڑ دیا ہو - جب کسی نئے مسافر کے آنے کی اطلاع ہوتی ہے تو وہ نہایت بیتابی سے معمولی تحائف کا انتظار کرتا ہو اور اس بات کے معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ کوئی نئی چیز بھی ہو اور اگر ایسا ہو تو مسافر

کو بہت جلد دربار میں بلاتا ہی- بعض اوقات وہ کسی مسافر کے صندوق وغیرہ کھولنے کے وقت خود موجود ہوتا ہی اور اگر کوئی چیز پسند آجائی تو وہیں اپنے لیے مخصوص کرلیتا ہی- ایکدفعہ اوس نے یہہ بھی کہا کہ میں اگر بادشاہ نہوتا تو چنگی گھر کے افسر ہونے کو پسند کرتا-

مجھے ایک مرتبہ اس کمرے میں جانیکا اتفاق ہوا جہاں نگس اپنے تحائف کا ذخیرہ جمع کرتا ہی اوسمیں بالکل مختلف الانواع چیزیں دیکھنے میں آئیں- ایک جانب صندوق ایکدوسرے پر رکھے ہوئے تھے - دوسری طرف انگریزی وضع کے ٹرنک اور بیگ نظر آتے تھے- ہر دوقسم کی اشیاء مذکورۂ بالا کے درمیان سینلک مقام صدر پر مسند نشیں تہا- اور عین اوسوقت جبکہ میں وہاں پہونچا وہ ایک آنکھ بند کئے چھوٹی سی بندوق کا پیچ کھول رہا تہا- اسنے کچھ عرصے بعد کچھ موزے میرے نیسے پر رفو کرانے کے لیئے بہیجے اور انہیں مدتِ قلیل میں درست دیکھکر اسقدر خوش ہوا کہ اور بہت سے کام میرے ذمے تھوپ دیئے۔

لیکن فی الحال اسکا مزاج بہت جلد خوشی کی طرف راغب نہیں ہوتا- اور بجز اعلیٰ قسم کے تحفہ تحائف اور سوغات کے کسی معمولی چیز سے اوسکی خاطرداری کرنا اور اوسکی رضامندی چاہنا ناممکن ہی- اس بات کا صرف خدا ہی عالم ہی کہ ان تحفہ تحائف وغیرہ کا کیا حشر ہوتا ہے - مجھ سے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اسنے ایک ظرف نقرئی کو جو کہ یورپ کے ایک فرمانروا کا تحفہ تھا بدل اپنی مرضی کے موافق اُسے ڈھال لیا - ایک مرتبہ اسنے شوربے کے ایک برتن کو (جو شل سابق کسی نے پیشکش کیا تہا) بجنسہٖ اپنی ڈھال پر لگوالیا

یہہ بہی نہ خیال کرنا چاہیے کہ ایک مرتبہ کسی کا تحفہ وغیرہ قبول کرکے وہ دوسری کی فہمایش نہیں کرتا - باوجودیکہ ایک مرتبہ میں نے ایک بارہ نلی کی بندوق قیمتی ۵۵ پونڈ نذر کی تہی تاہم مجہہ سے دوسری قسم کی بندوق طلب کیگئی جو میں ہاتہی کے شکار کیوقت استعمال کرتا تہا - اور شاید میرے انکار کرنے سے ہی میرے دو جوڑی دندان فیل کا سرقہ عمل میں آیا - یہہ دندان فیل مجہی پہر دستیاب نہ ہوسکے گو میں نے اسکی عوض کافی قیمت بہی ادا کرنی چاہی -

وہ اشخاص جو تہوڑے عرصہ کیلئے بہی مینلک کے دربار میں رہے ہیں اس قسم کے سینکڑوں قصے بیان کرسکتے ہیں اسکا مزاج مختلف قسم کی خاصیتوں کے اجزا سے مرکب ہے - اگر ایک موقعہ پر اس سے ایسے کارنمایاں وقوع میں آتے ہیں جنسے اسکی اعلیٰ ذہانت اور دانائی کا ثبوت ملتا ہی تو دوسرے موقعہ پر بدترین خصائل بہی اپنے وجود کو ثابت کرتے ہیں - اٹلی کے سرحدی معاملات کو جو اپنے تابعین کی تیزی فہم کی آزمایش کے لیئے چہوڑ دیتا ہے محض اپنے ملک سے واقفیت حاصل کرنے کو کافی سمجہکر وہ دوسرے ممالک کی حالت دریافت کرنیکو عار خیال کرتا ہے - یہی وجہہ ہی کہ اسکا دل تشویش میں رہا کرتا ہی جسمیں خودغرضی حرص - بدگمانی - اور وسواس کے علاوہ مکاری اور دغابازی کے جوہر بہی چمکتے ہیں - ایک شخص کا قول ہی (جو اسکی حالت سے بخوبی واقف ہے) کہ وہ بذات خود نیگرو ہی اور جب تک کہ اوسپر قلعی کیجائی وہ نیگرو ہی رہیگا -

مسلمانونکی کم ہمتی

بعض لوگ ہماری قوم میں ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کی کم ہمتی یا نالائقی کی شکایت سننا پسند نہیں کرتے بلکہ اونکی خیال ہیں سید مرحوم یا اور بہی خواہان قوم اس معاملے میں غلط فہمی یا مبالغے کو کام میں لاتے تھے اور ناحق قوم کو بدنام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ اونکی آنکھوں میں گذشتہ عظمت وشان کی ایسی چکاچوند چھائی ہوئی ہی کہ اونھیں قوم کی نکبت اچھی طرح دکھائی ہی نہیں دیتی۔ خود مجھے ایسے حضرات بکثرت ملے ہیں جو ابتک اس خواب خرگوش میں ہیں کہ مسلمان سوا اسکے کہ اونکی سلطنت جاتی رہی اور کسیطرح اپنے دیگر ہموطنوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ ایک صاحب سے اس بارے میں جو گفتگو ہوئی وہ خالی از دلچسپی نہیں ہی۔

راوی۔ دیکھئے جناب ہماری قوم کسقدر اب دوسری قوموں سے علم و دولت میں حقیر ہوتی جاتی ہے! آج ہی میں نے گزٹ دیکھا ہے۔ آل آل بی کے امتحان میں ایکسو چالیس ہندو صاحبان کامیاب ہوئے اور صرف چھ مسلمان۔!

مسلمان جناب۔ آپ لوگ بھی واللہ توہمات سے خراب ہیں۔ خدا نخواستہ ہماری قوم دوسری قوموں سے کیوں ذلیل ہونے لگی۔ دیکھئے اب بھی دربار میں سب سے اول شاہزادگان اودھ کو کرسی ملتی ہی۔ رئیسوں میں اللہ رکھی راجہ صاحب بہادر محمود آباد کی حکام وقت کسقدر عزت کرتے ہیں۔ یہہ بات کسی ہندو رئیس کو بھی حاصل ہی۔ رہی دولت۔ خدا کے فضل سے آج اگلے گذرے زمانے میں بھی وہ وہ تاجر بمبئی میں موجود ہیں کہ جن کی

خزانوں کی کنجیاں بلا مبالغہ گاڑیوں پر چلتی ہیں۔ خدا کے فضل سے علم میں بھی ہماری قوم کسی سے کم نہیں ہے۔
نواب مرزا خاں داغ یا حضرت امیر مینائی کا کوئی ہندو مقابلہ کر سکتا ہے؟

راوی آپ نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔

مسلمان صاحب - جی میں خوب سمجھا چند روز سے آپ لوگوں نے یہ مذاق اختیار کیا ہے کہ صبح ہو تو مسلمانوں کا رونا۔ دن ہو تو مسلمانوں کا رونا۔ رات ہو تو مسلمانوں کا ماتم۔ آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ "مزن فال بد کاورد حال بد" خدا نخواستہ ہم میں کمی کس چیز کی ہے۔ بفضل خدا روم وشام میں ہماری سلطنت آج بھی موجود ہے۔ کیونکہ مسلمان خدا نخواستہ اُن لوگوں میں تو ہیں نہیں جنکی نسبت خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

راوی - جناب قبلہ میرا روی سخن ہندوستانی مسلمانوں کی طرف تھا - اور زیادہ تر میرا مطلب انگریزی تعلیم کی کمی سے تھا۔

مسلمان صاحب - جی ہندوستان میں بھی مسلمان کسی سے کم نہیں - مولوی رفیق اللہ خاں صاحب نے جو دُھوم کی سب جج کی وہ کسیکو آج تک نصیب نہیں ہوئی - خدا بخشے منشی امتیاز علی صاحب مرحوم جس قابلیت سے لکھنؤ میں وکالت کر گئے - اور پھر وہاں سے جاکر بھوپال میں وزارت کی وہ بات کسیکو حاصل ہو سکتی ہے - رہا یہ خیال کہ فلاں امتحان میں لڑکے کم پاس ہوئے یا مسلمان انگریزی کم پڑھتے ہیں - جناب - ہم مسلمان اس زمانے میں بھی

تقدیر کے قائل ہیں اور مشیت ایزدی پر ہمیشہ صابر و شاکر۔ محض انگریزی پڑھنے سے آدمی میں لیاقت نہیں آتی اور محض لیاقت سے انسان دولتمند نہیں ہوجاتا۔ آپ نے شیخ سعدیؒ کا یہ شعر نہیں سنا ؎

اگر روزی بدانش برفزودی — زناداں تنگ روزی تر نبودی

سید احمد خاں مرحوم نے کب انگریزی پڑھی تھی؟

راوی۔ جناب۔ وہ زمانہ اب باقی نہیں رہا۔ پچھلے پچیس ۲۵ برس میں گو زمین و آسمان وہی ہے لیکن ہر شے بدل گئی۔ اب چرخ نیلی ہزار چکر کھائے تب بھی دوسرا سید احمد خاں قوم میں پیدا نہیں ہوسکتا۔

سلمان صاحب۔ نعوذ باللہ آپ کے خیال میں سید صاحب مرحوم سید آخر الزماں ہوں مگر میرے نزدیک نہیں۔ جس خدا نے اونہیں پیدا کیا تھا وہ ہزاروں آدمی ویسے بلکہ اون سے اچھے پیدا کریگا۔ آپ کسقدر پست خیال ہیں۔

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے — ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں۔

بندہ آپ کا ہمخیال نہیں۔ ہماری قوم ہر طرح ممتاز ہے اور کسیطرح دوسری قوموں سے کسی بات میں کم نہیں۔

راویؔ۔ آپ کی رائے میں سید صاحب مرحوم نے جو کوشش کی فضول تھی؟

سلمان۔ سید صاحب نے اپنا فرض ادا کیا وہ اسکی ضرورت دیکھتے تھے۔ مگر دیگر بندگانِ خدا جو قوم کیطرف متوجہ نہوں آپ اونپر الزام کیوں لگاتے ہیں۔ اور جناب اگر سچ پوچھیے تو سید صاحب کا مدرسہ ہماری بچوں کے لیے مناسب بھی نہیں۔

راوی - کیوں قبلہ - یہہ تو آپنے نیا مضمون ارشاد فرمایا -

سلمان - سُنئے جناب - آپ کا مدرسہ کالج کا ہیکو ہے - قیدخانہ ہی - نہ لڑکے ارادے سے گھومنے پاتے ہیں نہ اپنی مرضی سے کھانا کھا سکتے ہیں نہ اپنے آرام کا کوئی انتظام کرسکتے ہیں - جاڑوں کے زمانیں صبح تڑکے قواعد کرنا کسی بھلے آدمی کے لڑکے کا کام ہے ؟ ٹھیک وقت پر کھانا کھلانا کوئی عقل کی بات ہے - واللہ مجھکو و بجے دن سے پہلے بھوک ہی نہیں معلوم ہوتی اور ایک بجے شب کو کھانیکا اتفاق ہوتا ہے -

راوی - آپ کو اور اعتراضات کالج پر ہوں بیان فرمایئے میں سب کا ایک ساتھ جواب دینے کو طیار رہوں -

سلمان - پنج وقتہ نماز کی بھی جبریہ پابندی مناسب نہیں - خیر اسپر میں زیادہ اعتراض نہیں کرتا لیکن صبح کی قواعد بہت ہی سخت ہی - اجی جناب بندہ زادہ اسوجہ سے کالج چھوڑ کر بھاگ گیا -

راوی - سخت افسوس ہی کہ آپ لوگ لڑکوں کی تھوڑی تکلیف کیلئے اونکی تمام عمر کی کامیابی کو معرضِ خطر میں ڈال دیتے ہیں - کالج میں جو پابندی ہی اوس سے آپ کو خوش ہونا چاہیئے نہ ناراض - دو چار روز بیشک شروع میں تکلیف ہوتی ہے لیکن جب محنت جسمانی کی عادت ہوجاتی ہی اوسوقت تندرستی پر نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے -

سلمان - گستاخی معاف - میرے لڑکے کو پولس میں نوکری نہیں کرنا ہی میں اس تندرستی سے باز آیا - آپ کو آپ کا کالج مبارک رہے - ؎

اپنی آرام سے گذرتی ہے دوسروں کی خبر خدا جانے

گذشتہ مسلمانوں کے علوم کی نسبت ایک عیسائی مؤرخ کی رائے

میں نہایت مضبوط دعووں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گذری جسنے دینی اور دنیوی علوم کی ایسی عزت و توقیر کی ہو جیسی کہ اہل اسلام نے میرے دعوی کی پوری تائید ذیل کی سطور سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے پیغمبر اگرچہ بظاہر اُمی تھے مگر اُن کے سینکڑوں اقوال ز علم کی وہ فضیلتیں بیان کی ہیں جنکو ایک غیر معمولی انسان بھی سُنکر دنگ رہجاتا ہے بانیٔ اسلام نے جو فقرات علم کی نسبت فرمائے ہیں اونمیں سے مشتے نمونہ میں یہاں لکھتا ہوں وہ فرماتے ہیں "دل بغیر علم کے ایسا ہے جیسا جسم بغیر روح کے" پھر فرماتے ہیں کہ "عزت و دولت زر میں نہیں بلکہ علم میں ہے" پھر فرماتے ہیں کہ "دور دراز ملکوں میں جاکر علم حاصل کرو" پھر فرماتے ہیں کہ "مدادِ قلمِ عالم خونِ شہید سے بہتر ہے" پھر فرماتے ہیں کہ "اوس شخص کیلئے بہشت کے دروازے کھلے ہیں جو اپنے بعد اپنی ملکیت سے قلم اور روشنائی چھوڑ جاتا ہے" پھر آخر میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ "طلب علم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے" دیکھو ایک اسلامی شاعر کا قول ہے کہ "جونہی میں کسی عالم کو دیکھتا ہوں تو میری آرزو ہوتی ہے کہ اسکے قدموں پر گر پڑوں۔ اور اوسکی خاکِ پا کو بوسہ دوں"۔ اسیطرح کے بہت اقوال اہلِ اسلام کی کتابوں میں نظر آتے ہیں جو نہ صرف روشنائی سے لکھنے کے قابل ہیں بلکہ سونے کے حرفوں سے۔ انھیں

اقوال یا احادیث کا ایک فقرہ مجکو ایسا پسند آیا ہی کہ وہ انسانوں کے دلوں پر کندہ ہونے کے قابل ہی - اور وہ یہہ ہی "طلب علم مہد سے لحد تک کرو" میں سے ان اقوال اہل اسلام میں نہ صرف برائے گفت پایا بلکہ جو لوگ مسلمانوں کی گذشتہ صدیوں پر نظر ڈالیں گے تو انکو ان اقوال کے علمی میدانوں میں دوڑتا ہوا دیکھیں گے -

جن لوگوں نے پہلے پہل فلسفہ اور دیگر علوم و فنون کو اپنی مملکت میں رواج دیا وہ ایشیا اور ہسپانیہ کے مسلمان ہی تھے -

ان امور میں جتنی مدد خلفائے بنی عباسیہ اور بنی امیہ نے کی اتنی کسی نے نہیں کی - مسلسل طور سے ان دونوں مشہور خاندانوں کا ہر ایک خلیفہ علم دوست تھا اور اسی لیئے صدیوں تک مسلمانوں میں علوم و فنوں کی ترقی رہی -

لیکن اسکے برخلاف عیسائیوں میں جہالت کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور علم بالکل مفقود ہو گیا تھا -

نوشم صاحب ایک نامی مورخ میرے کہنے کی تصدیق اسطرح کرتے ہیں "معتمد مورخ میری اس رائے کے موافق ہیں کہ کوئی چیز اسقدر رنج انگیز اور افسوس کے لائق نہیں جسقدر کہ وہ ظلمت اور جہالت ہی جو سویں صدی عیسوی میں تمام ممالک مغربیہ میں پھیلی ہوئی تھی - جسکی تاریکی کا ادنیٰ ضرر یہہ تھا کہ علم ادب اور فلسفہ بالکل جاتا رہا تھا - اسلیئے اگر ہم اس زمانے کو آہنی[1] زمانہ کہیں تو بیجا نہ ہوگا" فلسفہ روم فقط منطق اور معقولات میں منحصر تھا اور صرف انھیں علوم کو

---

[1] زمانۂ آہنی سے یہہ مطلب ہی کہ اوس زمانے کے ممالک مغربیہ کے لوگوں سے یہ سبب جہالت خلق اور رحم بالکل جاتا رہا تھا اور ان کے اخلاق اور عادات میں سختی اور درشتی آ گئی تھی ۱۲ -

اہل روم بساط عقل سمجھتے تھے۔

کیا کوئی اس امر سے انکار کرسکتا ہے کہ حکمای عرب نے اسپانیہ او رآیطالیہ کے کالجوں میں جو مسلمانوں نے بنائے تھے نصرانیوں کو پانسو برس تک تعلیم نہیں دی۔ اور تمام مروّجہ علوم نہیں پھیلائے۔

یہہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ تمام علوم طبعیات۔ نجوم۔ ریاضی۔ فلسفہ۔ وغیرہ وغیرہ جو دسویں صدی عیسوی کے بعد سے یورپ میں مروّج ہوئے وہ مدارسِ عربیہ سے ماخوذ ہوئے تھے۔ مسلمانِ ہسپانیہ کو اس زمانے کے لوگ ''اصولِ فلسفہ،، کہا کرتے تھے۔

جو منافع اور فوائد اہل عرب نے غیر ممالک کی فتوحات سے حاصل کئے تھے انھیں صرف محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ ان سے عمدہ عمدہ نتائج حاصل کیئے۔ اور علوم عقلیہ میں ایسی جلد ترقی کی کہ اونسے پیشتر دنیا کی کسی قوم نے نہیں کی تھی۔

اسکا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہو کہ آٹھ نَو سَو برس کے عرصے میں یونانیوں نے اپنے علوم کو رواج دیا۔ علما اور شعرای روم نے بھی تقریبًا اسیقدر زمانے میں علم کا نشو و نما کیا۔ اور اسیقدر اہل فرانس نے علم ادب میں۔

لیکن عربوں کی ذہانت کو دیکھنا چاہیئے کہ ہنوز ڈیڑھ سو برس بھی ہجرت کو نہیں گذرے تھے کہ یہہ لوگ علوم وفنون میں دوسری قوموں سے بازی لیگئے۔ اور متقدمین کے فلسفہ۔ نجوم اور دیگر علوم وفنون کو شائع کیا۔

رومیوں اور اہل گوتھ نے تقریبًا دو سو برس کے عرصے میں مملکت ہسپانیہ کو فتح کیا تھا۔ لیکن عربوں کی شجاعت اور دلیری نے فقط بیس برس کے عرصے

میں اس جزیرے کو مغلوب کرلیا - اور کوہ پرنیز کو طے کرکے فرانس میں پہنچ گئے اور
جسقدر جلد اس ملک کو فتح کیا اُسی سُرعت کے ساتھ وہاں علوم و فنون کو پھیلایا
عہد امیر معاویہ میں جسکی نسل میں کچھ دنوں کے لئے خلافت موروثی ہو گئی تھی
اہلِ عرب نے یونانیوں کی علوم کو جمع کیا تہا - اور بعد معاویہ کے ابو جعفر منصور جو خاندان
عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا ترقی علوم میں ہمیشہ معین و مددگار رہا -

اگرچہ اُسکو دفع عذر اور رفع فساد میں زیادہ وقت صرف کرنا پڑتا تھا - مگر ترقی
علوم میں بھی اپنے مال و اسباب کو اور نیز اوقات کو اکثر فراخ دلی سے صرف کیا
کرتا تہا - اسکا دار الخلافہ بغداد تہا جو خلفای عباسیہ کی خلافت اور علوم و فنون
کیوجہہ سے آجتک نامور اور مشہور ہے - اسی دار الخلافہ میں اُسکی اولاد نے پانسو برس
سے زیادہ زمانے تک نہایت نام آوری کے ساتھ خلافت کی - ہارون الرشید
جسکی شجاعت اور جنگی ہنروں سے یونانی بہت خائف رہتے تھے - اپنے آباو
اجداد سے زیادہ مشہور اور نامور تھا - یورپ میں اسکی شہرت نہ صرف شجاعت
دلیری اور جوانمردی کیوجہہ سے تھی بلکہ علوم و فنون کے شوق اور اوسکے رواج دینے
کی وجہہ سے اسنے تمام یورپ میں بڑا نام پیدا کیا -

اس خلیفہ کے زمانہ میں اسکا ہمعصر بادشاہ اور اوسکا دوست شارلیمین تہا
ان دونوں میں نہایت تپاک اور محبت سے نامہ و پیام رہا کرتا تہا - اگرچہ
شارلیمین بہی علوم و فنوں سے بے بہرہ نہ تہا - لیکن ہارون الرشید کے خلف
مامون الرشید نے اپنے علمی ذوق و شوق میں ایک بہت بڑے عربی کتبخانہ
کی بنیاد ڈالی - جسکے سبب سے کتابوں سے لدے ہوئے سینکڑوں اونٹ دوسرے

ممالک سے اوسکی دار الخلافہ میں عرصۂ دراز تک آیا کئے - اور بہت ہی قلیل زمانے میں سویل سے اصفہان تک دولتِ علم پھیلا دی - بغداد - کوفہ - بصرہ - قاہرہ فیض - مراکو - کارڈوہ - گرانڈہ - والیشینہ اور سویل میں فصاحتِ علمی اور طلاقتِ لسانی عام ہوگئی - اور بلاد مغربی میں فلسفۂ ارسطو بہت جلد پھیلا دیا -

الغرض ان سب خلفا کی عہد میں علم نے بڑی ترقی کی - اور عربی کتب خانوں کی وجہ سے یونانی اور رومی علوم گویا از سرِ نو زندہ ہو گئے -

پس اسطرح نویں صدی عیسوی سے چودہویں صدی تک علمی جھنڈا اہل عرب کے ہاتھہ میں رہا - بعد خلفای عباسیہ کے عبد الرحمٰن والی اسپانیہ نے ترقی علوم میں بہت شہرت حاصل کی - اگراس خلیفہ کے عہد میں ہی غدر و فساد رہا - لیکن ان جھگڑوں کو اسنے بہت جلد اپنے ملک سے رفع کر دیا اور ترقی علوم میں عرصے تک نہایت گرمجوشی سے مستعد رہا - اسنے اپنی پچاس برس کی خلافت میں یورپ کی علمی جہالت اور تاریکی کو اپنے نور علم سے مبدّل کر دیا اور اسپین میں بڑے بڑے کالج کھول دیے جسکا احسان اہل یورپ کی گردنوں پر ہمیشہ رہیگا -

عیسائیوں کو اہل اسلام کے یہہ احسانات بھی فراموش نہیں کرنے چاہییں کہ انھیں لوگوں نے حکمای یونان کی کتب کی اس زمانے میں حفاظت کی جبکہ ظلمت اور جہالت نے اہل یورپ کے ملک کا محاصرہ کر لیا تھا -

مسلمانوں ہی نے علوم قدیم اور علوم جدید میں علاقہ پیدا کیا - انہوں ہی نے بڑے جد و جہد سے تمام علوم و فنون کو مثل ریاضی اور طب وغیرہ کے رواج دیا

اہل اسلام کو علم جغرافیہ سے بہی بہت شوق تہا - اسمیں اونہوں نے ایسی مہارت بہم پہنچائی تہی کہ افریقہ کے مشہور صحراؤں میں جغرافیہ دانی کی وجہہ سے سلطنتیں کیں - مسلمانوں پر جو کتب خانۂ اسکندریہ کے جلانے کا جہوٹا الزام لگایا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا محض تعصب ہی تعصب ہے - الزام لگانیوالونکو پادری نامیلس کی اُس ناشایستہ حرکت اور متعصبانہ جرم سے سر در گریبان ہونا چاہیے کہ اسنے شہر کارڈوا کے اس جلیل الشان کتب خانے کو جلوا دیا جسمیں بڑی بڑے حکما اور شعرا اور ریاضی دانوں کے کارنامے موجود تہے اور جسکو اہل اسلام نے سات سو برس کے عرصے میں نہایت محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تہا -

گزارش

گذشتہ پرچے میں بدقسمتی سے کچہہ صفحے الٹ پلٹ طبع ہو گئے تہے - بلکہ ایک مضمون کا بہی بہت سا حصہ نہیں چہپ سکا - گو یہہ مینیجر اور کارکنان مطبع کی غفلت سے ہوا - مگر ہمیں افسوس اس امر کا ہی کہ اسکی اطلاع بہت دیر میں ہوئی ورنہ کچہہ انتظام کیا جاتا - یہہ قاعدہ ہی کہ اس قسم کی غلطیوں کے لیئے مینیجر یا ایڈیٹر ناظرین سے معافی مانگا کرتے ہیں - اگر یہہ حق ہمیں بہی حاصل ہو تو ہم بہی اپنے ناظرین سی معافی مانگتے ہیں - بلکہ ایک حصہ گذشتہ مضامین کا ناظرین کے پیش کرتے ہیں - امید ہے کہ ناظرین ایڈیٹر کی معذرت کو قبول کریں گے -

ایک جدید طالب علم کے خیالات

میں اوس شہر کا رہنے والا ہوں جہاں علی گڈہ کالج کی روشنی ابتک نہیں پہونچی اور جہاں جہالت اور تعصبات کی تاریکی ابتک چھائی ہوئی ہے۔ میں مسلمانوں کے اُس گروہ کا ممبر ہوں جنکو کوئی لاکہ سمجھائے مگر یہ یقین ہی نہیں آسکتا کہ مسلمانوں کی حالت قابل اصلاح ہے یا مسلمان دوسری قوموں سے ذرا بھی پیچھے ہیں وہ لوگ خود باپ دادا کی چھوڑی ہوئی دولت شاہان اسلام کے عطیہ جاگیر و معافی اور مہاجنوں سے سخت سود پر حاصل ہُوا قرض خوب مزہ سے اوڑاتے ہیں اور اُسی بے فکری اور فارغ البالی سے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں جسکے وہ لڑکپن سے عادی ہیں اونہیں اسکی کیا فکر کہ قوم پر کیا گذر رہی ہے اور مسلمانوں کی کیا حالت مہذب دنیا میں ہو رہی ہے۔ اخبارات وہ نہیں پڑہتے جدید کتابیں وہ نہیں دیکھتے انہیں سوا اسکے کہ صبح سے شام تک یا بیکار زندگی بسر کریں یا مقدمات کے متعلق باتیں کرتے رہیں یا شادی بیاہ کے مصارف مہیا کرنے کی تدبیریں سوچیں قومی معاملات سے ذرہ بھی دلچسپی نہیں چند روز ہوئے کہ دو ایک نوجوان آدمی مری خاندان کی نوکری کی تلاش میں حکام سے

ملنے گئے اور وہاں پہلے ہی یہ سوال پوچھا گیا "آپ انگریزی جانتے ہیں؟" جواب
دیا گیا کہ "حضور عربی اور فارسی بخوبی جانتا ہوں بلکہ شعر و سخن سے بھی کچھ مذاق ہے
اور ایک قصیدہ بھی حضور کی تعریف میں لکھ لایا ہوں مگر انگریزی نہیں جانتا" ارشاد ہوا
"منشی صاحب بغیر انگریزی تعلیم کے کوئی معزز نوکری نہیں مل سکتی" یہ جواب صاف
سنکر وکالت کے امتحان کی فکر پیدا ہوئی لوگوں نے سمجھایا کہ مرد خدا عقل کے ناخن
لو بغیر بی اے پاس کئے ہوئے کوئی بھی وکالت کا امتحان دے سکتا ہے
اچھا صاحب ہم پولیس میں نوکری کرینگے وہاں بھی جواب صاف ملا کہ بغیر انٹرنس
پاس کئے ہوئے سب انسپکٹری نہیں مل سکتی۔ مایوس ہو کر بقول شاعر

اف ری مایوسی کرتے حسرت ہی حسرت عالم زار ❊ بل بے ناکامی تمنا ہی تمنا دل میں ہے

بخیر و عافیت وطن میں واپس آئے اور یہ صلاح ٹھری کہ چھوٹے لڑکوں کو کچھ انگریزی بھی
پڑھانی چاہئے ورنہ نوکری ملنا دشوار ہوگا۔ پہلے تو ایک ماسٹر صاحب کے سپرد
کیا گیا اور اے بی سی ڈی انسے پڑھتا رہا، چار مہینے کے بعد ایک سرکاری
مدرسہ میں بھیجا گیا۔ اور چند روز وہاں وقت ضائع کیا۔ جیسے میں نے انگریزی شروع
کی مجھے علیگڈہ کالج کا شوق پیدا ہوا اخبارات میں ادھر ادھر دیکھ لیتا تھا کہ مسلمانوں
کی تعلیم و تربیت کے لئے سید صاحب مرحوم نے ایک مدرسہ بنایا ہے لیکن
اپنے والد ماجد یا کسی رشتہ دار سے کبھی اس درخواست کی جرأت نہ ہوئی کہ مجھے
علیگڈہ بھیجدیجئے۔ سید صاحب مرحوم کی نسبت ہمیشہ یہی سنا کیا کہ انہوں نے
ایک جدید نیچری مذہب ایجاد کیا ہے اور اُن کے مدرسہ میں وہی مذہب سکھایا
جاتا ہے۔ معلوم نہیں کیوں۔ میرے دل پر ان سب روایات کا ذرہ بھی اثر نہ ہوتا تھا

اور میرا شوق کالج روز بروز بڑہتا جاتا تھا۔ گو کسی سے ذکر کرنے کی جرأت نہوتی تھی
سال گذشتہ میں سید صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد جا بجا میموریل فنڈ
کی کمیٹیاں ہوئیں نواب محسن الملک بہادر مختلف مقامات پر تشریف لے گئے
اور چندہ جمع کیا اس سے کالج کا چرچا میرے شہر میں بھی بہت پھیلا۔ اُسی زمانہ
میں ایک صاحب مسلمان لڑکوں کی مردم شماری کرنے تشریف لے گئے پہلے تو
سب ڈرے کہ یہ کیا مصیبت آئی جو ہمارے لڑکے اور معصوم بچے شمار کئے جاتے
ہیں لیکن جب اُن صاحب نے سمجھایا کہ ہم اس غرض سے آئے ہیں کہ کمی تعلیم
کے اسباب دریافت کریں اور ایک فہرست اُن لڑکوں کی مرتب کریں جو تعلیم
پانے کے لایق ہیں اور تعلیم سے محروم ہیں۔ کالج کے حالات بھی اُن سے مفصل
دریافت ہوئے۔ خدا خدا کرکے میرے والدین نے مجھے اجازت دی اور میں
نے ارادہ علیگڈہ کا مصمم کرلیا۔ اللہ! اوس جوش اور شوق کو میں کیونکر الفاظ میں ادا
کروں جو علیگڈہ آنے سے پہلے میرے دل میں موجزن تھا۔ جلدی جلدی سامان سفر
طیار کرکے میں علیگڈہ پہنچا۔ ریل سے اترتے ہی پرنسپل صاحب کے بنگلہ پر پہونچا
جس شفقت بزرگانہ اور محبت مربیانہ سے وہ ملے اسکی تعریف کہانتک لکھوں۔
اسروز مدرسہ میں نام لکھا گیا اور تھوڑی دیر میں سب سے وہ محبت ہوگئی کہ گویا
سب لڑکے ایک ہی گھر کے رہنے والے ہیں۔ میری اجنبیت چند گھنٹوں میں
رفع ہوگئی۔

کالج کی شان و شوکت عمارت کی خوبی و رفعت دیکھکر بے اختیار اسکے
بانی پر رحمت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔ صبح سے سونے کے وقت تک ایک

منٹ بھی میرا ضائع نہیں ہوتا - صبح ہوئی بعد نماز فجر قواعد یا ورزش کی اس کے بعد
مارننگ اسکول جاتا ہوں ٹھیک وقت پر کھانا ملتا ہے اور پھر مدرسہ پہنچا ایک بجے نماز ظہر
کے لیے چھٹی ہوئی اسکے بعد پھر مدرسہ میں پڑھتا ہوں - سہ پہر کو کرکٹ اور فٹ بال
کھیلتا ہوں اور جسکا دل چاہتا ہے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے رات کو ٹھیک ۷ بجے
کھانا ملتا ہے سب لڑکے ایک میز پر نہایت محبت برادرانہ کے ساتھ ایک جگہ بیٹھکر
کھانا کھاتے ہیں کھانا کھاکر اپنے اپنے کمرہ میں سب پڑھتے ہیں اور بعد نماز عشا پونے ۹
سے جس وقت فارغ ہوے سب لڑکے سو رہتے ہیں - میں جب مکان پر تھا تو باوجود
اسکے کہ میرے سب عزیز و قریب نمازی ہیں لیکن میں پابند نماز نہ تھا یہاں مسلمانوں
کے اسقدر لڑکے ایک جگہ دیکھکر ایمان تازہ ہوتا ہے - مولویصاحب کا وعظ اور استاد
کی تاکید سے کیسا ہی کوئی لڑکا مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو اس میں ایک جوش
اسلام پیدا ہو جاتا ہے -

میں کھانے کی بہت شکایت سنا کرتا تھا مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ اگر نظر انصاف
سے دیکھا جاے تو اس سے عمدہ انتظام اور کیا ہو سکتا ہے - اختلاف طبائع اور تخالف
مذاق ایک قدرتی بات ہے کوئی چاہتا ہے کہ کھانے میں مرچ کم ہو کسیکو کوئی
خاص ترکاری مرغوب ہے کوئی شوربہ زیادہ چاہتا ہے کسیکو خشک دال پسند
ہے الغرض ایک ہی شئے مختلف آدمیوں کے مذاق کے موافق ہرگز نہیں ہوسکتی
اگر لڑکونکو اس قسم کی شکایت ہو تو کوئی محل استعجاب نہیں لیکن کھانیکی خرابی کی مجھے
کوئی شکایت نہیں - اس میں لڑکوں کی ہمدردی اور محبت نہایت قابل تعریف ہے
حال میں دو لڑکے بیمار ہوگئے تھے ایک خدا کے فضل سے اچھا ہو گیا مگر دوسرا

بہت دنوں سے علیل تھا ڈاکٹر صاحب کی کوشش اور لڑکوں کی تیارداری پروفیسروں اور پرنسپل صاحب کی محبت اور شفقت کی میں کہانتک تعریف کروں واقع میں اپنے گھروں میں بھی ایسی خبرگیری ممکن نہ تھی - مجھے اس کالج میں سب سے زیادہ جو بات پسند آئی وہ قومی ہمدردی ہے - خدا کے فضل و کرم سے ہندوستان کے معزز مسلمان سوسائٹی کے کل ہوشیار پودے اس باغ میں سبز ہو رہے ہیں بڑے بڑے امرا کے لڑکے اور بڑے بڑے ہونہار نوجوان یہاں موجود ہیں مگر آپس میں ذرا بھی نخوت اور کبر کا برتاؤ نہیں کرتے -

اس کالج میں چھوٹے لڑکوں کے لیے دینیات کی تعلیم کا بھی نہایت عمدہ انتظام ہے - لڑکوں کو خوش تقریری بھی سکھائی جاتی ہے آٹھویں روز یونین کلب میں انگریزی اور اردو میں مختلف مضامین پر مباحثہ اور تقریریں ہوتی ہیں اور یونین کے ہردلعزیز وائس پریسیڈنٹ کپتان علی حسن اور ہونہار اور اخلاق مجسم سیکرٹری سید سجاد حیدر کے انتظام سے یونین میں وہ لطف آجاتا ہے جو اخباروں میں پارلیمنٹ کی مجلسوں کا دیکھا جاتا ہے - نواب محسن الملک بہادر کی محبت پدرانہ بھی ہمارے دلونکو بہت کچھ تسخیر کر رہی ہے - قصہ مختصر علیگڈہ آکر مجھے میری امید سے زیادہ خوشی ہوئی اور کالج کی در و دیوار سے مجھے محبت پیدا ہو چلی ہے -

زفرق تابہ قدم ہر کجا کہ من نگرم ⁂ کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

مجھے جو کچھ حسرت اور افسوس ہے وہ اسی بات پر کہ ہمارا قومی گھر ابھی تک ناکمل ہے اے کاش کوئی ہمارے بزرگونکو سمجھائے کہ وہ آنیوالی نسلوں پر رحم کرکے اپنا پیسہ مختلف شاخوں میں صرف نہ کریں اور ذاتی تعصبات اور نفاق کی وجہ سے اپنی کوشش

کو جدا جدا کاموں میں خرچ کرکے اپنی قوت کو ضعیف نہ بنائیں - ہم لوگ ابھی خدا کے فضل سے ایسی مجلس نہیں ہیں کہ ایک کالج بھی اچھی طرح نہ چلا سکیں - اگر کل قوم ذرا بھی متوجہ ہو جاوے تو چشم زدن میں اس بزرگ قوم نہیں نہیں مسیحائے قوم کا خیال پورا ہو سکتا ہے جو وہ اپنی قوم کے لئے جیتے جی سوچتا رہا اور جو اُس کی زندگی میں پورا نہو سکا - ہمکو اپنی طرف سے کوشش کرنی چاہئے اُس میں کامیابی اور ناکامی خدا کے ہاتھ ہے -

مجھکو پورا یقین ہے کہ اصلی کوشش کبھی رائگاں نہیں جاتی -

ح - آ

مدرستہ العلوم میں مذہبی تعلیم کا انتظام

ہمکو اس بات کی اطلاع دینے سے نہایت خوشی ہے کہ نواب محسن الملک بہادر سیکرٹری مدرستہ العلوم نے کالج میں مذہبی تعلیم کیطرف خاص توجہ کی ہے اور وہ مذہبی کمیٹیوں کے مردہ جسم میں دوبارہ روح پھونکنا چاہتے ہیں - اسکے متعلق جو مطبوعہ تجویز نواب صاحب موصوف نے شائع کی ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جماعت ممبران تعلیم مذہبی کے ممبروں نے اپنی پرانی عدم توجہی کو چھوڑ کر اسپر پورے طور سے عمل درآمد کیا تو مذہبی تعلیم قابل اطمینان ہو گی اور جو شکایت پبلک کو مذہبی تعلیم کی ہو رہی ہے وہ بالکل رفع ہو جائیگی - مدرستہ العلوم کو جو امتیاز اور خصوصیت ہندوستان کے اور کالجوں پر حاصل ہے وہ صرف مذہبی تعلیم کیوجہ سے ہے -

سرسید مرحوم نے جب مدرسۃ العلوم قایم کرنیکا قصد کیا تھا تو انہوں نے بھی مذہبی تعلیم کو اسکا جزو لاینفک قرار دیا تھا اور شروع شروع میں کچھ دنوں تک مدرسۃ العلوم میں مذہبی تعلیم جاری بھی رہی لیکن چونکہ سرسید مرحوم کے زمانہ حیات میں کالج کی ہر شاخ کا سیاہ وسفید بالکل انہیں کے ہاتھ میں تھا اور انکو کثرت مشاغل اور علما کے اختلاف مذہب کی وجہ سے رفتہ رفتہ مذہبی تعلیم کی طرف سے سرد مہری پیدا ہوگئی تھی اسواسطے وہ شیین کچھ دنوں چلکر بند ہوگئی اور اُسکی وجہ سے پبلک کو جسقدر بے اطمینانی کالج کی طرف سے پیدا ہوئی یا جو نقصان کالج کی ریپوٹیشن کو پہنچا وہ بالکل قرین قیاس اور واجبی تھا لیکن سرسید مرحوم کو مستوجب الزام ٹہرانے سے ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم عموماً اور مذہبی کمیٹیوں کے ممبر خصوصاً عدم توجہی کے الزام سے بچ نہیں سکتے اور ہمکو امید ہے کہ جسطرح سرسید مرحوم کی وفات کے بعد ٹرسٹیان کالج اور پبلک نے اس قومی انسٹیٹیوٹ کی طرف خاص قسم کی توجہ اور ہمدردی ظاہر کی ہے اسی طرح مذہبی تعلیم کی جماعت کے اراکین بھی نہایت سرگرمی سے اسطرف متوجہ ہونگے اور اس تجویز کا اجری محمدن یونیورسٹی کے چندہ اور قیام میں نہایت بااثر اور ممد ثابت ہوگا

کوئی انسٹیٹیوشن درجہ تکمیل کو نہیں پہونچسکتا جبتک کہ اوس میں مذہبی تعلیم کا پورا انتظام نہو اور نہ سوائے تعلیم مذہبی کے کوئی چیز طلبا کے اخلاق اور مارلس کو درست کرسکتی ہے - انگلستان کے تمام بڑے بڑے کالجوں اور یونیورسیٹیوں میں مذہبی تعلیم ضروری اور اُس میں شرکت طالبعلموں کو لازمی ہوتی ہے اور ہندوستان کی یونیورسٹیوں کی تعلیم میں جنکو ولایت کے ایک بڑے مدبر نے "گاڈلیس یونی ورسٹیز آف انڈیا" کہا ہے سب سے بڑا یہی نقصان ہے کہ اُن میں مذہبی تعلیم کا کوئی

انتظام نہیں جسکی وجہ سے طلبا میں خوش اخلاقی قومی ہمدردی اور حکام وقت کی اطاعت جو مذہبی تعلیم کا بدیہی نتیجہ ہے پیدا نہیں ہوتی اور ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان کے کالجوں میں مختلف مذاہب کے طلبا تعلیم پاتے ہیں کسی خاص مذہبی تعلیم کا انتظام ناممکن بھی ہے۔ تاہم مسلمانونکو شکر کرنا چاہیئے کہ اُن کے پاس ایک ایسا قومی انسٹیٹیوشن موجود ہے جس میں علاوہ اعلیٰ درجہ کی دنیوی تعلیم کے مذہبی تعلیم اور روزہ نماز کی پابندی نہایت سختی کے ساتھ کیجاتی ہے اور جو کچھ کمی کچھ عرصہ سے مدرستہ العلوم کی مذہبی تعلیم میں پیدا ہو گئی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب رفع ہو جائیگی اور اگر مسلمانوں نے اپنی عالی ہمتی سے محمدن یونیورسٹی قایم کرنے کے لایق روپیہ جمع کر دیا تو یہی مذہبی تعلیم یونیورسٹی کے امتحانوں میں لازمی ہو جائیگی اور ہر ایک گریجوایٹ مذہبی اعلیٰ تعلیم کی سند بھی پائیگا۔ مدبران تعلیم اہل سنت کی جماعت میں علاوہ اُن ناموں کے جن کو نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا ہے ہم شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد خانصاحب۔ مولوی سید محمد علیصاحب ناظم ندوۃ العلما اور خان بہادر منشی اطہر علیصاحب وکیل لکھنؤ کے اسماے گرامی اور پیش کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ کمیٹیاں جلد اپنی عملی کارروائی شروع کر دینگی۔

Small boys long jump.—1 Laiq (13-9.) 2 Ahmad Husain (12-8.)

100 yards.—1 Mahmood senior. 2 Sadiq Ali.

Small boys 100 yards.—1 Fazlur Rahman 2 Ali Husain.

Dwarfs 100 yards race.—1 Faqir. 2 Fazlur Rahman.

High jump.—1 Ashfaq 5-1 2 Syed Husain

Small boys' High jump.—1 Mahmood (4-6) 2 Laiq

¼ *Mile.*—1 Mahmood senior. 2 Sadiq Ali

¼ *Handicap.*—1 Sadiq Ali 2 Assadullah

Rolling race.—1 Abdus Samad. 2 H Mohammad Bakhsh.

Small boys' 220 yards.—1 Nooruddin. 2 Fazlur Rahman.

Three legged race.—1 Siana Jee and Abdul Gani 2 Hamid Shibly and Assadullah

Small boys' 3 legged.—1 Fazlur Rahman and Abdullah. 2 Faqir and Aesar Ahmad

½ *Mile Handicap.*—1 Fazlur Rahman and Bashir

ABDUL MAJID,
Hon. Sec., Gymkhana.

WANTED.

A teacher on a salary of Rs. 20 per mensem in the Scotch Mission High School, Basti, to teach Persian to boys of the Entrance Class. The applicant must also possess good knowledge of English. Apply to the Head-Master, S. M. High School, Basti, through the Principal, M.A.O. College, Aligarh.

We pay special attention to Zadoor Ward because the future prosperity of foot-ball entirely depends upon them, who will grow up to strong and plucky foot-ballers.

The parents must be proud of sending their sons to Zahoor Ward who follow the manly games as keenly as other educational pursuits.

ABDUL MAJID,
Foot-Ball Captain

The College and School Monthly Athletic Sports.

These sports were held on May 11th and 15th and were attended by a large number of ladies and gentlemen of the Station who are always kind in encouraging us. There was a great deal of keenness among the small boys of Zahoor Hussain ward, out of whom we hope to get good material. Mahmood Junior showed us a good high jump and cleared 4 feet 6 inches equal to his own height and Sadque Ali, kept a good and steady pace in ¼ Mile The Tug of War between Katchcha and the non Katchcha produced a great deal off excitement. At the first time the Katchcha house was pulled by their opponents by a fearful jerk. In the second time the sides were changed and in the midst of the struggle the rope broke into two and both the parties fell on their backs The most interesting of all the sports was the "Fatties rolling race" As their upper parts were heavier than their lower parts, they could not roll in a line, but they rolled over one another in a circle

The Club has not given anything for the prizes but the prizes will be given out of the entrance fees of 4 annas which each competitor had to pay to join the sports. This scheme has proved very successful, as their had been a large number of entries, and there are some non competitors subscribed only to encourage the others.

The following is the list of the winners of different events:—
Hurdle race.—1 Syed Husain . Syana Jee.
Long jump.—1. Assadullah (17-6., 2. Syed Husain (16-6)

attacks but without any result At last Haji Husain shot the ball nicely and it went into the hands of the goal keeper, and Zaffar Umar (who was playing centre-forward for the College) jumped upon the goal-keeper, and hurled him down, thus passing the ball through the goals, he scored one goal for the College. Two other goals soon followed and both were scored by Amir Husain who keeps well forward as a centre should. Thus the College won by 3 goals to love

In the meantime we are glad to report the rapid progress of Amir Husain in whom we hope to find a good forward. Barkat Ali played well as a goal keeper and Hamid Shibly as half-back for the College. The Second match was drawn as usual.

(5) On the 15th we played two matches between old Katchcha house and the rest. The match between the first parties was drawn, but in the other match, the *old Katchcha party* beat the non-Katchcha.

We are glad to report the arrival of Mohammed Husain, III class, Mohammed Husain, Entrance class and Rookundin three new players in our School who show promise, and Habib who has improved a great deal in a short time. The School arrangement is going on well under the Captaincy of Bashir Ali Khan and we have got Massoom Ali a good goal keeper in our School.

On account of our long and regular practice our forward line has improved a great deal Haji Hamid on left and Zaman and Mahmood on the right wing are quite in form. We have got news of the arrival of Islam Hamid (our old member of first XI) who will make the forward line quite complete. We never had any complaint of backs and in addition to those we have got Qadir Beg and Hamid Shibly two first class backs and thus we will have a better eleven than before

I have got a report from Zahoor Ward Captain that there are 35 boys who play foot-ball regularly and it is due to the incessant energy of Ali Raza their Captain and Abdullah Khan.

of the pass from both the wings. The second one was scored by Syed Abdul Hafiz who made some good runs, leaving his position as a goal keeper.

(2) On the 8th instant we played Katchcha House versus non-Katchcha; and Prof. Ziauddin played for the latter. This was most interesting of all the matches we played during the past month. The game was played in a very combined and systematic manner. The Katchcha house forwards were well-fed by their halves, and worked up to the opponent's goals in a combined body, but were repulsed from time to time. At last the ends were changed without any result. In the next half-time the game went on with the same vigour and energy and as the time was getting to the close the visitors therefore became more anxious for the result and the game was very much enlivened by their applause, only one minute before the time was called Hamid Shibly (who was playing half back for the Katchcha-house) got the ball and dribbling it through the adversaries halves and backs shot it through the goals and thus scored one goal for the Katchcha house. On the Katchcha side Qader Beg showed us some good kicks as back, and Sammad and Sina tried hard to the last moment for the non-Katchcha side.

(3) As there is always a complaint of the players being left out in these matches, we endeavour to get up 2 matches on such occasions. On the 10th instant we played matches between first and second XI's of School and College, while the ordinary practice was going on in the third field. This is the first example of such sort of matches, and has proved of great use to us. The College first XI beat the School first XI by 2 goals to nothing and both the goals were scored by Haji Husain Khan who played with unusual skill and energy. The match between the College and School 2nd XIs was drawn.

(4) On the 12th the same matches were replayed, and Mr. Tipping was kind enough to umpire and the game was much encouraged by him. The College forwards made some determined

improves health, morals, as well as happiness and is indispensable for a proper culture of the mind."

Ashraf Ali, B.A., Abdul Hakim, Abdul Qadir, B.A., Mohammed Faiq, Nazir ud Din Hasan were among the votaries of Apollo (in his capacity of God of Music) or of the Sirens, the title given them by the opposite side. Mohammed Athar struck the discordant note and led the "No Music, no Amusement," party which consisted of Abdul Hamid, Fazl ul Hasan, and Zaman Mehdi Khan, B.A.

But their Puritanic ideas were not favourably received by the pleasure loving youths of the nineteenth century. The Hedonists proved too strong, and carried the proposition by 21 votes to 8.

SAJJAD HYDER,
Hon. Sec. S. U. C.

The Duty.

At a meeting of the Duty Shop Committee it was resolved in view of the not altogether satisfactory state of affairs prevailing, to have the Accounts of the Shop audited, in order to ascertain whether any enlargement of its present business is possible.

ZIAUDDIN AHMED,
Asst. Keeper of the Duty.

Football.

We played five matches of considerable interest in the past fortnight.

(1) The first match was played very vigorously between School and College on the 5th instant. The struggle continued for one hour and fifteen minutes; but at the end the School lost by 2 goals to none. The first one was scored by Zuffar Umar who always follows the ball up well and thus gets the advantage

a passing student to cut his flesh and see whether there was any blood left in it; the invitation was not accepted. The spirit of scientific research is not yet strong enough in the College.

The School buildings wonderful to relate escaped scot free. By great good fortune the strongest face of those dilapidated buildings was presented to the storm and sheltered as they are by the Principal's house, they managed to weather the gales but we have no great confidence in their standing many more such tests.

We are glad to be able to record a slight improvement in the health of Mr. Beck, but regret that he is making such slow progress.

Queen's Birthday celebrations are to be held in the College as we announced in our last number The chief difficulty seems to be about the band for the Garden Party, all the military bands are engaged for the 24th and as yet we have been unable to secure one. We shall probably be unable to give our account of the proceedings in this number as we have to go to press rather early but in our next number, June 15th, we will give a full account of the celebrations.

It may be of some interest to students of the College and to some who are about to join to know that, in the Budget, a new teacher of science is provided for. Students who are not well up in Persian often prefer to take up elementary science in the Entrance and Intermediate Examinations. The new teacher who is expected to join the staff immediately will teach those classes.

Siddons Union Club.

Music claimed the attention of the House on the 6th May when Ashraf Ali, B.A., came forward to move that "Music

two or three crushings defeats to begin with, there is a great probability that the team would become so far disheartened and demoralized in consequence, that so far from improving they would fall off and play below their proper form.

The proper course seems to be a number of matches with teams of the second rank and one two first class matches. A crowd will not often go to see a walk over, and therefore, since the team will have to pay the Rs 40,000, that the trip is to cost, largely from gate money, they must arrange a programme that is likely to be popular

The visit to England is sure to be popular and the team is certain of a good reception and if only it is carefully chosen and the programme judiciously arranged there seems no reason why the trip should not be completely successful in all respects.

College News.

By the time our next number appears the College season will have closed and our students be scattered over the country. It will be just as well for many of them to remember, during the vacation, that the Examinations occur unusually early this year, and find time for some reading while the College is closed.

A very severe storm passed over Aligarh on the evening of Sunday the 14th of June, tearing down trees, carrying away roofs and scattering destruction on all sides The College escaped very lightly, on the whole. Several trees were blown down and others injured and some tiles were displaced but little else happened. Professor Ziauddin must have had an anxious moment when the big *nim* tree near his door came crashing down but fortunately only the tree suffered. The Contractors who have taken the College Mango gardens are in great tribulation for at least three-fourths of their fruit was blown down. One of them was so depressed by his misfortunes that he was heard to invite

chief difficulties are the selection of the team and the financial question. The Parsees as the oldest combination of native cricketers in the country will probably furnish the bulk of the team, and this is quite fair for it is a Parsee gentleman who is organizing the trip and the Parsees, in virtue of their former visit are the only Indian cricketers who are at all known in England. But on the other hand it is to be remembered that the Parsees are scarcely what they were: they have twice suffered defeat in the College ground and on each occasion there has been something very like a collapse in the last innings. This points to a certain want of pluck and ability to play an up-hill game, which does not augur well for the success of a prolonged tour. The suggestion that the *Pioneer* makes is that the team should be strengthened by the inclusion of a number of younger players chosen from the different College teams in the country, and, both in the interests of the team and in those of Indian cricket generally this suggestion should certainly be followed. The team will be strengthened by this inclusion and at the same time a number of young player will have a great opportunity of learning how the game should really be played from past masters in the art. Of course we should naturally like to see our own College represented in the team as fully as possible, but it is evident that, in the best interests of Indian cricket, the selection should be made as widely as possible, provided, of course, that men good enough are to be got in different parts of India.

With regard to the programme, we thoroughly agree with the *Pioneer* that it would be a great mistake to arrange too ambitious a one. There cannot be any doubt in the mind of any one who has seen the best English cricket and the best Indian cricket that the latter is on a much lower level, and that, under ordinary circumstances, it would have very little chance of success in a contest. By pitting themselves against antagonists too hopelessly strong for it the Indian team would run a great risk of making itself ridiculous, a most undesirable thing; and again if, with an ambitious programme they met, as is not unlikely, with

One of the difficulties that Census officers meet with in the course of their work (and by no means the least baffling one), is the suspicion with which their movements, are regarded by many of the more ignorant Mohammadans. The unfortunate Census officer is set down as a private detective, a Government spy, a debt collector. "He has come to inquire into that last robbery. The Government is going to enforce a fresh income tax" "That's why he wants to know all about us," "Don't you tell him anything he is going to get you into trouble;" such are the remarks with which he is greeted, and he has often the greatest possible difficulty in allaying suspicion and in some cases does not succeed in doing so.

Cricket.

We are feeling rather excited at the prospect of the visit of an English cricket team to India As our cricketing readers will have seen from the *Pioneer* Ranjit Singhi is proposing to take out a strong team to Australia and proposes to visit India on the way, and we are in great hopes that he will pay Aligarh a vi it There are two very good reasons why he should come here. The team is to make its Indian tour a pleasure trip as well as a cricketing one and will naturally give up a good part of its time to sight seeing, therefore they will want to visit places of beauty and historic interest. For this purpose we are very conveniently situated, Aligarh is in easy reach of Agra and Delhi two places, which every visitor to India is bound to visit And the team will, of course, want to play cricket and if they will only come here we will try and give them as good cricket as they are likely to get in the neighbourhood. Such a visit would be a tremendous stimulus to College cricket and every cricketer in the place is most anxious, that a match should be arranged if possible.

Another matter of interest to cricketers is the proposed visit of a team of Indian cricketers to England. As the *Pioneer* points out in a leader on the subject dated May 20th, the two

Budget statement. It will be a matter of general satisfaction to all friends of the College to know that its College finances are in a far more satisfactory condition than they were a year ago. This happy result is due to the Memorial Fund and also to the rigid economy that has been practised in the interval.

The meeting at Sitapur and the reception accorded to the deputation was of a most encouraging character and shows that there is much to be done in Oude. We hope that next cold weather may see the initiation of a series of meetings in Oude and a general awakening of interest in Mohammadan education. As yet only a small proportion of the Mohammadans of this country have been brought into contact with the College and acquainted with its aims; and it cannot be otherwise while the number of really active and energetic workers is so few. What we need is a strong band of earnest and intelligent men with the interests of education at heart, to go through the country, district by district, and awaken a sense of the vital importance to all Mohammadans of the Educational movement

---

The Census department is a very valuable help in all such work. We have a number of census officials at work in different districts collecting information as to the educational needs of each place and social condition of the Mohammadan inhabitants The information thus collected is of very great value in estimating the educational needs of the different districts and in calculating the funds that they may be expected to supply. As this work progresses we shall have in our hands statistics of unique value; such information is unobtainable from any other source and it will be of the greatest importance in the further organization of Mohammadan education in India. But as has been said before, the whole work is far beyond the power of the few workers we as yet possess.

And here in India the Tutor has no less important functions to fulfil, and the establishment of the Tutorial system is an ideal to which every resident College should steadfastly look. There are of course, great difficulties in the way; the chief of them being the utterly disproportionate number of those qualified to initiate such a system when compared with that of the students under their care. As things are at present the influence of the teacher upon those taught is limited It is no uncommon thing for a Professor to have classes numbering from 60 to 100 or even more; and it is not less uncommon for that Professor to know nothing more of them than what he can find out during his daily lecture of one hour's duration. And this from the necessities of the case can be very little. The bulk of his time is occupied in teaching the subject and very little is left even for ordinary questioning. If he were to ask one question only of every student in the class that would more than exhaust the time at his disposal; as it is he gives up the matter in despair, asks a few questions of the stupider ones to see if they have any idea of what he is talking about and is content to have a hazy notion of what students are in his class, and what are not, and congratulates himself, when, by a lucky chance, he manages to attach one of the many names, vaguely floating about in his memory, to the rightful owner.

It is not surprising under these circumstances that a Professor's knowledge of his own students, and his influence upon them is small. Where intercourse with students outside the class, in the playing field or elsewhere is possible, that influence naturally increases and is often strong; but we cannot look for its full development until we see something after the manner of the English Tutorial system established.

General Notes.

At the Trustees meeting to be held on the 10th inst. the chief business will be the discussion of the items of the Annual

significance. A Tutor at Cambridge is not so much a teacher as a guide, philosopher and friend in the best sense. In the Cambridge Collegiate system there are, under the Master and Dean, a number of men of distinguished abilities and learning to whom the care of the undergraduate is committed. To each of these Tutors a certain number of undergraduates are assigned and in his hands lie to a great extent the direction of their studies and the general supervision of their College life. A new student entering a College is at once placed under a Tutor and to him he goes for advice at the beginning of his University career; and it is especially at this period that the Tutor stands in *loco parentis;* he instructs the student as to what lectures he should attend, he advises him of the books he should read, he recommends the clubs he should join and the places where he can get the things he requires to equip him for his College career. And not only does he thus launch him into College life but he continually watches his career, helps him in time of difficulty, and so directs him that he may gain the fullest possible advantage from his University course. One of the most notable figures and certainly one of the most influential in Oxford was the late Professor Jowett and there is no doubt that his influence was largely due to the importance which he attached to the cultivation of close personal relations between the undergraduate and his academic superior. So fully did he recognize the important part that a Tutor has to play in University life that during the whole of the period in which he was Master of Balliol he carefully and assiduously cultivated this close relationship. The master or head of a College has naturally to occupy himself largely with the general management and administration of his College; but Dr. Jowett always considered that it was quite as important for him to cultivate close personal acquaintance with every member of his College as it is was for him to guide and direct its general policy. That is to say he considered the functions of a Tutor in every way as important as those of a master. And every one knows how fully he was justified by the rapid rise of Balliol to the highest place among Colleges of Oxford.

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine. Aligarh.

New Series Vol. VII.	JUNE 1st, 1899.	No. 8.

The Tutorial System.

It is a fact not universally recognized that learning and education are not identical, or that learning, the less, is only a part of education, the greater. But this fact is very fully recognized in the older English Universities and it is due to this recognition that their influence is national instead of being merely academic. We look to the Universities it is true to foster learning, to disseminate it and to enlarge it; but we also look to them to mould character and to influence it; and it is with this wider view of the function of a University that to the ordinary system of classes and lectures there is added the supervision and guidance of the Tutor.

In general acceptance the word Tutor signifies one who teaches, but it has, in the English University gained a wider

THE DUTY SHOP, M.A.-O. COLLEGE,

ALIGARH.

We have in stock all the works of standard authors of Urdu literature chiefly of Sir Syed, M. Hali, M. Shiblie M. Nazir Ahmed, M. Azad, Nawab Mohsin ul Mulk, Haji Ismael Khan, Dr. Gulam Husain, Abdul Halim Sharar and several other authors of renown. The complete list of books in stock can be supplied gratis on application to the Manager. The attention of the Public is invited to the following recent publications :—

	Rs.	As.	P.
Dawat-i-Islam *i. e.* the Urdu Translation of the preaching of Islam by Professor T. W. Arnold.	3	0	0
Alfaruq by M. Shiblie.	3	8	0
Darbar-i-Akbaree by M Mohammed Hussain Azad.	3	0	0
Albaramika by M. Abdul Razzaq.	2	4	0
History of India by M. Zakka Ullah *in ten vols.*	14	0	0
Ajaibul Asfar *i.e.* the second volume of the travels of Ibni Batuta.	2	4	0
Sukhandan-i-Pars (a book on Persian Philology by M. Azad.)	0	10	0
Yadgar Ghalib by M Halie	2	0	0
Later articles from the pen of the late Sir Syed.	1	0	0

Khutabat-i-Ahmadia *i.e.* the twelve Essays by Sir Syed on religious and historical topics. (In the Press).

The book once formed a part of the 2nd volume of the works of Sir Syed and is now being printed separately.

Besides the works of the above authors the Duty Shop can supply all the SCHOOL AND COLLEGE BOOKS used in these Provinces at a very low price, and sells STATIONERY, STOCKINGS, UNDERVESTS, HANDKERCHIEFS, SOAP and several other article of every day use at moderate prices.

WILAYAT HUSAIN,

Hon. Manager.

VOL. VII. June 1st, [illegible].

THE

M.A.-O. COLLEGE MAGAZINE.

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

PRINTED AT THE C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جدید سلسله
جلد ۷
یکم مئي سنه ۱۸۹۹ ع

محمڈن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اُردو

مسلمانوںمیں خیرات کا طریقہ

مسلمانوں پر کوئی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ وہ بہ حیثیت ایک قوم کے بخیل ہیں یا اُن میں خیرات کرنے کا شوق نہیں ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو جسقدر خیرات ہماری قوم میں جاری ہے وہ ہماری حیثیت اور دولت کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔ میرے پاس کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے جس سے میں بتا سکوں کہ کل ہندوستان میں مسلمانوں کی طرف سے سال میں کسقدر روپیہ خیرات میں مختلف شکلوں میں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر اہل ملک توجہ کریں تو آسانی سے اسکی مفصل کیفیت ملک کو معلوم ہو سکتی ہے۔ اسلامی ریاستہائے حیدرآباد اور بھوپال و رامپور وغیرہ میں ہزارہا روپیہ سال میں خرچ کیا جاتا ہے اُن کے علاوہ مسلمان امرا اور شرفا بہت کچھ صرف کرتے ہیں۔ امرا کے علاوہ متوسط اور معمولی تمول کے آدمی بھی اپنی حیثیت سے بہت زیادہ خیرات میں صرف کرتے ہیں اور مختصر یہ ہے

کہ ہماری قوم میں اس کے گذرے زمانہ میں بھی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی اس
شعر پر عمل کرنے والے۔

نیم نانے گر خورد مرد خدا ⁂ بذل درویشاں کند نیم دگر

بکثرت موجود ہیں۔ لیکن خیرات کا جو طریقہ ملک میں جاری ہے وہ بالکل کچھ قابل اصلاح ہے۔

آجکل جو خیرات کا طریقہ ہماری قوم میں ہے اُسکی چند صورتیں ہیں۔

(۱) سائلوں کو دینا۔ اس میں وہ سائل بھی داخل ہیں جو مساجد بنانے کو۔ لڑکیوں کی شادی کرنیکو۔ مکہ جانے کو۔ کنواں بنانے کو وغیرہ وغیرہ روپیہ مانگتے ہیں اور بہت کچھ بلا تحقیقات اسکے کہ سائل کا بیان سچ ہے یا جھوٹ لے جاتے ہیں۔

(۲) غیر ملک کے اشخاص کی مدد۔ ہندوستان میں بکثرت روپیہ اُن اشخاص کو بھی دیا جاتا ہے جو اپنے کو باشندگان ملک عرب ظاہر کر کے ہندوستانی مسلمانوں سے خیرات وصول کرتے ہیں۔

(۳) مدرسوں کے لئے یا مذہبی کاموں کے لئے خیرات۔

(۴) بزرگان ملت کے مزاروں کے اخراجات کیواسطے روپیہ دینا۔

(۵) معمولی مساکین اور محتاجوں کی امداد جو روزانہ نقد اور غلہ کی شکل میں دیجاتی ہے اسکے علاوہ اور بہت سی صورتیں بھی ہیں جن کی تفصیل کی اس مضمون میں ضرورت نہیں ہے۔

میں ان میں سے کسی خیرات کو برا نہیں کہتا لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ جب

اور مہذب ملکوں میں خیرات کا انتظام ہے اگر ہمارے ملک میں ہماری قوم بھی اس کے انتظام کی طرف متوجہ ہو تو بہت کچھ فائدہ پہونچ سکتا ہے بے اصول خیرات کرنے سے سب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہو رہی ہے کہ ہماری قوم کے بہت آدمی بھیک مانگنے کے عادی ہو رہے ہیں اور بعوض اسکے کہ محنت کریں یا کسی معزز طریقے سے روٹی کمائیں سوال کرنیکو ذریعہ بسر زندگی سمجھنے لگے ہیں۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ یا اور مسلمانوں کے بڑے شہروں میں اچھے خاصے تندرست سفید پوش خوش وضع شریف صورت مسلمان نظر پڑتے ہیں جو مختلف قصے تصنیف کر کے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اور اوسکی وجہ سے اب یہ حالت پہونچگئی ہے کہ اصلی محتاج اور پیشہ ور سائل میں تفریق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

غیر ملک کے اشخاص اس کثرت سے ہندوستان میں خیرات مانگنے آتے ہیں کہ اُن سے جان چھوڑانا دشوار ہو جاتا ہے اور اگر کسیوقت ان کی خدمت اچھی طرح نہ کی جاوے یا اُن کے دینے میں کچھ بھی کمی کیجاسے تو وہ سخت کلامی کو مستعد ہوتے ہیں۔ میںنے ایک عرب سے تھوڑا عرصہ ہوا کہا کہ تم اپنا ملک چھوڑکر کیوں اتنے دور دراز ملک میں مصیبت اٹھاتے پھرتے ہو۔ اُسنے بہت ہی سچائی سے یہ جواب دیا کہ اگر ہندوستان کے لوگ ہمکو ہمیشہ روپیہ نہ دیا کرتے تو ہم ہرگز ادہر رُخ نہ کرتے۔ ان حضرات کی خدمت گذاری سے ایک یہ دقت پیدا ہو گئی کہ بمبئی وغیرہ کے بہت لوگ تھوڑی بہت عربی زبان سیکھ لیتے ہیں اور اپنے کو عرب ظاہر کر کے مسلمانوں

سے بالکل برعکس عمل کرتے پھرتے ہیں اور ان میں اکثر ایسے
دغاباز اور بدکردار ہوتے ہیں کہ اہل عرب کی سخت بدنامی اور ذلت اُن کے باعث
سے ہوتی ہے۔

بزرگان ملت کے مزاروں اور درگاہوں میں جس کثرت سے روپیہ پایا جاتا ہے اُسکی تفصیل کرنے کی احتیاج نہیں۔ علاوہ اُن بڑی بڑی رقموں کے جو رؤسا اور اُمرا کی سرکاروں سے مقرر ہیں متوسط درجہ کے لوگ بھی صدہا روپیہ عُرس اور فاتحہ کے مصارف کی غرض سے بھیجتے ہیں جسکا عشر عشیر بھی اُن کاموں میں صرف نہیں ہوتا جو دینے والے کا مقصود ہوتا ہے۔ مجاورین اور منتظمین مزہ سے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ قوّال اور گویئے چین کرتے ہیں اور منتظم صاحب کبھی خواب میں بھی اسکا خیال نہین کرتے کہ جس مقدس اور بابرکت بزرگ کے نام پر یہ روپیہ برباد ہو رہا ہے اُسکا طریقہ بسر زندگی کیا تھا۔ دینے والے حضرات بھی اسکا مطلق خیال نہیں کرتے کہ ایسے مزاروں کے اخراجات کے لئے سرکاری معافیاں ہیں اور ریاستوں سے سالانہ جاگیریں مقرر ہیں زیادہ روپیہ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ الغرض قوم کا بہت روپیہ بیجا صرف ہوتا ہے اور قوم کو اس طرف متوجہ ہونے کی اشد ضرورت ہے

اس طرح بہت سی خیراتیں چھوٹی چھوٹی معافیوں کی صورت میں جاری ہیں۔ میراثیوں کو فقیروں کو رنڈوں کو صدہا روپیہ سال کی معافیاں خیرات کے نام سے اکثر اضلاع میں مسلمان رؤسا کی طرف سے دی گئی ہیں اور پشت در پشت جاری ہیں۔

خیرات کی بے سلیقہ [illegible] قوم میں کیا ہوا؟ نتیجہ یہ کہ سب سے ضروری شاخیں خیرات کی قوم میں نہیں ہیں - محتاج شفاخانوں کی امداد کا کوئی انتظام نہیں

یتیموں کی پرورش اور تعلیم کا کوئی سلسلہ نہیں محض مسلمانوں کی خیرات سے

اسپتال بہت ہی شاذ و نادر ہیں۔ تنہا مسلمانوں کے روپیہ سے مدارس اور کالج بہت ہی کمیاب ہیں۔ آج ہی صبح کو ایک زنانہ مشن کی لیڈی نے مجھ سے ایک محتاج بیوہ کا ذکر کیا جو سخت مصیبت زدہ ہے اور عصمت و آبرو کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور مذہب بھی تبدیل کرنا نہیں چاہتی۔ ایسے مصیبت زدوں کا کوئی بھی انتظام ہماری قوم میں ہے۔ انگریزوں میں دیکھیئے ہزارہا مدرسے۔ اسپتال۔ یتیم خانے پرایویٹ خیرات سے جاری ہیں۔ اور ہر شعبہ کے لیئے جداگانہ انتظامات ہیں۔ مثلاً پردیسی اور غریب الوطنوں کے لیئے جدا مکانات ہیں جس میں دو تین روز کھانا ملتا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ کسی کام کے لائق ہے تو وہاں بھیجدیئے جاتے ہیں اور اگر محض اپاہج ہے تو اپاہج خانہ کو روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یتیموں کی پرورش اندھوں اور کوڑھیوں کی پرورش کے علیحدہ انتظامات ہیں اور جدا جدا مکانات انکے واسطے بڑے بڑے شہروں میں موجود ہیں۔

ہمارے مسلمان رؤسا اول تو بقول مسٹر بیک صاحب کے وصیت نامہ لکھنے کے وقت قوم کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور جس طرح انگریزوں کے ہر وصیت نامہ میں کچھ نکچھ خیرات کے لیئے روپیہ چھوڑا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اسکا پتہ و نشان بھی نہیں۔ اور اگر کوئی مخیر شخص مرتے وقت کچھ کرتا بھی ہے تو اس طرح کہ اُس سے سوائے اس کے رشتہ داروں کے یا ملازموں کے اور کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ بہرحال ہمکو گذشتہ باتوں پر زیادہ خیال کر کے افسوس کرنا فضول ہے ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ ہماری قوم کو اس وقت

خیرات کے انتظام کی کیا ضرورت ہے اور اسکا انتظام کیونکر ممکن ہے۔

جو خیرات اوقاف کی صورت میں جاری ہے اور جس کی مستقل آمدنی ہے بالفعل ہم اُسکے بارہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک قانون کی رو سے اسکا انتظام نہ کیا جائے یا وہ لوگ جنکو یہ روپیہ مل رہا ہے خود متوجہ نہوں۔ پبلک اس میں کچھ دخل نہیں دیسکتی۔

ہم لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ اونہیں خیراتوں کے متعلق ہے جو اوسط درجہ کے لوگ باتعلیم نیت اشخاص کرتے ہیں۔ ہر شہر میں اگر چند لوگ ملکر ایک انجمن قائم کریں جو اسکا انتظام اپنے سر لے تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

مسٹر سی ڈبلیو ہوش صاحب سی۔ ایس نے اپنی مشہور یادداشت میں اس کے انتظام کا حسب ذیل طریقہ بتلایا ہے۔

(۱) ہر قصبہ و شہر میں ایک کمیٹی مستعد اشخاص کی قائم ہو جو اسکا انتظام کرے کہ خیرات بجز اشخاص مستحق کے دوسروں کو نہ ملے۔ خوشحال لوگ اپنے اپنے گھروں میں ایک ایک صندوق رکھیں اور جب کوئی سائل آوے اُسکے سامنے ایک پیسہ بکس میں ڈالدیں اور سائل سے ہدایت کریں کہ وہ یا مزدوری کرے یا محتاج خانہ جائے

(۲) جو سائلان کہ تندرست اور قابل مزدوری کے ہیں کمیٹی اُن کے لیئے کام تلاش کردے

(۳) جو لوگ محتاج اور ناقابل محنت کے ہیں اُنکے رشتہ دار تلاش کرنا چاہیئے اور ان رشتہ داروں کو شرم دلاکر اُنکی پرورش کا انتظام کرنا چاہیئے۔

(۴) عزت دار اشخاص کی ایک فہرست بنانی چاہیئے۔ جو شرم سے بھیک نہیں مانگتے اور محتاج ہوں اُنکے گھروں پر پوشیدہ طور پر امداد کرنی چاہیئے۔

(۵) معمولی اشخاص جو ناقابل محنت کے ہوں اُنکو محتاج خانہ میں بھیجنا چاہیئے۔ یہ انتظام

اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ہماری قوم خیرات خیرات کے طور پر کرے۔ خیرات میں جو بڑا حصہ ظاہر داری کا شامل ہے وہ جب تک نہ نکالا جائے اس ملک میں خیرات کا انتظام دشوار ہے۔ تمام قوم کے لوگ اگر مستعدی سے جا بجا انجمنیں قایم کریں اور مضبوطی سے اُمور ذیل کی پابندی کریں تو جسقدر روپیہ خیرات میں اسوقت صرف ہوتا ہے اُسی سے علاوہ محتاجوں کی مدد کے بہت کچھ امداد ہمارے اسپتالوں اور مدرسوں کو مل سکتی ہے۔

(۱) سائلوں کو بلا تحقیقات اُنکی احتیاج کی ہرگز مدد نہ دیجائے۔ خواہ سائل صاحب باشندہ ملک ہند ہوں یا باشندہ ملک عرب۔ سائل کیسی ہی ضرورت بتائے بغیر تحقیقات ہرگز اُس کی مدد نہ کیجائے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قوم میں کاہلی اور گداگری جو پھیل رہی ہے وہ بند ہوگی اور قوم کا روپیہ مفید کاموں میں صرف ہوگا۔

(۲) مدارس یا اسپتالوں کی خیرات ابتک قوم میں بہت کم جاری ہے ہر خوشحال اور متمول آدمی کو اس شاخ خیرات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور جسقدر روپیہ ممکن ہو وہ یا سرکاری مہتمم خیرات کے سپرد کرنا چاہیئے یا معتبر ٹرسٹیوں کے۔ مدرسہ کے متعلق یہ میں ضرور کہونگا کہ جا بجا چھوٹے چھوٹے مدرسے قائم کرنے سے بہتر ہے کہ ایک جگہ روپیہ صرف کیا جائے۔ حال میں ایک الہ آباد کے متمول تاجر نے ایک چھوٹا سا عربی کا مدرسہ جاری کیا۔ میری رائے میں اسکو وہ روپیہ کسی کالج میں عربی کی تعلیم میں صرف کرنے کے واسطے دینا بہ نسبت ایک چھوٹا سا مدرسہ قایم کرنے سے زیادہ مفید ہوتا

(۳) بزرگان ملت اور فقرا کے مزاروں پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے میرے نزدیک اسکی طرف بھی قوم کو احتیاط کی نظر کرنی چاہیئے۔ ناچ رنگ بھانڈ بھگتیوں میں

روپیہ برباد کرنے سے ہرگز کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے نہ کوئی دینی فائدہ نہ دنیوی۔
میری رائے میں اس خیرات کو کم کرکے وہی روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف کرنا چاہئے۔
میری ان تجاویز پر بہت لوگ یہ کہینگے کہ مفید تو ہیں لیکن انپر عمل کیسے ہو؟ میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ جب تک ہر جگہ چند مستعد اشخاص نہ پیدا ہوں جو خود مضبوطی سے اسکا انتظام کریں کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ قوم میں بہت ایسے لوگ موجود ہیں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں نہیں دو ایک بزرگ ایسے کھڑے ہوجائیں جو کل ملک میں دورہ کریں اور ہر شہر میں مسلمانوں سے ملکر اُسکے انتظام کی کوشش کریں۔

ہر شخص ایک ہی قسم کی خدمت اگر کرنی چاہے تو اس خدمت کی وقعت نہیں رہتی اسلئے مختلف خدمات مختلف اشخاص کو اپنے ذمہ لینا چاہیئے۔ اور مستعدی اور مضبوطی سے اُسپر قایم رہنا چاہیئے۔ پھر دیکھئے دنیا اور دین کی کونسی عزت ہے جو نصیب نہیں ہوتی۔ مثلاً نواب محسن الملک بہادر تعلیم کی طرف مستعد ہیں۔ مولانا حالی لٹریچر کو ترقی دے رہے ہیں۔ اسی طرح کسی صاحب کو سوشل رفارم کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور کسی بزرگ کو خیرات کا مسئلہ اپنے ہات میں لینا چاہیئے۔

ہندو صاحبان نے اپنے مدارس کے لیئے جابجا "چٹکی" کا طریقہ نکالا ہے۔ میں نے ایک رپورٹ میں دیکھا ہے کہ اُس میں بہت کامیابی ہوئی۔ غالباً بہت لوگ میرا مطلب نہ سمجھے ہونگے لہذا میں کسی قدر تشریح کرنا چاہتا ہوں۔

ہر گھر میں ایک گھڑا خالی رکھا رہتا ہے۔ جب کھانا پکانے کو آٹا آتا ہے تو اُس میں سے تھوڑا سا اُس گھڑے میں ڈالدیا جاتا ہے جب وہ گھڑا بھر جاتا ہے تو وہ آٹا کمیٹی کے پاس جو ہر قصبہ میں اسی غرض سے قایم ہے بھیجا جاتا ہے اور وہاں جمع ہوکر فروخت ہوتا ہے

اور قیمت کا ایستہ پاٹ شالا یا دوسرے تعلیمی مدارس میں بھیجی جاتی ہے اس ذریعہ سے بلا جبر ایک کافی تعداد روپے کی ماہوار جمع ہوتی ہے - یہہ ایسی آسان بات ہے کہ ہر شخص کر سکتا ہے مگر اسکے لیے انتظام کی ضرورت ہے مشرقی اضلاع میں ہر ہر قصبے اور ہر ہر بڑے گانوں میں آدمی نوکر ہیں جو اس کام کو کرتے ہیں اور اونکی تنخواہ دینے کے بعد بھی بہت کافی منافع ہوتا ہے - کیا اس قسم کے انتظامات ہماری قوم نہیں کر سکتی ؟ کوئی سال ایسا نہیں جاتا کہ ہمارے متمول ہم مذہب فضول خیراتوں میں روپیہ نہ صرف کرتے ہوں لیکن قومی کاموں میں فیاضی بہت ہی شاذ و نادر شنائی دیتی ہے -

سب سے زیادہ دور اندیش اور قومی محسن بنگال میں ایک شخص گذرا ہے جسکا نام اسم باسمٰے محسن تہا - اوسنے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمانوں کی تعلیم انگریزی کے لئے چھوڑا اور اوسی کی آمدنی سے بنگال میں بذریعۂ وظائف صدہا مسلمان تعلیم پاتے ہیں - کیا وہ مرحوم خانقاہ یا مسجد نہیں بنوا سکتا تہا - یا اوسکو امام باڑہ کی تعمیر نہیں آتی تہی ؟ وہ اوسے سب کرنا آتا تہا مگر اوسکو معلوم تہا کہ ہندوستان میں امت محمدیہ کو معزز رکہنے کے لیئے سب سے زیادہ ضروری بات اونکی تعلیم ہے اور اسلئے چند روزہ خیراتوں پر جنکا مقامی اثر ہوتا ہے اس خیر جاریہ کو مقدم رکہا - اس مضمون کے ختم کرنے سے پہلے مجھے چند الفاظ اور عرض کرنے ہیں میرا منشا خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ مسجد بنانا - امام باڑہ تعمیر کرنا یا اس قسم کے کام برے ہیں - ہرگز نہیں بلکہ برخلاف اسکے میں اونکو باعث رونق دین اسلام سمجہتا ہوں - لیکن یہہ میری راے ضرور ہے کہ پہلے مسلمانوں کو

اپنی بقا اور اپنی سرسبزی کی فکر کرنی چاہیے اوسکے بعد اپنی شان اور ظاہری رونق کی۔ اگر مسلمان اسقدر دولتمند ہوتے اور اپنی قوم کی طرف سے ایسے باخبر ہوتے کہ قومی اغراض کے لیے کافی روپیہ صرف کر سکتے اور اوسکے علاوہ اون ظاہری خیراتوں میں اپنی فیاضی دکھلاتے تو قوم کو ذرہ بھی اعتراض کا موقع نہوتا لیکن قیامت تو یہ ہے کہ قوم ایکطرف آب حیات علم کے واسطے تشنگی سے مر رہی ہو اور ہمارے اہل دول وہی روپیہ جس سے چشمۂ علم آبانا دشوار نہیں ہے دوسری طرف صرف کر رہے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اہل ملک اس مضمون پر توجہ فرمائیں گے کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ جب تک ہماری قوم اپنی خیرات کو منضبط نہ کریگی اوس سے تعلیمی کاموں کے لیے روپیہ حاصل کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔

عزیز الدین احمد۔

سید احمد میموریل فنڈ کا ڈپوٹیشن گورکھپور میں

مختلف وجوہ سے گورکھپور میں ڈپوٹیشن کے جانے کا ذکر خاص طور پر کرنا چاہیے جب سب سے پہلے سرسید مرحوم نے کالج قائم کرنے کا خیال ظاہر کیا تھا تو گورکھپور ہی نے انتہا کی مخالفت کی تھی۔ اس شہر کے علما اس امر پر متفق تھے کہ مسلمانوں کو سوای قرآن اور فارسی اور عربی کے اور کچھ نہ پڑھنا چاہیے۔ اور وجہ معاش کے لیے خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ پس ایسے شخصوں کے سامنے انگریزی تعلیم کا ذکر کرنا اونکی آتش غضب کو عمداً ابھڑکانا تھا۔ سرسید کے اس خیال کا ظاہر ہونا تھا کہ چاروں طرف

فتووں کی بوچھار شروع ہوئی جنمیں سید کو کافر لکہا گیا۔ بعض تو اس حدتک پہونچ گئے
کہ اونہوں نے سید اور اون کے پیروؤں کو واجب القتل قرار دیا۔ زمانیکا یہہ اثر
ہے کہ اوسی مقام میں اب سید کے پیرو جاتے ہیں اور شہر کے قاضی کے مہمان
ہوتے ہیں۔ انہیں لوگوں سے درخواست کیجاتی ہے کہ شہر کی جامع مسجد میں وعظ
کہیں۔ آدھ گھنٹے میں دس ہزار کی معقول رقم اوس مقصد کے لیئے جمع ہوجاتی ہے جسکی
ایک وقت میں نہایت شدت سے مخالفت کیگئی تہی۔ اس تغیر خیالات کی وجہ کیا ہے
ڈاکٹر ہوئی نے جو اس جلسے کے پریزیڈنٹ تہے۔ اسکا باعث محض سید کی کوششوں کو
بیان کیا۔ نواب محسن الملک نے بہی اپنے لیڈر کی کوششوں کا نہایت اعلیٰ طریقے
سے ذکر کیا۔ لیکن جو غیر معمولی فیاضی گورکہپور نے ظاہر کی ہے اسکا سبب کچہہ اور
ہی ہے۔ نواب محسن الملک نے ہر پرائیویٹ اور پبلک موقعے پر یہہ کہا ہے کہ اس
فیاضی کی تحریک کمشنر اور کلکٹر کے ذاتی اثر سے ہوئی۔

ڈاکٹر ہوئی کو علاوہ انکے ایک لائق اور قابل افسر ہونے کے لوگ درحقیقت
ایک دوست سمجھتے ہیں کیونکہ عرصہ ۷ سال میں اونہوں نے اکثر موقعوں پر انکی بہبودی
اور بہتری کے لیئے تن دہی سے کوشش کی ہے خصوصاً جبکہ بعض امور کا عمل درامد کرنا
لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتا تہا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اسپیچ میں کہا — صاحبو۔ اس کمیٹی
کا پریسیڈیٹ بنانے کی جو عزت آپنے مجہکو بخشی ہے میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقین
دلاتا ہوں کہ یہہ آپکو مجہپر بہروسہ ہونے کی علامت ہے۔ مجہکو ہمیشہ یہہ خواہش رہی ہے کہ
حالت افسری کو برطرف رکہکر ایک پرائیویٹ آدمی کیطرح ان مباحثوں اور تجاویز
میں شریک ہوسکوں جو اس بڑی سلطنت میں میرے ہموطنوں کے فائدوں پر اثر

پیدا کر سکتے ہیں۔

آپ میں سے بعض کو انجمن افتاح باد کی میٹنگ یاد ہوگی جو کہ پانچ سال ہوئے کہ گورکھپور میں ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں میں نے توضیح کے ساتھ بیان کیا تھا کہ کس طرح اہل یورپ بلا حیثیت افسرانہ لوگوں کے فائدوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔

اور مجھکو کثیر التعداد حاضرین کی استبا کو سچ اور صحیح مان لینیکا اظہار نہیں ہولیگا جبکہ مینے تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ ممکن نہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی یہ گمان کری کہ برٹش گورنمنٹ کا یہ قصد ہے کہ اپنی کسی رعایا کے مذہب کے علماء میں اپنے اپنے مذہب کی رسومات کے ادا کرنے کے مناسب موافقت پیدا کرے۔ میں اسی صدق دلی اور اسی خواہش کے ساتھ آپکی مدد کی تجویز کرتا ہوں۔ اگر میں آج خاص اپنی طرف سے نہ بحیثیت افسر ہونے کے اُس مدعا پر کچھ کہہ سکوں جسکے لیئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم یہ بات نظر انداز نہیں کر سکتے کہ یہ سید احمد خاں کی وفات کا سالانہ جلسہ ہے اور یہ سہو شاید نا قابل معافی ہوگا اگر میں ان کی بحیثیت بانی ایم او کالج ہونے کے انکی مشہور زندگی اور ان کے خاص خاص مدعا کا اشارہ تک نہ کروں۔

آپ سبکو معلوم ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے طوفان میں وہ سلطنت برطانیہ کی خاطر وفاداری کے جہاز کے ناخدا بنے۔ لیکن انکا ایسا کرنا اس دلیل پر مبنی تھا کہ سرکار انگریزی کی طرفداری کرنا اصل میں ہندوستان کے لوگوں ہی کی طرفداری کرنا ہے۔

غدر کی بعد جو جو خدمات انہوں نے بحیثیت ملازم سرکار ہونے کے کیں انکی

شرح وبسط کے ساتھ بیان کرنے کی مجھکو چنداں ضرورت نہیں لیکن آپکو وہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں جو ان کے بعض معترضین بھولے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ۱۸۶۰ء کے قحط میں بحیثیت سفری منتظم ریلیف ہونے کے نہایت اعلیٰ درجے کی خدمات کیں۔

۱۸۸۷ء کے اخیر میں میری تعیناتی علی گڈھ میں ہوئی اور مجھے بھی اُن سے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر دستخط لینے کا اتفاق ہوا۔ علیگڈھ میں مجھکو میرے قیام کے تھوڑے سے زمانہ میں نہ صرف اُن ہی سے ملاقات کرنیکا شرف حاصل ہوا بلکہ بعض دیگر مشہور و معروف بزرگوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا جو کہ مسلمانوں کی تعلیم میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور جو کہ اسوقت زیر حکومت سرکار انگریزی مسلمانوں کے اعلیٰ اختیار کے عہدوں پر مقرر کیئے جانیکے سوال پر نہایت سرگرمی سے بحث کرتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ میں نے اسوقت سید احمد کی قدر و منزلت کو خوب سمجھ لیا ۱۸۵۷ء کے غدر کے خاتمے پر عوام الناس کو یقین ہو گیا کہ سلطنت مغلیہ کا پھر قائم ہونا ایک خواب و خیال ہے۔ ہندوؤں نے زمانے کی رفتار کو دیکھکر علم انگریزی کو نہایت شوق سے سیکھا۔ مگر مسلمانوں نے نئی حالت کو پسند کرنے سے پرہیز اور نارضامندی ظاہر کی جسکے لیئے وہ قصوروار نہیں ٹھیرائے جاسکتے۔ کیونکہ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ عام خیالات کے لوگ جنکی حالت ابھی بدل گئی ہو امن کے خیالات سے علحدگی اختیار کریں۔ آخر نتیجہ ہوا کہ مسلمان اپنے ہندو بھائیوں سے پیچھے رہ گئے گو والدین (سرکار انگریزی) نے دونوں کو حاصل کرنے کے لیئے

برابر فائدے پیش کیئے۔

یہ سید احمد خاں ہی تھے جنہوں نے واقعات کو خوب پہچانا کہ قدیمی ریاست ہاتھ سے جاچکی ہے نئی حکومت منصف مزاج ہے۔ مسلمانوں کا مذہب دنیاوی حاکم کی وفاداری کے مخالف نہیں اور یہ کہ مسلمانوں کو زیر حکومت سرکار انگریزی ملکی انتظام میں اپنے ہندو اور یورپین بھائیوں کے ساتھ حصہ لینے کے قابل بننے کے لیئے کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ان کے رعب و عزت کے مخالف ہو۔ نہ صرف اسقدر بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ میل جول کے لیئے تفرقات مذہب و ملت مانع نہیں ہونے چاہئیں۔ اور جبکہ صدای مذہب خواہش ملک یا حرص فتح پیدا کرے تو اتفاق قومی اور ترقی اخلاق اسی حالت میں اعلیٰ درجے پر پہونچ سکتے ہیں جبکہ مذہبی موافقت اور آپس میں تحمل و بردباری کے قائم کرنے کی خوب کوشش کیجائے۔ انہوں نے ایم۔ اے۔ او کالج قائم کر کے اپنے خیالات کا عملی طور پر اظہار کیا جسکے احاطے میں ہندو شامل ہیں اور جسکو ہندوؤں سے مدد ملی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ سید احمد کے اثر پر اور اون کے رسومات اسلام میں ایک نمونہ یا شامل ہونے پر اعتراض کیا گیا ہے۔

صاحبو — میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مضمون پر کوئی رائے ظاہر کر سکوں اور نہ اس قابل ہوں کہ کوئی رائے قائم کر سکوں لیکن یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جو تاریخ ہمارے مطالعے سے گذرتی ہے خصوصًا تاریخ طریق مذہب (خواہ وہ یہود کی ہو یا نصاریٰ کی یا بدھ مذہب کی یا ہندو مذہب کی) تو ہم اوسمیں وہی قدیمی جھگڑا پاتے ہیں جو معتقدین الفاظ مذہب و روح مذہب اور وسیع طریق وچھوٹے

طریق کے پیرو میں چلا آیا ہے - ہر مذہب میں جو باتیں فرض نہیں بلکہ اختیاری ہیں اون میں بھی اختلاف راے پایا جاتا ہے - لیکن مجھکو یقین ہو کہ سید احمد خاں نے نیک زندگی کے اصولوں میں کمی کرنا یا اس کمی کو برداشت کرنا کبھی نہیں چاہا اور معاملات زندگی میں مانی الضمیر کی رہبری سے علیحدگی اختیار نہیں کی -

تمام مذہبی طریقوں میں علم اخلاق کے ابتدائی بیج یعنی اصول پائے جاتے ہین جنمیں سے کسی ایک کا ترک کرنا بھی کوئی بڑا لیڈر پسند نہیں کریگا - جسقدر انسان کی شہرت عوام الناس کی آنکھوں میں زیادہ ہوتی ہے اسیقدر اسکے کسی خاص مسئلہ پر اعتراض کرنا بھی آسان ہوتا ہے -

صاحبو - میں نے اس جلیل القدر آدمی کی یادگار میں تعریف کے چند الفاظ کہے ہیں - لیکن ہمارے یہاں جمع ہونیکا مدعا یہ ہو کہ ہم اسکے کام کی تکمیل کے لیئے ایک سچی اور مضبوط یادگار قائم کریں -

انکا ذاتی اخلاق اپنے وقت میں ایک اثر پیدا کرتا تھا - اور اگر کسی صاحب کو اُن کے اُن خیالات پر اعتراض ہو جو علمی کام سے کچھ تعلق نہیں رکھتے تو میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ہم مذہبی معاملات پر بڑے بڑے عالموں کے خیالات یورپ کے بڑے بڑے علمی مدارس کے متعلق انکی ذات سے مختلف پاتے ہیں لیکن خاص طرز کے اصولوں کو بدلنے والے خیالات اگر غلط ہوں تو عموماً وہ دیرپا نہیں ہوتے - اور جو بات ہمیں مفید ہے وہ طلبا کی علمی اور اخلاقی تربیت ڈیل ڈول اور ظاہری شکل ہے - میں نہیں خیال کرتا کہ کوئی شخص بھی علی گڈہ کالج کے طالب علم کی ترقی ذہانت صورت اور سیرت میں کوئی نقص پا سکتا ہے - محض علم کتب گھر بیٹھے

یا تنہائی میں حاصل کر سکتے ہیں - اور ایسی حالتوں میں یا خاص خاص انسٹیٹیوشنوں میں نسبتاً ترقی کا یہ معیار نہیں ہے - محض یہ بات کہ کوئی اسکول یا کالج چند ذہین طلبار کو یونیورسٹی میں ڈگری حاصل کرنیکے لیے بھیجتا ہے اسکی ترقی کا اظہار نہیں کرتی جب تک کہ ہم اسکے دیگر طلبار کے حاصل کردہ سٹینڈرڈ کو نہ جان لیں -

تمام ٹرینانگ سکول یا کالجوں میں سب سے زیادہ مفید وہ سکول یا کالج ہے جسکی تمام جماعتوں میں سب سے زیادہ اوسط ہو اور طلبار تعلیم یافتہ کی کثیر تعداد بہ نسبت دوسرے ویسے ہی انسٹیٹیوشنوں کے اعلیٰ رتبے حاصل کرے -

تعلیم سے محض علم یا علم سائنس حاصل کرنا ہی مراد نہیں بلکہ اس سے وہ طاقت مراد ہے جو حاصل کردہ علم کا استعمال بتاتی ہے اور اسمیں وہ بات پائی جاتی ہے جسکو میں کام کرنے کی شناخت کہہ سکتا ہوں یعنی وہ طاقت جو ایک کو دوسری کا موافق بناتی ہے - اور وہ قوت جو انسان کو بتاتی ہے کہ مختلف حالتوں اور مطلب میں کس راہ ورسم پیش آنا چاہیئے اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ اصولوں کی عادت سکھاتی ہے خواہ وہ عادت پرائیویٹ زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات کے لیئے ہو خواہ پبلک زندگی کے بڑے بڑے فائدوں کے لیئے -

تجربے سے ہم اہل یورپ کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ باتیں پورے طور سے سکولوں کے زیر تربیت حاصل ہو سکتی ہیں - اور سید احمد خاں نے ایک ایسا انسٹیٹیوشن قائم کرنیکا قصد کیا جو مرغوبہ مدعا کا جواب ہو - جو شورش پیدا کرے اور جسمیں ایسے ہی نیک (طلبار) ہوں جیسے پرائیویٹ سٹی زن اور ایسے ہی مفید ثابت ہوں جیسے پبلک آدمی -

چونکہ ہم اہل یورپ ہندوستان میں ان کے مقاصد کو خوب جانتے ہیں اور پورا یقین
کرتے ہیں کہ انکا مدعا راست اور صحیح تھا پس یہی وجہ ہے کہ ہم اس تحریک کی مدد کے
لیئے کوشاں اور خواہشمند ہیں۔

بڑا بھاری خطرہ جسکا سامنا کالج کر رہا ہے وہ ان لوگوں کا حسد ہے جنہوں نے شہرت
اور امتیاز حاصل کیا ہے اور جس سے ڈر ہے کہ نااتفاقی پیدا ہو جائے اور عوام الناس
مخدوش ہو جائیں۔

اس تحریک کے لئے عوام الناس نے جوش دکھلایا ہے لیکن میں کہونگا کہ بعض ان
لوگوں کے لئے جو کالج کی خدمت کرنیکا اقرار کرتے ہیں خود غرضی اور خود رائی کا ترک
کر دینا زیادہ ضروری ہے۔ اتفاق طاقت ہے اور یہ کام خود مطلبی اور خود غرضی کا
نہیں بلکہ عوام کی بہبودی پر مبنی ہے۔ اگر اس فنڈ کے حامیان ذاتی اختلاف رائے
دوستانہ طریق سے ان بڑے بڑے فوائد کے سامنے دور کردیں جو حالت
خطر میں ہیں تو وہ اعانت و مدد جسکی انھیں ضرورت ہے انکی طرف مثل دریا کے بہیگی۔
پہلے پہل دریا کو راستہ بنانیکی دقت و تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن جبکہ ایک دفعہ یہ
زرقی نالہ بنالیتا ہے تو مددگار چشمے اسکے چڑھاؤ کو روزافزوں بڑھاتے ہیں۔ لیکن
یہ خود ایک بڑا بھاری دریا ہونا چاہیئے جسکا راستہ بھی ایک ہی ہو کیونکہ مددگار چشمہ
بڑا دریا نہیں ہو سکتا۔

صاحبو — یہ خیال کہ محمڈن یونیورسٹی کا قائم ہونا فوراً ممکن نہیں آپکی کوششوں میں کوتاہی
کرنیکی کوئی دلیل نہیں ہے۔ محمڈن یونیورسٹی کا قائم کرنا ایک بڑے حوصلہ کا کام ہے جسکی
تکمیل کے لیئے وہ سے حامیان و مددگاران کا انتظار کرنا چاہیئے۔

آجکا مدعا یہ ہے کہ اُس انسٹیٹیوشن کو جسے سید احمد خاں نے بنا کیا زوال کے خطرات سے محفوظ رکھا جاوے ۔ اور میں اسکی تعریف اسوجہ سے کرتا ہوں کہ وہ آپکی مدد کا مستحق ہے جو آپکو محض کسی ذاتی بیہودہ خواہش کے حاصل کرنے یا لوگوں میں بڑائی ظاہر کرنیکی غرض سے نہ دینی چاہیئے بلکہ فراخ دلی سے دور دور تک پہونچنے والے فائدوں کے لیئے وہ کرنی چاہیئے جو اس کالج سے اس ملک کے باشندوں کو پہونچیں گے جو تمہارا اپنا ہے اور جو تمام تغیرات زمانہ میں تمہارا اپنا ہی رہیگا ۔

مترجمہ عبد الرحمٰن لاہوری ۔

سید کی برسی

۲۷ ۔ مارچ کو ایک عظیم الشان جلسہ جدید و قدیم طلباء مدرسۃ العلوم کا علیگڈہ میں منعقد ہوا تھا جسکی کیفیت گذشتہ پرچے میں ہم لکھ چکے ہیں ۔ اس قسم کے دیگر جلسے لاہور ۔ میرٹھ اور ڈیرہ غازیخاں میں بھی ہوئے جنکا حال ہم اپنے ہمعصر پنجاب آبزرور سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ۔ مذکورہ بالا مقامات میں جو جلسے سید کی برسی کے ہوئے اون کے حالات کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کالج کے طلباء کالج چھوڑنیکے بعد بھی معاملات کالج میں کسقدر سرگرمی اور جوش ظاہر کرتے ہیں اور اپنے معزز لیڈر کی یادگار قائم کرنے کے کسقدر آرزومند ہیں ۔ ڈیرہ غازیخاں کا جلسہ ہمارے کالج کے قدیم طالب علم چودہری ول احمد صاحب بی اے کی کوشش سے ہوا ۔ اور میرٹھ کے جلسے کی کامیابی حبیب اللہ خاں صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے ۔ خانصاحب ممدوح بھی ہمارے کالج کے نہایت لائق

اور جوشیلے گریجوایٹ ہیں - ہمکو امید ہے کہ سال آیندہ میں مرحوم سید کی برسی امسال سے بہت زیادہ مقامات میں ہوگی - اور بہی خواہانِ قوم اور سر برآوردہ مسلمان اسکے جاری رکھنے کی کوشش فرماویں گے -

---

۲۷ ماہ مارچ کو ۵ بجے سہ پہر کے لاہور کے مسلمانوں کا ایک بڑا جلسہ اسلامیہ کالج میں ہوا جسمیں ہندو صاحبان بہی شریک تہے - منجملہ دیگر حضرات کے اصحاب مفصلہ ذیل اسوقت موجود تہے -

نواب محمد حیات خاں صاحب بہادر سی - ایس - آئی - خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب ڈویژنل جج امرتسر پیرزادہ محمد حسین صاحب ڈسٹرکٹ جج فیروز پور - خان بہادر محمد برکت علیخاں صاحب - خان بہادر الٰہ بخش خاں صاحب رئیس راولپنڈی میاں امام الدین صاحب ریونیو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر - میاں محمد شاہ دین صاحب بی - اے بیرسٹر ایٹ لا - میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا شیخ عمر بخش صاحب بیرسٹر ایٹ لا - میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ - شیخ محمد نصیب صاحب بیرسٹر ایٹ لا - خلیفہ عماد الدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس - مرزا عبدالرحیم صاحب - زبدۃ الحکما حکیم غلام نبی صاحب - شاہزادہ مرزا عبدالغنی صاحب ارشد

میاں محمد شاہ دین صاحب نے تحریک کی اور خان بہادر برکت علیخاں صاحب نے تائید کہ نواب سر محمد حیات خاں صاحب اس جلسے کے صدر انجمن مقرر کیئے جاویں

نواب صاحب ممدوح نے بعد اظہار شکریہ بیان کیا کہ جو کام سید نے شروع کیا تھا اس سے ابتداؤ میرے دل میں کیا کیا شُبہے واقع ہوئے اور بعد میں سید کی تحریر و تقریر نے کیا اثر میرے دل پر پیدا ہوا تھا۔

نواب صاحب نے اس امر پر بہت زور دیا کہ پنجاب میں ڈیڑہ لاکھ روپیہ سید میموریل فنڈ کیواسطے جمع کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے یہہ تجویز پیش کی کہ سربرآوردہ مسلمان ہر ضلع میں سے پانچ پانچ ہزار روپیہ جمع کریں اور کہا کہ میں خود راولپنڈی سے رقم مقررہ جمع کرنے کو طیار ہوں۔

خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب نے نہایت مختصر الفاظ میں سید کی برسی کی تجویز سے اپنا اتفاق ظاہر کیا۔ اسکے بعد صدر انجمن صاحب نے مولوی ممتاز علی صاحب سے تقریر کرنیکی درخواست کی۔ مولوی صاحب ممدوح نے نہایت تفصیل کے ساتھہ بیان کیا کہ سید کی ملاقات سے پیشتر آپکے خیالات اسلام کے بارہ میں کیا تہے اور بعد میں سید کی تقریر و تحریر نے اُنپر کیا اثر ڈالا۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ سید کی مذہبی خدمات کی ابھی تک اسدرجہ قدر نہیں کیگئی ہے جسقدر کہ ہونی چاہیئے تہی۔ تاہم ایک وقت آنیوالا ہے جب یہہ ظاہر ہو جائیگا کہ سید کی مذہبی اصلاح اُنکی تعلیمی اور سوشیل اصلاحوں سے کسیطرح کم نہیں بلکہ اُن سے بدرجہا اعلی ہیں۔

اسکے بعد محمد شفیع صاحب نے نہایت برجستہ تقریر کی۔ اور واحد حسین صاحب بی۔ اے۔ نے ایک نہایت پُردرد نظم جو اس موقعے کے لیئے انہوں نے لکھی تہی پڑہ کر سُنائی۔ اسکے بعد مولوی محمد شاہ دین اور مسٹر آرنلڈ نے نہایت فصاحت اور عمدگی کے ساتھہ تقریریں کیں جنکو حاضرین نے ہمہ تن گوش ہو کر سُنا۔

سید کی برسی کی یادگار میں میرٹھ کے مسلمانوں کا ایک بڑا جلسہ ۲۷ مارچ کو ۷ بجے شب کے ینگ محمڈن ایسوسی ایشن کے مکان میں ہوا۔

نواب اسد اللہ خاں بہادر (جو سید احمد میموریل فنڈ کی لوکل برانچ کے پریسیڈنٹ ہیں) اس جلسے کے صدر انجمن تھے۔ اور شیخ وحید الدین صاحب رئیس لال کرتی مع دیگر معزز رؤسا شہر کے جلسے میں شریک تھے۔

حبیب اللہ خاں صاحب نائب تحصیلدار اور سابق طالب علم مدرسۃ العلوم نے جلسے کے مقاصد اور اغراض بیان کرنیکے بعد یہہ تجویز کی کہ سید میموریل فنڈ کی ایک روپیہ والی شاخ میرٹھ میں قائم کیجائے اور تمام حاضرین جلسہ نے نہایت جوش کے ساتھ اس تجویز کو منظور کیا اور فوراً اسکے متعلق عملی کارروائی شروع کردی گئی۔ چنانچہ مبلغ پچاس روپیہ نقد اسی وقت جمع ہوگئے چونکہ یہہ تجویز نہایت بکار آمد اور ہر طرح قابل عمل ہے ہمکو کافی اسید ہے کہ اسکام کو خاطر خواہ ترقی ہوگی۔ سرسید کی روح کو فاتحہ کا ثواب پہونچانے اور صدر انجمن کے شکریے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

۲۶ - مارچ کو ۷ بجے شام کے ٹون ہال ڈیرہ غازی خاں میں ایک عام جلسہ ہوا جسمیں رؤسا و متمداران و عوام الناس شریک تھے۔ نواب سر امام بخش خاں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی صدر جلسہ تھے۔ چودہری دل احمد صاحب (جنہوں نے علی گڑھ کالج سے امتحان بی۔ اے پاس کیا ہے) نے اس جلسے کے مقاصد بیان کرتے ہوئے یہہ تقریر کی۔

جناب صدر انجمن و دیگر حضرات۔ بحیثیت سید احمد میموریل فنڈ کمیٹی ڈیرہ غازی خاں کے سکرٹری ہونے کے میں سب سے اول اس امر کی اطلاع

دیتا ہوں کہ یہ جلسہ بغرض فراہمی چندہ منعقد نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ بیان کردینا اسلئے ضروری خیال کیا کہ گذشتہ سال میں تین مرتبہ چندے کے لیئے کوششیں کیجا چکی ہیں۔ سب سے اول مارچ ۱۸۹۸ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے لیئے اپیل کیا گیا تھا جسکی مقدار ۱۳۰۰۰ تک پہونچی تھی۔ اسکے بعد ہی سید کی وفات حسرت آیات پیش آئی اور ہمیں دوبارہ میموریل فنڈ کے لیئے چندے کی درخواست کرنی پڑی۔
اخیر میں ہم نے کچھ عرصہ گذرا کہ لوکل اسلامیہ سکول کے فنڈ کی امداد کے لیئے ایک جلسہ منعقد کیا تھا۔

میں آپ صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم ایک سال تک آپ کی خدمت میں ایسی درخواستیں نہ کیجائینگی (نواب سر امام بخش خاں نے قطع کلام کرکے یہ فرمایا کہ سردار ہمیشہ قومی کاموں میں مدد دینے کو تیار رہیں اور ایسی شرائط کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں)۔
اس جلسے کے مقصد کیلیئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں (جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا) کہ ہم سید مرحوم کی مغفرت کے لیئے فاتحہ پڑھنے اور غربا و مساکین کو کھانا کھلانے کے لیئے آج جمع ہوئے ہیں۔ آپ صاحبان کو وہ خدمات اچھی طرح معلوم ہیں جو سید مرحوم نے قوم کی کیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری مدد کو ایسے وقت میں آئے جبکہ کوئی مسلمان علانیہ اپنے مذہب کا اقرار نہیں کرسکتا تھا۔ (نواب صاحب نے فرمایا کہ میں نے بچشم خود یہ حالت غدر کے زمانہ میں دیکھی ہے۔) اسلیئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ حاضرین جلسہ میں سے ہر ایک شخص (اور آپ میں سے بہت سے اصحاب بڑے بڑے فرقوں اور قبیلوں کے سردار ہیں) یہ وعدہ کرے کہ ۲۷۔ مارچ کو

ایک مقدس دن خیال کریگا اور جہاں کہیں ہوو ہ سرسید کی یادگار کے لیے اوس دن جلسہ منعقد کریگا۔

آپ خوب جانتے ہیں کہ اس کے متعلق ہم جو کچھ کریں گے وہ ہماری ہی منفعت کے لیئے ہوگا اور اس بڑے آدمی کی مثال ہماری موجودہ اور آیندہ نسلوں کے لیئے نمونہ تقلید ہوگی۔ صدر انجمن نے فرمایا کہ سرداروں نے اس تجویز کو قبول کیا ہے اور چونکہ وہ ماہ مارچ میں مقدمات جرگہ کے لیئے اکثر صدر میں آتے ہیں اسلیئے اسپر عملدرآمد کرنے میں انھیں کوئی دقت نہوگی۔ چنانچہ یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

بعض سرداروں نے سرسید کے مذہبی خیالات کے بارے میں کچھ شبہات پیش کیئے۔ مگر خواجہ تصدق حسین بی۔ اے نے ایک مختصر اور مناسب تقریر سے سب شکوک رفع کردیئے۔ اسکے بعد غربا کو کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا اور اس موقع پر دو سو آدمیوں سے زیادہ کو کھانا دیا گیا۔ مفصلہ ذیل اصحاب نے کھانے وغیرہ کا خرچ اپنے ذمے لیا۔

(۱) نواب سر امام بخش بہادر ۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ (۲) میاں حسین بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج۔ (۳) ملک خدا بخش خانصاحب ٹمن ٹوانہ (۴) خواجہ تصدق حسین صاحب بی۔ اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ (۵) میاں امام الدین صاحب تحصیلدار (۶) میاں ظفر خاں صاحب پولیٹکل تحصیلدار (۷) پیرزادہ سلطان احمد صاحب ڈی آئی۔ (۸) ولی محمد صاحب بی۔ اے۔ محرر خزانہ۔

لوکل اسلامیہ سکول اس تقریب کیوجہ سے ۲۷۔ مارچ کو بند کیا گیا۔

ترکیب بند جو حیدر حسن صاحب نے اولڈ بائیز ڈنر کے موقعہ پر پڑھا

(۱)

خاکِ پاکِ ہند ای ہر ملک کی روحِ رواں — دلربا راحت فزا عشرتکدہ جنت نشاں

تجھسے ہم کو ہی محبت مدتوں تجھیں رہے — شانِ اسلامِ مکرم رونقِ اسلامیاں

یاد ہیں حملے ابھی محمود غزنی کے تجھے — تیرا خواہشمند تھا تیمور سا صاحبقراں

جلوہ آرا تھی کبھی تجھمیں شکوہِ بابری — صورتِ تزئیں ہمایوں کا کبھی طبل و نشاں

زیب دیتی تھے کبھی اکبر کے تجھکو نورتن — گلستاں تجھکو بناتا تھا کبھی شاہ جہاں

ہفت کشور میں مچی تھی دھوم اک اسلام کی — حکمراں تھا جبکہ عالمگیر سا غازی جواں

رونقِ بزمِ کہن تھے سب کبھی پر آجکل — ہے کوئی فردوس منزل کوئی جنت آشیاں

تھا بتا کس کا زیادہ قوم پر لطف و کرم
تجھکو گنگا کی دُہائی اور جمنا کی قسم

(۲)

کسکے اُٹھنے سے بتا اپنا سہارا اُٹھگیا — قوم کی دردِ دلی کا کس ہی چارا اُٹھگیا

کسکے مرگِ ناگہاں سے راج اپنا لٹگیا — قوم کا نوشیرواں جمشید و دارا اُٹھگیا

کسنے کی بتلا مسلمانوں کی ایسی رہبری — راہ سے تعلیم کی اک سنگِ خارا اُٹھگیا

سید احمد خان کی سن ناگہانی موت سے — دھڑ ترا تپا رہگیا اور سر ہمارا اُٹھگیا

بجھگئی شمعِ حشم اندھیر برپا ہو گیا — آہ نجمِ الہند اسلامی ستارا اُٹھگیا

اپنی بدبختی سے جسکو جانتے تھے تم عدو — ناصحِ مشفق مسلمانو تمھارا اُٹھگیا

آہ یہ کیسی مصیبت پر مصیبت آگئی — صبر کرنیکا دلِ غمگین سے یارا اُٹھگیا

حسرت و اندوہ و غم سے سینۂ دل چھا گیا
بیکسی ای بیکسی بس رحم دل گھبرا گیا

تھا سلمانوں میں اک اندھیرا سا چھایا ہوا (۳) ٹمٹمایا دور سے چھوٹا سا مٹی کا دیا

جوشِ قومی پھر ہوا پیدا ہمارے جسم میں — زندگی قوم کا کچھ کچھ سہارا ہو گیا

ممبرانِ البرادر نے شروع کیں کوششیں — شکر ہے اللہ کا بھائی سے بھائی آ ملا

دستگیری پر جو تم نے قوم کی باندھی کمر — مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

ای صبا سید کو تو اسکی خبر کر دیجیو — باغِ جنت میں سُنا آمژدۂ راحت فزا

ہاں دکھا دو اک زمانیکو کہ تم کیا چیز ہو — سید احمد خاں کا تم پر ناز کچھ بیجا نہ تھا

دستگیری کیجیے بس یہ اسیکا وقت ہے — ہاں یہ دیکھے کسیکو رہ نہ جائے یہ گلا

حالتِ ناگفتنی میں مہرباں کوئی نہیں

ہیں بنی کے سب مگر بگڑی کا یاں کوئی نہیں

تھا تردد کیا دکھاتی ہے بُری قسمت ہمیں (۴) آپ کیا آئے ملی دنیا کی سب حشمت ہمیں

کلفت و اندوہ و غم اکبار دل سے دُھل گئے — آپکی تکلیف کرنے سے ملی راحت ہمیں

آپکی یہہ مہربانی تھی کہ ہم سے یوں ملے — کر رہا ممنون ہے یہہ لطف بنہایت ہمیں

دور ہوا شومیِ طالع کہ تیری دن گئے — اب سعادت نے دکھائی آن کر صورت ہمیں

ہے خبر دوزخ ہے دنیا مومنیں کے واسطے — آپکے آنے سے دنیا ہو گئی جنت ہمیں

آپکی یُمن و سعادت کی نشانی ہے یہی — آپکی تشریف لانے سے ملی دعوت ہمیں

سر پہ آنکھوں پر ہماری بے تکلف بیٹھیے — آپکو ہم سے محبت آپسے الفت ہمیں

فرشِ رہ ہیں کشتہ ہونکی نگاہیں مہرباں

خیر مقدم کیلئے حاضر ہیں سب پیر و جواں

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل کشور ہندوستان نے انجمن اسلامیہ لاہور کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے ہمارے بزرگ مرحوم کو ان الفاظ میں یاد کیا -

"آپنے جو اپنے لیڈر سید احمد خاں مرحوم کی خدمات اور کارہای نمایاں کا ذکر کیا ہی میں اسکو نہایت عزت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں -

ایسے لوگوں کی خدمات جو اپنی نسل کے رہنما ہوتے ہیں - انکی زندگی تک ہی محدود نہیں ہوتیں - ہر ایک مہتم بالشان اور پرعظمت کام میں ایک قسم کی زندگی ہوتی ہو جو اسکے کرنیوالے کی ہرگز محتاج نہیں ہوتی - بلکہ بعض حالتوں میں اسکی ذاتی عظمت اپنے خالق سے بھی بڑھ جاتی ہے - اور اگرچہ وہ روشنی جو اُسکے فانی جسم میں چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھی گُل ہو جاتی ہو تاہم انسانی عقل اور دماغ کے زندہ کاموں پر اسکا عکس ہمیشہ پڑتا رہتا ہو -

مسلمانانِ پنجاب کا فرض ہو کہ وہ اس کام کو چلائے جائیں جسکی بنیاد ان کے مرحوم لیڈر نے ڈالی تھی اور اسمیں استقلال و پایداری کی جان ڈالیں کیونکہ یہی اس بزرگ کی عمدہ یادگار ہو سکتی ہے"

فہرست جدید خریداران میگزین

ابو الحسن صاحب	اشفاق حسین صاحب	لائق حسین صاحب
علی رضا حیدر آبادی	سینا صاحب	زماں سہدی خاں صاحب
لئیق احمد صاحب	سعید الزماں صاحب	باقر حسین صاحب
محمد یعقوب صاحب	ناظر الدین حسن صاحب	سید امام علی شاہ صاحب
سجاد حیدر صاحب	معظم علی بیگ صاحب	سید معصوم علی شاہ صاحب
ریاض محمد خاں صاحب	سعید محمد خاں صاحب	کپتان علی حسن صاحب

محمد محمود حسن صاحب	محمود شاہ خاں صاحب	عبدالحکیم صاحب
محمد اطہر صاحب	سید حامد حسین صاحب	محمد ہاشم صاحب
اشرف خاں صاحب	سید عبدالباقی صاحب	امتیاز علی صاحب
محمود الحسن صاحب	بشیر علی صاحب	امیر علی صاحب
امیر حسین صاحب	عبدالرحمن صاحب لاہوری	عبدالجلیل صاحب
محمد ادریس صاحب	امیر احمد صاحب	محمد امین صاحب
رضا علی صاحب	سمیع اللہ صاحب	علی حسن صاحب
عبدالمجید صاحب	حیدر حسین صاحب	سری گوپال صاحب
عبدالوہاب صاحب	نیاز محمد خاں صاحب	شاکر علی صاحب
سید حسین صاحب	انتظار علی صاحب	فیاض حسین صاحب
سید آل رضا صاحب	سید اولاد علی صاحب	عبدالسلام صاحب
الٰہی بخش صاحب	پروفلا چندرا صاحب	رگبیر سرن صاحب
ظفر عمر صاحب	سید اعجاز علی صاحب	شاہ سعید اللہ صاحب
واحد حسین صاحب	خورشید حسین	عبدالرؤف صاحب
محمد عبداللہ صاحب	محمود حسن خاں سکنڈ ایر	سید ابو محمد صاحب
محمد بشیر خاں صاحب	ابن محمد فرسٹ ایر کلاس	بالو پرشاد صاحب
سعید الدین صاحب	قاسم حسین صاحب	مظفر محمد خاں صاحب
انیس احمد صاحب	سعید الزماں صاحب	لالہ بالو صاحب
سرفراز خاں صاحب	خواجہ احمد اللہ صاحب	طفیل احمد صاحب

نواب علی صاحب
اصغر حسین صاحب
سیتا پرشاد صاحب
بشیر احمد صاحب
نرندر دناتھ صاحب
محمد حسین صاحب
سکندر خاں صاحب
نور الحسن صاحب
شمس الحسن صاحب
ابراہیم حسین صاحب
ذر اللہ شاہ صاحب
محمد اسمعیل صاحب
ریاض الدین احمد صاحب
ولایت شاہ صاحب
تاج محمد صاحب
جوالہ پرشاد صاحب
جمیل احمد صاحب
عبد الحمید صاحب ملتانی
عبد المجید صاحب گجراتی

وصال محمد صاحب
سراج الدین صاحب
شاہ منیر عالم صاحب
احمد اشرف صاحب
مقبول احمد صاحب
اکرام عالم صاحب
عبد القادر صاحب مدراسی
محمد فائق صاحب
قادر خاں صاحب
جمیل الزماں صاحب
محمد حسن صاحب
اصغر حسین صاحب
راج کمار صاحب
ریاض محمد صاحب
یعقوب علی صاحب
رزاق بخش صاحب
عبد الحق صاحب
واحد حسین صاحب
امیر الدین احمد صاحب

سرفراز علی صاحب
عبد الصمد صاحب
محمد صاحب
صفی اللہ صاحب
سعید حسین صاحب
عابد حسین صاحب
عین الدین صاحب
محمد حسین صاحب
یعقوب علی بیگ صاحب
مولوی عباس حسین صاحب
مختار احمد صاحب
جناب احمد صاحب
فضل الحسن صاحب

فقط

مطبوعہ فیض عام پریس علی گڈھ

improved, Mahmudul Hussan has just begun to learn cricket and shows promise. Ayub is doing well. Soleyman of Bombay also plays a dashing though peculiar game. We are training him to learn true cricket. The players who are regular and punctual and have got real love for cricket are without exception making progress. We are very glad to mention the boys who come spontaneously and punctually to the cricket field without giving any trouble to the captain or cricket servants. Mohsin, Hashim, Said, Aslam, Muzaffar, Ashfaq, Fyyaz, Aulad Ali, and Mahmoodul Hussan. They are quite sufficient to begin the practice with till the lazier ones drop in one by one; by 5 there always are about 30 at the nets.

We stop the play just when the Muezzim's call reminds us of our religious duties.

We have decided to take the team to Naini Tal this year

ALI HASAN.

lateness of the hour several of the opposers had gone off to bed; the tables some how got turned, and the division showed that there were more voted for the motion than against it. There was great excitement, and as the tellers could not agree about the number of voters, the losing side asked for another division which was ordered by the President. But by some skilful manœuvering the disapprovers of peace and disarmament managed to show more votes then ever on their sides and carried the proposition by 20 votes to 16.

This result, we are afraid, wil bring down upon us the deserved wrath of Mr Stead and the Editors of "War against War."

SAJJAD HYDER,

Hon. Sec. S. I. C.

Cricket.

Our Cricket practice is going on very regularly, and is seldom cut except when we water the field or play pick ups in which the English gentlemen of the station also take part and make them more interesting. On 15th April we played two matches which broke the monotony, we are apt to grow tired of.

Our college eleven suffered a heavy loss this year as two of the best all round Cricketers and Abdullah and Masood have stopped their College careers and joined other institutions to learn professions, we wish them every success. We hope to make up the loss very soon. Ashfaq and Abid will take their places. Ashfaq is improving rapidly and in a near future we expect him to be a prominent member of the team; Said, too, is trying hard and improving in style. In the last match (F. A. versus whole School) he played a faultless innings of 34. Though the F. A. side got beaten by the school, the opponents being too strong, Said did remarkably well for his team, which he captained.

The school team undoubtedly has suffered much by promotions but we are training the new recruits to fill the places in the school First XI. Among them Nawab Ali has much

and talked of love; and there was a fine display of sentimental eloquence, which was not without its effect on the audience, the opposite side winning by 28 votes to 5, and thus after all love triumphed. The second debate held on the 15th April, was a sort of a preliminary meeting to the forthcoming Peace Conference at the Hague. The question took the form of a parliamentary motion, as all questions must take before being allowed to be introduced into our august assembly, therefore, Mohammed Hayat moved that "*This House disapproves of the disarmament scheme of the Czar.*" All kinds of motives, good and bad were attributed to the imperial proposer of this scheme which is agitating the public mind all over the world Some patriotic members went so far as to say that this proposal from the Autocrat of all the Russias was nothing but a diplomatic move, whereby he hoped to see his family dream realised, viz the possession of India. The premises of this conclusion are suppressed lest they should disturb the peace of mind of His Imperial Majesty

In spite of all this however, the Czar had many supporters of his scheme, who said that they welcomed the proposal from whatever quarter it might come for the reduction of the disproportionately big armaments that blocked the way of all progress In fact the opposers of the motion which disapproved of the Czar's scheme outnumbered the supporters.

The following list will show the numerical force of the speakers of the combatants (speakers) on both the sides —

For the motion	Against the motion
1 Mohamed Hayat	1 Abdul Hamed Khan,
2. Razzak Bakhsh,	2. Zaman Mehdi Khan, B A.
3. Abdul Kadir Khan, B A.	3 Sajjad Hyder,
4. Mohamed Yakub,	4 Fazlul Hasan,
5. Nazimuddin Hasan,	5. L. Tipping Esq
6 S Hamid Hosain,	6 Mohamed Sibtain,
7 Ashraf Khan, B A.	7 Sheikh Ahmed,
	8. Mohamed Athar,
	9 Asrar Ali B. A.
	10 Aijaz Ali

It was thus apparent that the opposers had every appearance of winning. But by some accident, (possibly owing to the

Muhammed Ismail has passed the final Examination in the Dehra Dun Forest School.

Mohammed Ali, B. A in now an undergraduate of Lincoln College, Oxford, has passed Responsions Examination.

Mr S. Mohammed Ali has been appointed additional Sessions Judge, Moradabad.

Mr. Mohammed Rafeque has been appointed to officiate as Sessions Judge at Fyzabad

Mr. Mohammed Ismail Khan, Barrister-at-law has been appointed Munsif of Fyzabad

Mr S Alaul Hassan, Deputy Collector has been posted to Allahabad.

M Masood and M. Ahmed have left us to join the Hyderabad School of Medicine, they will be greatly missed in the Cricket and Football fields

---

The Editor will be at all time glad to receive news of appointments of forest students

---

Siddons Union Club.

Two debates were held during the last fortnight On the 8th April, the question of marriage was taken up by the House, and Mohamed Yakub was called upon to introduce his proposition in Urdu that, "*This House is of opinion that love marriages are not happy.*"

To borrow an epithet from there opposers, the following "prosaic sages" dilated upon the ill consequences of being carried away solely by one's feelings in such an important and momentous event in life as marriage:—Mohamed Yakub, Sheik Ahmed Sajjad Hyder, Fazlul Hasan, Razzak Bakhsh. But the lovers mustered strong: the leader of the band was Hyder Hasan, who was followed by Mohamed Abbas, Raza Ali, Nasiruddin Hasan, Sheikh Abdullah, B A LL B. Mohamed Faiq, Noorullah Shah, Iainul Abidin and Tofail Ahmed, all of whom sung

was short of Qader Beg, its best full back, but the College too equally suffered the loss of Haji Husain, who unfortunately hurt his ankle one day before the match and played as a goal-keeper.

There is no doubt that the school team is improving every day, and these regular matches, especially School against College give us hopes for the future victory of school in the inter-school tournament.

The third and fourth year classes are doing dumb-bells daily from 6 to 7 A. M. The measurements of their limbs were taken on the first of April and after the continual exercise of one or two months their measurements will be taken again to see if there is any increase in muscle. To me there seems an improvement in their physique day by day, and I hope that it will prove useful to them. As there are not sufficient Dumb-bells for all the students, 20 more pairs of Dumb-bells have been obtained from Roorkee workshop

A. MAJID,

Ball Captain.

University News.

The following changes in the Rules for the M. A. Examination were made at a meeting of the Syndicate held on March 7th.

In the *M. A. English* Examination there will be 6 papers set on the prescribed course, a 7th on unseen passages, and as on 8th, an Essay. (This will come into force at the next Examination, December, 1899).

In the *M. A. History* Examination there will be 6 papers set. (This will come into force at the next examination but one).

Personal.

Maqsúd Ali Khán who stood first in the last B. A. list has been awarded the Iqbál medal by the Allahabad University.

this match and the cheers of the spectators added a double energy to the youngsters of *3rd* and *4th* classes, on whose side Ahmad Husain and Ali Raza played with skill and made few mistakes. After struggle of one hour and ten minutes, time was called without any result. This match was then postponed till the 8th, because we had to play school against college on the 7th instant.

(2). On the 8th the match was replayed ; no sooner was the ball kicked off from the centre, than the small boys began to make determined attack on their opponent's goal. A corner fell to them, which was nicely put by Sadique Ali their captain, and the ball passed through the goals by a miskick of one of their opponents. No further score was made and the match ended in a victory for the youngsters by one goal to nothing.

(2.) On the 7th instant we played *School versus College* and this is the match which excites the interests of both the parties to the highest pitch. All the boarders take an ever increasing interest in this match, which is always played on Fridays, and often ends in victory for the College. Haji Husain Khan and Zaman Mahdi Khan played with dash and pluck as they usually do. At the same time I must not forget to mention Amir Hussain and Abdul Hamid two new players who give hopes of a successful future. On the school side Qader Beg, Amir-uddin and Allahdad Khan as backs and Bashir Ali, Sirajee and Ali Roza as forwards are improving a great deal. After a long struggle which was enlivened by the encouraging applause of the visitors, the victory fell the College by one goal to nothing.

(3) On the 10th instant we played old Katcha Boarding house against the rest of Boarding-house. This match was spoiled by the strong winds, which generally blow at this season. Only one minute before the time was called, Haji Husain Khan (on the side of Katcheta house) had a clear run to the opponent's goal, and scored one goal to nothing.

(4.) Again on the 15th we played School against College and the College won by three goals to nothing. The School

The arrangements for the supervision of small boys living in the Ward are very complete and Zuhoor, as a consequence,the place is full. The proctor of the boarding house is thinking of starting the same sort of arrangements in the Denton Court where School boys above fourteen years of age live, but the routine can only be fully carried out when rooms for the morning and evening preparation and for meals and prayers are built within the court and when the unfinished part of it is completed. The arrangement, of the kachcha and the packka quadrangles, where the college class students chiefly live, are well suited for them.

The noteworthy point about the present term is that we are receiving boys from Oudh which was never fairly represented in our Boarding House during past years. The boys who have come in this term are generally sons of well-to-do people and the puckka boarding house has very few rooms left vacant. We hope that the taluqdars of Oudh who have sent their sons to this boarding house will find them improving by living in this place. But we wish to impress upon the public that they should not delay sending their sons to a well managed Boarding House, for when a boy is spoiled at home it is more difficult to correct him than when he comes young. They should not wait till the boys get into bad habits and they become tired of them at home. The discipline and training of boarding house life does immense good to small boys and even those who were doing well at home improve in many respects by living in a boarding house, They should know that in all the civilized countries parents, if they can afford it, like to send their sons to a boarding school and that it is product of such schools who are so well administering this country.

MIR. WILAYAT HOSEIN.

Football.

We played seven friendly matches in the past fortnight, out of which 4 were of considerable interest.

(1) The first of them was *2nd Class versus 3rd and 4th Classes* It was played on the 6th instant and proved of great interest to the visitors. Almost all school and college watched

College News.

The College long vacation will commence on June 15th and extend to October 1st.

The approach of the hot weather reminds us of a proposal that was made some years ago to build a Swimming Bath in the College grounds There can be no two opinions as to the advantages of such an institution, it would be a continual delight to a very large number and the opportunity of acquiring the healthy and useful art of swimming would be most valuable. (The only obstacle (and that we are afraid is a serious one) is the matter of funds, perhaps, one of these days, a wealthy patron of the College will seize this opportunity of immortalizing himself and earning the gratitude of many generations of students.

It will be seen from an article on another page that the number of students in the Boarding House is rapidly increasing; the arrival of a boarder from Cape Colony is in itself a matter of interest and is a gratifying sign that Mohammadans, so far away as South Africa, are beginning to look to Aligarh as an important seat of Mohammedan education

Ashraf Khan B A, the late Football Captain, who has just left us, was entertained before his departure at a dinner given by her friends, more than 100 students were present.

THE BOARDING HOUSE.

We are glad to say that the Muhammedan public are appreciating the advantage of the Boarding House system and the good this College is doing to the Mohammedans of this country Their attention,of late,is more drawn to this institution by the good results of the last University examinations, and the Sir Syed Memorial Fund movement, and we find that while on March 31st 1898, the number of Boarders on rolls was 229, on the 17th of April 1899, it is 286, thus showing are increase of 67 boarders during the past year We hope that when the Punjab University results are out early in May more boys will come in and by the end of the present term our numbers will rise to 300.

Gonda	50	0	0
Gorakhpore	10	0	0
Lucknow	200	0	0
Meerut	1,086	0	0
M. A. O College, Aligarh	2,890	8	0
Mirzapore	2	0	0
Moradabad	200	0	0
Muttra	20	0	0
Mahoba	110	0	0
Naini Tal	70	0	0
Najibabad	25	0	0
Partabgarh	10	0	0
Rampore	708	0	0
Shahjahanpore	505	0	0
Saharanpore	5	0	0
Unao	19	0	0
Balandshahr	2,165	1	0
Benares	200	0	0
Fatehgarh	1,700	0	0
Fatehpore	525	8	0
Meerut	2,700	1	6
Mainpuri	110	0	0
Total N. W. P. ...	20,257	9	6

The Memorial Fund meeting which was to have been held in Calcutta in April has been put off: it is hoped that the Calcutta Committee will be able to arrange to hold it toward next Christmas.

It has been suggested that Calcutta would be a suitable place at which to hold the next Mohammadan Educational Conference; we hope that this will be possible. The very keen interest taken by the Mohammadans of Calcutta in the Sir Syed Memorial movement would seem to augur well for the success of the Conference if held there.

done up to the present time, with their estimate of what should be done. The list it should be said is of the contributions received up to the month of March, those received since then have *not been included.*

Panjab.

	Rs.	As.	P.
Through Khan Bahadur Barket Ali Khan	9,496	5	0
Gilgit	713	0	0
Sirsa, Hisar	1,098	10	0
Delhi	1,336	0	0
Maleer Kotlah	1,500	0	0
Muzaffergarh	925	0	0
Jhelum	1,370	0	0
Hisar	350	0	0
Rawalpindi	350	0	0
Patyala	100	0	0
Wanu Waziristan	220	0	0
Shahpur	175	0	0
TOTAL ...	18,034	14	0

N W.—P.

	Rs.	As.	P.
Aligarh	4,124	6	0
Allahabad	1,775	0	0
Ballia	151	6	0
Bareilly	150	0	0
Barabanki	500	0	0
Cawnpore	100	0	0
Dehra Dun	80	0	0
Etah	20	0	0
Faizabad	101	0	0
Farukhabad	120	0	0

of the Punjab to carry on the work which was inaugurated by their departed leader, and to give to it a permanence and durability which will be the most fitting monument to his memory. Your aim should be to recognise the realities of the modern world in which you live, which is a world of competition and flux and change, and instead of expecting your environment to accommodate itself either to the traditions of the past or to the disabilities from which you may still suffer, to adapt yourselves by strenuous self cultivation to the conditions which you have the capacity, if you will develop the resolution, to conquer. Here in the Punjab you are less than in other parts of India confronted with what you describe as the better equipped sections of the Indian people. You have an open field, upon which many of you have already won high and honourable distinction in the service of Government. If you will perseveringly set yourselves to the acquisition of the learning which renders a man not a glib scholar but a useful citizen, if instead of musing over the past you will strain all your energies towards the future, and if in your own society and homes you will practice the elementary but too often neglected virtue of thrift, there is no reason why the Mohammedans of the Punjab should not recover a large measure of the influence which results not from territorial dominion but from the legitimate ascendancy of character and intelligence."

Contributions to the Memorial Fund.

The list we publish below will probably be of considerable interest to many of our readers, showing as it does the contribution that have, up to the present, been actually paid in from different towns and districts in the North West Provinces and the Punjab. At a meeting of the Mohammadan Educational Conference held in Lahore last December an attempt was made to estimate the contribution that might be expected from the different towns and districts in the N.W.-P. and Oudh; it should be interesting to those who attended the Conference to compare what has actually been

for your co-operation and sympathy. The sympathy which our English friends and the Government have shewn, from the Viceroy downwards have shewn with the Mohammadans on the occasion by the death of their leader and in the crisis through which the institution he founded has passed, has—and I speak from knowledge—made a great impression in the minds of the Mohammadans throughout India. It has confirmed them in the belief of the friendly feelings substained for them by their rulers, and it has made easy the task of them who wish to impress on the minds of the rising generation sentiments of devotion to our Queen and of pride in being citizens of the British Empire.

And I should also like to thank you the Mohammadans of Cawnpore for the your hearty and ready help; the way in which you have come forward on this occasion is an example that I trust will be followed in many places.

Nawab Mohsin ul Mulk followed, and in a long and eloquent speech set forth the aims of the Memorial Fund.

At the close of the meeting subscriptions amounting to Rs.5,000 were subscribed.

Lord Curzon's tribute to Sir Syed Ahmed

It was with great pleasure that we read in the account of the Viceroy's address to the Lahore Mohammadans his eloquent tribute to the memory of the late Sir Syed Ahmed, we publish it below for the benefit of those of our readers whose notice it may have escaped.

"I notice with respectful sympathy the allusion made to the career and labours of your late leader, Sir Syed Ahmed Khan. The service of such men, pioneers of their generation, is however, by no means confined to their lifetime. A great and noble work has in itself a vitality independent of and greater than that of its creator, and while the visible spark of the ethereal flame that flickers in the moral body is soon quenched and dies, its transmitted essence continues to burn brightly in the living products of human genius and imagination. It behoves the Mohammedans

little more explicit with regard to the sentiments which it is our desire to inculcate. Sir Syed Ahmed held with great strength to two sentiments, first a patriotic desire for the welfare of his nation, second a wider sentiment for the British Empire which we should now call Imperialism. He firmly believed that the British Empire was the means taken by a beneficent providence to spread civilization and progress, therefore, although no man could be more independent and fearless in his criticism, yet his criticism was always directed towards strengthening the Empire for which his sentiments was in a certain broad sense religious in character.

Imperialist sentiment has throughout history possessed one great characteristic. It can harmonize and combine national sentiments, uniting them in one common political whole. National sentiments are slowly spreading in India and they should, I think, command our sympathy so long as they are kept in political abeyance to the Imperialist sentiment; for they are invaluable agents of social progress. What we find among the Mohammadans in general is a painful deficiency of that sentiment which will induce a man to make personal sacrifice, for the good of his community; and the result is that wealthy men will not liberally support measures or institutions for the public good. This is why we make such slow progress.

The middle classes, however, have begun to take to heart. Sir Syed's teaching; and we have had gratifying proofs during the past month that Sir Syed's teaching has borne fruit in these Provinces and that public spirit has made a substantial advance in what it was 15 or 20 years ago. To-day's meeting is another of these proofs, for it has been achieved by the united efforts of many persons of comparatively small means. I trust that the rich landed classes too will be inspired with the new spirit before they have lost their position and have become incompetent to help us. For the absence of education among Mohammadans has undoubtedly tended to make the wealthy classes thoughtless and extravagant and to bring them to ruin.

Before concluding I should like to thank Mr. Chairman in particular and the other English friends who are present to-day

assistance will be worthy of Cawnpore, I now have the pleasure of introducing to you Mr Beck and Nawab Muhsin ul Mulk who will explain in greater detail the purposes of this appeal and the objects of this meeting You know how much they have done for the College I hope that they will succeed in attracting your sympathy and assistance

Mr Beck then spoke as follows :—Mr. Chairman and Gentlemen. A meeting like this has two objects, 1st to collect money, 2nd to advance our ultimate aims, we have to look not mainly at the immediate but also at the ultimate efforts of education The immediate efforts are to provide a number of young men with respectable means of livelihood, the ultimate efforts are to create and mould the public opinion of the people of India

The unpopularity in which education in India, has involved is due largely to the fact that the teacher thinks generally of the first object only and leaves the second (and more important one) to take care of itself The result is that the students, left without guidance, have misapplied these great and noble ideas of independence and patriotism, confusing the former with want of courtesy and the latter with opposition to Government; and a kind of agitation has grown up which though not disloyal in intention is not loyal in its methods and may unless checked weaken the foundations of security We ought therefore to keep our eyes fixed on the ultimate results of education; I look on it as one of the great marks of the originality of Sir Syed Ahmed that he made this the guiding principle of his work, and thus although he never taught a class and was practically ignorant of English he proved himself a great educational reformer.

The origin of Sir Syed's passionate devotion to education was the making of its object twofold, to make another meeting impossible and to raise her people, the means, education based on self help and the sympathetic co-operation Englishmen and resulting in unity of sentiment between the people and the Government.

This meeting would have rejoiced his heart for while it is a proof of the self-help of the Mohammadans it is equally a proof of the friendly co-operation of Englishmen. I should like to be a

the Mohammedan community. I hope that the Mohammedans by paying up will turn the laugh the other way.

Then we should decide in main outline where we propose to send deputations next cold weather. One thing is certain, we are bound in honour, quite apart from any hopes of success (which however are great) to send a deputation to Calcutta And I feel also certain that we ought to send one to Lucknow. It is for the Council now to meet and decide on these matters

In conclusion, I add, let us try to create an effective organisation, for as yet nothing worthy of the name exists.

THEODORE BECK

Sir Syed Ahmed Memorial Fund.

MEETING AT CAWNPORE

An important meeting in connexion with the Memorial Fund was held at Cawnpore on Monday, April 10th. The Collector of the district A. W Trethewy, Esq, presided, the leading Mohammadans of the neighbourhood were present and the meeting may be considered a most successful one.

Mr Trethewy opened the meeting by introducing the Aligarh deputation and spoke as follows :—

Gentlemen—we have assembled to represent Cawnpore in a movement which has been started to found a memorial for Sir Syed Ahmed. I need not recapitulate the life and work of that eminent man. You all know what he did for the moral and mental education of the Mohammadan people He gave a splendid example to members of other nationalities and religions in showing what a great result can be obtained by preseverance and energy. The best way of perpetuating his memory is to support the College which he founded, and it is for this purpose that your aid is solicited The College has done good work in the past, and has a great future before it, if it can obtain the cordial support of Mohammadans I hope that the measure of your

" must be sold to the Military Authorities on demand. Special
" commissions, consisting of Military and Civilian members,
" select such horses as may appear suitable for Military service,
" at certain fixed times and places, to cavalry officers and veterin-
" aries who are present being the best judges of the fitness or
" otherwise of the animal. For these selected, prices are deter-
" mined by the commission according to certain fixed rules, and
" the horses forthwith despatched, in charge of travelling grooms
" to their new destination In this way the number of horses
" required for the army is got together with great rapidity and
" without hardship to the previous owners Regular lists are kept
" of the horses in the several districts in peace time, and revised
" from year to year, so that instructions for getting whatever
" number may be required form a part of the general rules for
" mobilising the army."

I remember when I was in Germany, a year or two ago, seeing a large number of hens collected in a street of the little town where I was living, and on asking the object, being informed that they were being inspected for possible military services.

For us then it is necessary if we are to achieve anything great to create a good working organisation. The Church Missionary Socity has 2,40,000 native converts in various countries and these pay no less than Rs. 91,000 a year in subscriptions to the Society. We know how poor Native Christians are. Surely then the 6 crores of Indian Mohammdans ought to be able to pay more than Rs. 60,000 in a year.

As an essential part of our organisation we require one active agent in each district. So far we have no agents in most districts. The men fit to be agents can only be discovered by experience ; for we want men who will work not only promise to work just as we want subscriptions in cash and not on paper. More than Rs 60,000 promised subscriptions from private men have not been paid yet, and we should now make energetic efforts to get in this money. The contract between the amount promised and the amount paid is leaving a standing joke against

to name ten men in the North West Provinces and Oudh, each of whom could put down Rs.10,000 without feeling the loss, but no one among them has yet done so, and it is very doubtful whether any of them will. It is tantalising to read of the enormous sums subscribed in England and America for public institutions. In "*The Pioneer*" of April 17th casual mention is made of an Englishman who gave 18 lakhs in his will recently for public libraries. And I was told by an American that a rich business man there has given altogether about 200 lakhs for the Chicago University. There is every reason to hope that after one or two generations the rich Indian Mohammadans will come forward and liberally endow the University, so that it may be as easy to raise 100 lakhs as it is to raise 10 now. But this we shall not live to witness although we may see it by the eye of faith, and must continue to work for it, though it may take a century to be realized.

The other method of raising money is by general subscriptions and this requires organization. Our means, on any large scale, will depend entirely on our organisation. As an example of the great results attainable by organisation, I may allude to the Franco-German war of 1870. The rapid victory achieved by the Germans was entirely due to the perfection of the organization of their army effected in the preceding years of peace. As the result of this although the peace establishment of the German armies contained 15,000 fewer men than that of France, the Germans were able at once to pour into France enormous armies which far outnumbered the French, so that the French were crushed before they had time properly to mobilise their troops. The organisation of the German Military establishments, was perfect in every department. Take for example the supply of horses. The North German armies had during peace time 73,000 horses. On the declaration of war this number was increased to 193,000 in 8 or 10 days. The system by which this was effected is thus described. "In the North of Germany their exists, so to say, a general "obligation to Military service for horses as well as for men, as "the law directs that, when the army is mobilised all horses "throughout the whole country in the hands of private individuals

The Mohammadan Anglo-Oriental College Magazine.

Aligarh.

New Series Vol. VII.	MAY 1st. 1899.	No. 6.

The Memorial Fund and the Importance of Organization.

We have put a great aim before us, but have so far got but a short way towards reaching it. We ask for 10 lakhs, and have in one year realized only Rs 60,000, or 6 per cent. At this rate we should require 17 years to get the money we want. Moreover most of the sincerest supporters of the College have paid their contributions, and we have now the lukewarm and indifferent to work on. Shall we therefore abandon our aim as impracticable? No, we take courage by the example of our Founder, who preserved in the face of much less encouragement, and effected what all his friends thought to be impossible.

There are two ways in which funds might be forthcoming to found a Mohammadan University. The one is by the munificence of wealthy men, the other by general subscriptions. The former is the easiest and quickest, but it depends on the existence of a class of public spirited wealthy men among the Mohammadans, but this class does not appear to exist. It would be easy

The M. A.-O College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

Terms for advertisements on application.

All communications should be addressed to the Manager, the M.A.-O.College Magazine, Aligarh.

NOTICE.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of ROSES, SHRUBS, CREEPERS, CANES, and other PLANTS also the best kinds of MANGO TREES, &c., for sale at the Institute and M. A.-O. College gardens, Aligarh.

All these plants are offered at the lowest prices.

Moreover we undertake to supply fresh SEEDS of the various plants, and have also POTTED PLANTS ready for sale at very moderate prices.

Apply to the Manager,

M. A.-O. College Gardens,

Aligarh.

M. A. O. COLLEGE, ALIGARH.

If any Punjab Mahomedan students wish to join the M. A.-O. College, Aligarh this year they are hereby informed that the new First and Third Year Classes have now been formed and that the Long Vacation will commence on June 15th. They had therefore better join the College immediately on the publication of the Punjab University results, or if they prefer they can join the College at once conditionally, previous to the appearance of the results. Arrangements will be made later on for the tuition of Punjab students in any part of their course from which they have been unavoidably absent on account of the difference in date between the Entrance examination of Allahabad and the Punjab.

Further information if necessary may be had on application to the Principal, M. A.-O. College, Aligarh.

New Series
VOL. VII.

May 1st, 1899.

No. 6.

THE

M.A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE

۱۱
نیا سلسلہ
جلد ۷
۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۹ ع
نمبر ۵

محمدن اینگلو اورینٹیل کالج میگزین و علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

فہرست مضامین اُردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدراس اور اضلاع شمال و مغرب کے مسلمان

اخبار پانیر مورخہ ۲۱ - مارچ میں پادری ای سیل صاحب جو مسلمانوں کے ہرس اسکول کے منیجر ہیں انکی اسپیچ کا خلاصہ شائع ہوا ہے جو انہوں نے اس مدرسہ کے تقسیم انعام کے جلسہ کے موقعہ پر دی تھی - یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر سیل کو مسلمانوں کے حالات کے بارہ میں لوکل یورپین میں سب سے زیادہ واقفیت ہے - اور جو حالت مدراس کے مسلمانوں کی انہوں نے بیان کی ہے وہ نہایت دلشکن اور ہمت توڑنیوالی ہے - پادری صاحب مذکور الصدر بیان کرتے ہیں کہ منجملہ ۴۵۹۷ - اشخاص کے جنہوں نے مدراس یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا صرف ۴۸ مسلمان ہیں اور منجملہ ۹۲ - ایم - اے - پاس اشخاص کے صرف ۲ - اور منجملہ ۶۶۷ بی - ایل - کے سندیافتہ لوگوں کے صرف ۲ - اور منجملہ میڈیکل سندیافتہ اشخاص کے صرف ۴ مسلمان ہیں - وہ بیان کرتے ہیں "معلوم ہوتا ہے کہ مہلک کاہلی نے مسلمانوں کی جماعت پر پورا قبضہ حاصل کر لیا ہے" جو اعداد ہمنے صدر میں نقل کئے ہیں خود اُن سے بخوبی مسلمانوں کی حالت کا اندازہ ہوسکتا ہے - اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ مدراس میں

انگریزی تعلیم کی طرف سے مسلسل بے پروائی کی وجہ سے مسلمان اب گویا بالکل بیکار ہوگئے ہیں اور بمبئی اور مدراس کے مسلمانوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ صرف شمالی ہندوستان میں اور یہاں بھی بعض سرسید کے رسوخ اور اثر کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت بہت زیادہ امید دلانیوالی ہے۔

حال میں جو میموریل فنڈ کو غازیپور اور گورکھپور میں غیر متوقع کامیابی ہوئی ہے اس سے اضلاع شمال و مغرب کے مسلمانوں کی ترقی کرنیکا نہایت دل خوش کرنیوالا ثبوت بہم پہونچا ہے قطع نظر اسباب کے ان شہروں میں سے پانچہزار اور دس ہزار روپیہ کے چندہ کے وعدے کئے گئے ہیں ان مقامات کے مسلمانوں نے وہ جوش اور سرگرمی ظاہر کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں قومی جوش موجود ہے۔ مگر یہ وقت نازک ہے کیونکہ اگر کافی ہمت اور کوشش کیجائے تو میموریل فنڈ کی بڑی غرض بلاشبہہ پوری ہوسکتی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ کوئی ڈیپوٹیشن ہر ایک ضلع میں نہیں جاسکتا اور نہ کافی لیڈر موجود ہیں جو اس کام میں مدد دے سکیں جسکو نواب محسن الملک نے کمال مردانگی اور ہمت کے ساتھہ شروع کیا ہے۔ اگر اب کوئی مسلسل اور مستقل کوشش نہ کی گئی تو وہ مریض جس میں ابھی زندگی کی علامات پائی جاتی ہیں اسپر پھر بیہوشی کی حالت طاری ہوجائیگی اور پھر فالج جو مریض کے ہاتھہ پاؤں پر پھیل گیا ہے اسکی نوبت دل تک پہنچ جائے۔ برخلاف اسکے اگر دیگر اضلاع کے مسلمان ایسی ہی قومی ہمدردی ظاہر کرینگے جیسے کہ غازیپور اور گورکھپور کے لوگوں نے کی ہے تو جو خیال ترقی کا شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کو پیدا ہوا ہے وہ ایک وقت میں دیگر اضلاع میں

[illegible]

محمڈن ایجوکیشنل سنس

ضلع مراد آباد میں قصبہ بچھرائوں ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر مسلمانوں کی آبادی
بہ نسبت ہندوؤں کے زیادہ ہے علاوہ بریں زمانہ قدیم سے یہ قصبہ شریف
معزز اور علم و دولت مسلمانوں کی بستی خیال کیا جاتا ہے۔ اسی قصبہ کے عام
مسلمانوں نے دینی اور دنیوی علوم میں جسکو کہ وہ اپنی بہبودی کے واسطے ضروری
سمجھے اور جو اس زمانہ میں کسب معاش کے ذریعہ خیال کی جاتی تھی نہایت نمایاں
ترقی اور کامیابی حاصل کی۔ اسوقت تک یہاں کے دو چار صاحب بطور مثال
کے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اسوجہ اور صرف اسیوجہ سے
یہ قصبہ کمشنری روہیلکنڈ میں عموماً اور ضلع مرادآباد میں خصوصاً گورنمنٹ کی نظروں
میں ابتک ممتاز خیال کیا جاتا ہے اس قصبہ کے اکثر مسلمان باشندوں نے
گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر مامور رہکر اپنے کار منصبی کو نہایت ایمانداری۔
ہوشیاری اور جانفشانی سے انجام دیا ہے ان کی مختلف خدمات کا اسجگہ
تذکرہ کرنا طوالت سے خالی نہیں ہے یہاں کے باشندے عام طور پر خلیق
ملنسار اور نیک مزاج ہیں۔ ان تمام باتوں کے علاوہ جو بات سب سے زیادہ
اطمینان دلانیوالی ہے وہ یہ ہے کہ اس قصبہ کے مسلمان بہ نسبت اور جگہ کے
مسلمانوں کے اسوقت تک خوشحال اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں۔ مگر افسوس

یہ ہے کہ یہ حالت بظاہر کچھ زیادہ عرصہ تک قایم رہتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ اب ایسے آثار نظر آنے لگے ہیں جنکو دیکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہاں کے باشندوں نے اپنی موجودہ حالت کو نہایت غور کی نظر سے نہ دیکھا اور ایسی تدابیر کے عمل میں لانیکی کوشش نہ کی جنسے کہ وہ مشکلات جو آیندہ انکو پیش آنیوالی ہیں رفع ہو سکتی ہیں تو کچھ عرصہ کے بعد یہاں کے مسلمان بھی مثل دوسری جگہہ کے مسلمانوں کے تباہ اور برباد ہو جاینگے۔ مگر یہاں کے لوگ ابتک اپنی اس حالت کو تباہی وبربادی کا باعث خیال نہیں کرتے اور اپنی ظاہری شان وشوکت ابدالاباد تک قایم رہتی ہوئی تصور کرتے ہیں۔ گو یہاں کے باشندوں نے مشرقی علوم میں خاطرخواہ اور نہایت قابل اطمینان ترقی حاصل کی تھی مگر ان لوگون نے غفلت اور تعصب کی وجہ سے اپنی اولاد کو مغربی علوم سکھانے اور زمانہ حال کی تعلیم و تربیت دینے کی طرف اسوقت تک کوئی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اب مسلمانوں میں عام طور مغربی تعلیم کی نسبت پرانے دقیانوسی خیالات اور تعصب میں بہت کمی ہوتی جاتی ہے اور مسلمان اپنے بچونکو انگریزی مدارس میں بھیجنے لگے ہیں مگر قصبہ کجہراوں پر ابتک غفلت اور تعصب کا وہی ابر چھایا ہوا ہے بلکہ بجاے کسی قسم کی کمی کے اس میں روز افزوں ترقی پائی جاتی ہے۔ اگر کبھی کوئی بھولا بھٹکا شخص یہاں اگر اس قسم کا تذکرہ چھیڑ بھی دیتا ہے تو اسکو یہانکے باشندے بیدین اور دشمن اسلام کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ یہاں کی آبادی آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ ہے جس میں ۶ حصے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ یہاں کے نوجوانون پر نظر ڈالنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آجکل یہاں صرف

چار شخص انگریزی داں ہیں جن میں سے تین صاحب انٹرنس پاس ہیں اور ایک صاحب مڈل۔ اس حساب سے یہاں پر بحساب اوسط فی ہزار مشکل سے ایک انگریزی داں ہے۔ ان لوگوں نے بھی اسقدر انگریزی صرف اسوجہ سے پڑھ لی کہ ان کو چھوٹی عمر سے بجز انوں رہنیکا اتفاق نہیں ہوا زیادہ تر یہ لوگ اور انکے مربی باہر رہے اور وہاں کی آب وہوا ان پر اپنا کچھہ نہ کچھہ اثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ اگر یہ لوگ عرصہ تک باہر نہ رہتے تو غالبًا انکی حالت بھی مثل اپنے دوسرے بھائیوں کے ہوتی۔ گو یہ صاحب بھی اپنی تعلیم بی اے تک جاری رکھہ سکتے تھے مگر چونکہ انکے خمیر میں قصبہ مذکور کا اثر موجود تھا لہذا انکو بھی اس حد تک پہونچکر مجبورًا تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ یہاں کے باشندے اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم تو اسوجہ سے نہیں دلواتے کہ اُسکے پڑہنے سے مسلمان بیدین اور ملحد ہوجاتے ہیں مگر تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے یہاں کو قدیم علوم اور دینیات کی تعلیم سے بھی اُنکو بے بہرہ رکھتے ہیں حالانکہ ایسی تعلیم کا انتظام قصبہ مذکور میں بخوبی ہے۔ اس قصبہ میں عربی کے دو مدرسے ہیں ان میں سے ہر ایک کے واسطے پچاس پچاس روپیہ ماہوار کی آمدنی کی یا اس سے کچھہ زیادہ کی جائداد وقف ہے۔ ایک مولوی عباس علیصاحب مرحوم کا مدرسہ ہے جو مدرسہ عباسیہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا مولوی جعفر علیصاحب وکیل مرحوم کا۔ ان دونوں مدرسوں کی عمارتیں علیحدہ علیحدہ بنی ہوئی ہیں اور مولوی جعفر علیصاحب کے مدرسہ میں تو بورڈنگ ہوس کے واسطے بھی چار پانچ کمرے موجود ہیں۔ گو یہ تیئرالذکر مدرسہ باقاعدہ طور پر کسی خاص وجہ سے جاری نہیں کیا گیا ہے مگر اسمیں

کچھ نہ کچھ پڑہائی ہوتی رہتی ہے ۔ ان مدرسوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس
زمانہ کا میں یہ حال بلکہ رہا ہوں اُس زمانہ میں ان مدرسوں میں ایک طالب علم بھی
نہیں تھا ۔ جس عرصہ میں یہ مدرسے معراج کمال پر پہونچ جاتے ہیں اُس عرصہ میں
ہر ایک مدرسہ میں چھ سات طالبعلموں سے زیادہ نہیں ہوتے اور وہ بھی خاص
بنجرانوں کے نہیں بلکہ باہر کے جنکی خور و نوش اور دیگر ضروریات کا بھی مدرسہ ہی
کفیل ہوتا ہے ۔ اور یہ معتدبہ رقم کچھ ایسی بے انتظامی اور بے پرواہی سے صرف
کیجاتی ہے کہ اُس سے اہل شہر کو کچھ فائدہ نہیں پہونچتا ۔ نہ تو منتظمین مدرسہ ہی
کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اہل بستی کے لڑکوں کو تعلیم کیطرف رغبت دلاکر مدرسہ
میں بھرتی کیا جائے اور نہ اہل بستی ہی ان مدرسوں کو غنیمت جانکر اُن سے فائدہ
مند ہونا چاہتے ہیں ۔ اُن لوگوں کا روپیہ جسکو کہ اُنہوں نے نہایت جانفشانی
اور اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کر جمع کیا تھا اور جسکو اُنہوں نے اپنی اولاد اور اپنے
مسلمان بھائیوں کی تعلیم اور بہبودی کے واسطے وقف کیا تھا اس طرح پر
دیدہ و دانستہ نمارت کیا جاتا ہے ۔ انکے متولی صاحبان انکی طرف ایک نظر
اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اُن مرحومین کی وصیت کا جسپر کہ اُنکو کاربند ہونا واجب
بلکہ فرض ہے کچھ خیال نہیں فرماتے ۔ اسوقت بنجرانوں میں قریب ساٹھ لڑکوں
کے اس قابل ہیں کہ اُنکو ہر قسم کی تعلیم دیجاسکتی ہے مگر افسوس ہے کہ اُن بیچارونکی خبر تک
کوئی نہیں لیتا اور اُن کے بزرگ غفلت اور تعصب کے خواب میں ایسے مدہوش
ہیں کہ اُس سے کروٹ تک نہیں لیتے ۔ اگر یہاں کے باشندے تعلیم کا کوئی
دوسرا بندوبست نہ بھی کریں بلکہ صرف اتنا ہی کریں کہ اُن مدرسوں کے منتظمین

کو توجہ دلاکر ان کا کافی انتظام کرادیں تاکہ اُنکی اولاد ناخواندہ نرہے اور اُن لوگوں سے بھی جن میں کہ یہاں کے لڑکے رات دن منہمک رہتے ہیں نرہیں۔ سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ ان دونوں مدرسوں میں سے ایک میں تو علوم دینیات وغیرہ پورے طور پر پڑہاسے جاویں اور دوسرے میں ایک انگریزی اسکول ڈل تک جاری کردیا جاسے تاکہ دونوں قسم کی تعلیم قصبہ مذکور میں برابر جاری رہے۔ ہم خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے باشندوں کو عموماً اور متولیوں کو خصوصاً اس امر کی توفیق دے کہ وہ اس طرف اپنی اولاد کے حال زار پر نظر فرماکر متوجہ ہوں۔ وہ تعلیم سے اگر کسی اور قابل نہیں تو کم سے کم اس قابل تو ضرور ہوجائینگے کہ اپنی آبائی جائداد کو محفوظ رکھ سکیں اور اپنے بُرے بھلے کو خود سوچ سکیں ورنہ اگر اُن کی جہالت کی اُنکی بزرگوں کی غفلت اور تعصب کی وجہ سے یہی حالت رہی تو یقین ہے کہ دوسری یا تیسری پشت تک یہاں کے مسلمان بالکل محتاج اور مفلس ہوجائینگے اور اصل میں اس تباہی کا باعث اُنکے والدین اور صرف اُن کے والدین ہی ہونگے۔ فقط

محمود حسن از مرادآباد

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ اجلاس

شاہجہانپور میں

مسلمانوں کی اس مقدس انجمن کا تیسرا سالانہ جلسہ روہیلکھنڈ میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ بمقام بریلی اپریل ۱۸۹۶ء میں ہو چکا ہے اب پھر تیسری برس روہیلکھنڈ کے ایک خاص مسلمانوں کے شہر شاہجہانپور میں جوش پیدا ہوا اور ہمدردی اسلام نے وہاں کے عمائدین اسلام و محبان قوم کو اسطرف متوجہ کیا کہ علما کی اس عظیم الشان مبارک مجلس کو دعوت دیں - چنانچہ ۱۹ - فروری ۹۹ء کو رؤسا شاہجہانپور نے لوکل کمیٹی کر کے اسباب کو طے کر دیا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا - مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما اور معین ندوہ شاہجہانپور کیجانب سے بذریعہ اخبارات و اشتہارات عامہ مسلمین کو تاریخہائے جلسہ سے فوراً اطلاع دیدی گئی - محلہ ضیاخیل میں محمد اسمٰعیل میاں صاحب ڈپٹی کلکٹر مرحوم کی وسیع کوٹھی مقام جلسہ کا تجویز ہوا - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - مارچ جلسہ کی تاریخیں مقرر ہوئی تھیں - ۲۴ مارچ کی شب سے شاہجہانپور کے اسٹیشن پر مہمانوں کا ہجوم نظر آنے لگا - جناب ناظم صاحب بھی اسی تاریخ تشریف لے آئے تھے - ہر ٹرین پر استقبال نہایت سرگرمی سے کیا جاتا تھا - مہمانوں کے آرام اور آسائش کر کے لئے ایک خیمہ اسٹیشن پر استادہ تھا - اسٹیشن سے مقام جلسہ تک سواری کا انتظام بہت اچھی طرح سے کر دیا گیا تھا کہ کسی مہمان کو سواری کی وقت نہو - علاوہ ممالک مغربی وشمالی و اودھ کے پنجاب کاٹھیاوار بہار اور بنگال کے

دور دراز مقاموں سے بہت سے مہمان آئے تھے ۔ طاعون اور وبا کے خدشہ کی وجہ سے بمبئی کلکتہ وغیرہ کے اکثر حضرات نہ آسکے اور دل کی تمنا دل ہی میں باقی رہگئی ۔ مہمانوں کی تشریف آوری کا سلسلہ ۲۰ اپریل کی صبح تک بند نہیں ہوا تھا فرودگاہ مہمانان کا پورا انتظام تھا۔ مکان جلسہ سے قریب قریب بہت سے مکانوں میں مہمانوں کی آسایش کے لئے ضروری سامان مہیا کر دیا گیا تھا۔

مہمانوں کے کہانے کا بہی نہایت عمدہ انتظام تھا۔ سادگی آمیز پرتکلف کہانوں سے مہمانوں کی نہایت سیر چشمی سے تواضع کی جاتی تہی ۔ جلسہ کا وقت ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک تہا جلسہ سے فارغ ہو کر مقام جلسہ کے سامنے کوٹھی کا بڑا ہال جہاں کہانا پہلے سے چندیا جاتا تہا مہمانوں سے بہر جاتا تہا اور جسوقت مسلمانوں کی ایک عظیم الشان جماعت ایک بار بسم اللہ کے پاک الفاظ کو زبان سے ادا کرکے کہانیکو شروع کرتے تہے اُسوقت اسلام کی عجیب عظمت و شان نظر آتی تہی اور کثرت مہمانوں کی زبان سے اس مضمون کے الفاظ سنائی دیتے تہے ۔

حالی

پیشتر مہماں نوازی کا فقط سنتے تہے نام ہم آکے یہاں سمجھے کہ ہے مہماں نوازی چیز کیا

منتظمین جلسہ جنکے سینہ پر "خادم ندوۃ العلما" کا زریں بیج چمکتا تہا نہایت سرگرمی اور شوق سے شب و روز مصروف انتظام رہتے تہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس جماعت خدام میں کثرت سے لال ٹوپی والے نظر آتے تہے ۔

پہلا جلسہ

۲۶- مارچ ۱۸۹۹ء

اگرچہ پروگرام میں ۷ بجے صبح کا وقت شروع کارروائی جلسہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا لیکن جلسہ پونے آٹھ بجے شروع ہوا - سب سے پہلے قرآن مجید کی چند آیتیں تبرکاً پڑھی گئیں - اور بالاتفاق رائے جناب مولوی احمد حسن صاحب کانپوری صدر انجمن جلسہ تجویز کئے گئے مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب وکیل نے منجانب مسلمانان شاہجہانپور ندوۃ العلما کا شکریہ ادا کیا - اور اثنائے تقریر میں فرمایا کہ بزرگوں کی اطاعت اور حکام وقت کی فرمانبرداری خاص شعار مذہب اسلام کا ہے - اور مسلمان اُسوقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ گورنمنٹ کے سچے اور وفادار رعایا نہ ہوں - اسکے بعد مولوی احمد حسن صاحب صدر انجمن جلسہ اپنی کرسی سے اُٹھے اور ایک مختصر مگر بلیغ تقریر میں علم کے فوائد اور عالموں میں خوف خدا کا پایا جانا بیان فرمایا بعدہ مولوی عبد اللہ صاحب انصاری منتظم امور دینیہ مدرستہ العلوم علیگڈہ نے آداب مجلس کو بیان فرمایا - آپ کے بعد مولوی عبد الحی صاحب مددگار ناظم نے سالگذشتہ کی سالانہ رپورٹ ناظم صاحب کی جانب سے پڑھکر سنائی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ سالگذشتہ میں طاعون وغیرہ کے سبب سے عام جلسہ نہونے کا جو افسوس لوگوں کو ہوا یا جو نقصان پہونچا اُس کی تلافی اُن اہم امور کی تجاویز سے کی گئی تھی جو سالگذشتہ میں علما کے خاص جلسہ منعقدہ کانپور میں منظور ہوئی تھیں - جناب نواب

لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی چیف کمشنر اودہ کی خدمت میں ندوۃ العلما کی حالات بیان کرنے کی غرض سے ڈیپوٹیشن کا جانا قرار پایا ہے اونہنیہ امر گورنمنٹ کے زیر تجویز ہے انشاء اللہ عنقریب ہمارا ڈیپوٹیشن نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ گورنمنٹ اسکولوں میں تعلیم دینے کے متعلق ندوۃ العلما نے کانپور میں جو کوشش کی تھی اُسکا ذکر کیا اور لکھنؤ میں جو خان بہادر منشی اطہر علیصاحب اور منشی احتشام علیصاحب کی فیاضی اور بلند ہمتی سے دار العلوم کا پرائمری کلاس کھلگیا ہے اُسکا مژدہ معہ دار العلوم کے مختصر حال کے سنایا اور دار الافتاح کی کارروائی کی کیفیت بیان فرمائی ۔ آخر میں یتیم خانہ کا ذکر کرکے گورنمنٹ کی امداد اور مسٹر سمسن اور مسٹر مارکس کے چندہ کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب رئیس بھیکم پور نے رپورٹ پر نہایت عمدگی کے ساتھ ریمارک کی ۔ اور اثنائے تقریر میں فرمایا کہ اگرچہ علما بوجہ اپنی سادگی طبع کے گورنمنٹ کی وفاداری کا اظہار اور لوگوں کی طرح پر نہیں کرتے مگر انکے دلوں میں گورنمنٹ کی اطاعت اور خیر طلبی کا جوش رعایا کے کسی فرقہ سے کم نہیں ہے اسواسطے کہ علما خدا اور رسول کے پابند عوام الناس سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور بموجب شریعت اسلام کے بادشاہ وقت کی اطاعت واجب ہے۔ بعد ختم ہونے تقریر مولوی حبیب الرحمن خانصاحب کے مولوی ابو الحامد عبد الحمید صاحب فرنگی محلے نے مقاصد ندوۃ العلما کے متعلق بیان فرمایا جس میں نہایت عالمانہ اور قابلانہ طور پر علم کی ضرورت کا ذکر کیا گیا تھا۔ اسکے بعد ندوۃ العلما کے خاص مقرر یعنی مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب کی تقریر کا وقت تھا جسکے

اشتیاق میں حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہو رہے تھے مولوی صاحب کو
کھڑے ہوتے ہی تمام مجلس میں سکوت ہو گیا اور مولانا نے مقاصد ندوہ پر نہایت
بلاغت کے ساتھ ایسی پرجوش تقریر کی جسکا حاضرین پر نہایت عمدہ اثر پڑا۔
مولانا کی تقریر نہایت بامذاق اور پُراثر تھی۔ اثنائے تقریر میں مولانا نے فرمایا کہ "
دین کے محافظ فقط ملا نے ہی نہیں ہیں بلکہ اُمرا بھی ہیں"

انگریزی خوان طلبا کا ذکر کرتے وقت فرمایا کہ مجکو مدرسۃ العلوم علیگڈہ کے بی
اے۔ ایم اے۔ کے دو طالبعلموں سے مذہبی عقائد کے متعلق گفتگو کا موقع
ملا اور مجکو اُن سے معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے پکے پیرو اور سچے مسلمان تھے یہ
بھی فرمایا کہ اگرچہ انگریزی خوان مسلمانوں میں قومی جوش بہت ہوتا ہے لیکن ہمار
اور اُن کے جوش میں اتنا فرق ہے کہ اُنکی ہمدردی صرف اسلئے ہوتی ہے کہ
وہ اس قوم میں پیدا ہوئے ہیں اور ہمکو اسوجہ سے کہ ہم خدا اور رسول خدا کی اطاعت
کو تمام کاموں پر مقدم اور اعلیٰ سمجھتے ہیں فرمایا کہ ہم بمقتضائے زمانہ نئی تعلیم کو
روک نہیں سکتے اور فلسفہ کا مسئلہ ہے کہ اقتضائے زمانہ رک نہیں سکتا اس
لئے ہم مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی تعلیم کے بُرے اثر
کر کے اُسکو اپنی مفید مطلب بنالیں۔ یہ بھی فرمایا کہ آجکل جو طریقہ تعلیم عربی کا ہے
اُس طریقہ پر پڑھے ہوئے علما کو اپنے خرچ کا جمع خرچ درست کرنے کے لئے
پٹواری کی ضرورت ہوتی ہے اور فرمایا کہ آجکل علما کی توجہ وعظ اور تقریر کی طرف
بہت کم ہے حالانکہ پچھلے زمانہ کے شیوخ اور علما زیادہ وقت وعظ میں صرف
کرتے تھے مولوی شاہ محمد سلیمان کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد مولوی نظام الدین

احمد صاحب نے ضرورت دارالعلوم پر ایک عالمانہ تقریر کی جسمیں انبیا علیہم السلام کے مبعوث ہونیکی ضرورت اور تمدن میں شریعت کا دخل ہونیکا ذکر کیا۔ اسقدر کارروائی کے بعد آج کا جلسہ ختم ہوا۔

دوسرا جلسہ

۲۷۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

آج کا جلسہ بھی حسب معمول ۲۷ ½ بجے صبح کے کلام اللہ شریف کی آیات سے شروع کیا گیا۔ پہلے مددگار ناظم صاحب نے دارالعلوم کی رپورٹ پیش کی جس میں سرمایہ کی قلت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض حضرات کے خیال میں ہمنے دارالعلوم کو قبل از وقت شروع کر دیا ہے لیکن جب تک ہم کوئی عملی کام شروع نہ کرتے نہ ہم چندہ لے سکتے تھے اور نہ ہماری طرف سے عوام کو اطمینان ہو سکتا تہا۔ اسلئے عملی کارروائی شروع کرنے کی غرض سے ہم نے دارالعلوم کا ابتدائی درجہ کہولدیا ہے اور مسودہ دارالعلوم کو عام طور پر قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ خصوصاً انجمن حمایت اسلام لاہور اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس نے اپنے عام وخاص جلسوں میں اس سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ دارالعلوم کے تین حصہ ہیں۔ درجہ اول یعنی ابتدائی جماعت جسکی مدت خواندگی تین سال ہے۔ درجہ متوسط یعنی درجہ فضیلت جسکی مدت خواندگی ۵ سال ہے۔ درجہ اعلیٰ جسکی مدت تعلیم دو سال ہے۔ یہ درجہ تکمیل ہے اور اس درجہ کی تعلیم حاصل کرنے پر خاص لقب دیا جاویگا۔ مگر بالفعل درجہ اول یعنی درجہ ابتدائی کہولا گیا ہے

جس میں ۶۰ طالب علم اسوقت درج رجسٹر ہیں۔ ۱۵ طالب علم دار الاقامہ
یعنی بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں اس میں سے ۱۲ طالبعلمونکو مدرسہ کیجانب سے
مدد دی جاتی ہے۔ اور تین طالب علم اپنے خرچ سے تعلیم پاتے ہیں۔ دار الاقامہ
کا خرچ طلبا کا پانچ روپیہ اور تین روپیہ ماہوار مقرر کیا گیا ہے۔ دار الاقامہ میں
جو طلبا رہتے ہیں اُنکو مکان فرش روشنی اور کھانا وغیرہ دیا جاتا ہے۔ کھانا سب
طلبا ایک دسترخوان پر کھاتے ہیں۔ طلبا کی سیر کے واسطے ایک کتب خانہ
بھی ہے اور احاطہ دار العلوم میں طلبا کشتی اور ورزش کرتے ہیں۔ اور اُن میں
خوش سلیقگی بلند نظری خوبی اخلاق اور پابندی شریعت کے اوصاف پیدا ہونیکی
کوشش کی جاتی ہے۔ پنجگانہ نماز مسجد میں پڑھائی جاتی ہے۔ دار الاخبار۔
اور دار المناظرہ طالب علمونکی شگفتگی خاطر اور دنیوی معلومات کی غرض سے قایم ہی
بعد ختم ہونے رپورٹ کے مولوی حبیب الرحمن خانصاحب رکن مجلس انتظامیہ
ندوۃ العلما وٹرسٹی مدرستہ العلوم علیگڈھ نے مختصر طور پر نہایت عمدگی کے ساتھ
اس رپورٹ پر اظہار رائے فرمایا۔ بعدہٗ خان بہادر منشی اطہر علیصاحب وکیل لکھنؤ
نے دار العلوم کے چندہ کی تحریک کے واسطے ایک نہایت پُر اثر اور جوش
پیدا کرنیوالی تقریر کی اور اثنا ر تقریر میں لکھنؤ کی اُس نیک بی بی کا ذکر کیا جس نے
اپنے میں بائیس ہزار روپیہ کی قیمت کا زیور اور روپیہ خالصتہ للہ دار العلوم کے
نذر کر دیا۔ عورتوں کی یہ فیاضی نہایت قابل وقعت ہے۔ خان بہادر کی اس تقریر
کا حاضرین پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ فوراً چہار طرف سے روپیہ برسنا شروع ہو گیا۔
بیچ بیچ میں شاہ محمد سلیمان صاحب اپنی پر اثر تقریر سے حاضرین کی آتش جوش کو

بھڑکا دیتے تھے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جلسہ کا وقت ختم ہو گیا اور روپیہ کی جھڑی نہ تھمی۔ مولوی حاجی عبدالواجد خاں صاحب اور مولوی مسیح الزماں خانصاحب نے علاوہ نقد چندہ کے دس دس ہزار روپیہ کی جائداد دارالعلوم کی نذر کردی اور بہت سی معافیاں اور کھیت لوگوں نے دارالعلوم کے لئے وقف کئے دوپہر تک چندہ کی تعداد معہ نقد و جائداد تیس ہزار کو پہونچگئی۔ اس خلاف امید خوشی اور کامیابی کی آخریں خلاف پروگرام آج کی کارروائی ختم کی گئی۔ مگر خان بہادر منشی اطہر علیصاحب وکیل کی تحریک پر نواب مدارالمہام سرکار عالی حیدرآباد دکن اور وزیراعظم جوناگڈہ کی خدمت میں اس مضمون کے تار دئے جانے کی تحریک پاس ہوئی کہ آج دارالعلوم کے واسطے جسکا ابتدائی درجہ لکھنؤ میں کھل گیا ہے تیس ہزار روپیہ نقد اور جائداد شاہجہانپور سے چندہ ہوا۔ چنانچہ یہ دونوں تار روانہ کردئے گئے

تیسرا جلسہ

۲۸ - مارچ ۱۸۹۹ء

آج بھی ۷ ½ بجے جلسہ شروع ہوا حسب معمول سب سے پہلے چند آیات کلام ربانی تبرکاً پڑھی گئیں۔ اور مولوی محمد احسان خانصاحب مدرس بیلی بھیت نے ندوہ کی فضیلت میں چند رباعیاں اپنی تصنیف کی سنائیں۔ بعدہ حکیم مولوی محمد صاحب شاہجہانپوری نے اپنا عالمانہ مضمون جس میں علم کی ضرورت اور شاہجہانپور کی تجارت کی کیفیت بیان کی گئی تھی پڑھکر سنایا۔ اسکے بعد منشی سید محمد اطہر صاحب رئیس شاہجہانپور نے یہ رزولیوشن پیش کیا کہ ندوۃ العلما

گورنمنٹ اسکول شاہجہانپور میں طلبا کی تعلیم دینیات کا انتظام کرے جس کی منظوری بہ تحریک نواب وقار الملک کے گورنمنٹ فرما چکی ہے۔ اس رزولیوشن کی تائید محمد یعقوب صاحب طالب علم مدرستہ العلوم علیگڈھ نے کی اور یہ تحریک بالاتفاق منظور ہوئی۔ اسکے بعد مددگار ناظم صاحب نے تحریک کی کہ نواب محسن الملک صاحب بہادر نے محمڈن یونیورسٹی کا نصاب جو لغرض استصواب بھیجا ہے اسپر غور کرنے کے واسطے علما کی ایک سب کمیٹی مقرر کیجائے جو نصاب تعلیم مرتب کرکے مجلس انتظامیہ میں پیش کرے اور بعد ملاحظہ اراکین مجلس انتظامیہ کے نواب صاحب موصوف کی خدمت میں روانہ کیجائے اس تحریک کی تائید مولانا مولوی عبداللہ صاحب انصاری منتظم امور دینیہ مدرستہ العلوم علیگڈھ نے کی اور بالاتفاق منظور ہوئی - بعدہ ابوالیاس مولوی احمد زماں خانصاحب مہتمم مدرسہ بلرام پور نے ایک مختصر مضمون پڑھا جس میں مدرسہ مذکور کے حالات بیان کئے اور یہ تحریک کی کہ مدرسہ بلرام پور کو ندوۃ العلما اپنی سرپرستی میں منظور فرمائے یہ تحریک بھی بالاتفاق منظور ہوئی - بعدہ مولوی عبدالجبار صاحب نے اپنا عربی قصیدہ ندوۃ العلما کی تعریف میں نہایت خوش الحانی سے سُنایا اور مولوی شیخ احمد بن شیخ عبدالقادر صاحب رئیس بمبئی کی عربی نظم مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی نے قرأت کے ساتھ عمدہ لہجہ میں پڑھکر سنائی - بعدہ مولوی محمد حسن صاحب فیضی نے کھڑے ہوکر ایک تقریر کی اور فرمایا کہ چونکہ میرا وقت ختم ہوچکا لہذا میں اپنی نظم جو اس موقع کے واسطے مینے طیار کی تھی اس وقت نہیں پڑھ سکتا۔ انشاءاللہ تعالیٰ روئداد میں چھپکر آپ کے سامنے آئیگی

اسکے بعد منشی علیم الدین صاحب بدایونی ایڈیٹر مشیر سلطنت نے اپنا قصیدہ پڑہا اور مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی کی منیطر پُر اثر نظم سنائی جسکو حاضرین نے بہت پسند کیا - اسکے بعد ندوۃ العلما کے مولوی نذیر احمد یعنی شاہ محمد سلیمان صاحب نے اپنی معجز نما تقریر شروع کی جسکے ساتھ ہی چندہ کا تار بندہگیا اور یہ تار اسوقت تک نہ ٹوٹا جب تک کہ عورتوں نے اپنا زیور تک اُتار کر نذر نہ کر دیا - اگرچہ پروگرام کے موافق کسیقدر کارروائی باقی رہگئی تہی مگر وہ کچہہ اہم کام نہیں تہے اسواسطے آج کا تیسرا جلسہ ہی جو ندوۃ العلما کا آخری اجلاس تہا ختم ہوگیا - علاوہ ان صبح کے جلسوں کے شام کو مکان اجلاس کے احاطہ کے باہر میدان میں ہر روز ہ بجے شام سے نو بجے رات تک مختلف علما کے وعظ ہوتے تہے جس میں ہزارہا آدمی برکات حاصل کرنے کی غرض سے شریک ہوتے تہے ندوۃ العلما میں بہی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی ڈیوٹی شاپ کی طرح چند نوجوانوں نے چار کی دُکان کہولی تہی جسکا نام دار التفریح رکہا گیا مگر افسوس ہے کہ اس دار التفریح کے خادم دار العلوم کے طالب علم جو جلسہ میں موجود تہے نہ تہے بلکہ اس خدمت کے انجام دینے کی عزت بہی چند لال ٹوپی والوں کو ہی حاصل ہوئی جس میں ہمارے مدرستہ العلوم کے طلبا بہی شامل تہے - اس دکان کا نفع ندوۃ العلما کی نذر کیا گیا مگر ہمیں اُمید ہے کہ آیندہ اجلاسوں میں مدرستہ العلوم کے طلبا کی طرح دار العلوم کے طالب علم بہی قومی خدمات میں دلچسپی اور سرگرمی ظاہر کرینگے - شاہجہانپور سے جو چندہ اور جائداد ندوۃ العلما کو ملی اُسکی قیمت اور تعداد پچاس و ساٹھ ہزار کے درمیان میں بیان کی جاتی ہے - علاوہ اس چندہ کے جو

سب سے بیش بہا تحفہ ندوۃ العلما کو ملا وہ مولانا مولوی عبد الباسط خاں صاحب سب جج مرحوم کا عالیشان عربی کتب خانہ ہے جسکو اُن کے خلف الرشید مولوی عبد الرافع خانصاحب بی اے۔ ڈپٹی کلکٹر نے اپنے والد مرحوم کی یادگار میں دار العلوم کے نذر کر دیا۔

ہم ندوۃ العلما اور اُسکے مقدس ارکین کو شاہجہانپور کی بے مثل کامیابی پر تہِ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ندوۃ العلما کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے۔ اسکے ساتھ ہی بزرگان شاہجہانپور خصوصاً مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل کی قومی ہمدردی قابل شکریہ ہے جن کی عالی ہمتی کی وجہ سے ۱۸۹۵ء میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا دسواں اجلاس بھی شاہجہانپور میں نہایت تزک اور احتشام سے ہوا تھا۔

سر سید احمد کی برسی اور اولڈ بائز ایسوسی ایشن

۲۷ مارچ ۱۸۹۹ء

حضرات موسومہ ذیل موجود تھے۔

تھیوڈور بیک اسکوائر	سید عبد الباسط	سید طفیل احمد	حافظ حسن محمد
مولوی بہادر علی	سید عبد الباقی	مرزا قسیم بیگ	قاضی عزالدین احمد
نیاز محمد خاں	شیخ عبد اللہ	حامد علی خاں	سخاوت حسین
محمد نزل اللہ خاں	سید محمد علی بلند شہر	ظہور الحسنین	افتخار عالم
منور خاں	علاء الحسن	خواجہ محمود حسن	قاسم حسین
امام الدین	مظفر علیخاں	میر ولایت حسین	زین العبا

یوسف حسین | انور علی | محمد زماں خاں | آفتاب احمد خاں
شاہ ظہیر عالم | محمد عبداللہ | سلطان علی | پروفیسر چکرورتی
عنایت اللہ | سید علی | سید محمد علی | احسن شاہ
ضیاء اللہ خاں | سید محمد ہاشم | محمد عبدالرشید خاں

(۱) مولوی بہادر علی نے تجویز کیا کہ مرزا قسیم بیگ جلسہ ہذا کے صدر مقرر ہوں مسٹر بیک نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق رائے حاضرین یہ تجویز پاس ہوئی۔

(۲)۔ مولوی عبداللطیف صاحب پریسیڈنٹ جلسہ اولڈ بائز سالگذشتہ کا خط پڑھا گیا۔

(۳) مرزا قسیم بیگ چغتائی نے تجویز کیا کہ جلسہ طلبار قدیم (اولڈ بایز) کی ایک ایسو سی ایشن قایم ہونی چاہیے اور ایک اُسکا سیکرٹری مقرر ہو جو مستقل طور پر طلبار قدیم سے خط و کتابت رکھے اور چندہ وغیرہ کی فراہمی میں باقاعدہ کوشش کرے خواجہ محمود حسن صاحب نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق رائے حاضرین یہ تجویز پاس ہوئی۔

(۴) مرزا قسیم بیگ چغتائی نے تجویز کیا کہ مولوی بہادر علی صاحب جو علیگڈھ میں مقیم ہیں وہ اولڈ بایز ایسو سی ایس کے سکیرٹری مقرر ہوں۔ میر ولایت حسین صاحب نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق رائے یہ تجویز پاس ہوئی۔

(۵) خط آمدہ پروفیسر ضیاالدین احمد صاحب ایم اے جو اسوقت کلکتہ میں موجود تھے پڑھکر سنایا گیا۔ جو تجویز کہ نسبت مقرر کرنے سب کمیٹیاں میموریل فنڈ کے اور ہر چھوٹے چھوٹے قصبہ و گاؤں میں واسطے

جمع کرنے چندہ قومدار لوگوں سے بذریعہ اُنکے چودہریوں کے اس خط میں مندرج ہیں اُنکی نسبت یہ رائے قرار پائی کہ کالج میگزین میں اُسکی اشاعت کیجاوے تاکہ لوکل کمیٹی سرسید میموریل فنڈ کے ممبر بشرطیکہ ہونے قابل عمل تجویز کے اُس سے فائدہ اٹھاویں ۔ مسٹر بیک نے بیان کیا کہ اس قسم کی تجویز پر شہر علیگڈہ میں بذریعہ میر ولایت حسین صاحب و مولوی بہادر علی صاحب و دیگر ممبران لوکل کمیٹی کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ ایک معقول رقم قومدار لوگوں سے بذریعہ اُن کے چودہریوں کے آسانی سے وصول ہو جائیگی ۔

(۶) مسٹر بیک نے وہ نام پڑھکر سُنائے جو اُنہوں نے مختلف مقامات ممالک مغربی و شمالی و پنجاب و دیگر اضلاع میں میموریل فنڈ و پی برانچ کے چلانے کے لئے سرگرم ممبروں کے تجویز کئے ہیں ۔ طلبار قدیم موجودہ جلسہ نے اور بہت سے نام اس فہرست میں شامل کرائے ۔ یہ فہرست میگزین میں شائع کیجائیگی ۔

(۷) تار جو حبیب اللہ خاں صاحب نے میرٹھ سے و محمد شفیع صاحب نے محمد آباد سے قدیم طلبار کالج (اولڈ بائز) کے نام بھیجا اور اپنی غیر حاضری کی معذرت چاہی وہ پڑھکر سنائی گئی صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی تحریک پر یہ قرار پایا کہ ایک تار نواب محسن الملک صاحب کی خدمتمیں گورکھپور بھیجا جاوے جس میں مسلمانان گورکھپور کا اولڈ بائز (طلبار قدیم کالج) کی طرف سے شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے قومی کالج کو یونیورسٹی بنانے کے لئے پانچہزار روپیہ کا چندہ کرایا اس تار کی یہ عبارت تھی ۔ "کالج کے قدیم طالب علم اپنے مجمع میں دلی شکریہ

مسلمانان گورکہپور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں - اور نواب محسن الملک صاحب بہادر کو اُن کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتے

(۵) مسٹر بیک نے ایک نہایت پرزور اور فصیح تقریر فرمائی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

سرسید میموریل فنڈ میں قریب ستاون ہزار کے اسوقت تک وصول ہوچکا ہے - اسوقت جو سرسید میموریل فنڈ کا ڈپوٹیشن اضلاع ممالک مغربی و شمالی کے مختلف شہروں میں پھر رہا ہے اور چار شہروں یعنی الہ آباد بنارس - غازی پور - گورکہپور میں دورہ کرچکا ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ قریب ۱۶ ہزار کے چندہ ہوا ہے پس ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ فی شہر چار ہزار روپیہ کا اوسط آسانی سے پڑسکیگا اور اسطرح ڈیڑھ لاکھ روپیہ اضلاع ممالک مغربی و شمالی سے فراہم ہوسکتا ہے - ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا چندہ مسلمانان پنجاب نے اپنے ذمہ لیلیا ہے - باقی مسلمان ریاستہائے پنجاب و اضلاع ممالک مغربی شمالی سے قریب دو لاکھ کے بہم پہنچنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے - اسطرح پر نصف سے زیادہ چندہ محمڈن یونیورسٹی کے لئے شمالی ہندوستان کے جمع ہونے کے بعد ریاست حیدرآباد کی طرف متوجہ ہونا چاہیے - اسوقت اس ریاست سے بھی جو ہمارے کالج کی اول درجہ کی محسن ہے ہمارے اس مقصد میں بہت بڑی مدد کی امید ہوسکتی ہے - مگر رؤسا و اُمرا و دیگر باشندگان حیدرآباد سے چندہ لینے کی کوشش کرنا اسوقت بھی بشرط مناسب موقع بیجا نہو گا - اُسکے بعد احاطہ بمبئی و مدراس سے بھی بعد اسکے احاطہ بنگال سے

عام چندہ کی شال قایم ہوجاے میموریل فنڈ میں معقول امداد کی امید رکنا ہر طرح پر قرین قیاس ہے۔ ہماری دلی کوشش اسوقت یہ ہونی چاہیے کہ شمالی ہندوستان کا چندہ نصف سے زیادہ ہوجائے اُسکے بعد دیگر اطراف ہندوستان میں مدد کی درخواست کیجائے۔

(۹) خط جو خواجہ علام الثقلین صاحب قدیم طالب علم کالج نے مقام گل برگہ صوبہ دکن سے بہیجا تہا وہ پڑہکر سنایا گیا۔

(۱۰) مسٹر بیک نے یہ تجویز پیش کی کہ کالج کے قدیم طالبعلموں میں سے ایک کمیٹی ایسوسی ایشن کی مقرر ہونی چاہیے جو تعلیمی معاملات کالج میں دلچسپی رکہتے ہیں۔ اور جنسے وقت ضرورت کے کالج کے متعلق کسی تعلیمی مسئلہ پر استصواب کیا جاسکے۔ یہ کمیٹی مثل فیلوز ایسوسی ایشن کے ہوگی اور اس ذریعہ سے کالج اسٹاف کو اُن معاملات میں بے انتہا مدد ملیگی کہ جو عام طرح پر مسلمانوں سے بحیثیت مجموعی نہیں ملسکتے۔ اس جماعت کا نام گریجوایٹس ایسوسی ایشن ہونا چاہیے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے اس کی تایید کی اور یہ تجویز باتفاق راے حاضرین منظور ہوئی۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب نے یہ بہی تجویز کیا کہ اول گریجوایٹس ایسوسی ایشن کیلئے قواعد مرتب کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی مقرر ہونی چاہیے جو ایسوسی ایشن مذکور کے قواعد مرتب کرکر بذریعہ کالج میگزین کے اُنکی اشاعت کرے اور آیندہ سال اولڈ بایز کے جلسہ میں پیش کرے۔ اس کمیٹی کے ممبر اصحاب ذیل مقرر ہوں اور اُنکو اختیار دیا جاے کہ اپنی تعداد بڑہا سکیں۔

مسٹر تھیوڈور بیک - پروفیسر ضیاء الدین احمد صاحب - عبدالرشید خانصاحب

اس تجویز کی تائید مولوی بہادر علیصاحب نے کی اور بالاتفاق راے حاضرین پاس ہوئی -

(۱۱) بعد شکریہ صدر کے جلسہ برخاست ہوا -

۷ اپریل کی شب کو ۸ بجے جو جلسہ اولڈ بائز ڈنر کا ہوا اُس میں نسبت تاریخ جلسہ آیندہ کے یہ طے ہوا کہ بجاے تعطیل ہولی کے یہ جلسہ تعطیل دسہرہ میں منعقد ہو کیونکہ ہولی کی تعطیل صرف دو یوم کی ہوتی ہے اُس میں سواے اُن لوگوں کے جو کالج سے قریب ہیں اور پورانے طالبعلموں کا جمع ہونا مشکل ہے اور چونکہ دسہرہ کی تعطیل چار پانچ روز کی ہوتی ہے اسوجہ سے امید ہے کہ کالج کے پورانے طالبعلموں کا بہت بڑا مجمع اولڈ بائز ڈنر کے موقع پر ہوگا - علاوہ بریں ان تعطیلوں میں ریل کا محصول نصف ہو جاتا ہے یعنی بوجہ درگاپوجا تعطیلات کے آمدورفت کا محصول صرف نصف دینا پڑتا ہے اس سبب سے جو لوگ دور دور کے فاصلہ سے آنا چاہینگے اُنکو صرف کثیر کا خیال بھی مانع نہوگا -

بہادر علی سیکرٹری اولڈ بائز ایسوسی ایشن - محمدن کالج علیگڈھ -

کالج کی خبریں

ہمکو اس بات کے بیان کرنے سے کمال خوشی ہے کہ ہمارے کالج میں طلبا کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے پختہ بارک کے قریب قریب سب کمرے آباد ہوگئے ہیں اور دیگر بارکوں کے کمرے بھی پُر ہوتے جاتے ہیں - اور ملحق حسین وارڈ میں تو طلبا کی تعداد اسقدر بڑھ گئی ہے کہ وہاں مطلق گنجایش نہیں رہی اسلئے

مجبوراً وہانکے کیشر طالبعلم ڈومیٹن کورٹ میں تبدیل کردے گئے ہیں جہاں چند ماسٹر انکی تعلیم و تربیت کی نگرانی کے واسطے صاحب پرنسپل نے خاص طور سے متعین کئے ہیں - چونکہ ظہور حسین وارڈ کی تجویز کو تھوڑے ہی عرصہ میں اس قدر کامیابی ہوئی اسلئے اب یہ تجویز درپیش ہے کہ اسی قسم کے دیگر وارڈ کم عمر طالبعلموں کے رہنے کے واسطے تعمیر کئے جاویں - ہمکو امید ہے کہ جب پنجاب یونیورسٹی کا نتیجہ شائع ہوگا تو توقت بھی کالج کے طلبار کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوگا -

اخبار پال مال گزٹ جو ولایت کا ایک نہایت مشہور و معروف ایوننگ پیپر ہے ایڈیٹوریل نوٹ میں گارڈن کالج کی خبر میں ہمارے کالج کے بارہ میں اس طرح رقمطراز ہوتا ہے -

"یہ امر کہ آیا گارڈن کالج علیگڈھ کے عظیم الشان انسٹیٹیوشن کی ہمسری کرسکیگا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے لیکن بہرحال ان دونوں کالجوں میں صرف درجہ کا فرق ہوگا مگر انکی نوعیت میں کسی قسم کا تفاوت نہوگا - اور گارڈن کالج مثل علیگڈھ کالج کے حکومت انگلشیہ کی احسانات کے ایک دائمی یادگار رہوگا -

کالج میگزین کے متعلق ضروری نوٹس

چونکہ کالج کی خبروں کے متعلق بہت سا ضروری مواد ہر مہینہ جمع ہوجاتا ہے جو کافی گنجایش نہونے کی وجہ سے میگزین میں درج نہیں ہوسکتا اس کے علاوہ اجلاس ٹرسٹیان و بورڈ آف مینجمنٹ و سرسید میموریل فنڈ کی کارروائیاں بھی اسی میگزین میں درج ہوتی ہیں جن کی اطلاع ناظرین میگزین و ٹرسٹیان کالج

کو بوجہ اسکے میگزین مہینہ میں صرف ایک مرتبہ نکلا کرتا ہے دیر کرکے پہنچتی ہے اسلئے اب یہ امر طے پاگیا ہے کہ آیندہ سے میگزین ہر مہینہ میں دو بار شائع ہوا کرے - ہمکو امید ہے کہ اب میگزین میں کالج اور تعلیم مسلمانان کے متعلق مفصل رپورٹیں شائع ہوا کرینگی -

اگرچہ ناظرین میگزین کو اب پہلے سے دو چند پرچے پہنچا کرینگے لیکن بنظر سہولت خریداران قیمت میں صرف ایک روپیہ کا اضافہ کیا گیا ہے - پس سالانہ چندہ میگزین یکم اپریل ۱۸۹۹ء سے چار روپیہ ہوگا -

اشتہار

کتاب دعوت اسلام

یعنی

اردو ترجمہ کتاب پریچنگ آف اسلام مصنفہ پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ۔ ابتک جسقدر
کتابیں اس مضمون پر کسی زبان میں لکھی گئی ہیں اُن سب سے زیادہ قابل قدر یہ
کتاب ہے۔ دعوت اسلام کی تحریر سے لائق مصنف کا یہ مقصد ہے کہ وہ اشاعت
اسلام کی ایک تاریخ پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ اسلام کی اشاعت محض وعظ و ترغیب
کے پُر امن وسائل سے ہوئی ہے۔ یورپ کی تصانیف میں عموماً یہ ادعا کیا جاتا ہے
کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا اور اگرچہ اس خیال کا بارہا انکار کیا گیا لیکن ابتک حقیقی طور
پر اسکی تردید مسلسل واقعات تاریخی سے نہیں کی گئی تھی۔ اس کتاب میں لائق مصنف
نے بتایا ہے کہ کیونکر اسلام دنیا کے مختلف گوشوں میں پہنچا اور تبلیغ اسلام کے لئے کیا
کیا ذرائع اسوقت سے ابتک کام میں لائے گئے۔ اس سے پہلے کسی مصنف نے
اس مسئلہ پر طبع آزمائی نہیں کی تھی مگر پروفیسر آرنلڈ نے جہاں تک اُن سے ممکن تھا اس
نقصان کو رفع کرنیکی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو نہایت عمدگی اور خوبی سے محمد عنایت اللہ
صاحب بی اے سابق طالبعلم مدرسۃ العلوم نے انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے
اور وہ بمقام آگرہ منشی قادر علیخاں صوفی کے چھاپہ خانہ میں چھپا ہے اور صفائی چھاپہ اور
عمدگی کاغذ پر کافی اہتمام کیا گیا ہے یہ کتاب تین روپیہ قیمت وصول ہونے پر ڈپو ٹی شاپ
مدرسۃ العلوم سے مل سکتی ہے۔

مطبع العلوم علیگڈھ

Personal.

Prof Tipping has been elected a fellow of the Allahabad University.

Prof and Mrs Morison have gone to England on 7 months leave we wish them a safe voyage and a happy return.

Prof Arnold, now of the Government College, Lahore, has been selected by the Punjab Government to attend the Oriental Congress to be held this year in Rome.

Mohammad Abdullah, B A, has been temporarily appointed as Extra Assistant in the Opium Department.

Raza Ullah and Yusuf Hosein have passed the Assistant Engineer's Examination of the Thomason Engineering College, Roorkee.

REVIEWS, &c.

The Preaching of Islam by T. W. Arnold lately Professor of Philosophy in the M. A. O. College, Alligarh.

This valuable work has been lately translated into Urdu by Inayat-ullah, a graduate of the M A O College and can now be obtained from the College Duty shop price Rs.3. It is a work that should be in the hands of every pious and intelligent Mohammadan, giving as it does a more full and comprehensive account of the Missionary efforts of Mohammadans than has yet appeared in any language. It contains a vast array of facts collected from all sources and languages and its perusal cannot fail to give a wider and clearer view of the way in which Islam spreads over the world. Pressure on our space does not permit us to say more this month but in later numbers we hope from time to time to review this work chapter by chapter.

great difficulty boys below the entrance standard must necessarily experience in expressing themselves in English, the debates are conducted with great spirit." At the first meeting last month, the subject discussed was that' *With the Advancement of Civilization our Morals are Deteriorating*", needless to say, this very bold impeachment of the spirit of progress did not find favour with the majority of the members Last week, the whole question as to whether home influence is superior to that of education was thoroughly thrashed out with the result that the partizans of the influence of home carried the day With the permission of the Editor, I will, from time to time make special mention of those boys who show an earnest desire to learn the art of public speaking My roll of honour this month comprises, Riaz Mahomed Khan, Kadir Khan, and Jamil-uz-Zaman of the Entrance Class, Amin Uddin of the Ninth Class and last but not least Rajah Partab Sing of the Middle Class The little Rajah promises to develope into a fine speaker, and we may yet hope to see him adorning the Legislative Council of the N.-W. P. and Oudh

The excellent lecture on 'Manners' delivered by the Principal on the 31st of the month was well attended by the boys belonging to the four highest classes of the School The students of the Aligarh College have a well-deserved reputation for gentlemanly behaviour, and indeed there would be little excuse for them if they did err, considering the special attention our worthy Principal pays to this most important feature of a liberal education

It is gratifying to note that the number of the boys in the School rolls has been steadily growing for the past three months. Eighty three new boys have joined and, if the increase is maintained, this year may prove a bumper one in the annals of the School The prime cause of this growing prosperity may justly be attributed to the excellent results achieved by the boys in the late public examinations. Mr Wilayat Hussain, the second Master, who officiated as Head Master for the greater part of the year, cannot, therefore, be too highly congratulated on the good work he has done in the interest of Mahommedan Education.

anteed this and there is hope that the Riding School, which was formerly a separate institution, will now prove a source of income to the College.

There are now 23 students attending the Riding School and its income for last month was Rs. 115, while its expenditure only amounted to Rs. 85 So that its prospects seem more hopeful.

It is greatly to be desired that parents should realize the importance and benefit of riding and compel their sons to attend the school and gain the Jemadar's certificate, which may prove of great use to them

The School has lately purchased a number of new horses, the instructor is thoroughly well qualified and there is every opportunity for students to become first class horsemen.

NAZIR-UD-DIN HASSAN,
Captain of the Riding School.

School News.

Beyond the College Sports, there has been little to record in the way of news for the past month. The School was well represented in the various events in the sports, and several of the boys acquitted themselves with credit. It might not be out of place, however, to observe that there seemed to be a lamentable lack of style in the running of the boys, most of those who were bold enough to try their luck in the mile seemed literally to stride from their knees! Our College mile champion might take some of the boys in hand and show them how to make the most of their inches. There is plenty of promising material in the School.

Is it generally known that the School possesses a Debating Society? It was started some years ago by the Second Master, Mr. Wilayat Hussain, and has recently been christened the Denton Debating Society in memory of the late Head Master, whose career was so sadly cut short, just as his great energy and high powers of organisation were begining to make themselves felt. The meetings of the Society are well attended and, in spite of the

Football.

We played a foot-ball match against a team of soldiers on the 15th March, and the following members represented the College eleven

Haji Husain, Hamid Husain, Zaman Mahdi Khan, Akhtar Zaman, Md. Abdullah, Ashraf Khan, Qadir Beg, Abid Husain Abdul Qadir, Abdul Hafiz, Abdul Majid, *(Captain)*

In the first half time we were at a disadvantage as the wind was blowing against us, but though our opponents made several attacks on our goal they could not score Ends were changed without any goals, and in the next half time the wind dropped and we lost the advantage of it

The College wing forwards now showed some good work, and from a "*melee*" near the goal Ashraf Khan scored for the College, thus securing victory for the College team by one goal to nothing

Steady practice is going on and the attendance at foot-ball, better is than usual and the new comers show a great deal of interest in the game Every Friday we play School against College in which the School proves itself to be no weak rival Once a week we play Boarding House matches and class matches, and, there is great zeal shown by the Denton House and Zahoor Ward boys

We owe special thanks to Mr. Tipping who is kind enough to play in party matches once or twice a week and who is always ready to help and encourage us in every way.

A. MAJID,
FOOTBALL CAPT.

The Riding School.

The Riding School has been for sometime past in financial difficulties : in 1897 the debt amounted to Rs. 900 but since then it has decreased to Rs. 100 ; the College has now guar-

between sides under the Captaincy of Mr. Sparling and Mr Tipping. The Match ended in a draw in favour of the latter side The following is the score.

Mr. Sparling's, Side.

Mr. H. Kavenagh, c and b Ali Hasan	7
Abid, lbw b Ali Hasan	54
M. Abdullah, c Hashim b Ali Hasan	3
Mr A H. Sparling, c and b Ali Hasan ...	0
M. Syed, not out	16
Mr. H. Stevenson, c Qadir b Ali Hasan	19
Mr. A. C. Evans, c Ashfaq b Ali Hasan	2
M. Aslam, b Ali Hasan	0
Aulad Ali, c Hashim b Ali Hasan	6
Mahmood, b Hashim	0
M. Ali Khan, b Hashim	0
Khalid, b Ali Hasan...	3
Extras	5
Total .	142

Mr Tipping's Side.

Ali Hasan, c Abdullah b Abid	18
Hashim, b Abid	0
Ashfaq, c Abid b Abdullah...	6
Jahi, not out	63
Mr Tipping not out	18
Namab Ali ... ... } to bat.	
Mr L. G. Evans... .. .. } to bat.	
Abdul Qadir ... ... } to bat.	
M. Mohammad .. .. } to bat.	
Suleeman .. . } to bat.	
Mohammad . .. . } to bat.	
Extras	5
Total for 3 Wickets	110

hearty support, so much so that out of 13 speakers, 7 speakers, besides the mover, declared for profligacy coupled with public spirit They were Abdullah, B A, Abdul Kadir Khan B. A., Abdul Hakim, Syed Hamid Hosain Abdussalam, Ali Hasan and Wahid Hosain, but for Hyder Hasan, Mohamed Akbar, S. Abdul Qadir and Mohamed Hayat Secluded piety had still a great many charms and so they spoke of it in high terms. 16 members voted for and 9 against the motion and thus the motion was carried.

Next week Sajjad Hyder came forward with his proposition that. "*The Mohammedans of the New Light have degraded the moral status of native Society.*"

He was fiercely opposed by a long train of speakers comprising Zaman Mehdi Khan B A Mohammed Asghar, Mohammed Hayat, Anis Ahmed, Abdul Hakim, Abdullah B A Hamid Hosain, Said-ud-din, Mohammed Aslam, Abdul Qadir and Ali Hasan, all of whom were very angry with the proposer for having attacked the "New Light" in which class they placed themselves; still the following gentlemen had the courage of their convictions, and supported the motion Razzak Bakhsh, Mohammed Sibtain, Sheikh Ahmed, Nazir Uddin Hasan, Fazl ul Hasan & Mohammed Faiq.

The arguments of the affirmative side fell however on unwilling ears and the motion was rejected though by a very narrow majority the votes being 17 for the proposition and 20 against it.

The half yearly election of the select committee was held on the 20th March All the old members of the committee were re-elected except Ashraf Ali B A who was replaced by Abdul Kadir Khan B. A. the present members are therefore Hyder Hassan, Abdul Hasan, Nasir-ud-din Hyder, Mohsin Hosein, Abdul Qadir, B A, Riazuddin

SAJJAD HYDER,

Honorary Secretary, S. U. C

Cricket.

Practice is going on steadily as usual but there is little to report except another Scratch Match on the 1st and 3rd instant

The Siddons Union Club.

The Club has been very active of late, holding debates nearly every week and enrolling many new members These debates have been marked by large gatherings, and animated discussions. We must also mention with pleasure the name of Kazi Aziz ud-din Ahmed, the popular Deputy Collector of Aligarh who has evinced a keen interest in all things connected with the College and he has therefore not left the Union Club in the cold. He has regularly attended the meetings of the club and patiently listened to the sometimes tiresome speeches made in them; we hope, however, that the results have so far not disappointed him.

In regard to the debates themselves it appears that the members have taken a fancy to proposing startling subjects The House also seems to have become equally fanciful in its decisions, discarding this motion and adopting that, without any apparently settled course of policy. On the 17th March the Boarding House was taken aback by the announcement that on Sunday the 19th March, Mohammed Hayat would introduce his motion that *"It is of no use for the Indians to improve the indigenous languages of India but they adopt the English language as a medium of communication."*

A large audience assembled in the Club at the appointed time to hear what the Hon'ble proposer had to say in support of his novel proposal.

As far as the number of speakers is concerned, the discussion was equally balanced, four members, namely, Zaman Mehdi Khan, B. A., Abdul Kadir Khan, B A, Saad-ud-din and Fazlul Hasan, speaking for, and four, *viz* Sajjad Hyder, Abdul Hakim, Abdullah, B. A. and Mohammed Yaqub against the proposition.

The voting, however conclusively proved that the audience were not as the proposer, would say, advanced enough to abandon their mother tongue in favour of English and accordingly they rejected the motion by 21 votes to 10.

On the 25th of March, Zaman Mehdi Khan' B A. moved that *"This house prefers a public spirited profligate to a secluded pious man"* A motion which evoked from the audience a very

Gymnastics.—1 Ali Dad Khan. 2 Ashraf Khan. Sina and Ali Husain and Raj Kumar Singh also competed.

Kicking the Football.—1 Abid Husain 51 yards 2 feet. 2 Abdul Majid 3 Amin uddin

High Jump.—1 Ashfaq Hosein 5ft. 2 Ashraf Khan. 3 Md. Abdullah

3 Legged Race 1 Ashraf and Abdullah 2 Haji and Riazuddin.

3 Legged Race (Junior).—Ali Raza and Yakoob Jan. 2 Wisa Rahman and Fazlur Rahman. 3 Ali Husain and Faqir Muhammad.

Putting Weight.—1 Mahmud Hasan 27ft 10 in. 2 Abdul Majid. 3 Ali Dad Khan

High Jump (Junior).—1 Mahmud-ul Hassan. 2 Zahur-ul Hassan 3 Baqir Husain.

Mile Race.—1 Abdul Rahman 2 Mahmud Hasan. 3 Abdul Ghani. Won easily.

Small Boys Handicap 1 Faqir Mohammad. 2 Ahmed Hosein. 3 Zahir.

Pole Jump.—1 Ashraf Khan. 2 Ali Dad Khan. 2 Haji Husain.

Potato and Spoon Race.—1 Abdul Majid. 2 Bashir.

Bhistie Race.—1 Pira 2 Bhulan 3 Idoo

Small Boys 3 Legged Race.—1 Gholam Husain and Hasim-ud Din. 2 Ali Raza and Yakoob Jan

Blind fold Race.—1 Mahmud Hasan. 2 Haji Hasein. 3 Ashraf Khan

Tug of War.—M A class and B. A class beat F. A class. Entrance class beat Rest of School.

The general arrangements were admirably carried out by Abdul Majid Khan, the Football Captain.

The following is the list of the winners of the different events :—

Throwing the Cricket Ball.—1 Md. Abdullah (98 yards) 2 Abdul Majid (95 yards) 3 Haji Hosein Khan - -

100 yards.—1 Mahmud Hasan 2 Syed Mohammad Khan. 3 Saadiq

100 yards (Jr.).—Laiq Husain 2 Yakoob Jan 3 Mahmud -ul Hasan.

100 yards (Small boys) – 1 Masood 2 Faqir Md. 3 Ibrahim Hasan.

Long Jump.—1 Mohammad Abdullah 17ft 8in 2 Mohommad Zaman 17ft 7in —3 Haji Hosein.

Hurdle Race.—1st heat 1 Mahmud Hasan 2 Mohammad Abdullah. 3 Syed Hosain

2nd heat.—1 Md. Zaman 2 Haji Hosein 3 Ashfaq.

Final. 1 Mahmud Hasan. 2 Mohammad Abdullah 3 Haji Hosien (Md Zaman scratched).

Hurdle Race (Junior).—1 Mahmud-ul-Hasan 2 Laiq 3 Zahir-ul Hasan

220 yds Handicap.—1 Zahir-ul Hasan. 2 Mahmud. 3 Syed Md. Khan.

Servants Race.—1 Masrood 2 Ahsan 3 Abdullah.

¼ *Mile.*—1 Mahmud-ul Hasan. 2 Haji Hosein. 3 Sadiq.

Small Boys 100 yds handicap.—1 Hasim-ud Din. 2 Fazal Rahman 3 Masood.

Walking Mile.—1 Abdul Majid. 2 Haji Hosein. The rest were disqualified for running.

College News.

The Magazine.

It has been decided to issue the Magazine twice a month, in future. The Magazine has become so overcrowded with news that a monthly issue will no longer suffice if we are to furnish the necessary reports of the meetings of Trustees, the Board of Management and the various committees concerned in the working of the College. With a fortnightly issue our work will become much easier and we shall be able to give our subscribers earlier and fuller reports of matters of interest connected with the College and Mohammadan Education generally.

Our subscribers will thus receive *twice as many* numbers of the Magazine while the price will be raised by *one rupee only*.

The annual subscription therefore after April 1st, 1899 will be Rs 4.

The College Library.

The Librarian reports that there are 2,209 volumes in the Lytton Library and 2,919 in the Oriental Library, being a total of 5,128 in all; 65 volumes were issued to students in the last month and 51 new books were added to the Library, among others being the Times reprint of the Encyclopædia Britannica.

The College and School Annual Athletic Sports.

These sports were held on March 24th, 25th and 27th and went off most successfully. There was a great deal of keenness displayed especially among the young boys and there seems to be some good material among the new students. Ashfaq Husain showed good form in the High Jump doing 5ft without much difficulty: Mahmud-ul Husain and Mohammad Abdullah did some good performances and Abdul Rahman walked away from a large field in the mile. The Tug of War created great excitement, the B. A. classes beat the F. A. class, in spite of the heroic efforts of Haji Husain Khan, and the Entrance class beat the rest the School. At the conclusion of the sports the prize cards were kindly presented to the winners by Mrs Tipping; the prizes will be distributed later.

That this is a deplorable state of things has been very generally recognized, not merely by hostile critics, but by many members of the governing bodies of the Universities themselves, and efforts have been made to devise means for drawing the different Colleges together in order to foster, in however small a way, that social intercourse community of interest and fellowship which go to make the corporate life of a University

It was with the idea of helping to build up this corporate life, without which a University is but an empty name, that the Allahabad University founded its annual Athletic Tournament, and it has already done something towards this end, for it has not only assisted to spread a love for manly sports among the undergraduates of the University but has also been helping to to give them a more just and true idea of what a University may mean, than they could ever have gained by a perusal of a Calendar or the contemplation of half a dozen Examination papers every other year. And from this point of view we regard it as one of the most valuable and powerful instruments at present in the hands of the University for exercising that broad humanizing influence which we conceive to be among the highest functions of a University We say this with no desire to exaggerate or unduly exalt the value of Athletics, but as our deliberate opinion when we consider the Indian Universities of the present day and have regard to the limited means at their command for promoting education in its broadest and most liberal aspects. It is therefore with regret and dissatisfaction that we regard the retrograde step that the Allahabad University has taken in abolishing or, at least, in suspending the Tournament The step has been taken on the ground of economy and with a view of saving the Rs 1,000 annually granted for the Tournament But we think that such a serious change should not have been made on so trivial a ground; for it is not a question merely of spending or saving a thousand rupees, it is the question of the reversal of a policy which we believe to be an altogether wise and enlightened one We hesitate to believe that this is the deliberate and final decision of the University and we hope and trust that it will take the earliest opportunity to reverse an unwise decision, arrived at by the catch-vote of a sparsely attended meeting.

deputation was received with the utmost kindness and hospitality. A large and enthusiastic meeting was held under the presidency of the Collector Mr. Johnson an old Aligarh friend, the meeting was addressed among others by Mohammad Asghar, well known in the College; upwards of Rs 5,000 was subscribed and after the meeting the deputation was hospitably entertained by Rahman Husain Khan, an old student of the College. Maulvi Abdus Samad a staunch friend of the College was largely responsible for the success of the visit to Ghazipur.

But the most encouraging visit of all was that to Gorakhpur. Gorakhpur was in time gone by a centre of bitter opposition to Sir Syed and his teaching and the enthusiasm with which the deputation was received was on this account the more gratifying. A large and influential meeting was held under the presidency of the Commissioner, Dr. Hoey, at which the Collector of Gorakhpur and the Collector of Basti were also present, very eloquent and able speeches were delivered by Dr Hoey and Nawab-Mohsin-ul-Mulk as a result of the meeting upwards Rs.10,000 was subscribed towards the Memorial Fund.

Such results as these are most encouraging and have taught us that we only need from time to time to bring our work before the Mohammedan public in order to meet with sympathy and support.

We learn as we go to press that the meeting in Calcutta at which Sir John Woodburn had most kindly consented to preside has been unavoidably postponed till later in the year.

The Allahabad University Tournament.

It has been a common charge, and a just one against Indian Universities that they scarcely fulfil any of the functions of a University. They appoint the text books to be read and they examine their students in them and, as a matter of fact, have little more claim to be called Universities than such a body as the Civil Service Commission in England.

look for that training which shall form the character of the students and instil in them a high and generous spirit, and fit them for the best and most unselfish use of public office. And if I ask how far has the Aligarh College answered these aims, the surest and most convincing answer lies in the loyalty and attachment of its old students to their *alma mater*. There ought to be here the same feeling that exists in any old Oxford College, such as my own, the feeling that whenever a man meets a student of his own College he meets a friend and an ally. The best wish then that I can utter is that your College may answer these aims, and that from this place there may go forth wise and able men who shall be leaders and benefactors to their descendants and to their people."

Ziman Mehdi Khan then proposed the health of the Old Boys S Mohammed Ali replied, and the proceedings were brought to a close

The Sir Syed Memorial Fund.

Chiefly owing to the indefatigable zeal and energy of Professor Ziauddin a deputation from Aligarh has been visiting various towns in the North West Provinces and Bengal, in order to arouse interest in the Sir Syed Ahmed Memorial and to collect funds. The deputation consists of Nawab-Mohsin-ul-Mulk, Professor Ziauddin, Mirza Abid Ali Beg and Abul-Hasan. They visited among other places Allahabad, Fatehpur, Benares, Ghazipur and Gorakhpur and have everywhere met with a cordial reception.

The meeting at Allahabad we reported in our last issue; from there the deputation went to Fatehpur; where, on March 12th, a successful meeting was held at which about Rs.1,000 were subscribed. The next place visited was Benares on the 16th of March; it was scarcely expected that very great support would be met with in so pronouncedly a Hindu city, but a meeting was held at which Mr L H Porter presided and about Rs.900 was subscribed, a rather disappointing result for so large a city. At Ghazipur a more encouraging reception was met with; and the

Hon'ble Thomas Raleigh, the lately appointed Legal Member of Council After dinner Mozammilullah Khan (Reis, Bikhampur, Aligarh) proposed the health of Her Majesty the Queen Empress This toast having been duly honoured, Ahmed Syed Khan of Bikhampur proposed the toast of the M. A.-O College. Hyder Hassan, a student of the College, having read an Urdu poem, (which we publish on another page Military Nawab Mohtazar Jung, Secretary to H H the Nizam, then proposed the health of H H. the Nizam of Hyderabad, alluding to him as a friend and ally of the Queen Empress for many generations

Mr Beck then proposed the health of their guest the Hon'ble Thomas Raleigh Mr Raleigh had just come out to India to occupy a post which had been held by many eminent men, he was a member of the University of Oxford and a Fellow of one of its most famous colleges and he thought that he would be interested in observing the efforts of the Mohammedans of India to build up and to carry on an institution whose guiding principles were the same as those of the great Universities of Oxford and Cambridge He wished on behalf of all present to give Mr Raleigh a very hearty welcome to India

Mr Raleigh in reply said —" I thank you all for the very hearty welcome you have given me, and I wish to say how glad I am to be able to be present at this very important anniversary. It is a matter of great interest to me, and must be a matter of general satisfaction to all connected with the College, that it is able on such occasions to gather together so large a body of old students anxious to testify to their loyalty and affection for their old College. To me it is especially interesting, because I have spent most of my life in the University of Oxford, my College is a very old one, its walls are crumbling away under the hand of time, this College is a new one its walls are still building; but both exist for the same ends and objects, both are calling together students to give them that exact and accurate knowledge which shall discipline and train them for public life and the service of the State, and I trust, to inspire them with that purer and more disinterested love of knowledge for its own sake. And in a College we look for even more than this love of knowledge, we

was decided to hold meetings every year for the perpetuation of his memory and the furtherance of his work. It will be remembered that Sir Syed died last year on March 27th, and accordingly the *Holi* holiday falling on that day, March 27th was fixed upon as the anniversary day. Arrangements were made for the accommodation of guests in the College buildings and a large number of old boys and others gathered together in Aligarh on Monday

The proceedings commenced in the morning with a meeting in the Strachey Hall of the M. A.-O. College. Maulvi Bahadur Ali recited the passages from the *Koran* usual on such occasions, and then read a poem in honour of Sir Syed. Aftab Ahmed Khan then addressed the meeting in Urdu, and in a long and eloquent speech eulogised the nobility and statesmanlike qualities of Sir Syed, who though dead yet lived in the great and lofty example he had bequeathed to his people

Zaman Mehdi Khan and Sheikh Abdullah having spoken, Mr. Beck following said that Sir Syed had left two great legacies to the Mohammedans of India—first, the M. A.-O. College, second, the example of a great and noble life, and it was this second that they were now met together to consider. Sir Syed's life was one of such singular nobility that he could only regard it as a miracle in the midst of a decrepit society: it was a life wonderful in its elevation above the prejudices by which it was surrounded, and in its singleness of aim. It was difficult to analyse the elements of Sir Syed's greatness, but if he were to select two features of his character for special attention they would be first, his *patriotism*, second his *dauntless courage*. His desires and aspirations were ever for the welfare of his people and he was utterly without personal ambition or self-seeking. He had a tremendous battle to fight against ignorance, against prejudice and against calumny, but his courage and his resolution never faltered or gave way. It was a character the nobility of which had impressed every great man that had come to Aligarh to see him, and on this occasion he could do no better thing than hold it up before them humbly and hopefully to follow.

In the evening a dinner took place in the Strachey Hall, at which some 350 people sat down, among the guests being the

account he gives of the position of the Mohammedans of Madras is most discouraging. He states that out of 1,597 B. As. of the University only 18 are Muslims; of 92 M. As only 2; of 667 L. L. Bs only 6, of 135 medical graduates only 4. And he says "a fatal inertness seems to have laid a persistent hold on the community." The figures quoted above speak for themselves. They show that in Madras long-continued indifference to education has now practically paralysed the community. The figures for Bombay and Bengal would show a very similar tale. Only in Upper India, and there only through the influence of Sir Syed Ahmad is the condition of the Mohammedans more hopeful.

We have recently had the most gratifying proof of the awakening of the Mohammedans of the North-West Provinces in the unexpected success of the Memorial Fund meetings in Ghazipur and Gorakhpur. Apart from the fact that in these towns subscriptions were promised amounting to Rs 5,000 and Rs 1,000 respectively the Mussalmans of these places showed an amount of enthusiasm which proves that national life is not extinct. The time is however critical. If enough energy be now shown the great aim of the Memorial Fund may undoubtedly be realized. But the difficulty is that no single deputation can visit every district, and there are not enough leaders to come forward and undertake the task which has been so energetically taken in hand by Nawab Mohsin-ul Mulk. If the present time be allowed to pass without continued and serious efforts, the sick man, who is showing signs of life, may fall back into his old lethargy, and the creeping paralysis which has gained possession of his extremities may spread till it attacks his heart. On the other hand if the Mohammedans of other districts will show the same public spirit as those of Ghazipur and Gorakhpur the new life that has awakened in Upper India may in time spread to other provinces, and ultimately restore even the decayed Mussalmans of Madras.

The Sir Syed Ahmed Anniversary.

THE first anniversary meeting in commemoration of the death of Sir Syed Ahmed was held in Aligarh on Monday, March 27th. Last year, after the lamented death of Sir Syed Ahmed, it

keep fresh in their minds the memory of the great and noble leader upon whom the hand of death was laid a year ago. His every thought and act and wish during a long and strenuously active life was for his people, and now that he is gone, in gratitude to his dauntless and unselfish patriotism and in the best interests of the Mohammadan Community, it behoves his countrymen in all parts of India to endeavour to keep the aims and teachings of Sir Syed continually before them.

And while this duty is incumbent upon all Mussalmans, it is especially incumbent upon those of Aligarh, among whom his later years were spent, and with whom he left that great legacy, the child of his old age, the College which is the outcome and expression of his wishes for the regeneration of his people. To them he has left a great and sacred trust, and they must see to it that they do not forget and fall away from the ideals which Sir Syed ever kept in view. To them, to the past and present students of the College, this anniversary should be a day for the renewal of faith and aspiration, a day for the revival of unselfish patriotism, a day on which by recounting the words and recalling the teaching of their lost leader, they may learn new lessons for and the future set their faces more steadfastly towards the goal he has placed before them; and it should be a day on which they should honestly take count of the work they have done in the past year, and comparing the actual with the ideal they should brace themselves for fresh efforts in the year to come.

These then are some of the purposes that the establishment of Founder's Day may achieve, and even if its achievement falls short of its possibilities, it will still have served a great and useful end.

Mohammedans of Madras and the N.-W. P.

In the *Pioneer* of March 31st an extract is given of a speech of the Rev. E. Sells, the Manager of the Harris School for Mohammedans, on the occasion of the prize distribution of that School. Mr. Sells, is stated to be "the best local authority on matters relating to the Mohammedan Community" and the

The Muhammadan Anglo-Oriental College Magazine Aligarh.

New Series VOL VII. | APRIL 15th 1899 | No. 5.

FOUNDER'S DAY.

Most of the older English Schools and Colleges owe their foundation to the benevolence of private individuals, and it is a rule in many such institutions to set aside one day of the year to be observed in memory of the Founder; on such occasions the friends of the Institution, and specially its old students, are accustomed to meet together to do honour to the memory of the benefactor, to whom they owe the education and training which has equipped them for the duties and responsibilities of life, and also to consider and discuss matters relating to the progress and welfare of their School or College

This custom is an altogether admirable one and we have determined to follow it. As will be seen in another part of our columns the anniversary of the death of Sir Syed Ahmed was reverently observed on the 27th of March in Aligarh by a large gathering of past and present students and other friends of the College; and it is difficult to lay too much stress on the necessity of such observance. It is the duty of all the Mohammadans of India to

The M. A. O. College Magazine is published fortnightly for 10 months in the year. The Annual Subscription is Rs. 4 for which subscribers will receive 20 Numbers post free. Subscriptions are payable in advance. If subscribers desire it the first number will be sent them per V. P. P.

NOTICE.

The public are hereby informed that we have in stock in large quantities a great variety of, ROSES SHRUBS, CREEPERS, CANES, and other PLANTS also the best kinds of MANGO TREES &c for sale at the Institute and M A O College gardens, Aligarh

All these plants are offered at the lowest prices

Moreover we undertake to supply fresh SEEDS of the various plants, and have also POTTED PLANTS ready for sale at very moderate prices

Apply to the Manager
M A O College Gardens,
Aligarh

M. A O COLLEGE, ALIGARH.

If any Punjab Mahommedan students wish to join the M A O College, Aligarh this year they are hereby informed that the new First and Third Year Classes have now been formed and that the Long Vacation will commence on June 15th. They had therefore better join the College immediately on the publication of the Punjab University results, or if they prefer, they can join the College at once conditionally previous to the appearance of the results Arrangements will be made later on for the tuition of Punjab students in any parts of their course from which they have been unavoidably absent on account of the difference in date between the Entrance examination of Allahabad and the Punjab.

Further information if necessary may be had on application to the Principal, M A O, College Aligarh

New Series
VOL. VII

April 15th 1899,

No. 5

THE

M.A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

AND ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

CONTENTS.

C. C. MISSION PRESS, CAWNPORE.

جلد ۷ — اپریل سنہ ۱۸۹۹ع — نمبر ۳

محمڈن اینگلو اوریئینٹل کالج میگزین

علیگڑھ

فہرست مضامین اُردو

کالج میگزین

قریبا پانچ برس هوئے که اِس نام کا ایک علمي رساله اِنگریزي اور اُردو ملا هوا — علیگڈه کالج سے نکلنا شروع هوا اول اول وه علیگڈه اِنسٹیٹیوٹ گزٹ کا ضمیمه بنکر نکلتا رها - لیکن سنه ۱۸۹۴ع میں اُس نے ایک مستقل رساله کی صورت اِختیار کي — اِس کے مضامین زیاده تر کالج کي خبروں اور اُس کے متعلقات پر محدود هوتے تھے - اور اِسوجهه سے عام پبلک کو اِس کے ساتهه چنداں دلچسپي نه تهي *

اس خیال سے اِسکے منتظموں نے اِس کو زیاده وسعت دینی چاهي تاکه وه بالکل ایک علمي میگزین بن جاے جس میں کالج کي خبروں کے علاوه - مسلمانوں کے علوم و فنون - تاریخ اور لٹریچر کے متعلق مفید اور پر زور مضامین لکھے جائیں -- اِس غرض سے اِس کے ۲۴ صفحے بالکل اُردو کے لیئے مخصوص کردیئے گئے *

ملک کے مشهور اهل قلم یعنی مولانا حالي - نواب محسن الملک مولوي نذیر احمد — اور منشی ذکاءالله وغیره بزرگوں نے اِس میں مضامین لکهنے کا وعده کیا هی اور اَور اهل قلم بهی اگر اِس کي اعانت فرمائینگے تو هم نهایت شکر کے ساتهه قبول کرینگے اپریل سنه ۱۸۹۸ ع سے اب انسٹیٹیوٹ گزٹ بهي میں پروگرس کے اِس میں شامل کردیا گیا هی *

هم کو اُمید هی که هندوستان کي اسلامی جماعت خریداري سے اِس کي اشاعت میں مدد دیگي -- میگزین اور اِنسٹیٹیوٹ گزٹ کے کل صفحات ۴۰ اور ۵۰ کے درمیان هوا کرینگے اور مجموعي قیمت معه محصول ڈاک صرف (ے۳) سال *

اِس میں اِشتہارات بهی ۲/ في سطر کے حساب سے درج هوا کرینگے ایک صفحه کے چهپوانے والوں سے مقام ایک ماه میں لیئے جائینگے *

تهیوڈور موریسن (ایڈیٹر انگریزي)

خواجه محمود حسین بی اے (منیجر)

محمدن اینگلو اورینٹل
کالج میگزین

جلد ۷	اپریل ماہ ۱۸۹۹ع	نمبر ۴

ہمارا قومی فرض

سر سید میموریل فنڈ کی طرف سے پچھلے دنوں جو بے توجہی قوم میں شروع ہو چلی تھی الحمدللہ وہ باقی نہیں رہی اور سر آرتھر اسٹریچی کی مبارک اسپیچ نے کل ملک میں ایک نئی روح پھونک دی ہے اور ہر جگہہ اب پھر کچھہ نہ کچھہ ہو رہا ہی مگر جو دلچسپی جوش اور ہمدردی اس مبارک کام کی تکمیل کے واسطے درکار ہی ابھی تک ہماری قوم میں اُس کا پتہ نہیں — بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ کچھہ قومی کام کریں لیکن یہہ سوچکر کہ ہماری تنہا کوشش سے کیا ہوسکتا ہی کچھہ نہیں کرتے اس کو وہ اپنے خیال میں انکسار سے تعبیر کرتے ہیں مگر میری راے میں در اصل یہہ سخت کم ہمتی ہی — اگر فوج میں ہر سپاہی یہہ خیال کرے کہ میں کیا کر سکتا ہوں تو سوا شکست کے اور کچھہ نتیجہ نہو — اسی طرح قومی کام میں جس میں ہر شخص کو خواہ وہ صاحب مقدرت ہو یا نہو صاحب اختیار ہو یا مجبور ہو کچھہ نہ کچھہ کرنا چاہیئے — قطرہ قطرہ دریا میشود ایک قدیم مثل ہی — اگر ہر شہر اور ہر قصبہ میں جہاں مسلمان آباد ہیں تھوڑی تھوڑی بھی کوشش ہو تو بہت کچھہ کامیابی ہوسکتی ہی *

میموریل فنڈ کے متعلق مختلف مقامات کی کارروائی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہیں زیادہ کامیابی ہوئی جہاں صاحب ہمت لوگ زیادہ موجود تھے — ہمکو اِس کی ضرورت نہیں ہی کہ

خواہ مخواہ امور اشخاص هي تلاش کریں یا وهیں هاتهہ پیر هلائیں جہاں هزارها روپیہ ملنے کي اُمید هو — همکو اب هر جگهہ جہاں ایک روپیہ یا آتهہ آنہ ملنے کا بهي سہارا هو اپنے اداے فرض سے غافل نہیں هونا چاهیئے ۔ خوش قسمتي سے همارے همدرد قوم مسٹر بیگ لے حال میں ایک ایک روپیہ وصول کرنے کي جو تدبیر بتائي هے اگر با قاعدہ چلائي جاے تو اُسي سے بہت کچهہ جمع هو سکتا هی — بے شک هر کام کے واسطے ایسے آدمیوں کي ضرورت هی جو استقلال اور همت سے قومي خدمت انجام دیں — ایسے آدمي هماري قوم میں بہت کم هیں اور جو هیں اُن کو مل جلکر کام کرنا نہیں آتا وہ همیشہ اسي فکر میں رهتے هیں کہ کل تعریف اُنہیں کے حصہ میں پڑے ۔

لیڈر بننے کا عارضہ بهي جسقدر هماري قوم میں پیدا هوگیا هی وہ همارے پڑوسیوں میں نہیں اِسي سے اُن کے کام نہایت عمدہ طریقہ سے چل رهے هیں میں یہہ نہیں کہتا کہ هماري قوم میں ایسے لوگ نہیں هیں جو اپنے فرائض سے واقف نہوں یا جن کو قوم کي بہبودي کا خیال نہو — بر عکس اُس کے بہت سے اهل دولت اور فیاض مسلمان هیں جو هزار ها روپیہ سال خیرات میں صرف کرسکتے هیں بہت سے قومي جوش والے لوگ هیں جو دن رات قومي بهلائي کي اُدهیڑبن میں رهتے هیں مگر یہہ شوق کہ تمام دنیا کے فایدہ قوم کو اُنہیں کے ذریعہ سے پہونچیں اور کسي دوسرے کا هاتهہ نہ لگنے پاے هماري کل اُمیدوں کو مبدل بہ یاس کر رها هی — نفسي نفسي کي صدا گرم هی اور یہہ کوئي نہیں سمجهتا کہ تنہا انسان چاهے کیسا هي صاحب عقل و هوش یا صاحب دولت هو کیا کر سکتا هی اس عارضہ نے بہت سے اُن آدمیوں کو جو همارے لیئے متفقہ طریقہ سے صدها فوائد پہونچا سکتے تهے قریب قریب بیکار کر رکها هی اور اس عارضہ کا کوئي علاج هماري سمجهہ میں نہیں آیا هر شخص نہ سر سید مرحوم بن سکتا هی اور نہ پبلک اور گورنمنٹ هر شخص کو لیڈر مان سکتي هی — بقول شاعر —

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند

نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

لیکن وہ کبھی نہیں مانا جا سکتا جو اس کا خواہشمند ہوتا ہے برسوں کی بے غرضانہ قومی خدمتیں خود بخود انسان کو مخدوم بنا دیتی ہیں — بلا کسی خواہش معاوضہ کے قومی کام کرو دیکھو پھر کون سی دینی اور دنیوی نعمتیں ہیں جو تم کو نہیں ملتیں — لیکن اگر اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا جدا بنانا چاہتے تو لیڈری تو درکنار کسی عزت کی اُمید نکرنا چاہیئے *

میں اپنی قوم کو یہی صلاح دیتا ہوں کہ پہلے ایک کام جو چھڑا ہوا ہے اُس کو سب لوگ یکدل ہوکر پورا کراو اُس کے بعد دوسرا شروع کرو ہم سب ہاتھہ بٹانے کو مستعد ہونگے — اس وقت قوم کے لیئے تکمیل علیگڈہ کالج سے زیادہ کوئی ضروری کام نہیں ہے اُس کا اس نا مکمل حالت میں رہنا قومی ذلت ہے اُس کے غیر تعمیر شدہ کمرے اُس کی نا مکمل مسجد الغرض ایک ایک اینٹ ہمیں نفریں کر رہی ہے اُس کی تکمیل کے لیئے سر سید مرحوم اپنی جان کھو گیا ہے ہر شخص کو جسے ذرہ بھی قومی حمیت ہے بلا خیال اس کے کہ کالج کے اس وقت نواب محسن الملک بہادر منتظم ہیں اور مولوی سمیع اللہ خاں بہادر نہیں اور بلا خیال اس کے کہ ذاتی تعلقات منتظمین سے اچھے ہیں یا برے اس کی تکمیل کی طرف کمر ہمت چست باندھنا چاہیئے اور ہمیشہ یہہ شعر اپنا موٹو بنانا چاہیئے *

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد * اگر خارے بود گلدستہ گردد

عزیزالدین احمد

علیگڈہ

۳۔

ہندوستان میں عربی و فارسی کی تعلیم

علیگڈہ کالج میگزین مطبوعہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ع میں ایک تحریر متعلق مجوزہ یونیورسٹی بمقام علیگڈہ دیکھی گئی جس میں

مسٹر تھیوڈور بیک پرنسپل نے اپنے خیالات دربارہ ایزاد تعداد معلمان
ظاہر فرمائے ہیں — اگر اُن خیالات کے مطابق عمل میں لایا جاے
تو فی الحقیقت دارالعلوم علیگڑھ مرکز علوم ہوجاے — اِس موقع پر
میں اپنے ناچیز خیالات صرف عربی و فارسی تعلیم کے متعلق ظاہر
کرنا چاہتا ہوں جو میرے دماغ میں عرصہ سے پیچیدہ ہیں اور ایام
تعلیم میں مجھکو اُن پر کسی قدر غور کرنے کا موقع بھی ملا ہی *

ہندوستان کے کالجوں میں غیر ملک کی زبانوں میں سے
انگریزی فارسی اور عربی کی تعلیم عموما ہوتی ہی اور اِن زبانوں
میں ایم اے کی ڈگریاں بھی دی جاتی ہیں جس کے حاصل
کرنے کے بعد کہا جا سکتا ہی کہ ڈگری یافتہ متعلم اُس خاص زبان
میں کامل ہی جس میں اُس نے ڈگری حاصل کی ہی — اب
جاننا چاہیئے کہ کس حالت میں کسی شخص کو ایک خاص زبان کا
عالم اور اُس میں کامل کہہ سکتے ہیں ؟ میری دانست میں اُسی
شخص پر اطلاق عالم و کامل کا ہوسکتا ہی جو اُس زبان میں
(۱) باسانی گفتگو کرسکے (۲) اہل زبان کی گفتگو بخوبی
سمجھہ سکے (۳) اُس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کو پڑھ کر
سمجھہ سکے (۴) خود اُس زبان میں بامحاورہ تحریر
لکھہ سکے — میں سمجھتا ہوں کہ یہہ چار باتیں ماہر زبان کے واسطے
ضروری ہیں اور اگر اِن میں سے کسی ایک میں کمی ہی تو دعواے
زباندانی غلط ہی — اب دیکھنا چاہیئے کہ زبان انگریزی میں یہہ
چاروں باتیں کم و بیش ہر طالب علم کو حاصل ہوجاتی ہیں
بالخصوص اُن کو جنھوں نے بی - اے و ایم - اے کی ڈگریاں حاصل
کی ہیں — مگر ہر پروفیسر عربی و فارسی ہمارے کالجوں کا اپنے دل سے
خود پوچھہ سکتا ہی کہ اُس نے اِن دو زبانوں میں بھی کسی
طالب علم کو ایسی تعلیم دی ہی کہ یہہ چاروں باتیں حاصل
ہوگئی ہوں — ہر ڈگری یافتہ زبان عربی و فارسی کا خود اپنے تئیں
دیکھے کہ سواے کسی قدر کتابوں کے (اور وہ بھی قرون مقدم کی زبان —
زبان رایج وہ بھی نہیں) پڑھکر سمجھہ لینے اور شاید ٹوٹی پھوٹی
عبارت پرانی زبان میں لکھہ لینے کے اور بھی اُسکو کچھہ حاصل ہوا ہی *

اگر کسی اہل زبان سے بات کرنے کی ضرورت ہو جائے تو ہمارے ایم — اے پاس کیئے ہوئے بلکہ ہمارے اکثر پروفیسر عربی و فارسی بھی بغلیں جھانکنے لگتے ہیں اور دو جملے صحیح بول نہیں سکتے نہ متکلم کا مطلب سمجھہ سکتے ہیں — اگر اِن زبانوں میں تعلیم دینے کا یہی نتیجہ ہی تو میری راے ناقص میں محض تضیع اوقات ہی ٭

ذرا غور کرنے سے اِس نقص کی وجہہ معلوم ہوسکتی ہی — ہمارے کالجوں میں اکثر بلکہ عموما پروفیسر عربی و فارسی کے ہندوستانی ہیں جن کی تعلیم خود ناقص ہوئی ہی اور خود وہ عالم زبان نہیں کہے جاسکتے پھر جب وہ خود نہیں جانتے تو طلباء کو کیا سکھا سکتے ہیں — ہر زبان کی تعلیم اہل زبان ہی سے خوب ہوسکتی ہی غیر زبان والے کو ہرگز ویسا عبور محاورات پر نہیں ہوسکتا — انگریزی زبان ہم لوگوں کو اِس وجہہ سے بہ نسبت عربی و فارسی کے زیادہ آ جاتی ہی کہ ہمارے پروفیسر اہل زبان ہوتے ہیں جن سے محاورت و مکالمت میں بھی ہم زبان سیکھتے رہتے ہیں — بخلاف پروفیسر عربی و فارسی کے جو اُردو میں لکچر دیتے ہیں اور جن کو عمر بھر میں شاید کبھی فارسی یا عربی میں گفتگو کرنے یا سننے کا اِتفاق نہیں ہوتا — اِس موقع پر کہا جا سکتا ہی کہ چونکہ عربی و فارسی پروفیسر بننے کے واسطے کسیقدر اِنگریزی زبان کا جاننا ضروری ہی اِسلیئے ایک اہل زبان ایسا ملنا دشوار ہی — میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ خیالات صرف اُنہیں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوسکتے ہیں جو بمبئی اور کلکتہ کی سیر نہیں کیئے ہوئے ہیں — اِن شہروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ بہت سے ایرانی اپنی زبان میں کامل انگریزی میں بھی بی — اے اور ایف — اے پاس کیئے ہوئے موجود ہیں جو غالبا دو یا ڈھائی سو ماہوار تنخواہ پر بخوشی پروفیسر شپ قبول کرسکتے ہیں — اگر ہم ملک عراق عرب و سلطنت ترکی سے اِس قسم کے پروفیسر بلائیں جیسے اِنگریزی زبان سکھانے کے واسطے ہم اِنگلینڈ سے پروفیسر بلاتے ہیں تو یقینی ایسے علماء ہمکو بہت ملینگے جو علاوہ عربی و فارسی دونوں زبانوں میں عالم ہونے کے اِنگریزی

زبان سے بھی بقدر ضرورت واقف ہونگے — اُن کی تعلیم سے ہم کو کسیقدر فارسی و عربی آئیگی اور اُن سے برابر بات چیت کرنے سے اکثر محاورات ہمارے طلباء سیکھینگے حاجت بیان نہیں - اور جب ہم ساڑھے سات سو انگریز پروفیسروں کو دینے کے لئے تیار ہیں تو ڈھائی سو اگر ایسے پروفیسر کو دیا جاے تو غالبا نامناسب نہوگا *

مضمون مذکورہ بالا میں مسٹر بیک نے تجویز کیا ہی کہ دو پروفیسر عربی و ایک پروفیسر فارسی کے ہوں - اِن میں سے دو پروفیسر ہم ایسے بلا سکتے ہیں جو ہر دو زبان کے عالم ہوں اور ایک ایسا جو بالتخصیص تواریخ اسلام کا ماہر ہو — اُردو زبان کا پروفیسر کوئی معمولی شخص یا فقط انگریزی تعلیم کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایک ایسا شخص لکھنؤ کا باشندہ جس کی زبان مادری لکھنؤ میں مستند گنی جاتی ہو اور اُس کی تعلیم انگریزی بھی بقدر ضرورت ہوئی ہو مقرر ہونا مناسب ہی *

میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارے دارالعلوم کی شان کے خلاف ہوگا اگر کوئی پروفیسر اُس کا جیسا کہ اُس کو ہونا چاہیئے نہو — ہم اُمید کرتے ہیں کہ آیندہ کسی موقع پر مسٹر بیک میرے اِن خیالات کے بارے میں اپنی راے ظاہر کرینگے *

راقم ——————
محمد خلیل بنارسی

کلکتہ
۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۹ع

سر سید احمد میموریل فنڈ

اور

نواب محسن الملک بہادر کا دورہ

نواب محسن الملک بہادر بہمراہی جناب محمد مزمل اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور و خان بہادر مولوی سید زین العابدین صاحب سب جج پنشن یافتہ و مرزا عابد علی بیگ صاحب سب جج پنشن یافتہ معہ دیگر احباب ۸ مارچ کو علیگڈھ سے بسمت الہاباد روانہ

هوئی — اور مسٹر بیک بھی معہ چند طلباء کالج جو بغرض شمولیت جلسہ کانووکیشن الہ آباد تشریف لے گئے تھے ڈیپوٹیشن کے جلسہ میں شریک تھے ۹ مارچ کو بوقت شب ایک عظیم الشان جلسہ سر سید احمد میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے میو ہال الہ آباد میں منعقد ہوا اور سر آرتھر اسٹریچی صاحب بہادر چیف جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد نے از راہ نوازش قدیمانہ اُس جلسہ کا صدر انجمن ہونا منظور فرمایا — اس جلسہ میں علاوہ ممبران ڈیپوٹیشن و طلباء علیگڈھ کالج جو ڈپلوما حاصل کرنے کی غرض سے الہ آباد گئے تھے مسٹر پورٹر صاحب بہادر کمشنر الہ آباد و مسٹر کالون و مسٹر ڈیلاو کے پورٹر و مسٹر فرارک و مسٹر ڈینمین و مسٹر مائر و مسٹر راس آسٹن و مسٹر کاظم حسین و پنڈت بشمبر ناتھ و مولوی سید کرامت حسین و مسٹر عبدالرؤف بارسٹر ایٹ لا و مسٹر عبدالمجید و مسٹر غلام مجتبی و دیگر عمائد شہر موجود تھے *

اول مسٹر بیک نے سر آرتھر اسٹریچی صاحب بہادر کا شکریہ ادا کیا کہ صاحب ممدوح نے اس جلسہ کا پریسیڈنٹ ہونا منظور فرمایا اور بعد میں سر آرتھر کے بیشمار احسانات کا جو کالج پر ہیں مختصراً ذکر کیا اس کے بعد عام حاضرین سے مخاطب ہوکر نہایت صاف صاف الفاظ میں ایک نصیحت آمیز اور غیرت اور جوش دلانے والی تقریر کی — اس کے بعد نواب محسن الملک بہادر نے اُردو میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کی جس سے حاضرین میں بہت کچھ جوش پھیل گیا اس کے بعد سر آرتھر اسٹریچی نے ایک نہایت عمدہ اور برجستہ تقریر کی جو اول سے آخر تک پاکیزہ خیالات اور ارشادات نصیحت آمیز سے پر ہی — سر آرتھر اسٹریچی کی تقریر کے بعد سید عبدالرؤف صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے کھڑے ہوکر مخاطب کمیٹی سر آرتھر اسٹریچی صاحب بہادر کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد فہرست چندہ کھولی گئی اور کل مبلغ ۱۲۲۱ روپیہ چندہ ہوا اور اگر سر آرتھر اسٹریچی کے ۵۰۰ روپیہ اور مرزا کاظم حسین صاحب کے ایکہزار روپیہ بھی اس میں شامل کئے جاویں تو الہ آباد کا کل چندہ ۲۷۲۱ روپیہ ہوتا ہی *

مسلمان چندہ دھندگان میں مسٹر عبدالمجید نے ایکہزار روپیہ چندہ دیا اور مسٹر عبدالرؤف نے ٥٠٠ روپیہ اور مسٹر عبدالحمید نے ٥٠٠ روپیہ اور مسٹر غلام مجتبی نے ٥٠٠ روپیہ کا چندہ دیا — اس کے علاوہ انگریز صاحبان میں سے آنریبل تي کالن صاحب نے ٢٠٠ روپیہ مسٹر ایف ایل پیٹر نے ایکسو روپیہ اور مسٹر ڈبلیو آر جي مالر نے ٥٠ روپیہ مسٹر ایچ سي فرارڈ نے ٥٠ روپیہ مسٹر ڈبلیو کے پورٹر اور مسٹر جے ڈیڈمین نے پچاس پچاس روپیہ کا چندہ دیا *

---

١١ مارچ کو فتحپور میں بصدارت مسٹر بیل صاحب بہادر کلکٹر ضلع میموریل فنڈ کا جلسہ ہوا اور قریبا ١١٥٠ روپیہ کا چندہ ہوا منجملہ اس کے نصف روپیہ وصول ہوچکا ہی — یہہ رقم کسي طرح فتحپور جیسے ضلع کے لیئے کم نہیں ہی جہاں عام طور سے متمول اشخاص بہت کم ہیں اور خصوصا مسلمانوں کي تو سب سے بدتر حالت ہی مگر فہرست چندہ میں کسیقدر اور اضافہ ہونا ممکن ہی — لوکل کمیٹي کے خزانچي میر علایت حسین صاحب وکیل اور سید احمد علي ڈپٹي کلکٹر اور محمد اطہر صاحب چندہ کے فراہم کرنے کي کوشش کر رہے ہیں *

---

١٦ مارچ کي شب کو ایک پبلک میٹنگ بنارس کے ٹاون هال میں ہوئي جس کے صدر انجمن مسٹر ایل اے ایس پورٹر صاحب بہادر کمشنر تھے — صاحب ممدوح نے ایک برجستہ تقریر میں میموریل فنڈ کے اغراض بیان کیئے اور اُن کے ساتھہ اپني پوري همدردي ظاہر فرمائي اور نواب محسن الملک نے اُردو میں بالتفصیل جلسہ کے مقاصد بیان کیئے — اس کے بعد فہرست چندہ کھولي گئي اور مبلغ ٨٦٧ روپیہ کا چندہ ہوا اُس میں سے ١٨٣ روپیہ نقد وصول ہوگئے — لوکل کمیٹي برابر چندہ وصول کر رہي ہی — سب سے زیادہ خوشي کي بات یہہ ہی کہ ہندو اور مسلمان دونوں نے برابر چندہ دیئے — لیکن افسوس ہی کہ مسلمانوں کي تعداد بہت زیادہ نہ تھي — مگر اِس کي دو وجہ ہوئیں اول یہہ کہ لوکل کمیٹي کو بہت کم وقت

اس کے متعلق کوشش کرنے کا مقتضی ہوسکے اس کام میں مدد دینے والے بہت ہی کم اشخاص تھے اس کے علاوہ مرزا رحمۃاللہ بیگ صاحب کی علالت کی وجہ سے بھی پوری کامیابی نہ ہوسکی — تاہم جو کچھہ کامیابی ہوئی وہ صرف مولوی مقبول احمد صاحب وکیل کی کوششوں کا نتیجہ ہی ٭

---

۱۸ مارچ کی شب کو میموریل ہال کی ایک پبلک میٹنگ غازیپور میں ہوئی جس کے پریسیڈنٹ جانسن صاحب بہادر قایمقام کلکٹر تھے — صاحب ممدوح نے نہایت فصاحت کے ساتھہ اس تحریک سے اپنی ہمدردی ظاہر فرماکر ڈیپوٹیشن کو حاضرین سے انٹروڈیوس کیا — مولوی محمد اصغر صاحب سابق طالب علم علیگڈہ نے ایک نہایت عمدہ اور دلچسپ ایڈریس میں بزبان انگریزی اور نواب محسن الملک بہادر نے اُردو میں جلسہ کے مقاصد اور اغراض کو بیان کیا مولوی عبدالصمد صاحب سکرٹری لوکل کمیٹی نے چندہ کی فہرست پڑھی جسکی کل تعداد اِسوقت تک ۴۱۶۴ روپیہ تھی مگر چندہ کی رقوم میں برابر اضافہ ہو رہا ہی اور اب اِس کی تعداد پانچ ہزار تک پہونچ گئی ہی — چندہ دہندگان میں متعدد ہندو صاحبان ہیں جنہوں نے نہایت فیاضی سے بڑی بڑی رقوم عنایت کی ہیں نواب محسن الملک نے لوکل کمیٹی کا شکریہ ادا کیا اور صدرانجمن کے واسطے شکریہ کے ووٹ پیش ہوکر جلسہ برخاست ہوا — شام کو رحمن حسین صاحب تحصیلدار سابق طالب علم علیگڈہ کالج نے ممبران ڈیپوٹیشن کی دعوت کی ٭

غازیپور میں توقع اور خیال سے بڑھکر کامیابی حاصل ہوئی — یہاں کے لوگوں نے اس جوش اور سرگرمی سے ڈیپوٹیشن کا استقبال کیا کہ جس کے دیکھنے سے حیرت ہوتی تھی — کئی اِسٹیشن آگے لوگ لینے کو آئے اور غازیپور کے اسٹیشن پر بہت سے عماید اور معززین استقبال کے واسطے موجود تھے اور دریا کے اِس پار تو ہزار ہا آدمی کا ہجوم تھا اور تمام شہر میں ایسا شوق پھیلا ہوا تھا کہ بازار اور راستہ میں چھتوں اور کھڑکیوں پر زن و مرد تماشہ دیکھنے کے لیئے جمع تھے

اور ایک لمبا سلسلہ گاڑیوں کا تھا — اسٹیشن سے دریا تک لانے کے لیئے پالکیاں اور ہوا دار تیار تھیں اور طالب علموں نے چاہا کہ نواب محسن الملک کو ہوا دار پر بٹھاکر خود اُسے اُٹھائیں مگر باوجود اُن کے اصرار کے نواب صاحب نے منظور نفرمایا اور اسٹیشن سے سب کے ساتھ پا پیادہ تشریف لے گئے *

جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا — تخمیناً ہزار آدمی سے کم جمع نہونگے اور ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ موجود تھے — نواب محسن الملک بہادر نے اس موقع پر نہایت ضروری تقریر کی اور جو اعتراضات کالج پر تھے اور جو افواہ مخالفت کی تھی اس کو بیان کرکے بہت اچھی طرح اُس کی تردید کی اور بیک صاحب کی نسبت جو اُن کے خیالات تھے اُن کو صاف صاف بیان کیا اور جو غلط اِلزام اور جھوٹی تہمتیں بیک صاحب پر بعض نالایقوں نے لگائی ہیں اُن کا بحقارت ذکر کیا — اِس بات کے معلوم کرنے سے ہمکو نہایت خوشی ہی کہ غازی پور کے اکثر لوگ اِس معاملہ میں نواب صاحب کے ہم خیال اور ہم راے پاے گئے اور مولوی ابوالحسن صاحب نے نواب محسن الملک کے اِس حصہ تقریر کی تائید کی — اور نہایت عمدہ الفاظ میں کالج کی خوبیاں اور بیک صاحب کی کوششیں بیان کیں *

کل شہر کے مسلمانوں نے جمع ہوکر پھر نواب محسن الملک سے کچھہ تقریر کرنے کی خواہش کی اور ایک بڑی مسجد میں ۲۰ مارچ کی شب کو بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں ڈیڑہ گھنٹہ تک نواب محسن الملک نے تقریر کی جس سے بہت جوش پھیل گیا اور بہت سے شبہہ دور ہوگئے *

شاہ احمداللہ صاحب پنشن یافتہ اور مولوی عبدالصمد صاحب وکیل اور سید زین العابدین صاحب سب جج اور مولوی ابوالحسن صاحب نے نہایت جوش اور سرگرمی سے ڈیپوٹیشن کو مدد دی اور حقیقت میں اُن ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہی کہ ڈیپوٹیشن کو ایسی حیرت انگیز کامیابی نصیب ہوئی *

۲۰ مارچ کو پرانے اور نئے طالب علموں کی طرف سے ڈیپوٹیشن کو ایوننگ پارٹی دی گئی اور شب کو کنور بھارت سنگھہ صاحب بہادر جج کے ہاں ممبران ڈیپوٹیشن کو ڈنر دیا گیا *

Mr. Westcott of Cawnpore, a thoroughly good sportsman, and the Director of Public Instruction.

A chance majority in a small meeting placed it in the power of these gentlemen to strike a blow at the Tournament and they used their power without scruple and consideration, "We don't want the Tournament ourselves therefore no one else shall have it" seems to have been their principle of action. We would commend to their notice the old story of the Dog in the manger.

—o—

SIDDONS' UNION CLUB

A discussion took place in the Club on the 4th of March.

The following proposition was put on the debating anvil by Abdul Kadir Khan, B. A. that "This House condemns private charity"

Syed Hamid Hasan, Raza Ali Abdul Hakim and Wahid Hosain spoke on the proposer's side. While Zaman Mehdi Khan, Syed Noorullah Shah. L. Tipping Esq, and Mahomed Sibtain took up the cause of private charity.

The original motion, was however carried by 18 votes to 12, thus showing that in the opinion of the members, the age of private charity is gone, Not good news for our *fakirs*, I should think.

SAJJAD HYDER,
Honorary Secretary.

AN OMISSION.

We are sorry to have omitted to mention the name of Mahomed Taslim who passed the last Entrance Examination of the Allahabad University.

—o—

The refusal of the University to renew the annual grant for the Tournament will be viewed with digust by most of our students. Not only is such a step as is pointed out on another page, contrary to the interests of University education but it is also a very questionable use of power on the part of a small majority. This majority it should perhaps be noticed was made up of the Professors of the Muir College, who from pique, disappointment or some other unexplained reason withdrew their students in a very unsportsmanlike way from the Tournament this year; the Principal of the Agra College, who is a well-known opponent of athletics is not content with forbidding his students to enter for the sports, refused in a very unneighbourly way to lend his grounds render any assistance, when the Tournament was held at Agra some two years ago; and the Principal of Benares an unsporting College. Against them were the Principal of the M. A.-O. College,

sides under the captaincy of Mr. A. H. Sparlating and Mr. L. Tipping respectively. The match ended in a draw in favour of the former team, the scores being 135 and 85 for 7 wickets.

---o---

FOOTBALL.

Abdul-Majid has been appointed football captain in place of Ashraf Khan who, having taken his B. A. degree has resigned after having done two years of good service as Captain.

The usual daily practice is going on with the same zeal and energy. The School team under the captaincy of Bashir Ali Khan played againts the soldiers in the Rest Camp. Though the team was without its real goal keeper Aminuddin and two other forwards they played up well and secured one goal after some 10 minutes; the soldiers now began to play a more dashing game and secured a goal towards the end of the time and the game ended in draw. Great credit is due to the school eleven for their pluchy play. The good spirit and energy is due to Bashir Ali Khan the school Captain. We have hopes of a better school team next year.

---o---

During the remainder of his stay in the College Mahommad Abdullah has been commissioned by Mr. Beck to exercise a general supervision over the Athletics of the College ; his experience will thus be at the service of the authorities of the different clubs and will, no doubt, greatly lighten their labours.

---o---

As the result of the Annual Examinations the Elgin scholarship (formerly known as the Senior Prize scholarship) has been awarded to Nazir Hosain and the Arnold scholarship (the old Junior Prize scholarship) has been awarded to Mahmoodul Hassan.

---o---

The College Sports are to take place on the 24th and 25th and the annual old boys Reunion Dinner on the 27th. We shall endeavour if possible to give some account of these events on a later page but it is quite possible that they may be crowded out till next month.

As a consequence a very large number of guests sat down to the excellent dinner that had been provided on Saturday night. Among the guests were Mr. Beck (President of the Club) Messrs E. A. Molony (Collector) L. G. Evans (Sessions Judge) L. Tipping, C. S. Stevenson (Joint Magistrate.) H. Kavenagh (D. Supt. Police) A. H. Sparling, Aftab Ahmed Khan, Professor Chakravarti, Mir Wilayat Hosein, Azizud Din (Deputy Collector), the Deputy Judge and a large number of masters and students. Wen dinner was ovr Mr Beck after alluding to the services of Mahomed Abdullah and to his own pleasure at being present proposed the toast of Her Majesty the Queen Empress. This having been drunk with enthusiam Ziaullah Khan the Secretary of the Cricket Club in an eloquent and amusing speech proposed the health of the guest of the evening Mohammad Abdullah; the speaker said that he had perhaps known Mohammad Abdullah longer and more intimately than any present and could testify not only to his capabilities as a Captain, but also to his estimable character as a manly fellow and a tarue and honourable friend.

The toast was received with great enthusiasm and drunk with musical honours, our the genial D. S. P leading the harmony. Mohammad Abdullah in reply expressed his deep sense of the honour done him and declared that whatever he had done for the College Cricket had been done always with the utmost willingness, his chief ambition being to serve the college and the Cricket Club as far as in him lay.

Mr. A H Sparling, as one of the oldest of the friends of the Club proposed the health of the M. A-O. College Cricket Club and in appropriate and amusing terms expressed the pleasure that he had always had in joining in the College games, his constant readiness to give the Club any help in his power and his personal esteem for the Captain in whose honour they had that day met together.

Ali Hassan, the new Captain, having replied on behalf of the Club the guests dispersed, after three hearty cheers had been given for them by the assembled students.

—o—

An interesting match took place on Saturday 18th and Monday 20th in the College cricket field between picked up

1. S. Aftab Ahmed Khan
2. Nawab Viqarul-Mulk
3. Nawab Mahomed Hayat Khan
4. Khan Bahadur Barkat Ali Khan
5. Nawab Imadul-Mulk
6. Mirza Abid Ali Beg
7. Professor Zia uddin Ahmed
8. Maulvi Bahadur Ali
9. Syed Abdul Baqi
10. Mahomed Abdullah

Retiring members are in all cases eligible for re-election.

COLLEGE NEWS.

CRICKET.

On Saturday March 18th a very pleasing function was held in front of the Siddons Union Club, namely the complimentary dinner to Capt. Mohammad Abdullah, on the occasion of his resigning the captaincy of the College Cricket Club.

Abdullah has been Captain of the College Cricket Club for three years and his tenure of the office has been marked by the conspicuous success of the Club under his rule. The general management and discipline of the crecket have been excellent and the eleven has met with unprecedented success; the quality of the cricket played in the College has improved in every department and of our success in matches it is sufficient to say that we have played more than 50 matches against good clubs and suffered only one defeat.

Mohammad Abdullah being on the point of entering the Government service has resigned the Captaincy and Ali Hasan has been appointed in his place. It was therefore thought by the members of the eleven that this would be a fitting occasion to give some expression of the gratitude felt by the cricketers of the College to Mohammad Abdullah for his services. A dinner was accordingly arranged to be given in his honour; the idea at once met with the approval not only of the cricketers but of all the College students as well as of the Professors and Masters and last but no means least of the English gentlemen of the station who take an interest in cricket.

took torealise money from the students of the College.

X. Qazi Azizuddin moved that receipt books be printed for the Rupee Branch of the Memorial Fund and that all receipts be stamped will the College seal. This motion was seconded by Mr. Tipping and was agreed to.

XI. Mr. Beck moved that the Rupee Branch be worked in no town where a general meeting of the Memorial Fund had not been previously held.

This motion was seconded by Prof. Chakervarti and carried nem. con.

XII. In accordance with Rule 10 of the Rules of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Association, Maulvi Zainul Abdin Khan drew the lottery according to which the following gentlemen cease to be members of January 1st 1900.

1. Ahmed Ali Khan ... Saheb
2. T. Beck Esquire
3. Zia-ullah Khan ... ,,
4. Niaz Mahomed Khan... ,,
5. T. Morison Esquire
6. Sheikh Abdullah ... ,,
7. Nawab Mohsinul-Mulk
8. Hon'ble Syed Mahmood
9. Hon'ble Khalifa Syed Mahomed Hosain
10. Maulvi Zainul Abdin... ,,

and the following cease to be members of the council on Jannary 1st 1901.

1. Qazi Aziz-uddin Ahmed Saheb
2. Hon'ble Nawab Faiyaz Ali Khan
3. Muzammel ullah Khan Saheb
4. Vilayet Hosain ,,
5. Abdool Shakur Khan ,,
6. L. Tipping Esquire
7. Ahmed Said Khan ,,
8. Haji Ismail Khan ,,
9. Professor Chakravarti
10. Kunwar Lutf Ali Khan ,,

and the following member go out on Jan. 1st 1902

It was further resolved that Musa Khan Saheb and Habib-ur-Rahman Khan Sahib be asked to undertake the work in Dataoli and Bhikampore respectively.

IV. Proposed by T. Beck Esq. seconded by Mir. Vilayat Hosain that a sub-committee be formed consisting of the gentlemen mentioned in Resolution No. III to take in hand the work of the Rupee Branch of the Memorial Fund as soon as possible in the town. Carried nem. con.

V. Mr. Beck proposed that the Council of the Memorial Fund is of opinion that the best way that Mahomed Said Khan Saheb can bestow his *waqf* is to give it to the M. A.-O. College. Qazi Azizuddin Saheb seconded this motion and it was carried nem. con.

VI It was resolved to hold two meetings on the occasion of the Old Boys Dinner-one connected entirely with the anniversary of Sir Syed, and the other with the Memorial Fund.

VII. Sahebzadah Aftab Ahmed Khan proposed that a public meeting should be held in the city in connection with the Rupee Branch of the Memorial Fund and that Kunwar Lutf Ali Khan and Hafiz Aminuddin be asked to help in the matter. Carried nem. con.

VIII. It was resolved that the Aligarh District with its tahsils be worked by a certain number of members, Mozammel-ullah Khan Saheb took charge of Atrauli District, Qazi Azizuddin Saheb that of Secandra Rao and Mir Walayet Hosain Sahib with M. Abbas Hosain Saheb and Niaz Mahomed Khan promised to work Jalali

It was further resolved that Shah Zahin Alum Saheb Tahsildar be asked to work Iglas, Kunwar Yousuf Ali Khan Saheb to take charge of Mendo and Munshee Rukne Alum Saheb of Hathras.

IX. It was resolved that Mozammel-ullah Khan Saheb and Maulvi Bahadur Ali be asked to realise unpaid subscriptions in Aligarh while Mahomed Abdullah under-

Minutes of the Proceedings of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Association held in the Principal's office from 3th to 20th of March 1899.

The following matters were brought before the Association.

Proposed by Mr. Beck seconded by Mahomed Abdul'ah

I. That the following gentlemen be allowed to attend the meetings of this association as honorary members.

1. Mahomed Hashim............Saheb
2. Ali Hasan ... ... „
3. Ali Mahomed Khan ... „
4. Khwaja Mahmood Hosain „
5. Sarfaraz Khan ... ... „
6. Ashraf Khan ... ... „
7. Riyaz-ud-din ... ... „
8. Zaman Khan ... ... „
9. Mahomed Yaqub ... „

II. Mr. Beck moved that it was desirable to organise meetings in the Punjab and elsewhere on the Anniversary of Sir Syed Ahmed's death (March 27) and that Khan Bahadur Barkat Ali Khan be asked to make arrangements for the meeting in the Punjab This proposal was seconded by Qazi Aziz-uddin Saheb and carried unanimously.

III. That a rupee branch of the Memorial Fund be opened in Aligarh and the adjoining villages.

Proposed by T. Beek Esq.

Seconded by Prof. Chakravarti and carried nem. con.

The following gentlemen volunteered their services for this work.

Mr. Walayat Hosain Saheb
Mahomed Abdullah „
Niaz Mahomed Khan „
Ali Hasan „
Gholam Mohy-uddin „
Riyaz-uddin. „
Mahomed Yaqub. „

Jalil c Shering b de Gex	...	11	c Coaker b Rutter	...	4
Abdullah c Sands b Wood	...	14	b Sands	...	58
Kabir not out	...	9	c and b Wood	...	5
Mohsin lbw b Coaker	...	8	not out	...	24
Extras	...	3	Extras	...	16
		149			260

BAREILLY C. C.

1st Innings.			*2nd Innings*		
Shering b Abdullah	...	6	c Moghni b Abdullah	...	11
De Gex c Kadir b Abdullah	...	6			
Rivett Carnac b Abdullah	...	0	not out	...	16
Rutter b Masud	...	93	c Jalil b Masud	..	7
Stuart b Abdullah	...	0			
Toogood b Masud	...	15	b Masud	...	6
Hornby b Masud	...	8			
Wyod b Masud	...	0			
Coaker b Masud	..	0	b Masud	...	5
Wimberley not out	...	23	not out	...	10
Sands b Masud	...	3			
Extras ...	...	2	Extras	..	15
		151			70

(*From the Pioneer.*)

We take the following extract from His Excellency Lord Curzon's speech in reply to the address presented to His Lordship by the Central Mahomedan Association of Calcutta on the 31st of January 1899.

" As regards a Moslem university in India, if it is intended to carry to a further stage the work already undertaken by the Aligarh College, which has so abundantly justified its existence by the production of a number of first class men, it is a project to which all must wish well.

"Life is good for amusement but not for enjoyment," this is somewhat cryptic; but no exception can be taken to "Remorse as a cheap virtue indulged in when we are no longer able to inflict evil."

The volume is printed at the *Gladstone Press Hyderabad* and costs *one rupee* (Re 1). We recommend it to our Union debaters as a useful investment.

CRICKET.

M. A.-O. COLLEGE, ALIGARH *vs.* BAREILLY CLUB.

THIS match was played at Bareilly on Friday and Saturday 24th and 25th, and ended in a draw somewhat in favour of the visitors. Aligarh, who batted first, seemed to find Wood's slows rather difficult, no one playing them with any confidence except Masud ; and the innings closed for 148. Bareilly responded with 158. the chief contributions being an admirably played 93 by Rutter, and 25 by Wimberley In the second innings Aligarh who opened very cautiously, gradually collared the bowling and ran up a score of 260 runs, Masud again played admirably for 80, and Abdullah knocked up 38 in very short time, hitting fearlessly all round the wicket. Bareilly responded in the 2nd Innings with 70 for 4 wickets. The College were unfortunate enough in losing the services of their best bowler, Ali Hasan who, though he batted, was disabled by an injured leg from helping his side with the ball. The following is the full score :—

M. A.-O. COLLEGE.

1st Innings.		*2nd Innings.*	
Abid lbw b Wood	... 11	lbw b Wood	... 22
Moghni b Coaker	... 18	c de Gex b Rutter	... 3
Ziaullah c and b Wood	... 8	run out	... 11
Ali Hasan c Coaker b Ruter ...	... 6	c Wood b Coaker	... 34
Masud c and b Wood	... 41	c Wood b Coaker	... 80
Kadir Beg b Wood	... 10	c Toogood b Coaker	... 3
Said b Wood	... 5	lbw b Rutter	... 0

jects he deals with than that he has not honestly attempted to grapple with them.

The essays deal with Politics, Civilization Culture, Poverty, Life, subjects by no means easy to sum up in the short compass of an essay, but the author has courageously attempted to set forth in a connected form the results of his reading and thinking and has succeeded in saying a good deal that is both suggestive and reasonable.

In his Essay on Civilzation the author points out rightly that "though social hypocrisy and deceit so often to be found in civilized societies are to be condemned yet they are preferable to a state of naked crime and undisguised vice, for they do at least recognise the existence of a higher law and point to a state of public feeling which is on the side of virtue and order. The delusion that civilization tends to the increase of crime is due to the continual improvement of the means of communication between different towns and countries and to the consequent notoriety which are serious offiences against law and morals now attain."

The reflections are not altogether new but they are at least sound and we would recommend the volume to the speakers in the Union debates where such subjects often come up for discussion ; we think that they would find a good deal that might prove helpful and instructive.

The volume concludes with some forty pages of apothegms which are, on the whole, less successful than the essays. The value of a good many of them is diminished by long and cumbrous wording. An apothegm we read in the dictionary is a "short sententious, instructive remark," and its point is entirely lost when it becomes elaborate and explanatory. We select a few of the shorter ones in which the author has pithily summed up a good deal of wisdom.

"The learned quarrel to provide amusement for the ignorant."

"Orientals think all struggles for worldly advancement vain ; the idea makes them idle without making them contented."

"We do not care how a person acts towards the world but how he acts towards ourselves."

which is to be left to the discretion of the Principal, due regard being paid to any condition made by the donors of the said scholarships and *wazifas*. (carried unanimously).

V. Proposed by Mr. Morison that the college Riding school should be kept up and that a grant should be made, if necessary for its maintenance from the College Funds. (carried unanimously),

Mr. Beck stated that there was a small debt on the Riding School (about Rs. 464 contracted in 4 ½ years) he thought that this should by paid off from the College Funds. This was agreed to.

VI. Nawab Mohsin-ul-Mulk read a passage from the Paisa Akhbar in which it was stated that Mr. Beck had, on his own authority and without consulting the Secretary or the Trustees, raised the salary of all the masters of the school by Rs 10 per month. He wished he said, in order that this false statement might be officially contradicted, to ask Mr. Beck, as a matter of form whether there was any truth in this, Mr. Beck, in reply, said that it was entirely false and that he would like to suggest that it would perhaps be more dignified on the part of the Board to treat such criticisms with silent contempt.

VII. Proposed by Nawab Mohsin-ul-Mulk seconded by Mr. Beck that a report of the proceedings of the Board of Management be sent monthly to the Trustees of the M. A. O. College.
(Carried unanimously.)

REVIEW.

Essays and Apothegms by Khwaja Ghulam-us-Saqlain, B. A., LL. B.—We have read with great pleasure this volume of Essays and Apothegms by Ghulam-us-Saqlain, a former student of the M. A.-O. College. Though the author, in his introduction, frankly disavows all claim to originality there are throughout the book evidences of independent thought ; and if he has failed to achieve anything that can be strictly called original, it is rather that little has been left unsaid on the sub-

I. Proposed by Nawab Mohsin-ul-Mulk seconded by Mr. Tipping that a committee be appointed to consult on matters relating to the Food of the Boarding House and that the following be appointed members :—

Nawab Mohsin-ul-Mulk.
Mr. Tipping.
Mr. Beck.
Mozammelullah Khan.
Zainul Abdin Khan.
M. Walayet Hosain.

With Kazi Aziz-ud-din and M. Ahmad Ali Khan as consulting members. Carried unanimously.

II Proposed by Mr. Beck and seconded by Mohsin-ul-Mulk (1) that a scholarship be founded to commemorate the friendly interest in the College shown by the late Viceroy Lord Elgin and to testify to the appreciation by the College of the very generous and most valuable assistance rendered to it at a time of great need. (2) That a scholarship be founded in the name of Mr. T.W. Arnold as a permanent momento of the years of able and ungrudging labour he has given to the College and the esteem and affection with which he is regarded by every one connected with the institution. (carried unanimously).

III. Proposed by Nawab Mohsin ul-Mulk seconded by Mr. Beck that the Debenture Boarding House be henceforward known as the "Denton Court" in token of appreciation of the services which Mr. Denton rendered to the school and of the deep regret of the authorities of the College at the sad death of one who, though connected with the College for only a short time, had very completely won the esteem and affection of Professors and students alike by his abilities and by his kindly and amiable disposition. (carried unanimously).

IV. Proposed by Mr. Beck seconded by Nawab Mohsin-ul-Mulk.

That the expenditure of the funds already collected by Nawab Mohsinul Mulk for the purpose of founding scholarships in connection with the College and school be distributed over 3 years ; and that one-third of this sum be expended annually in scholarships and *wazifas*, the assignment of

amount has to be done for the improvement and development of the College. What that may lead to the future may be left to decide. (Applause). At all events, I believe everybody, whatever their opinions may be upon the subjects on which I have touched, will agree with me that it is their duty to show their reverence to Sir Syed Ahmed, to show they are worthy of his precepts and example, by giving to the utmost of their means to improve, develop and perfect the work which he so nobly began." (Loud applause).

Syed Abdul Raoof Sahib having thanked Sir Arthur Strachey on behalf of the Committee, the subscription lists were sent round, and the meeting dispersed.

The total sum subscribed at the meeting was Rs. 6,211, to which if we add the subscription formerly given by Sir Arthur Strachey (Rs. 500) and Mirza Kazim Hosain Rs. (1,000,) the total from Allahabad is Rs. 7,711. The leading Mahomedan subscriptions were Mr Abdul Majid, Rs 1,000 Mr Abdur Rauf, Rs 500, Mr. Abdul Majid Rs. 500, Mr. Ghulam Mujtaba, Rs 500. The following Englishmen also gave subscriptions:—Hon'ble T Conlan, Rs. 200, Mr. F. L., Petrie Rs 100, Mr W R G. Moir, Rs 50, Mr H C Ferard, Rs 50, Mr W K Porter Rs. 50, Mr J Denman, „ 50.

Proceedings of the meeting of the Board of Management held on Saturday, March 4th 1899, at 2 P. M in the Principal's office.

PRESENT:

Nawab Mohsin-ul-Mulk.
T. Beck Esq.
T. Morison Esq.
L. Tipping Esq.
Professor Chakravarti.
M. Abbas Hosain.
Master Walayet Hosain.
Syed Abdul Baqi.

On the motion of Nawab Mohsin-ul-Mulk seconded by Professor Chakravarti Mr. Beck took the Chair.

The following matters were brought before the meeting.

PRESENT NEEDS AND POSSIBLE DEVELOPMENTS.

So much as to what I think has to be borne in mind as to the principles upon which Sir Syed Ahmed founded the College. Now with regard to the future I have very little to say. I have already admitted that changes may be necessary in matters of detail. There is no institution of which that cannot be said, and the Aligarh College is no exception to the rule. As an instance of the sort of change, I may refer to what has happened in the last few months. It was seen very wisely that Sir Syed Ahmed stood in a very special relation to the College which nobody after his death could hope to occupy. During his lifetime he was, and everybody gladly conceded the position to him as his due, a kind of autocratic Governor of the College; he was its founder, and without him it would not have existed. It was felt when he died that no one else possessed his qualifications, and the tendency has been to distribute the work, which devolved almost exclusively upon Sir Syed Ahmed, among the the gentlemen who now conduct the affairs of the College. That is the sort of change which circumstances make inevitable. There is another change which some people look forward to, which has been the subject of much discussion, and about which I think a certain amount of misconception has been felt. That is the question of a possible Mahomedan University, into which some people hope this College may develop. With regard to that what I desire to say is that whether one look forward to the development of this College into a University, or whether one is content to take short views of life and to improve the College that difference of view need not affect our immediate practical efforts in any way. My own idea is that the question of a future University is not one of practical politics at all. I regard it as an ideal for the development and improvement of the College. In order to translate that ideal into reality so much has to be done that I think it almost premature to discuss the question So much would have to be done in improving the College, strengthening it in all possible ways; legislation even would be necessary. All these things require infinite discussion, and we may be content to leave the solution of that question to those who follow us years hence. Whatever may be done in that direction can only be done through the college If there is to be a University it will only be through the College. We need not look beyond this for the present, that an immense

of the College and I say with absolute confidence that he regarded as essential to the success of his far-reaching schemes the most cordial co-operation between the College authorities and the Mahomedan public, with the European staff which he had himself chosen. (Applause.) Above all, I know from personal experience of the confidence which he had and justly had in my friend Mr. Beck the Principal of the College. (Applause.) I am not going to say much about Mr. Beck in his presence, but I cannot help congratulating myself upon having been, as I believe I was to some extent at all events, the means of his becoming Principal of the Mahomedan College. I remember as far back as 1883 when my friend Mr. Syed Mahmood was in England looking for a Principal, I had the pleasure of knowing him and Mr. Beck, and I am strongly under the impression that it was I who introduced Mr. Beck to Mr. Syed Mahmood and in that way laid the foundation for the appointment soon after made. And I believe I told Mr. Mahmood that it would be impossible for him to find a man who united more conspicuously the qualities required for an appointment of that description, that is to say, a sympathy with the hopes and ways of thought of a community in many ways very different to that to which he was accustomed before he came to India, and administrative ability of which I may say that if you had known the facts as I know them you would be extremely grateful to Mr. Beck for having exercised his great gifts with such success during the last year or two. (Applause). These were the principles of Sir Syed Ahmad, the establishment of an educated and enlightened class of leaders, the method of adopting as far as possible the English public school and College life which has provided Englishmen with leaders of that kind, the cordial co-operation of Europeans, and the presence of a strong and able European staff. (Applause.)

Whatever changes, and I am not foolish enough to think changes will not be required, whatever changes may have to be introduced, these conditions must be preserved if I and those who think with me are to take the smallest interest in the College and give the slightest support. I take this opportunity of saying so because I think those whom we ask to support the College should be under no wrong impression of any kind. If they think of a different kind of institution I say to them with all respect "Found your own institution, but contribute to that and leave us alone." (Applause.)

lost, because he regarded it essentially as a training in the virtues of self-help and self-government. But in considering the practical methods by which this ideal was to be attained, he was sufficiently enlightened to see that the qualities of such a class of leaders as he desired to create must be implanted by education at the very outset. What he desired to do was to adapt as far as possible to the conditions of Indian life and of the Mahomedan community that English public school and college life which is the explanation of nine-tenths of the success which Englishmen have achieved in their public life. Sir Syed Ahmed put that in the first place, and he put intellectual success, the test of satisfying examiners, in the second place. He was too wise to ignore the importance of intellectual training, he was too wise to ignore the importance of Mahomedans taking degrees, passing examinations, and doing everything else that the rest of the Indian community does in the way of intellectual advencement. But he saw that before and above all came the importance of educating the Mahomedan leaders in that discipline and training of which the English public school and college life gives the best example—in which by community in games, community in studies and everything that fosters *esprit de corps*, Mahomedans can feel they are a united community, and can trust themselves and trust their leaders. Many of you were present yesterday, no doubt, at the Muir College, and heard that eloquent address of our Lieutenant-Governor, and you no doubt heard him say one of the difficulties in the way of fostering that ideal of education in India was the absence of what we in England know as the common chapel and the common dining-room, but he went on to say, and it is true, that that is not a difficulty in the way of the Mahomedan community. (Applause).

Now that lands me to the third condition which Sir Syod Ahmed laid down. If what is required is the formation of a class of educated and enlight ened leaders, if that is best secured by beginning at the beginning and adopting the methods of English public school and College life, it necessarily follows that you need the co-operation and assistance of those who have seen personally the working of this system in England. You need the co-operation of Englishmen, and the presence of a strong English staff of teachers personally acquainted with public school and College life, and the way it is administered and carried on, (Applause). I often spoke to Sir Syed Ahmed about his conception

conditions we must bear in mind. The first is never to lose sight of the principles on which Sir Syed Ahmed has established the College, and the second is to introduce such changes from time to time as the future may show to be required. As regards the first point, I for one, feel that the College as Sir Syed Ahmed founded it is the only Mahomedan Anglo-Oriental College that I feel disposed to support in any way whatever. (Applause.) While making every possible allowance for the spirit of progress, while refusing to be tied in matters of detail to the circumstances of any particular time, I and those who think with me feel that we may rest secure upon this foundation, that Sir Syed Ahmed knew vastly better than we can do what was best suited for his own people, and the foundation which he laid must never be disturbed in any future period of time to which it is reasonable to look forward. (Applause.) Sir Syed Ahmed knew better than any one else the causes of that declension, that falling back of his community to which my friend Mr Beck referred; he knew they had fallen back in social, intellectual and political position and he set himself to remedy that state of things. And what was the remedy ? He sought to raise the Mahomedan community not by means of any sudden or superficial change with transient effects, but he wished to improve their condition permanently by creating a class of educated competent and enlightened leaders whom the community might trust, and who would be able to trust each other. He saw that the two things they wanted were enlightened leadership and mutual co-operation. (Applause). To secure these results the following I think, are the principles which are clearly discernable as those in which he believed. In the first place, it was a work which he conceived must be done by Mahomedans, and controlled by Mahomedans themselves. (Applause.) Sir Syed Ahmed was a man of broad sympathies, who had many European friends to whom he was attached and who were greatly attached to him, but he was above all a native gentleman and a Mahomadan gentleman It would be an absurd mistake to suppose that he wanted to turn his Mahomedans into Englishmen. Therefore it must be remembered in the first place that he was as I have said essentially a Mahomedan, and in the second place, if he had not conceived that the work must be done and controlled by Mahomedans themselves, the whole value of the experiment would be

when one heard people talk about the College in connection with Sir Syed Ahmed, nothing was more common than to hear the gravest prophecies of its future when that great man should pass away. People used to say that the College was an institution dependent solely upon Sir Syed Ahmed, and after him it would probably no longer continue to exist or its existence would be very precarious. What was the reason for that view; Partly it was based upon doubts whether the Mahomedans had among them the public spirit and capacity to maintain the institution which the genius of Sir Syed Ahmed had established partly also it arose from the apprehension that after the death of Sir Syed Ahmed intrigue would crop up, and the voice of passion would be heard, and various people would seek their own aggrandizement and would put their own interests before those of the College, which above all things requires union and the absence of self-interest if it is to be successful. So far these apprehensions have not been realised in the slighest degree, and I trust they will not be realised in the future. Two things lead me to hope that this time of crisis will be—if it is not already—successfully overcome. First, I would mention the admirable manner in which the governing body of the College, the Trustees, have put the constitution of the College on a satisfactory basis, under the secretaryship of my friend Mohsin-ul-Mulk; and secondly, I am informed on the best authority that the roll of members of the college so far from showing the diminution which one might expect to follow upon the apprehensions of which I have spoken, and upon the death of Sir Syed Ahmed,—so far from showing a diminution I am told there is a distinct tendency for the numbers to increase. (Applause.) That is a sign of great encouragement, because that after all is an indication of the feelings of the Mahomedan people, the Mahomedan parents, those to whom the College must always look for the chief support of its aims. Therefore I trust all these apprehensions are destined to pass away, and I think I may take these indications to show that if there has been a minority of intrigue and faction it is a hopelessly discredited and defeated minority. (Applause).

ESSENTIAL CONDTIONS FOR A MEMORIAL.

Now if our object is to commemorate the work of Sir Syed Ahmed and to forward it as a memorial of that great man, there are two essential

own personal connection with the College and its concerns. I do not propose to dwell upon that, but I may mention, as you all know indeed, that my father, Sir John Strachey—(applause) was for many years a most intimate friend of Sir Syed Ahmed, and a most enthusiastic admirer of that great man and his work. Long indeed before I came to India, and I have been here a good many years, I had heard from Sir John Strachey of his friend Sir Syed Ahmed and his work at Aligarh, and in addition to that when I came to India I had myself the privilege of obtaining the friendship of that eminent man, for whom I had an admiration as great as anyone could possibly have. Further I knew my friend Mr. Theodore Beck a great many years before he came to India, and last of all I have recently been appointed by the Trustees a Visitor of this College, and have therefore at last obtained an official connection with a work which has for as many years attracted my unofficial, interest. (Applause.)

"Now, gentlemen, what are we here for this evening? We are to commemorate Sir Syed Ahmed, and to develop as best we can the work to which he devoted the best years of his life. And from my knowledge of him I have no hesitation in saying there is no other memorial for which he would have cared—he would not have cared for any personal memorial, he was a man absolutely devoid of personal vanity —(applause)—and I feel confident if he had at any time been asked what memorial of himself he would welcome and desire he would have said, 'Do what you can to develop and maintain this College that I have founded,' (Applause). Now the death of such a man, and the reflections which are inspired by his career, are feelings which it is natural we should take advantage of to arose enthusiasm and to forward his work; to obtain subscriptions, and to dissipate that coolness and indifference which may be felt towards the work which he began so well. This is undoubtedly the time when we should come forward and urge anyone who has the slightest interest in Sir Syed Ahmed's aims to show that interest by active work for them (Hear hear).

A TIME OF CRISIS.

"There can be no doubt that at the death of Sir Syed Ahmed the work which he began, this College which he founded, passed through a time of crisis. It was inevitable that that should happen. Long ago

of but moderate means, and many of them are old students of the College—and in particular I feel grateful for the zealous and patriotic efforts of our friends in the Punjab and Central Provinces. We have now learnt facts by experience. First the Mahomedans as a rule will not come forward spontaneously; they will promise subscriptions, if asked, and a considerable precentage of those who promise will pay: third, the number of people who are ready to work and collect subscriptions is so few that most towns in these Provinces do not possess a single man of this character. In order to become a progressive nation the Mahomedans want three qualities: public spirit, self-denial, and energy. The great use of our College is that it will train them in these qualities. But we cannot do it on a large scale without money. And to supply that all Mahomedans should deny themselves a portion of their income and contribute to our Fund. If they cannot sacrifice some pleasure for the public good, they are not a nation at all, but disintegrated body of individuals who are bound to perish in the struggle for existence with more vigorous and public-spirited communities. Gentlemen, I trust this meeting will set an example to the other Mahomedans of the Province, and will prove that you at least are not wanting in feeling for the welfare of your brethren and in love and admiration for the great man in whose honour this Fund is instituted." (Applause).

The Nawab Mohsin-ul-Mulk made a long and eloquent speech in Urdu, which aroused great enthusiasm.

THE CHIEF JUSTICE'S SPEECH.

Sir Arthur Strachey said :—

"GENTLEMEN,—When I was invited by the Committee of your community to preside at a meeting to receive the delegates of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund, there were two reasons why I accepted that invitation with peculiar pleasure. The first was that one naturally thinks with great satisfaction of taking part in any memorial in honour of a great man like Sir Syed Ahmed, in whose honour and memory this meeting is held. (Applause.) And the second was that I was anxious to take this the first opportunity afforded me of testifying to my own personal interest in the Mahomedan Anglo-Oriental College at Aligarh, which is the great work by which Sir Syed Ahmed's name will be remembered. My friend Mr. Buck has been good enough to mention my

"A single town in England, Birmingham, decided during the past year to found a University. In one evening 15 lakhs were subscribed. The people of India were afflicted with famine. The British public voluntarily paid up 100 lakhs. They give one or two hundred lakhs a year to Christian missions. A business man gave nearly 150 lakhs for a College for women. These are specimens of the public spirit of the English people. If there were anything in England that had so vital an importance on the national prosperity as the M. A.-O College has for Mahomedans, I make no doubt that the public would subscribe 500 lakhs for its support. But you will say the English are rich and the Mahomedans are poor. That is true but they are probably not more than twenty or thirty times as rich as the Mahomedans, yet the amount they give for public institutions and objects is perhaps a thousand times as much as the Mahomedans give to their own national institution.

THE NEED OF PUBLIC SPIRIT

"The Mahomedans are poor, but they are not so poor as to be powerless. They have as a community plenty of money to do all that is necessary. Why, a subscription of one anna a head would bring in 35 lakhs. A rich private Mahomedan of Hyderabad died not long ago leaving 60 lakhs. But your rich men forget their nation in their wills. They generally leave their money to be squandered by thriftless relatives. I have little hopes from the rich as a class at present With a few noble exceptions most of them do not know the meaning of the words "public spirit." Compare the Mahomedans with the other nations of India. A Parsee, a man belonging to a community containing less than 100,000 persons, has just given 33 lakhs for higher education. Mr Tata alone has paid twice as large a sum as 60 million Mahomedans have in 25 years. A Sikh of the Punjab left over 20 lakhs for a College. The Hindus are subscribing liberally for their College at Benares. The Mahomedans, it is true led the way, but they will soon be left far behind, unless they show in the future a different spirit from that they have shown in the past. I ask you, gentlemen, is it an encouraging task to spend one's life in trying to help people who won't help themselves? I have not come to flatter you but to speak the truth, in the hope that the Mahomedans will rouse themselves from their lethargy. I feel very grateful to those who have helped us—they are mostly men

in debt, and is constantly losing the land which it inherited from its forefathers. You have allowed other communities to seize on the enormous resources that are offered by trade and industry, and the cause of this you know. It is your fatal neglect of education. The fault is your own and not that of the Government. The Government would be powerless to arrest your decline. Do you suppose the wealth of England is due to its Government? It is due to the energy and enterprise of its people. When there are more students in Colleges belonging to the single small caste of Kayasths than there are of the great Mahomedan community, do you suppose that any Government patronage or any rules of appointment can prevent the inevitable consequence? No. There is only one remedy and that lies in your own hands. Fortune too has favoured you. She gave you a great man; the greatest man India has produced in the century. He with prophetic eye pointed out the road to success. The results of his work are before you. His early supporters had faith, but you have tangible proof. The College founded by him small though it is and hitherto limited to sending out a mere handful of men belonging to a nation of sixty millions, has had a perceptible effect on the prospects of the Mahomedans. Your task is to extend its work and strengthen its resources. On this more than on any other single undertaking depends the answer to the question: shall the Indian Mahomedans play in the great historic drama of the British Empire the part of a highly civilised and progressive, or of a degênerate and insignificant community?

"We ask the Mahomedans to contribute 10 lakhs in honour of their lost leader. I do not wish to raise false hopes as to what we can effect with this. But I can promise you one thing; we can practically double the effect of the College as a means of national advancement. Is the sum a large one for the Mahomedans of India to contribute? Let me give you a few facts and figures. Lord Kitchner asked the British public to give out of their charity 15 lakhs to found a College for Mahomedans in the Soudan. The sum was subscribed in a few weeks. In as many months the 60 million Mahomedans of India have paid half a lakh for their own national prosperity. Is that not a shameful fact for Mahomedans?

THE SYED AHMED MEMORIAL FUND.

MEETING AT ALLAHABAD.

A LARGELY attended meeting in support of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund was held in the Mayo Hall, Allahabad, on Thursday evening. Sir A. Strachey (Chief Justice) presided. The deputation from Aligarh consisted of Nawab Mohsin-ul Mulk, (President of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund) Mozammel Ullah Khan Sahib, Khan Bahadur Maulvi Zainul Abdin, Mirza Abid Ali Beg. There were also on the platform Mr. Petre, Commissioner of Allahabad, Mr. Conlan, Mr. W. K. Porter, Mr. Ferard, Mr. Denman, Mr. Moir, Mr. C. Ross Alston, Mr. Kazim Hosain, Pandit Bishambar Nath, and others.

Mr. T. Beck said —

"SIR ARTHUR STRACHEY AND GENTLEMEN,—I beg on behalf of the M. A.-O. College to offer our warmest thanks to you, Sir Arthur, for your great kindness in consenting to preside to-day at this meeting, the object of which is to assist in placing the finances of the College on a firm footing. The kindness which you have shown to the College is indeed hereditary, since your illustrious father, Sir John Strachey, gave us the grant of land on which the College is built, I believe there is no living man for whom our founder, Sir Syed Ahmed, felt so much respect and affection as he did for Sir John Strachey It would be impossible to ennumerate all the favours you have yourself shown our College during the fifteen years of your residence in India, culminating in giving a handsome donation to the Sir Syed Ahmed Memorial Fund, and in taking the chair to-night. That great and noble man, Sir Syed, made it the chief aim of his work to unite the Englishman and the Mahomedan in bonds of friendship; and the kindness of yourself and the other English gentlemen who are participating in this meeting to-night, and extending the hand of help to the Mahomedan community, will have an effect on the hearts of the Mahomedans which I feel convinced will be neither superficial nor transient. (Applause.)

THE DUTIES OF MAHOMEDANS.

"I wish now to address a few words to the Mahomedans. You are aware that for many years your community has been steadily declining in wealth and position. You are dropping out of the Government service and the learned professions. Your landed aristocracy is

school commenced his studies from the lowest class in our school and by virtue of the half yearly promotions in the lower classes could finish his school career in six years at the age of 14. The present Head Master who has twelve years' experience in Education and the late Mr. Denton have always spoken very highly of their staff which is chiefly composed of graduates of our own college; all of whom are youngmen full of energy and zeal for their work and animated with the love of this Institution. Few of the Government schools can boast of such an excellent staff.

As might be expected the Zahur Ward boys have done better than other boys in the annual examination and 75 per cent of them have been promoted. Of the few who failed in the annual examination were mostly such as had only recently joined the boarding house. It is a mistake to send boys to this school when they are 15 or 16 years old and spoiled at home. It is difficult to correct such boys and the M. A.-O. Collegiate school cannot be blamed if some of them be not reformed. If they come to us while very young and not spoiled by the bad company of the street boys and the household servants we can easily take the responsibility of bringing them up as the typical students of the M. A.-O. College and in many respects equal to those brought up in English boarding houses; but unfortunately very few of the well-to-do Mahomedans appreciate the advantages of the boarding house life and keep their sons at home partly on account of the foolish love of mothers and chiefly owing to their unwillingness to spend more money on education. They are accustomed to receive higher education gratis by living in mosques on the charity of others, and the lower education in Maktabs where they paid a few annas per month to the pedagogue who kept the boys shut up in his black hole for the most part of the day and after several years did not teach them more than ordinary reading and writing of the Persian language. They do not understand that the times have changed and that kind of education is not worth anything in these days and that real education is a costly thing and that the first and the most necessary charge on their pockets ought to be the cost of the education of their sons.

M. A. O. COLLEGIATE SCHOOL, ALIGARH.

On account of the sad death of Mr. Denton the late Head Master, and other difficulties which the College was labouring under, the Mohomedan Public might have been fearing that our school wou'd do badly in the annual examinations this year, but we are glad to inform them that the examination results by which the Public is accustomed to judge of the success of our Institution, have been more than satisfactory this year. Out of the eighteen candidates sent up for the Entrance examination of the Allahabad University eleven have passed, two being placed in the 1st division, six in the 2nd division and three in the 3rd division. One of the two 1st divisioners stands 5th and the other comes out 35th in the whole University. The time of the Allahabad University examination having not been well suited to our annual promotions we have been preparing boys for the Punjab Middle for the last two years, and have sent up twenty five candidates for it this year. The results of the examination are not yet out but we have every hope that our boys would do well in it. This year the time of the Allahabad Middle examination is changed which suits our annual promotions and we will prepare our boys for that examination in future. The results of the other school classes have been very satisfactory and Mr. Moss the new Head Master who has chiefly examined the classes is of opinion that they are not below the standard of the Government schools, but are in some respects above it, though we have only nine classes instead of the twelve classes of the Government shools of these Provinces and the ten classes of the Punjab, and have been giving half yearly promotions to the boys of the Primary Department thus shortening the period of the school education to seven years in general and to six years in some cases. Thus a boy of average intelligence can pass the Entrance examination in seven or eight years from this school while he must spend eleven or twelve years in the Government schools of these Provinces and ten years in those of the Punjab before he can get the Entrance certificate. We are glad to say that the boy who has stood 5th in the whole University from this

it intervening between the hates and prejudices and jealousies of daily life and whispering its sweet counsel evermore, till the principle became the practice of those who bore it. The bold '*Go through*' might be a countersign for good or evil—a rallying word for resolution, tenacity of purpose and single-mindedness in a right cause as well as for contempt of danger in an indifferent one. 'Go through': in other words let no impediments stop you—conquer difficulties, tread down opposition. There is in its sententious ardour, force and energy—the sentiments which have proved the secret of victory in many a cause more glorious than those won in the red field of battle. What inscription can be more to the purpose, more inspiring to action, more full of promise as to the result than the cheerful '*Rowe and retake.*'? When the mind overcome by disappointment or misfortune droops languidly beside the waters of despair (those dark and sluggish waves that rob the spirit of buoyancy and the frame of action and in which too many sink without an effort) the spirit of this motto might awaken a sense of power in its bearers and happily set them off afresh to 'Rowe and retake.'

It is also worth noticing how emphatic the phrase becomes from the cheerful assurance it involves; one forgets the laborious endeavour in the pleasant sequel it promises and we all know that in the circumstances where we should desire to adopt it to make the effort is most frequently to win the result. How appropriately does the motto, '*Yield not to misfortune*' second the bold persuation of the above. It is the essence of Senecca's philosophy compressed in this short motto. It is nothing for a man to hold up his head in a calm, but to maintain his ground and to stand upright when other men are beaten down—this is divine. Besides if we turn our backs once, we are routed and pursued, if we yield, we draw upon our own heads our own ruin, whereas to conquer the goddess of Fortune we have but to struggle with her and the pleasure of victory is worth the trial and combat.

KHWAJA MAHMOOD HOSAIN.

SOME REFLECTIONS ON MOTTOES.

Looking over a volume of Scotch Heraldry, I was struck by the variety, significance and epigrammatic character of the mottoes which gave life and meaning to the otherwise unintelligible hieroglyphics in which the Heralds' Court keeps its records. I confess to a love of mottoes—I have faith in them as family periapts or amulets and regard them as sacredly as the Jews of old did their phylacteries or the Hindus do a text from the Vedas. Who shall doubt that '*Nil desperandum*' has been the saving of many a one and '*Persevere*' a key to success? Surely the constant recurrence of a noble sentiment, or moral axiom, falling from seal or signet every time one uses them must impress the mind with the spirit of their meaning, and thus render them syllabic amulets, words of power, not only to strengthen us in our mental and moral struggles, but to aid us in acquitting the services and in discharging the duties we owe to others.

The Arabs, too, had their mottoes but these were, not unfrequently derived from some text of the Quran. The motto of the Prophet of Arabia being "there is no God but He and Mahomed His Prophet", that of Hasson his grandson was 'All glory and honour is for the Lord.' Similarly the Mughal Emperors of Delhi had their mottoes indicative of a certain peculiar and predominent feature in their characters. Syed Mahomed Muttaqi Khan the father of the late Sir Syed Ahmed Khan had for his motto the following words from the Quran :—Verily the Lord God is with the virtuous and pious.

But some, it is true, like the reckless, haughty '*Spare naught*' of Lord Hay, literally crying 'havoc to the dogs of war,' regardless of the human rights and sanguinary in its selfishness are no way akin to this matter. The majority, however, read more like aphorisms from Holy Writ, than precepts of the blood—stained age of Chivalry. How beautfully does the tender '*Be merciful*' contrast with the fierce spirit of this mot. Mercy hereself need wear no better cognizance, and like her, we could fancy

part in the last Tournament there are only 3 representatives on the Syndicate, while there are 8 representatives of three Colleges which did not enter for any of the events. It is an extraordinary thing that so little importance should be attacted to physical education that the Syndicate should be unwilling to allot less than 2 per cent of its income to its incouragement. Their views will be shared by few Englishmen outside the profession of education in India, for it is an axiom among Englishmen that they owe many of the most valuable national characteristics to these manly games. Nobody can pretend that their encouragement is deleterious to the sacred object of passing students through examinations. The youth with a strong constitution can do more mental work than the weakly bookworm. We have found that our cricket and football players are not handicapped in obtaining their degrees, and that they start life at a great advantange when they leave college. We find that their common sense, intelligence, and general capacity have been increased by these games and that they have a distinctly better chance in the struggle for existence. Besides who cannot but wish that our students should be fine manly fellows and not merely roundshouldered sedentary clerks? We cannot but hope that both for the reputation of the University as well as for the cause of true education the Syndicate will think better of its precipitate decision and will restore the University Tournament next year.

His Honour Sir Antony MacDonnell presiding over the convocation of the Allahabad University, held on March 8, made a very remarkable speech. We cannot for want of space give a detail of all the important educational questions discussed in the address, but we cannot retrain from quoting the highly appreciative reference he made to the late Sir Syed Ahmed Khan in the beginning of his speech. "The University has experienced a heavy loss in the death of a venerable and honoured Fellow—Sir Syed Ahmed Khan of Aligarh. The regret felt at his death is national: the appreciation of his services is equally widespread. He died in the fullness of years and honours: bequeathing to his country the memory of a great personality, and to his own people—if they will only work on the lines he laid down—a triumphant cause.'

that he gives almost his whole attention to the former and neglects the latter. Of course it is desirable that boys should get as much knowledge as possible; and the selection of knowledge as the standard of comparison between different institutions and competing teachers has this great convenience over less palpable qualities that it is capable of scientific and easy measurement. To judge of the tone of a school and the quality of its pupils as human beings requires judgment and perception in the inspector, and cannot be effected by a mechanical test. In England the old system of paying primary schools by results has been abolished, and the more human agency of the inspector has been substituted for the machinery of the examination. But in India the theory of the percentage reigns supreme, in education as in the police.

There is however one important side of education which can be submitted to a test; that is, physical education The system of tournaments of games, which was first initiated in the Punjab, has been adopted in these Province, and has given a great stimulus to cricket, football, and athletics. The various schools have competed in the school tournaments and the Colleges in the University Tournament. These Tournaments have given a great stimulus to the games, and one of the most notrious deficiencies in the system of Indian education has been successfully attacked. We know very well in Aligarh that cricket and football exercise as great an effect on the character of the student as on his muscles. It would seem superfluous to allude to these facts were it not that they are questioned apparently in the Syndicate of the Allahabad University. For we have to record with shame for the reputation of the central educational authority of these Provinces that the Syndicate has just decided to stop the grant of Rs 1,000 a year for the Allahabad University Tournament. It is an unfortunate fact that the more sporting Colleges have but few representatives on the Syndicate. Of 8 Colleges which took

the Chancellor of the University was to give the Address excited the keenest interest. Sir Antony MacDonnell did not disappoint his hearers and gave a very remarkable speech dealing with many aspects of Indian education. We do not propose to deal with the various questions dealt with by the Chancellor; to do so adequately would require an amount of space equivalent to two or three numbers of this magazine. We cannot however refrain from expressing our gratification at the strong opinion expressed by Sir Antony MacDonnell as to the great improvement in efficiency and honour effected by English education in the ranks of the government services. This is a great achievement of education in India and it proves that the effects of English education are not as is sometimes asserted to produce a superficial veneer, but that they extend to the foundations of character and morals Sir Antony MacDonnell pointed out moreover that the Indian educationist has especial difficulties to contend against. The surroundings of an Indian student are very inferior to these of an English youth. The latter is brought up in an atmosphere of sentiments and ideas which exerts so strong an influence on the mind and character of the youth that the schoolmaster and professor find half their work done for them Moreover the teacher in a government school or College in India is deprived of the moral support of religion, the strongest factor in moulding the character. We would suggest that such being the case the Indian school and college ought to given a larger share of their time and attention to the formation of character than is considered necessary in England. But such is not the case. On the contrary the extreme prominence that is given to examinations in India as the be-all and end-all of education has a directly contrary effect. The average schoolmaster knows that his chances of promotion rest on his securing a high percentage of passes in the public examination, and not on the character, manliness and good breeding of his students. It follows therefore

The Muhammadan Anglo-Oriental College Magazine Aligarh.

New Series VOL. VII	APRIL 1899.	No. 4

THE ALLAHABAD UNIVERSITY.

It had been for years a complaint that the convocation of the Allahabad University was poorly attended both by graduates who were to receive their degrees and by the general public. This year the opposite was the case. Over 250 graduates came to receive their degrees and the hall was packed to overflowing with visitors. The large attendance of graduates was due to three causes. First, to the fact that on account of the alteration in the dates of the examinations the degrees of both 1898 and 1899 were conferred. Second, because the degrees are now given about a fortnight after the publication of the results, instead of nearly a year after; so that most of the graduates can easily attend, whereas formerly many had obtained posts and were scattered all over the country. This again is due to the alteration of the dates of the examinations and is one of the advantages of this change, another advantage being that the immediate pressure of the Convocation has quickened up the whole machinery of bringing out the results. Third, and this is the cause also of the large attendance of the public, the knowledge that

M. A. O. COLLEGE MAGAZINE.

This Magazine will contain articles on political, literary and other subject of interest to the Muhammadan community. At least 24 pages of the Magazine will be in the Urdu language. Sereval Muhammadan gentlemen distinguished for their abilities and learning have promised to contribute towards the Urdu portion of the Magazine. It will also review books relating to Islam published in Europe and India. Translations will be published from Arabic papers printed in Egypt and Syria.

The Magazine is also the organ of the Educational Census, and will publish monthly reports of the progress of the work. It will likewise give the latest news of the Muhammadan Anglo-Oriental Defence Association of Upper India.

The Magazine will contain all sorts of information with regard to the M. A.-O College. It will thus form a history of the College, both of its external relations and its internal life.

The Magazine will be ready also to publish short accounts of the progress of all Muhammadan Schoo's througout India. Persons connected with such schools are invited to supply the Editor with information about them.

The annual subscription is ~~Rs~~ 3 including postage, and is payable strictly in advance. TEN NUMBERS will be issued in the year. Subscribers should either send the subscrption to the Manager, or allow him to send the first number by v. p. p. for ~~Rs~~ 3 or for Re 1 As. 8 for half year.

The Magazine will insert advertisements at the rate of 2 annas per line or ~~Rs~~ 2 per page in Urdu.

The "Aligarh Institute Gazette" with 'the Progress' has been incorporated with the Magazine. So it is the only record of the Educational Movements of the leading Musalmans of India and expects greater patronage from the members of the same nation.

THEODORE BECK,
English Editor.

KHWAJA MAHMUD HASAN, B. A.
Manager.

Vol. 7 April 1899. No. 4.

THE
M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE,
ALIGARH.

Contents PAGE.

۱۳

جلد ۷ — مارچ سنہ ۱۸۹۹ع — نمبر ۳

محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین

علیگڈھ

فہرست مضامین اُردو

صفحہ

كالج ميگزين

———o———

قريباً پانچ برس هوئے كه اِس نام کا ايک علمي رساله اِنگريزي اور اُردو مِلا هوا — عليگڈه كالج سے نكلنا شروع هوا اول اول وه عليگڈه اِنسٹيٹيوٹ گزٹ کا ضميمه بنكر نكلتا رها - ليكن سنه ۱۸۹۴ع ميں اُس نے ايک مستقل رساله كي صورت اِختيار كي — اِس كے مضامين زياده تر كالج كي خبروں اور اُس كے متعلقات پر محدود هوتے تهے - اور اِسوجهه سے عام پبلک كو اِس كے ساتهه چنداں دلچسپي نه تهي *

اِس خيال سے اِسكے منتظموں نے اِس كو زياده وسعت ديني چاهي تاكه وه بالكل ايک علمي ميگزين بن جاے جس ميں كالج كي خبروں كے علاوه — مسلمانوں كے علوم و فنون — تاريخ اور لٹريچر كے متعلق مفيد اور پر زور مضامين لكهے جائيں — اِس غرض سے اِس كے ۲۴ صفحے بالكل اُردو كے لئے مخصوص كرديئے گئے *

ملک كے مشهور اهل قلم يعني مولانا حالي - نواب محسن الملک مولوي نذير احمد — اور منشي ذكاءالله وغيره بزرگوں نے اِس ميں مضامين لكهنے کا وعده كيا هي اور اَوْر اهل قلم بهي اگر اِس كي اعانت فرمائينگے تو هم نهايت فخر كے ساتهه قبول كرينگے اپريل سنه ۱۸۹۸ ع سے اب انسٹيٹيوٹ گزٹ بهي معه پروگرس كے اِس ميں شامل كرديا گيا هي *

هم كو اُميد هي كه هندوستان كي اسلامي جماعت خريداري سے اِس كي اشاعت ميں مدد ديگي — ميگزين اور اِنسٹيٹيوٹ گزٹ كے كل صفحات ۴۰ اور ۵۰ كے درميان هوا كرينگے اور مجموعي قيمت معه محصول ڈاک صرف (عـہ) سال *

اِس ميں اِشتهارات بهي ۲/ في سطر كے حساب سے درج هوا كرينگے ايک صفحه كے چهپوانے والوں سے صلعہ ايک ماه ميں لئے جائينگے *

تهيو ڈور موک (ايڈيٹر انگريزي)

خواجه محمود حسين بي اے (منيجر)

محمدن اینگلو اوریئینٹل کالج میگزین

نمبر ۳	مارچ سنہ ۱۸۹۹ع	جلد ۷

محمدن یونیورسٹی

پبلک کو اب تک اس امر کی کوئی پوری اطلاع نہیں دی گئی ہی کہ دس لاکھہ روپیہ جو سر سید احمد میموریل فنڈ کے واسطے جمع کیا جاتا ہی وہ کس طریقہ سے صرف کیا جاویگا تاکہ ایم اے او کالج بالآخر یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچ جاے - لہذا پبلک کی سہولت کے واسطے میں اس تجویز کو بالاجمال بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں اگرچہ یہہ واضح رہے کہ میں اسوقت میں کوئی راے اپنے عہدہ کی حیثیت سے نہیں ظاہر کرتا اور نہ میں اپنے آپ کو اس امر کا پابند کرتا ہوں کہ جبکہ اس تجویز کے متعلق عملی تدابیر اختیار کرنے کا وقت آئے تو میں اُس کے کسی جزو کی حمایت کروں *

ایم اے او کالج تپارٹمنٹ کا موجودہ اسٹاف مندرجہ ذیل ہی -

انگلش اسٹاف:

۱ — پرنسپل
۲ — پروفیسر زبان انگریزی و پولیٹکل اکانمی
۳ — پروفیسر زبان انگریزی
۴ — پروفیسر آف ہسٹری (خالی)

۵ — پروفیسر ریاضی *
۶ — اسسٹنٹ پروفیسر ریاضی *
۷ — پروفیسر فارسی و عربی *
۸ — سکنڈ پروفیسر فارسی و عربی *

۹ — پروفیسر قانون ٭

۱۰ — پروفیسر سنسکرت ٭

موجودہ اسٹاف کو پورا کرنے کی غرض سے تاکہ وہ اُن مضامین میں جو عموماً کسی یونیورسٹی کے آرٹس کورس میں شامل ہیں بخوبی تعلیم دے سکے فلاسفی کا ایک پروفیسر ہونا ضروری ہی — اس کے علاوہ انگریزی کے دو پروفیسروں کے لیئے اسقدر کام ہوتا ہی کہ ان کو بالکل وقت نہیں بچتا اور اکونامکس ایک ایسا اہم مضمون ہی کہ جس کے واسطے ضرور ہی کہ ایک جدا پروفیسر ہو — مزید براں عربی اور فارسی کی تعلیم کو یورپ کی تعلیم کے درجہ تک پہنچانے کے لیئے یہہ امر لازمی ہی کہ مشرقی زبانوں کا ایک نامور یورپین عالم اسٹاف میں اور اضافہ کیا جاے — اور قانون کی تعلیم کو ترقی دینے کی غرض سے یہہ امر قرین مصلحت ہی کہ ایک ایسا انگلش پروفیسر اسٹاف میں ہو جو اپنا تمام وقت مسئلہ قانون اور جیورس پروڈنس کی تحقیقات میں صرف کرسکے اور ہندوستانی قانون کی تعلیم ایک وکالت کرنے والے بیرسٹر کے ہاتھ میں رہے جیسا کہ فی الحال ہی — قطع نظر اس کے کالج میں نیچرل سائنس کا ایک اسسٹنٹ پروفیسر ہونا بھی ضروری ہی تاکہ وہ علم طبیعات اور کیمسٹری میں اس قسم کی تعلیم دے سکے جیسا کہ آرٹس کے طالب علموں کے واسطے ہونی چاہیئے — اور ہمارے نزدیک تاریخ اسلام کا ایک مسلمان پروفیسر اور اُردو لٹریچر کا ایک پروفیسر بھی ہونا قرین مصلحت ہی — سنسکرت کے متعلق یہہ امر ہی کہ اس زبان کی اعلی تعلیم ہندو کالجوں پر چھوڑ دینی چاہیئے ٭

پس کالج کا اسٹاف معہ مذکورہ بالا اضافوں کے حسب تفصیل ذیل ہوگا ٭

۱ — پرنسپل ٭

۲ — پروفیسر انگلش لٹریچر ٭

۳ — پروفیسر زبان انگریزی ٭

۴ — پروفیسر فلاسفی ٭

۵ — پروفیسر آف ہسٹری ٭

۶ — پروفیسر آف اکونامکس ٭

۷ — پروفیسر زبان عربی *
۸ — پروفیسر قانون و جیورس پروڈنس *
۹ — پروفیسر ریاضی *
۱۰ — سکنڈ پروفیسر ریاضی *
۱۱ — پروفیسر نیچرل سائنس *
۱۲ — سکنڈ پروفیسر زبان عربی *
۱۳ — پروفیسر زبان فارسی *
۱۴ — پروفیسر تاریخ اسلام *
۱۵ — پروفیسر اُردو زبان و لٹریچر *
۱۶ — پروفیسر قانون هندوستان *
۱۷ — پروفیسر زبان سنسکرت *

منجملہ مذکورالصدر عہدوں کے آٹھہ عہدوں پر انگریز مامور هونگے *

میری راے میں آرٹس کے متعلق مذکورہ بالا اِسٹاف کافی تصور کیا جاسکتا هی اور بشرطیکہ اُس کی عمدہ کارگذاری کی بخوبی آزمایش هوجاے یہہ اِسٹاف ایسا هوگا کہ جس سے بی اے کی ڈگری دینے کی اِجازت طلب کرنے کا یہہ کالج مجاز هوسکتا هی *

اِسٹاف کی تعدادی طاقت کے متعلق یہہ امر هی کہ اِس میں آرٹس کے متعلق اِس صوبہ کے بڑے سے بڑے کالج کی بہ نسبت دو چند سے زاید اِنگریز پروفیسر هونگے یہہ امر بھی قابل ذکر هی کہ جب پنجاب یونیورسٹی قایم هوئی تھی تو وهاں صرف ایک هی کالج تھا اور وہ بھی اُس صوبہ میں بہت بڑا نہ تھا — قطع نظر اِس کے اگر یہہ اِضافہ شدہ اِسٹاف اِس بات کی درخواست کے واسطے کہ یہہ کالج موجودہ هندوستانی یونیورسٹیوں کا ماتحت نہ رهے کافی تصور نہ کیا گیا تب بھی اِس میں تو کچھہ شبہہ نہیں کہ جس قسم کی تعلیم اِس میں دیجاویگی وہ بہ نسبت هندوستانی کالجوں کی طرز کے یونیورسٹی سے زیادہ مناسبت رکھیگی بدیں وجوہ کہ اول تو کالج میں تعلیم یافتہ سوسائٹی کا سب اسباب هوگا دوسرے یہاں کے پروفیسروں کے اعلی ڈگری یافتہ طلباء کو اعلی تعلیم پر لکچر دینے کے واسطے کافی وقت بچیگا

تیسرے چونکہ ادنی جماعتوں کی اِبتدائی تعلیم متعدد پروفیسران پر منقسم ہو جاویگی تو ان کو علمی تحقیقات کرنے کا بھی موقعہ مل سکیگا *

مذکورہ بالا بیان سے یہہ امر واضح ہوگا کہ ہمارا أصول منجملہ تعلیم کے دو شعبوں آرٹس و سائینس کے صرف آرٹس کو ترقی دینا ہی کیونکہ اگر دونوں حصوں کو ہم شامل کرینگے تو کسی میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوسکیگی اور یونیورسٹی کا مقصد ہرگز حاصل نہ ہوگا — بلاشبہہ بعد میں ایک سائینس ڈیپارٹمنٹ اور اِضافہ ہونا چاہیئے اور اِس کے بعد جب اِس اِنسٹیٹیوشن کو ترقی ہو تو — ڈاکٹری — اِنجینیری — زراعت وغیرہ کے اِسکول بھی قایم ہونے چاہیئیں — مگر سر دست اِن سب اُمور کے متعلق بحث کرنی چنداں ضروری نہیں — ہم ایک ایسا درخت لگاتے ہیں جسکو اپنی پوری بلندی حاصل کرنے کے واسطے سیکڑوں برس چاہیئیں — بالفعل میں اِس تجویز کے صرف اِسی قدر حصہ کی بابت گفتگو کرونگا جوں جو ہمارے امکان میں ہی لہذا اُسی کے متعلق چند اُمور بیان کرتا ہوں *

اِنگریزی کے دو پروفیسروں کی ضرورت ظاہر ہی اگر ہم یہہ غور کریں کہ اِنٹرنس سے ایم اے تک چھہ جماعتیں ہیں اور یہہ کہ ایف اے کی جماعتوں کو علاوہ علمی کورس کے ترجمہ میں بھی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہی — اور اعلی تعلیم میں ایک پروفیسر خاص لٹریچر پر لکچر دیگا اور دوسرا اِنگریزی زبان پر — یہہ تقسیم اِلہ آباد یونیورسٹی کے موجودہ ایم اے کورس میں بھی مانی گئی ہی *

پروفیسر فلسفی کے متعلق یہہ امر ہی کہ وہ بہ نسبت میٹا فزکس کے ایتھکس اور سائیکالوجی کی طرف اپنی توجہہ زیادہ مبذول کریگا — اور فارسی اور عربی کی بابت یہہ امر مسلمہ ہی کہ اِن زبانوں کی تعلیم اِس درجہ کی نہیں ہی جیسی کہ سنسکرت کی تعلیم ہی اور منجملہ دیگر وجوہات کے اِس کا ایک سبب یہہ بھی ہی کہ ہندوستان میں متعدد نامور یوروپین موجود ہیں جو سنسکرت کے عالم ہیں — ہندوستان کے عالموں کی خواہ کتنی ہی لیاقت کیوں نہو مگر اِس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ مغربی طرز تعلیم یہاں کے

مروجہ طریقہ سے بدرجہا بہتر اور اعلی ہی اور جبتک کہ کالج میں ایک لایق یوروپین موجود نہو جو مشرقی زبانوں کا عالم ہو اُس وقت تک کالج میں عربی اور فارسی کی تعلیم کی مہذب اور تعلیم یافتہ دنیا کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہوسکتی — میں نے تاریخ اِسلام کے لئے ایک مسلمان پروفیسر کا ہونا تجویز کیا ہی — تاریخ ایک ایسا وسیع مضمون ہی کہ ایک پروفیسر اِسکی تمام ضروریات پر کسی طرح حاوی نہیں ہوسکتا — ممالک اِسلام کی تاریخ کے متعلق کثرت سے ایسے واقعات اور مواد موجود ہیں جن پر اب تک فلسفیانہ طریقہ سے کسی نے بحث نہیں کی - جو شخص اِس عہدہ پر مامور کیا جاوے اُس کے لئے ضرور ہی کہ فارسی اور عربی زبانوں سے ماہر ہو اور اُس نے یوروپین طریقہ تحقیقات کی عمدہ تعلیم پائی ہو - ممکن ہی کہ کالج خود ایک طالب علم کو اُس کے لئے تعلیم دے جو علیگڈہ میں ہسٹری کا مطالعہ کرے اور پھر تکمیل تعلیم کے لئے ایک سال کے واسطے کیمبرج یا آکسفورڈ جاے — اور اُردو کی نسبت یہہ بات ظاہر ہی کہ ابھی اس کے آغاز اور نشو و نما اور نیز اُس زبان کے شاعروں کے نظم کے مطالعہ کے واسطے بہت بڑی گنجایش ہی *

ناظرین میگزین بلاشبہہ اس بات سے واقف ہونگے کہ مسٹر جمشید جی تاتا نے ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے واسطے حال میں تیس لاکھہ روپیہ دیا ہی - جو اسکیم اس انسٹیٹیوٹ کے لئے تیار کی گئی ہی اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کے مقاصد ہمارے اغراض سے بالکل مختلف ہیں اور اس بات کا کسی طرح گمان نہیں کیا جاسکتا کہ یہہ دونوں انسٹیٹیوشن آپس میں ایک دوسرے کے حریف ہیں — لیکن اگر وہ حریف بھی ہوتے تاہم ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہی جہاں ایسی کئی یونیورسٹیوں کی گنجایش ہوسکتی ہی — مسٹر تاتا کی اسکیم اُن طلبا کے لئے ہی جو موجودہ یونیورسٹیوں کے ڈگری یافتہ ہیں اور اس کا منشاء اعلی تعلیم یافتہ اشخاص کی ایک قلیل جماعت کو نیچرل سائنس اور خاصکر کیمسٹری میں تعلیم دینا ہی اور ہماری انسٹیٹیوٹ کا مقصد بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک مختصر جماعت کو اس قسم کی تعلیم دی جاوے کہ جس سے

ہندوستان کی صنعت و حرفت میں ترقی ہو مگر ہماری یونیورسٹی کا مدعا یہہ ہی کہ مسلمانوں کے اعلی اور متوسط الحال نوجوانوں کو لبرل ایجوکیشن دی جاوے اور ابتداءً ہمارے ہاں کے طلبا ہسٹری - اکونامکس اور فلاسفی کی تعلیم حاصل کریں اور یہہ ایسے مضامین ہیں کہ جن کے واسطے بہ نسبت نیچرل سائنس کے ہندوستان اور اسلام میں تحقیقات کے لیئے نہایت وسیع میدان ہی *

بلاشبہہ یہہ امر ممکن ہی کہ مسٹر ٹاٹا کے انسٹیٹیوٹ سے ہمکو بہت کچھہ فائدہ پہنچے جبکہ ہم اپنی یونیورسٹی کے سائنس ڈپارٹمنٹ کو قایم کریں کیونکہ مسلمان طلبا کو موقع ملیگا کہ وہ وہاں جاکر ریسرچ شپ کے واسطے تعلیم حاصل کریں *

اب ہم اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ کسقدر روپیہہ ہمکو اس کام کے لیئے درکار ہی اور وہ کس طریقہ سے صرف ہوگا - اگر ہم چار زاید انگریز پروفیسروں کی تنخواہ کا اوسط بحساب فی پروفیسر ٧٥٠ روپیہہ ماہوار قرار دیں تو ہمکو ٣ ہزار روپیہہ ماہوار کی ضرورت ہوگی اور تین ہندوستانی پروفیسروں اور دیگر متفرق اخراجات کے واسطے ایک ہزار روپیہہ اور درکار ہوگا پس یہہ کل ۴ ہزار روپیہہ ماہوار ہوا - ہمارا منشا یہہ نہیں ہی کہ اعلی پروفیسر لازمی طور سے انگریز ہوں لیکن ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت پر نظر ڈالکر ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ بالفعل تو غالبا ایسا ہی ہوگا مگر میرے پیش نظر وہ زمانہ ہی جبکہ تعلیم یافتہ مسلمان اعلی کاموں کے کرنے کے لیئے ایسے ہی قابل اور لایق ہونگے جسقدر کہ انگریز ہیں - اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل وجوہات سے انگریزوں کا ہونا ہمیشہ کے لیئے ضروری ہی - اس لیئے میں نے کم سے کم خرچ ۴ ہزار روپیہہ قرار دیا ہی — دس لاکہہ روپیہہ اگر ۴ فیصدی کے حساب سے الوسط کیا جاوے تو اس کی آمدنی ٣٣٣٣ روپیہہ ماہوار ہوتی ہی اور ہماری آمدنی میں طلباء کی فیسوں سے بھی جو رفتہ رفتہ کالج میں بڑھتی جائینگی کچھہ قدر اضافہ ہوگا جو کم از کم ہم سامنے قرار دیتے ہیں - یا اب ہم کو ایک لاکھہ روپیہہ کی اور ضرورت رہیگی کیونکہ قریب ایک لاکھہ روپیہہ کالج کے قرضہ کے ادا کرنے میں صرف ہوا ہی پس بارہ لاکھہ روپیہہ سے

هم اپنے اِسٹاف میں مجوزہ اِضافات کرسکینگے لہذا اگر هم دس لاکھہ روپیہ سر سید احمد کي یادگار میں جمع کرسکے تو یونیورسٹي کے خیال کو بہت کچھہ تکمیل هوجاویگي *

پروفیسروں کي تعداد بڑهانے کے ساتھہ همکو فیلو شپ کے واسطے بهي روپیہ بہم پہونچانا چاهیئے ایک لاکھہ روپیہ چار فیلو شپ کے واسطے بحساب ایک هزار روپیہ سالانہ في فیلو کافي هوگا اِن میں سے هرایک فیلو کو لکچروں کي ایک خاص تعداد تعلیم کے کسي اعلی مضمون پر دینی هوگي پس جملہ ۱۳ لاکھہ روپیہ هوتے هیں اور اگر پانچ لاکھہ روپیہ اور اِضافہ کیا جاے تو سائینس اِسکول بهي قایم هوسکتا هی مگر بالفعل هم اِس کو دس پندرہ سال کے لیئے ملتوي رکھتے هیں *

اب میں یہہ سوال کرتا هوں کہ آیا یہہ سب خیالي ڈهکوسلاهی ؟ میں خیال کرتا هوں کہ هرگز نہیں – سر سید نے ۱۵ لاکھہ روپیہ سے کم جمع نہ کیا هوگا – مرحوم نے یہہ کام اُس وقت شروع کیا تها جب کہ مسلمان اِنگریزي تعلیم کے فوائد سے بالکل بے بہرہ تھے اب هم میں بہت سے تعلیم یافتہ اور مہذب اشخاص هیں جنمیں قومي همدردي کا خیال هی اور جو اِس کام میں هماري مدد کرسکتے هیں مگر همکو اُس همت و اِستقلال اور بے غرضانہ توجہہ کي ضرورت هی جو همارے مرحوم باني کالج کا خاصہ تها *

چار قسم کے لوگ هیں جن سے هم کو مدد مل سکتي هی *

(۱) مسلمان والیان ریاست *

(۲) دولتمند مسلمان *

(۳) متوسط درجہ کے اشخاص *

(۴) معمولي حیثیت کے آدمي *

کالج کي مدد اب تک صرف اول اور دوسري قسم کے لوگوں نے کي هی اور بلاشبہہ همکو همیشہ ان سے اِمداد مل سکتي هی – مسلمان والیان ریاست کي ملازمت میں تعلیم یافتہ اور مہذب اشخاص هیں جن کو همارے اغراض کے ساتھہ همدردي هی – متوسط درجہ کي تعلیم یافتہ جماعت روز بروز بڑهتي جاتي هی مگر جو لوگ کہ اگر چاهیں تو فورا هماري تجویز کو تکمیل کے درجہ پر پہونچا سکتے

هیں وہ دولتمند مسلمان رئیس هیں — یہی لوگ هیں جو انگلستان اور امریکہ میں رفاہ عام کے کاموں کے واسطے کروڑوں روپیہ کی جائداد وقف کر دیتے هیں اور هندوستان میں بهی ایک پارسی مسٹر تاتا نے تعلیم کے واسطے اسقدر روپیہ دیا هی کہ چهہ کروڑ مسلمانوں نے پچیس سال کے عرصہ میں نہیں دیا — بد نصیبی سے مسلمانوں میں یہہ جماعت قومی همدردی کے خیال سے بالکل نا آشنا هی اور همکو اُس سے بہت کم امداد کی توقع هوسکتی هی مگر جب رفتہ رفتہ تعلیم پهیلتی جائیگی تو همکو اُمید هی کہ دولتمند مسلمانوں میں قومی همدردی کا خیال پیدا هوتا جائیگا اور وہ بڑی بڑی جائدادیں اِس کام کے لئے وقف کرجائینگے جن سے یونیورسٹی کو بے اِنتہا ترقی هوگی اور وہ یورپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے هم پلہ هوجائیگی مگر بالشبہہ اِبتداءً هم کو مشکلات اور تکالیف درپیش آئینگی- اب رهی چوتهی جماعت یعنی معمولی حیثیت کے آدمی — کوئی براہ راست فائدہ ان کو یونیورسٹی سے نہیں پہونچیگا مگر یہہ یقینی امر هی کہ آخر میں جب قوم کا اقبال ترقی پر هوگا تو وہ بهی ضرور اُس سے متمتع هونگے اگرچہ یہہ بات ان کے ذهن نشین کرنی دشوار هی - لیکن اب تجربہ سے یہہ بات ثابت هوگئی هی کہ اِن لوگوں کو بهی قومی عزت و افتخار کا خیال هی اور وہ بهی اگر اُن سے درخواست کی جاوے تو حسب مقدور هماری مدد کرنے کو تیار هیں مگر اِن چهوٹی چهوٹی رقموں کے وصول کرنے کے واسطے کام کرنے والوں کی ایک فوج درکار هوگی اور همارے هاں اِس قسم کے چندہ وصول کرنے کے واسطے کوئی اِنتظام نہیں هی لیکن کالبج کے پرانے طالب علم اِس کام کو هاتهہ میں لیتے جاتے هیں - میں تجویز کرتا هوں کہ هم کو سر سید میموریل فنڈ کی ایک شاخ اور قائم کرنی چاهیئے جس میں ایک روپیہ کا چندہ وصول کیا جاے — جو شخص اِس سے زاید دینا چاهیں مثلاً ایک سو یا ایک هزار روپیہ تو ایک روپیہ اِس شاخ میں جمع کردیا جاے — اور باقیماندہ رقم جنرل فنڈ میں - هر سال اس ایک روپیہ والی شاخ کے واسطے تمام ملک میں چندہ جمع کیا جاے اور جسقدر روپیہ اِس طرح جمع هوگا اس سے تمام هندوستان میں همارے

معاونوں کی تعداد ظاہر ہوگی — یہہ ایک عمدہ بات ہوگی کہ سر سید کی برسی کے دن یعنی ۲۷ مارچ کو یہہ چندہ کھولا جاوے — میں نہیں خیال کرتا کہ ایک روپیہ والے فنڈ سے ہمارے پاس بہت سا روپیہ جمع ہوجائیگا کیونکہ بہت تھوڑے آدمی ہمکو اِس کام میں کوشش کرنے والے مل سکتے ہیں لیکن اگر یہہ تجویز پھیل گئی اور اس کو ترقی ہوئی تو ضرور ایک وقت میں اس سے بہت کچھہ نفع ہوگا اور اُسوقت تک اِس کے ذریعہ سے ہم ایسے لوگوں سے چندہ وصول کرسکتے ہیں جن سے کسی دوسری طرح ہمکو روپیہ نہ مل سکتا اِسکے علاوہ اِس سے دو اور فائدہ بھی ہونگے اول یہہ کہ اِس کے ذریعہ سے ہماری تجویز کی تکمیل ہوگی دوسرے بیرونجات میں کالج کیطرف سے دلچسپی پیدا ہوجائیگی جس سے یہہ اِنسٹیٹیوشن در حقیقت ایک قومی کالج بن جائیگا *

گذشتہ ایجوکیشنل کانفرنس میں یہہ امر طی پایا تھا کہ پنجاب میں سے بذریعہ عام چندہ کے جو امیر و غریب سب سے وصول ہو تیرہ لاکھہ روپیہ جمع کیا جاوے اور ہر ضلع ایک خاص رقم ادا کرے — مجھے علم نہیں کہ آیا یہہ کام ابھی باقاعدہ شروع ہوا یا نہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہم اِسیطرح اضلاع شمال و مغرب و اودھ کے لئے بھی ایک خاص رقم معین کردیں فرض کرو کہ دو لاکھہ روپیہ = ہندوستان کے دیگر صوبجات اور نیز مسلمان والیان ملک کو بالفعل چھوڑ دینا چاہیئے اور ہم کو اپنے کام میں اِس قسم کی باقاعدگی اور اِنتظام رکھنا چاہیئے کہ جس سے ہماری کامیابی بالآخر یقینی ہوجاے *

بہت سے لوگ چندہ نہ دینے کی وجہہ کالج کے معاملات کی نا قابل اطمینان حالت بیان کرتے ہیں چونکہ یہہ سب مرحلے اب با حسن وجوہ طی ہوگئے ہیں ہمکو یہہ دیکھنا ہی کہ آیا جو وجہہ وہ بیان کرتے تھے وہ اصلی تھی یا روپیہ نہ دینے کے واسطے محض ایک بہانا تھا مگر اِس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ بہت سا وقت ان مسئلوں کے طی کرنے میں صرف ہوا اور اب کالج کے ہر ایک معاون کا یہہ فرض ہی کہ سر سید احمد میموریل فنڈ کے کام کی طرف ہمہ تن توجہ کرکے اس میں ایک نئی روح ڈالے *

میں یہہ اور کہنا چاہتا ہوں کہ اس مضمون میں محض عملی تدابیر سے بحث کی گئی ہی اور اس میں وہ بیشمار فوائد جو مجوزہ یونیورسٹی سے پیدا ہونگے نہیں بیان کیئے گئے بلکہ یہہ آرٹکل اُن لوگوں کے واسطے لکھا گیا ہی جن کو پہلے ہي سے اس امر کا یقین ہی کہ مسلمانوں کي ایک یونیورسٹي قایم ہونی مستحسن اور ضروري ہی *

تھیو ڈور بیک

دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کي خستہ حالت اُس کے اسباب اور اُن کا علاج

اسلام نے باہمي حمیت اور اجتماعي قوت سے ایک عجیب اور مکمل نظام قایم کردیا تھا – اُس کے ستون بلند اور محکم تھے اُس کي بنیادیں راسخ اور مستحکم – رعب اور ہیبت کا چتر اُس کے سر پر تھا – بلند ہمتي کي مضبوط شہر پناہ اُس کو حلقہ کیئے ہوئے تھي حوادث کے آتش فشاں شعلے اُس کے قریب آکر گل ہو جاتے تھے – اُس کے مدبر مشکلات کي عقدہ کشائي میں بے نظیر تھے اُس کي عزت و ناموس کي جڑیں اصلہا ثابت کي حد تک راسخ تھیں – اسي لیئے اُس کي شاخیں فرعہا فی السماء کے درجہ تک بلند تھیں دنیا کے قریب و بعید حصوں کو اُس کے وسیع اقتدار کے سایہ نے ڈھانک لیا تھا – ہمیشہ اُس سایہ میں امداد تھا اپنے جوانب پر وہ طبعي نشو ونما کے جوش سے پھیلتا جاتا تھا – وہ نظام ایسا زیبا اور محتشم تھا جس کي فوقیت اور افضلیت سے کوئي انکار نہیں کرسکتا تھا – مغربي اقوام نے تسلیم کر لیا تھا کہ دنیوي سعادت کے لیئے نہایت ضرور ہی کہ اُس کي شاہراہ میں مستقدي اور تیزي سے ارادے مہمیز کیئے جائیں بعد مسافت کے اندازہ کے موافق اُنہوں نے بادیا خواہشوں کي باگیں اُٹھائیں اور اُسي نظام کي پیروي سے تمدن کے بلند ایوان میں صدرنشین ہوگئے – اسلام کے پیرو عرصہ دراز تک تمام عالم کے لیئے مدبر روح تھے اور تمام عالم اُس روح کا قالب *

دیکھو اُس نظام کي اب کیا حالت ہی – سیلابوں نے اُس کي بنیادوں کو متزلزل کردیا ہی – مختلف نیفساني خواہشوں نے اُس کي

قوت کو ریزہ ریزہ کردیا — تمام جماعتیں پراگندہ ہوگئیں — وہ سمندر تھا جس کے ذرات متفرق ہوگئے اور فاتحین کی تیز شعاعوں نے اُن کی طاقت کو ہوا میں اُڑا دیا اور جسقدر حصہ باقی ہے اُس کی تحلیل کے اسباب موجود ہیں *

اُس نظام کے حامی دنیا کے معمور حصوں میں بکثرت ہیں — ایشیا اور افریقہ کے اکثر حصے اُن کی نسلوں سے آباد ہیں اور یورپ بھی اُن کی اسلامی صورتوں سے نا آشنا نہیں ہے آفتاب جب افق سے سر اُٹھاتا ہے تو اُس کی کرنیں سب سے اول اُنہیں کے در و بام کو روشن کرتی ہیں اور جب وہ اپنے جمال پر غروب کا نقاب ڈالتا ہے تو سب سے اخیر میں اُن سے ہی مرخص ہوتا ہے — لیکن وہ باہمی قوت اور ہمدردی کی بادشاہی سے اور اُصول اجتماع کے جوہری اور اصلی طاقت سے محروم ہیں اُن کے حصوں نے اُن ذرایع سے قطع تعلق کرلیا ہے جو اُن کے درجہ کو محفوظ رکھہ سکیں اُن کا مجموعی قالب باہمی مالی اور مذہبی مناقشوں سے ایسا سقیم حالت میں ہے جیسے کوئی مریض بدن فاسد خلطوں کی شورش سے ماوف ہو جاتا ہے اور اُن اخلاط سے تنقیہ کی کوئی صورت نہیں ہوتی اس لئے اُس مریض کی حالت سے دمبدم معالج کو مایوسی ہوتی جاتی ہے *

اگرچہ ایشیا اور افریقہ کے بعض حصوں میں وہ دوسری اجنبی طاقتوں کے اقتدار اور عظمت کے سامنے سر نگوں ہیں — اور اُن کے اعزاز اور دولت کے وسایل بیگانہ قوتوں سے وابستہ ہیں اس لئے وہ اپنے اصلی مرتبہ کے اوج سے نشیب اور پستی میں ہیں لیکن جن ملکوں میں اُن کے استقلال اور جرات کی روح پھیلی ہوئی ہے اور ترقی کے وسایل اُن کی ذاتی کوششوں سے ہمعنان ہیں وہاں اور بھی اسلام کے چہرہ پر نا اُمیدی کی زردی اور اُس کے دل میں مایوسی سے سیمابی پائی جاتی ہے — مصر وغیرہ کے مدبرین نے مسلمانوں کی حالت کی تصویر اس طرح کھینچی ہے کہ ہر شخص محدود حالت میں سر گرداں ہے اُس کی خواہشوں کا محیط اطراف بدن سے متجاوز نہیں ہوتا اُس کے سامنے کوئی ایسا افق نہیں ہے جس پر وہ ملۃ یا قوم کے حقوق کو درخشاں دیکھہ سکے اسوجہہ سے ہر شخص پر ایک خواب گراں

طاری ہے اور وہ اپنے آپ کو بیدار خیال کرتا ہے اور طبیعتوں میں غایت درجہ کی مردہ دلی تفرقہ کھئے ہوئے ہے اور وہ اپنے اندر شکفتگی اور فرخندگی کا احساس کرتا ہے — مایوسیوں نے طبیعتوں میں افسردگی پیدا کردی ہے اس لیئے دمبدم اُنکی قوتوں سے زندگی کے آثار معدوم ہوتے جاتے ہیں — اس مایوسی سے اُن میں ذلیل سے ذلیل حالت پر قناعت کرنے کا مادہ حلول کرتا جاتا ہے — اگر کسی کے دل میں ولولہ ترقی کا خیال ڈالا جاتا ہے یا گذشتہ برتری کے واپس ہونے کا تخیل پیش کیا جاتا ہے تو اُس کو وہ وسوسہ اور ہذیان خیال کرتا ہے *

اِس کی کوئی وجہہ بجز اِس کے نہیں ہوسکتی کہ مسلمانوں کے مزاج یا ساخت میں کسی سخت مرض نے حلول کیا ہے — بزدلی کی زنجیریں اور نا اُمیدیوں کے طوقوں سے اُنکی تمام عملی طاقتیں جکڑی ہوئی ہیں — دینی اصلاحات کے عمل میں لانے سے وہ بالکل عاجز ہیں اور طبایع اُن اُمور کے دریافت کرنے سے بالکل منجمد ہیں جن سے اُن کے اسلاف نے یا موجودہ قوموں نے ترقی کی — اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اپنے اسلاف کے ورثہ سے صرف یہی بدنی ہیئتیں ملی تھیں — کیا انہیں خصوصیں اُمور کے لیئے اُنہوں نے اُن کو اپنا جانشین کیا تھا *

یہہ مرض اگرچہ یقینا مسلمانوں میں پیدا ہوگیا ہے اور قریب ہے کہ وہ اپنی اِسی افسردہ دلی سے اپنی عظمت کا سکہ دنیا سے مٹادیں اور نعوذ باللہ وہ اپنی تباہ حالت سے ساسانیوں اور رومیوں کی جدید دنیا میں مثال قایم کریں اور اُن کے تمام قومی آثار صحیفہ عالم سے منتقل ہوکر سفینوں میں رہ جائیں لیکن ہم بہت سی قوموں سے واقف ہیں کہ نشیب سے بلندی پر اُنہوں نے صعود کیا اور پھر حضیض میں گرکر بلندی کے بام پر واپس آ گئے کمزور ہوکر پھر اُنہوں نے اپنے آپ کو قوی کرلیا وہ امراض میں مبتلا ہوئیں اور پھر اپنے آپ کو تندرست بنالیا — لیکن ایسا جب ہی ہوا کرتا ہے کہ مرض کی کامل تشخیص کرکے اُنہوں نے اپنا علاج کرایا تجربہ کار طبیبوں نے اُن کی حالت اور مزاج کے موافق مشورہ دیا اور اُن کی تجویز سے مفید نسخہ کا اُنہوں نے برابر استعمال جاری رکھا جب تک کہ مرض کے آثار نمایاں رہے اور طبیعت جب تک مرض پر غالب

نہ آ گئی — اگر کسی راستہ بھولے ہوئے کو راہ راست بتا دیا جائے اور وہ اُس پر سیدھا چلا جائے تو کبھی نہ کبھی منزل مقصود تک پہونچ جائیگا لیکن جو شخص اُس راہ راست کے خلاف اولٹا واپس چلے اور خیال کرتا جائے کہ اب منزل کے قریب پہونچا جاتا ہوں اُس کی کامیابی نہایت مشکل ہی — جو شخص نیند میں مستغرق ہی اور اپنے خوابوں سے دل خوش کر رہا ہی کانوں سے بہرا ہی اور اُس کے حس میں خدر کی بیماری ہی جس سے حس باطل ہوگئی ہی اُس کو کس طرح بیدار کرسکتے ہیں *

جیسے ایک شخص کے علاج میں طبیب کو ضرورت پڑتی ہی کہ اُس کے مزاج اور بدنی ساخت کی حالت اول معلوم کرلی جائے تب اُس کے لیئے اُس کے مزاج اور ساخت کے مناسب نسخہ تجویز کیا جائے ایسے ہی اِتنی بڑی قوم کے لیئے ضرورت ہی کہ اُس کے اصلی مزاج کی کیفیت معلوم کی جائے اور اِس عرصہ دراز میں اُسکی عمر میں جو جو تغیرات مزاجی عارض ہوئے ہیں اُن کی صحیح کیفیت معلوم ہو اکثر مزمن بیماریاں بدن میں ایسی جڑ پکڑ جاتی ہیں کہ اُن کے تنقیہ میں سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہی اور جتنا اُن میں ازمان اور دوام زیادہ ہوتا ہی اُتنا ہی اُن کے نضج اور طبخ میں زمانہ صرف ہوتا ہی اور جب کوئی قوم اِتنی عمر رسیدہ ہو اور اِتنے عرصہ سے اُس کا مرض مزمن چلا آتا ہو اور مریض کی طبیعت مادہ کی ردایت اور استیلا سے عاجز ہوگئی ہو تو حاذق اور نہایت ماہر طبیب کو بھی اُس میں حیرت اور پریشانی پیش آئیگی *

اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ بعض مدعیان طبابت علاج کے لیئے آمادہ ہوجاتے ہیں وہ بدنی امراض کے اسباب اور طرق علاج سے واقف نہیں ہوتے ایسی صورت میں بخت و اِتفاق تو اور چیز ہی لیکن ایسے طریقہ علاج کا اِختتام مریض کے خاتمہ پر ہی ہوا کرتا ہی ایسے ہی جو لوگ قوموں کی اصلاح اور اُن کے اخلاق کی تعدیل اُن کے حالات کی تقویم کی جانب متوجہ ہوتے ہیں لیکن اُن کو اُس قوم کی اصلی حالت اور اسباب مرض اور متعاقب تغیرات سے پوری واقفیت نہیں ہوتی اور اُس کی اصلی برتری اور انحطاط کے وجوہ معلوم نہیں ہوتے

اس لیئے ایسی تدابیر کا نتیجہ اکثر منجر الی الفساد ہوا کرتا ہی
* و تحول الدواء داء و الوجود فناءً *

اب اس میں غور کرنا ہی کہ اس نکبت اور پستی کے اسباب کیا ہیں اور ہم لوگ ایسے سخت مرض میں کیسے مبتلا ہوگئے جس کا انجام یہہ ہی کہ اپنے وجود یا اپنے مرتبہ کو محفوظ نہیں رکھہ سکتے *

بعض محققین قواے انسانی اور عالم کے انقلابات ترقی اور تنزل کے اندازہ کرنے والوں کی یہہ راے ہی کہ مشرقی ملکوں میں ادبار کی نحوست روح حکمران ہی جس سے خیالات اور انسانی اعمال میں کسی طرح اعتزاز اور شگفتگی پیدا نہیں ہوتی طبایع میں اس سے انجماد اور افسردگی ہی جسکی وجہہ سے زمانہ دراز سے لوگوں کے میلان اور عملی حرکات کا ایک خاص دایرہ بن گیا ہی جس کے محیط سے ان کے اعمال متجاوز نہیں ہوسکتے *

یہہ تحقیق بالکل واقع کے خلاف ہی کہ شرقی حصوں کی آب و ہوا نے مزاجوں کو جادہ اعتدال سے دور کردیا ہی اور وہ ترقی کی منازل طی کرنے سے قاصر ہوگئے ہیں کیا جاپان دنیا کے شرقی حصوں میں نہیں ہی؟ اس نے کس بلا کی جلدی کی ہی اور ترقی کی شاہراہ میں کسقدر جلد قدم بڑھایا ہی کہ یورپ اور امریکہ والوں کی آنکھیں بھی اس کے نظارہ سے خیرہ ہوئی جاتی ہیں انہوں نے اولاً اپنی اندرونی حالت کو ردی اخلاط اور ترقی کے موانع سے پاک صاف کردیا اور علوم و فنون جدیدہ اور صنایع مفیدہ کے تریاقوں سے اپنے مزاجوں کو ایک ہی نسل میں نہایت قوی کرلیا اور تمدن کے تمام تخموں کو دنیا کے چیدہ حصوں سے لاکر تمام ملک میں بودیا ان کی تام نشو و نما اور بار آوری سے دولت اور اقبال کی توسیع ہوگئی اور تمام عمدہ اوصاف غیرت ملکی حب وطنی ان کی زندگی کا عنصر بن گئے بلکہ لذایذ زندگی کو انہوں نے قومی زندگی پر نثار کردیا ان کی دستکاریوں سے بھرے ہوئے جہازات انہیں راستوں میں سمندر کے سطحوں کو پھاڑتے ہوئے چا رہے ہیں جن میں پہلے یورپ اور امریکہ کے پھریروں کے سوا کوئی پھریرا ہوا کے سطح کو مماس کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا *

(باقی آیندہ)

ALLAHABAD UNIVERSITY NOTICES.

Undergraduates in Colleges affiliated to the Allahabad University will not be given permission to appear at Examinations of any other University.

Undergraduates who have been transferred to a College affiliated to another University may be given permission, when such is necessary, to appear at higher Examinations of that University.

Undergraduates of the Allahabad University who are employed in Government or other service may be allowed permission to appear at the higher Examinations of any other University.

The next Annual Examinations in Arts and in Science (including the Entrance and School Final-Examinations) will commence on the 21st December, 1899, and continue on every working-day until the Examinations are concluded.

NOTICE TO GRADUATES, 1898 AND 1899.

A CONVOCATION for conferring Degrees will be held on the 8th March next. Only those graduates will receive their Degrees at Convocation who shall have given prior notice to the Registrar of their intention to be present. Such notice of intention to be present must reach the Registrar *before the 4th March next*.

Successful candidates for Degrees who are present at Convocation, and who have not their own gowns, shall have the use of gowns *gratis*. Candidates must be present at the Muir College by 2 P. M. on the day of Convocation, to receive their gowns, and instructions for presentation to the Chancellor ; otherwise, they will not be admitted to Convocation.

Candidates receiving the Degrees in absence will be charged Rs. 10 each.

Diplomas to *absentees* will be issued direct, on applications by graduates, countersigned by Principals of Colleges, and on receipt of the fee of Rs.10 in each case.

THE COLLEGE LIBRARY.

It has been decided, from the beginning of this month, to open the College Library for an hour or so in the evening in order to afford students greater facilities for consulting works of reference and extending their knowledge of literature. It will be interesting to see how far students avail themselves of the opportunities thus afforded.

The Oriental Library of the College is now being re-arranged and re-catalogued under the supervision of our Arabic Professor, Maulvi Khalil Ahmad. It is to be feared that the College has suffered serious losses in the past in connexion with this very valuable collection of books, so that a thorough overhauling of the Library comes none too soon. Mohammad Asghar, Ali Hasan and Abdul Quadir have been giving very valuable assistance in the preliminary work connected with this *rearrangement*.

Hamid Husain Khan has been appointed assistant Librarian.

THE DINING HALL.

A superficial observer would be inclined to suppose that Ramazan, during which season our fees are not reduced, must necessarily be a profitable time for the College kitchens. But this is not the case; for though the majority of our students undergo the privations of fasting during the daytime, the edge of their appetite seems to be quickened by the emptiness of the day and they demand not only their ordinary rations but also sweetmeats and other dainties as a set off, it would appear, against the sufferings they have undergone. This custom of supplying sweetmeats during Ramazan naturally is very popular among the students but it entails such a heavy additional expense upon the resources of the Dining Hall that it is quite possible it may be discontinued in future years. We should be glad to receive opinions upon the subject.

Abdulla	... 17	C out
Masud	... 10	C out
Abid	... 9	Bowled
Ali Hassan	... 6	C out
Said	... 12	Bowled
Mohsin Hashim Abul Hassan Aulad Ali	Did not Bat	
Byes	... 2	
Leg Byes	... 2	
No Ball	... 1	
Total	99	

CAWNPORE 2nd INNINGS.

1.	Fazlur Rahman	... 1	B out
2	Basanta Kumar	... 24	B out
3.	Monendro Nath	... 2	B out
4,	Anandi Pershad	... 3	B out
5.	Abdul Haq	... 10	B out
6.	Girdhar Das	... 7	B out
7.	Norendra Nath	... 5	B out
8.	Jwala Pershad	... 3	B out
9.	Christopher	.. 12	B out
10.	Hari Das	.. 0	not out
11,	Brij Narain	... 3	B out
	Byes-	... 4	
	Leg Byes	... 1	
	Total	... 75	

FOOTBALL.

Our football eleven were drawn against Roorkee in the first round of the Tournament and were badly beaten by 5 goals to 0. The score should hardly have been so large if the backs had played together better ; during the first five or six minutes they were altogether at sea and allowed themselves to be rushed time after time when a little more coolness and judgment would have saved the situation. In the second half our defence was much better and no goals were scored against us, a result mainly due to the excellent goalkeeping of Abdul Hafiz : of the rest of the team Haji Husain on the wing and Abdul Majid at back were the best.

2nd Round—Christ Church (12) beat Meerut (32).

Final—M A-O College, Aligarh, (99 for 6 wickets) beat Christ Church (19 and 75.)

FOOTBALL.

1st Round—Christ Church beat Bareilly (2 goals to 0); Roorkee beat M A-O College (5 goals to 0.)

2nd Round—Christ Church beat Meerut (4 to 0).

Final—Roorkee beat Christ Church (10 to 0).

Tennis — 1st Round—Roorkee beat St. John's, Agra (62, 60); M A-O College beat Meerut (6-2, 63).

Find—Roorkee beat M A-O College (6 1, 6-1).

Gymnastics — 1st, Bareilly, 225 marks ; 2nd, Christ Church, 90 marks ; 3rd, Roorkee, 80 marks; 4th St. John's, 74 marks.

CRICKET.

We congratulate our cricket eleven on their success in the Tournament in which by common consent of the competing teams, they played only in the final

Their opponents, Christ Church (Cawnpore) went to pieces in the first innings scoring only 19 but in the 2nd innings being relieved of Ali Hasan's attack they put together 75 by very steady cricket our batting against mediocre bowling was not at all brilliant, Ziaullah Khan being the only man to shew really good form. The fielding was good.

We give below the full score in the match .

CAWNPORE 1st INNINGS.

Abdul Haq	... 0	C out
Brij Narain	... 0	C out
Basantu Kumar	... 5	Bowled
Anandi Pershad	... 0	C out
Monendra Nath	... 4	B. out
Christopher	.. 1	Stumped
Girdhar Dass	... 1	C out
Narendra	... 0	B out
Jwala Pershad	... 4	B out
Hari Dass	... 0	B out
Fazlur Rahman	... 4	not out
Byes,	.. 1	
		20

ALIGARH.

Ziaulla	... 40	Retired
Kadir	... 0	C out

two second places and on third. Ashraf Khan in spite of a bad foot made a good fight for the pole jump in which he again defeated his old rival Punniah but lost to O'Gorman by a couple of inches. Mahmood-ul Hasan ran well in the 100 Yards Hurdles and mile and made altogether a creditable *debut* in the University Tournament.

We give below a list of the events and winners:—

Athletic Sports.—Throwing the cricket ball—1 Sergeant J. P. Stone (16th Hussars and Roorkee : 2. Md. Abdullah (B A) M A O. College ; 3, Abdul) Majid (M A-O College). Distance, 104 yards.

Quarter Mile.—1, L. Cargill (Roorkee); 2, Abdul Hafiz M A-O College); 3, Bombardier E F Sykes (R H A and Roorkee). Time, 58 secs.

Broad Jump.—1 Md. Abdullah, B A (M A-O College ; 2, Hardit Singh (Rookee); 3, Sergent W Murphy (5th D G and Roorkee). Distance, 17 2½ secs.

Hurdle Race.—1. W Cargill, Roorkee ; 2, M Abdullah, B A (M A-O College); 3, Mahmud ul-Hasan (M A-O College).

Polo Jump.—1, Corporal O'Gorman (R A and Roorkee); 2, Ashraf Khan, B A (M A-O College); 3, Punjab, B A (St, John's Agra). Height, 10ft.

100 Yards—1, Bombardier Jameson (R H A and Roorkee); 2, Abdul Hafiz (M A-O College ; 3, Mahmud-ul-Hasan (M A-O College.) Time, 11 secs.

High Jump—1, Sparks (Roorkee); 3. Md. Abdullah, BA M A-O College) and Girdhar Das, B A (Christ Church, Cawnpore). Height, 5 feet 2 inches.

Putting Weight—1, Sergeant Stone (16th Hussars and Roorkee); 2, E T Bobb, B A (St. John's Agra); 3, J Glass, Roorkee. Distance, 32 feet 4 in.

Mile Race—1, Cargill); 2. Abdur Rahman, B A M A-O College); 3, Bombardier Sykes (RHA Roorkee); 4, Mahmud-ul-Hasan M A-O College.)

CRICKET.

1st Round,—Meerut (42 for 6 wickets) beat Canning Collge, Lucknow (39); Christ Church, Cawnpore, 89, beat St. John's Agra, 21.

Mr. Beck presided over the debate and other professors as well as Mr. Budden, Inspector of Schools for this Circle, also attended the meeting.

SAJJAD HYDER,
Honorary Secretary.

THE UNIVERSITY ATHLETIC TOUNAMENT.

The Tournament was held at Aligarh on February 20th to 23rd and went off very successfully. The Tournament practically resolved itself into a contest between our College and the Thomason College, Roorkee with the result that this year the tables were turned. Last year we carried off nearly every first prize and Roorkee had to be content with the 2nd and 3rd places : this year it is we who have had to take the 2nd places while Roorkee secured 8 out of 9 first places and won in addition the Football and Tennis competitions. While congratulating the Roorkee men very heartily on their brilliant success it is only fair to point out two causes that contributed materially to bring about these results.

The first is that the Roorkee teams this year were reinfored by a very strong contingent of soldiers, students in the upper subordinate classes, who won 7 places in the athletic Tournament and formed a very considerable proportion of the football eleven. The second is that a number of our best men were from various causes, prevented from appearing in the Tournament leaving us to be represented in many instances by our end and 3rd men, who are to be congratulated in doing as well as they did.

The way in which Abdur Rahman ran in the mile was of the most satisfactory things in the Tournament; and it was a most pleasing sight to see him, with his new B. A. honour fresh upon him pluckily upholding the honour of the College in a hard run race. Abdul Hafiz was scarcly in his best form and was beaten in the Quarter Mile and 100 yards after a capital race in each case by Cargill and Jameson. To Mohammad Abdullah is due the credit of wining our only 1st place with a capital jump of 17 ft. 2 in ; in addition to this our Cricket Captain, who is always to the fore whom pluck and go are required, won

On the 13th of February a discussion took place in the Union Club on the motion brought forward by Hyder Hasan that the theatre exercised a beneficial influence on our morals.

The proposition was as expected, opposed by the majority of members present as the following list of speakers against the motion will show :—

1. Mohamed Asghar
2. Raza Ali
3. Mohamed Hayat
4. Abdul Hakim

Still the following gentlemen ventured to suppoart the proposer :—

Hamid Hosain
Sajjad Hyder

The voters however would not hear of the arguments, and rejected the motion by 15 votes to 6.

The next debate was held on the 21st of February, in the Strachey Hall to entertain our visitors from various Colleges who had come to compete in the Allahabad University Tournament then being held here. An appropriate subject was chosen for discussion. Mohamed Asghar re-introduced his proposition that " the Indian University system had proved a failure.

The Honourable proposer, a victim of the University, in an exhaustive and able speech very vehemently denounced the education imparted by the Indian Universities and said that the education which the Indian youths had the misfortune to receive did not deserve the name of education at all. The motion was supported by Shaikh Abdulla, B. A. LLB., and opposed by Mohammed Hayat and Zaman Mehdi Khan B. A.

We regret that thevisitors, except Babu Hira Lall Chatterjee, M. A. (from Canning College Lucknow) who took a Neutral position did not take part in the discussion. Still as far as their opinion on the question was concerned, it was very pronounced. The result of the voting showed that out of the *alumni* of the University, there present 76 voted in favour of the motion, and 50 against it. If therefore the opinion of the students could decide the question there is urgent need for reform.

SIDDONS' UNION CLUB.

On the 27th January, the House was rather of a pessimistic turn of mind, as it decided by 8 votes to 7, in favour of Zaman Mehdi Khan, B. A., who proposed that Might ruled the world and not right. Although the proposer was supported by only one speaker (Zafar Omar) and opposed by three, namely Mahomed Hayat, Mahomed Sibtain and Mohammad Asghar, still on division it was found that the argument of the opposers had not shaken off the pessimism of the members present.

The next debate was held on a really interesting and debateable subject—one that had already produced a great difference of opinion in the public press.

On Saturday, the 4th February, Mohammad Said, B. A. proposed that "This House does not approve of the Competitive Examination for *Deputy Collectorship* recently introduced in the N. W. P".

The attendance was very large, and the discussion, very animated and lively, the proposer and his supporters being very emphatic in their efforts, to decry the competitive system, and the opposers, as emphatic in belauding it.

The number of speakers on both sides was equal as will be seen from the following list :—

For the Proposition	Against the Proposition
1. Mohamed Said, B. A.	1. Abdul Majid Khan
2. Mohamed Sibtain	2. Amir Ahmed
3. Hyder Hasan	3. Mohamed Yakub
4. Sajjad Hyder	4. Prof Zia-uddin M. A.
5. Zafar Omar	5. Mohamed Hayat

Abdul Hakim neutral. The proposer having given a very spirited reply, the House divided, and as the number of speakers on both sides was equal, the proposer or his opposers could not determine to which side the audience would lean. So the result of voting was waited for with some suspense. At last the chairman announced that the Ayes were 17, and the Noes 9, and that the ayes carried the proposition by 8 votes, the winning side received the announcement with loud and continued applause much to the discomfiture of their opposers.

CRICKET.

M. A.-O. COLLEGE *V.* AGRA CRICKET CLUB.

This match was played at Agra on the 17th and 18th of February and ended in an easy victory for our team. We were most hospitably entertained by the members of the Agra Club who spared no pains to make our visit an enjoyable one. Appended is the full score :—

M. A.-O. COLLEGE.

Mughni b Colston	0
Abid c Byass b Lind	46
Ziaullah c and b Jewet	18
Ali Hasan b Lind	15
Masood c Colston b Aldridge	25
Abdullah c and b Aldridge	21
Jalil not out	91
Said c Stopford b Aldridge	8
Kadir c Byass b Aldridge	8
Mohsin lbw Lind	12
Nawab Ali Aldridge	1
Extras	6
	242

AGRA CLUB.

Capt. Shadwell	b	Ali Hasan	4	b Masood ...	10
Capt. Byass	b	Mughni	2	b Masood ...	12
Mr. Jewet	b	Abdullah	26	c Kadir b Mughni ...	0
M. Stopford	b	Ali Hasan	7	b Mughni ...	5
M. Lind	b	Abdullah	9	lbw Ali Hasan ...	1
Mr. Colston	b	Abdullah	4	c Said b Abid ...	7
Mr. Aldridge	b	Masood	1	b Mohsin ...	8
Capt. Hawkins	b	Ali Hasan	0	c Masood b Mohsin ...	5
Capt. Polden	c	N. Ali b Ail H.	8	c Ziallah b Abid ...	0
Pit Draub	b	Masood	0	b Abid ...	0
Mr. Malcolom not out		..	0	not out ...	0
		Extras	3	....	5
			64		53

In the B. A. Examination three candidates only in the whole University are placed in the First Division, two of them are from our College of whom Maqsud Ali stands Ist in the University.

We very heartily congratulate Maqsud Ali and Zaman Mehdi Khan on their brilliant success, which is at once an honour to themselves and to the College.

We notice in the columns of the Agra College Magazine a very ungenerous criticism of an article on University Reform by the Principal which appeared in our December number. The writer who seems to have very limited views of the meaning and scope of University Education attributes Mr. Beck's demands for reform to a desire to water down University Examinations for the benefit of his own lazy and incapable students. In view of the success of our students in the present year at Allahabad University this criticism seems to have been singularly ill timed.

The new First and Third Year Classes will be formed on March 15, 1899.

The "Old Boys'" dinner will be held this year on Monday 27th March 1899, being the first day of the Holi holidays.

All the old students of the College are most cordially invited and are requested to kindly mention their permanent address in their reply to Theodore Morison Esq. and keep us informed from time to time of any change in their address.

Mahomed Abdullah, Captain of the Cricket Club has tendered his resignation of that office. The Principal wishes to express his great satisfaction at the efficient manner in which Captain Abdullah discharged the duties of his Captaincy. The success of the Club during the last three years has been very largely due to the unremitting labour and tact shown by Mahomed Abdullah. Syed Ali Hassan has now been appointed Captain of the M. A. O. College Cricket Club.

INTERMEDIATE (F. A.) RESULTS A. COURSE.

1 Abdul Hamid
2 Altaf Husain
3 Khwaja Ghulam-us-Sibtain
4 Muhammad Bashir-ul-Hasan
5 Muhammad Hayat
6 Muhammad Ikram Alam Jafri
7 Muhammad Mas ha Allah
8 Muhammad Mohsin Siddiqi
9 Qazi Azim-ul-Haq
10 Syed Fazal-ur-Rahman
11 Sajjad Hyder
12 Syed Aijaz Ali
13 Syed Abdul Jalil

B Course

14 Muhammad Aslam
15 Nand Prasad Verma
16 Syed Abdul Qadir

ENTRANCE RESULTS.

1 Mirza Muazzam Ali Beg
2 Muhammad Ahmad
3 Muhammad Masud
4 M. Said-uzzaman
5 Nabi Dad Khan
6 Narindra Nath Banerjee
7 Nazir-ud-Din Hasan
8 Profulla Chandra Chakarvarti
9 Said Muhammad Khan
10 Syed Ibni Muhammad

From the above list it will be seen that 25 candidates out of a total of 36 (*i. e.* more than 69 per cent) have passed in the B. A. Examination 16 out of 39 (41 per cent) in the Intermediate and 11 out of 18 (61 per cent) in the Entrance Examination; a very distinct improvement in each case upon last year's results.

the death of Sir Syed Ahmed they are more than ordinarily welcome. Enemies of the College, and even some of its friends, have been prophesying a catastrophe in the University Examinations as a consequence of the very heavy pressure of administrative work that has lately fallen upon Principal, but these fears and hopes have been altogether falsified, and we are able to congratulate ourselves upon a most satisfactory, and in the B. A., an even brilliant result.

We append a full list of the successful candidates :—

B. A. RESULTS.

1	Abdul Qadir Khan	... III.
2	Abdur Rahman of Lahore	... III.
3	Abdur Rahman of *Paipur*	... III.
4	Abdus Sattar	... III.
5	Ashraf Ali	... II.
6	Fakhar-ud Din Ahmad Khan	... I.
7	Ghulam Sabir	... II.
8	Krishna Gopal Verma	... II.
9	Laiq Ahmad	... II.
10	Maqsud Ali Khan	... I.
11	Mirza Wazir Husain	... II.
12	Muhammad Abdus Salam	... II.
13	Muhammad Akbar Khan	... II.
14	Muhammad Ashraf Khan Popalzai	... III.
15	Muhammad Ikram Ullah	... III.
16	Niamat Ullah	... II.
17	Raghbar Dyal	... II.
18	Safdar Ali	... II.
19	Sami Ullah Faruqi	... II.
20	Shabbir-uzzaman	... III.
21	Shaikh Muhammad Hamid	... III.
22	Sher Muhammad Khan	... III.
23	Siddique Ahmad Khan	... II.
24	Sidh Gopal	... II.
25	Zaman Mehdi Khan	... I.

VIII Proposed by Nawab Mohsinul Mulk seconded by T. Morison.

That the follwoing bye-laws be passed to carry out the provision of Section 122 of the Laws and Regulations of the College.

That all cheques upon the College account for sums less than one thousand rupees (Rs. 1000) shall be signed by the Registrar, and that all cheques for one thousand rupees (Rs. 1000) and more than one thousand rupees shall be signed by the Honorary Seretary and the Registrar.

Syed Mahomed Ahmed pointed out that Syed Mahmood had shown that this was indefinite as it was possible for the Registrar to draw several cheques in one day for Rs. 999 and that if it was meant that the aggregate of the cheques was not to exceed Rs. 1000 it was necessary to appoint a limit of time within which he might not exceed the amount of Rs. 1000.

Mr. Beck therefore proposed as an amendment to this bye-law the following.

That all cheques upon the College account shall be signed by both Honorary Secretary (or the Honorary Joint Secretary) and the Registrar.

This amendment was accepted by the proposer and carried *nem coc*,

Proposed by Syed Abdul Baqi seconded by T. Morison.

That the following bye-law be passed.

(I) That all receipts for the General Account of the College shall be signed by the Honorary Secretary (or Honorary Joint Secretary) and the Registrar, and (2) that all receipts on behalf of the Boarding House account shall be signed by the Principal and the Bursar—carried nem. con.

COLLEGE NEWS.

The University Examinations.

It is our pleasant duty this month to congratulate the successful candidates in the recent Examinations of the Allahabad University. The results are altogether very satisfactory and coming, as they do, at a time when the College is only just recovering from the terrible loss it suffered last year in

discharge all its duties and if necessary to frame such by-laws and submit them to the Board for consideration.

The motion was supported in this form by Mirza Abid Ali Beg and carried.

VII Proposed by Aftab Ahmed Khan seconded by Syed Mahomed Ahmed.

That the following gentlemen be appointed members for the Sub-Committee.

Nawab Mohsinul Mulk.

Prof. Chakravarti.

T. Morison.

T. Beck.

Aftab Ahmed Khan.

Syed Zainul Abdin Khan seconded by Prof. Chakraverti proposed an amendment that the number of the sub-Committee be reduced to three and that the names of T. Beck and Prof. Chakravarti be omitted

For the amendment 2

Against the amendment 11

The original motion was carried.

Mirza Abid Ali Beg at this point, asked the Board to give a decision upon the following question.

Were the accounts of the College to be kept in English or Urdu ?

Nawab Mohsinul Mulk declared that the question had already been answered by the Trustees themselves and that in the lifetime of Sir Syed Ahmed it had been decided by the Trustees that the books must be kept in Urdu and that if necessary they might also be kept in English.

Mr. T Beck pointed out that in order that the Trustees should understand the financial position of the College it was not necessary that all the books should be kept in Urdu, those for instance relating to the private accounts of students, but he recognised that certain essential books must be kept in Urdu as well as in English and that in particular the Cash Book and the Revenue Account Book must be kept in Urdu, and he undertook that these books should be placed before the Finance Committee.

An amendment was moved by T. Morison and seconded by Aftab Ahmed Khan.

That the name of L. Tipping be substituted for the name of T. Morison, and that the other three names are approved.

The amendment was carried *nem con.*

IV Proposed by Nawab Mohsinul Mulk seconded by Aftab Ahmed Khan.

That Syed Mahmood Esqr. be appointed Chairman of the Finance Committee in accordance with section 93 B. of the Laws and Regulation of the College—carried *nem con*

V Proposed by Nawab Mohsinul Mulk seconded by Sultan Ahmed Khan.

That T. Beck Esq be nominated Secretary of the Finance Committee. Syed Mahomed Ahmed Sahib also spoke in support of the motion—carried *nem con.*

VI Proposed by Aftab Ahmed Khan, seconded by Mirza Abid Ali Beg.

That a sub Committee of the Board of Mangement be appointed to frame bye laws for the Trustees and the Board of Management to be submitted to the Trustees for approval in accordance with section 117 (*a*) of the Laws and Regulations of the College.

Mr. Beck objected to the motion on the ground that it was undesirable to frame bye-laws immediately and that the Board had better frame such bye-laws from time to time as they were needed.

Syed Abdul Baqi pointed out that in accordance with section 122 of the Laws and Regulations of the College some bye-laws were urgently needed to carry on current work and that all payments would be at a standstill until such bye-laws were passed.

T. Morison argued that the Board might frame such bye-laws as were urgently needed and that the sub-committee might frame others at leisure.

Aftab Ahmed Khan therefore asked permission to frame his motion as follows,

That a Sub-Committee of the Board be appointed to consider the the desirability of framing bye-laws so to enable the Board to

Mozammelullah Khan.

Syed Mahomed Ahmed

I At the commencement of the proceeding Mozammelullah Khan was elected Chairman.

Proposed by T. Beck

Seconded by Nawab Mohsinul Mulk and carried unanimously.

II Proposed by Nawab Mohsinul Mulk, seconded by T. Beck

That the proceedings of the Board of this day's meeting be taken down in English by T. Morison and in Urdu by Syed Mahomed Ahmed—carried unanimously.

III Proposed by T. Beck seconded by Syed Mahomed Ahmed.

That to give effect to section 93 A of the College Rules and Regulations (viz. The Board of Management shall nominate for the sanction of the Trustees a Finance Committee consisting of seven members of the Board. The Life Honorary President and the two ex-officio members of the Board specified in Rule 93 (b) shall be members of the Finance Committee and the following members be nominated.

Theodore Morison.
Mozammelullah Khan,
Aftab Ahmed Khan.
Prof. Chakraverti.

Mr. Beck in the course of his speech pointed out that out of the term of two years for which they were now electing Mr. Morison, he would be away on leave in 1899 for 7 months and in 1900 would probably officiate as Principal and therefore be an ex-officio member of the Committee; he therefore wished to take the opinion of the Board whether they were authorised to nominate an officiating member during Mr. Morison's absence.

In the course of discussion it was pointed out by Mr Morison that absence from Aligarh did not signify that a gentleman had ceased to be a member of the Board and that therefore no vacancy was created. The new Laws and Regulations were read to the Board and it was decided that the Board had not the power to frame bye-laws affecting the members of the Finance Committee.

seems to me that we might similarly fix a sum for the North-West Provinces and Oudh, say two lakhs. The other Provinces of India might subsequently be dealt with as well as the Mahomedan Princes, and so we might introduce a plan and method into our work such as would go far towards ensuring ultimate success.

A great many persons have alleged as a reason for not subscribing the unsettled condition of the management of the College affairs. These questions have now been satisfactorily settled, and it remains to be seen wheter the reason assigned was genuine or a mere excuse for not parting with their money. It is certain however that a great deal of time and effort has been diverted towards dealing with these questions and that it is now the duty of every supporter of the College to throw himself heart and soul into putting new life into the work of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund.

I may add that this article is purely practical and does not attempt to describe the innumerable advantages that would arise from the proposed University, but is addressed to those who are already convinced of its desirability and necessity.

THEODORE BECK.

BOARD OF MANAGEMENT.

Minutes of the proceedings of the Board at a meeting held on the February 5th 1899 at 10 A. M. in the Principal's Hall.

The following were present.

Nawab Mohsinul Mulk (*Secretary*)
M Syed Zainul Abdin,
Prof. Chakraverti
M. Abbas Hosain.
Syed Abdul Baqi.
Mir Walayet Hosain.
Mirza Abid Ali Beg.
L. Tipping.
Aftab Ahmed Khan.
Sultan Ahmed Khan.
Theodore Beck.

Mahomedans will become imbued with a sense of public spirit and will bequeathe large endowments that will advance the University by leaps and bounds so that it can take rank with the great Universities of Europe. But we have to live through first our period of struggle and trial. There remains the fourth class, the comparatively poor. The benefit they will derive from the University will be indirect and not direct. That they must ultimately derive benefit from any increase of national prosperity is certain, but it would be difficult to prove this to them. However experience has proved that these men are accessible to sentiments of national pride, and that considering their means they are not wanting in feelings of generosity. They will give their mite if asked. But the collection of these small sums demands an army of workers. We have no such organisation to collect small subscriptions, but our old students are beginning to take up this work. I suggest that we should open a rupee branch of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund, every person who subscribes to this branch giving one rupee. In case of persons who are willing to give more, a hundred or a thousand rupees, one rupee should be credited to the rupee branch and the balance to the General Fund. Every year a collection for the rupee branch should be made all over the country, and the number of subscribers would indicate the number of our supporters throughout India. It would be a good thing to have general meetings called everywhere on the anniversary of Sir Syed's death, March 27th, to inaugurate this popular subscription. I do not suppose that the rupee branch would bring us in large sums of money, because of the small number of workers whom we can count on. But if it spreads and grows it might do so in time, and meanwhile it taps a class of subscribers whom we should not otherwise reach. And it will have two other advantages; it will tend to perfect our organisation, and will spread abroad an interest in the College and make it a truly national institution.

In the last Educational Conference it was decided that an attempt should be made to raise a sum of one and a half lakhs of rupees by general subscriptions among rich and poor in the Punjab, each district being assessed for a given amount. I do not know if the work has been mapped out yet; but it

College debts, the sum of 12 lakhs appears likely to be sufficient to create the proposed additions to the staff. Consequently if we can raise the ten lakhs endowment in honour of Sir Syed Ahmed Khan we shall have gone a long way towards the realisation of the University ideal.

Along with the increase in our number of Professors we ought to provide for fellowships to enable scholars to pursue original research. A lakh of rupees would suffice to found four fellowships of Rs 1,000 per annum each. Each of these fellows might be required to give a course of lectures in some advanced branch of learning. This brings the total sum required to 13 lakhs. Another 5 lakhs might add a school of science, but this may be postponed for ten or fifteen years.

Is it a chimerical illusion that we can raise 13 lakhs ? I think not. Sir Syed must have raised not less than 15 lakhs. He began his work when the Mahomedan community was blind to the necessity of English education. We have a lager body of enlightened and public spirited men to work for us. All that is needed is the same persevorence, unselfishness and indomitable will that characterised our noble Founder.

There are four classes to whom we may look for support.

(1) Mahomedan Princes.

(2) Wealthy Mahomedans.

(3) The Middle classes.

(4) Persons of small means.

The College has hitherto derived support chiefly from the first and third of these classes, and undoubtedly we can continue to draw support from them. Mahomedan Princes have in their service men of education and enlightenment who sympathise with our objects. The educated middle classes are daily growing. But the people that could if they liked enable us at once to realise our schemes are the wealthy private Mahomedans. They are the people who in England and America give crores of rupees for public institutions. In India a Parsee Mr. Tata alone has given more money for education than 60 million Mahomedans have done in 25 years. Unfortunately this class among Mahomedans appears to be devoid of public spirit. We can at present hope for but little from it. In time as education spreads we may trust that wealthy

there is no likelihood of the two institutions being in any sense rivals, although if they were it would not be of much consequence as India is a country large enough to support several teaching Universities. The Tata scheme is intended for students who have taken their degrees in the existing Colleges ; its object is to train up a small body of advanced scholars ; the contemplated Professorships are chiefly of Natural Science, and more particularly of Chemistry, the aim of the founder being apparently to train up a body of technical experts who should assist the industrial development of manufactures in India. Our University is intended to give a liberal education to the upper and middle classes of Mahomedans, as well as to train scholars. And our scholars would to begin with devote themselves to history, economics and philology, subjects for which India and Islam offer a vast region of research, rather than to *Natural Science. It is possible* of course that the Tata Institute might assist us materially when we came to developing the scientific side of our University, as it would offer an opportunity to Mahomedan students to qualify themselves for lectureships.

I come now to the question of ways and means. If we assume the average salaries of four additional English Professors to be Rs. 750 per mensem each, we should require Rs 3,000 a month. For three Native Professors and miscellaneous expenses we may add another Rs. 1,000, making a total of Rs. 1 000 a month I do not mean to imply that the higher Professorships should necessarily be held by Englishmen. In the present state of learning in India this would probably be the case, but I look forward to the time when there may be Mahomedan scholars as fully qualified as Englishmen to do the highest work, though a strong English element should always be maintained for political and social reasons. I contemplated therefore a *minimum* expenditure of Rs. 4,000 a month. 10 lakhs invested at 4 per cent would yield Rs. 3333 a month. Some increase of income may be allowed for the fees paid by the students who would gradually be attracted to Aligarh, say at the least Rs. 333. This would leave a balance of the interest on another lakh of rupees. As about one lakh of rupees has been required to pay off the

The necessity of two Professors of English is obvious if we consider that there are 6 classes from the Entrance to the M. A., and that the Intermediate classes require teaching in translation as well as on the literary course. For the higher work one Professor might specialise on literature and the other on the linguistic study of the English language. This bifurcation is recognised in the present Allahabad University M. A. Course. As regards the Professor of of Philosophy it may be presumed that he would devote himself to Ethics and psychology rather than to metaphysics. With reference to the teaching of Arabic and Persian, it is an admitted fact that the scholarly study of these languages in India stands in a much lower level than the study of Sanscrit. And one of the reasons for this is that there are in India several distinguished European Sanscritists. Whatever the knowledge of the Indian scholar the European methods of scholarship are certainly far in advance of anything that exists in the East. And unless this College possesses a competent European Orientalist on its Staff, its teaching of Arabic and Persian will never command the confidence of the learned world. I have suggested a Mahomedan Professor of Mahomedan History. History is a subject of such immense range that one Professor certainly cannot cover the whole field. There exists for the history of Mahomedan countries a vast amount of original matter that has not yet been worked up and treated philosophically. The man who should hold this chair must know Persian and Arabic ; and he must have received a sound training in the European methods of historical research. The College might itself possibly train up a student to hold this chair, who should study history in Aligarh and perhaps go to Oxford or Cambridge for a year to complete his education. Finally as regards Urdu there is obviously great scope for study in the origin and growth of the language, as well as in the poetry of Urdu authors.

The readers of the Magazine are doubtless aware of the recent gift of thirty lakhs for a Research Institute by Mr. Jamsetjee N. Tata. A provisional scheme has been drawn up for that Institute. It appears from a study of that scheme that its aims and objects differ so widely from ours that

15 Professor of the Urdu language and literature

16 Professor of Indian Law

17 Professor of Sanscrit

Eight of these chairs would be held by Englishmen.

I think this Staff may be regarded as fairly complete on the Arts side, and provided that its efficiency had been fully tested one that would justify the College in asking to be allowed to confer the B. A. degree.

As regards its numerical strength it would contain more than twice as many English Professors on the Arts side as the largest College in these Provinces. It may be noted that the Punjab University was established when there was only one College, and that not exceptionally large, in the Province. Moreover even if the staff as thus enlarged were not thought strong enough to warrant a request from the College to be made independent of existing Indian Universities, it is certain that the kind of education it would give would belong rather to the University than the Indian Collegiate style. For (1) the College would contain the nencleus of a learned Society, (2) its Professors would have leisure to give advanced lectures to students who had taken their degrees, and, (3) the elementary teaching of the lower classes being distributed over a number of Professors, they would have leisure for independent research.

It will be observed that the underlying principle is to concentrate our efforts on the Arts side, instead of devoting our resources to Arts and Science. If the latter course were adopted, it would be impossible to attain to a high standard of excellence in either, and the University goal would appear almost as distant as ever. Of course a Science department should afterwards be added, followed as the institution grew by schools of medicine, engineering, agriculture &c.. It is necessary however to dream of the distant future. We are planting a tree that will take centuries to arrive at its full growth. I wish to confine myself to what is within the range of our own efforts, and will therefore make a few comments on the proposed scheme.

8 Second Professor of Persian and Arabic
9 Professor of Law
10 Professor of Sanscrit.

In order to complete this staff so that it may teach thoroughly the subjects usually included in the Arts Courses of a University, it is necessary to have a Professor of Philosophy. Moreover there is sufficient work to occupy the whole time of two Professors of English, while economics is a subject of so much importance that it should have exclusive attention of one Professor. To raise the teaching of Persian and Arabic to the level of European scholarship a distinguished Western Orientalist ought to be added to the Staff. To improve the teaching of law it is desirable that there should be on the Staff an English Professor who could give the whole of his time to the theory of law and jurisprudence, while the teaching of Indian law might be carried on by a practising barrister as at present. The College ought moreover to have an Assistant Professor on Natural Science to give such elementary teaching in physics and chemistry as is necessary for Arts students. I would also suggest the advisability of having a Mahomedan Professor of Mahomedan History, and a Professor of Urdu literature. As to Sanscrit the advanced teaching of that subject may be left to the Hindu Colleges.

The staff with these additions would be as follows :—

1 Principal
2 Professor of English Literature
3 Professor of the English Language
4 Professor of Philosophy
5 Professor of History
6 Professor of Economics
7 Professor of Arabic
8 Professor of Law and Jurisprudence
9 Professor of Mathematics
10 Second Professor of Mathematics
11 Professor of Natural Science
12 Second Professor of Arabic
13 Professor of Persian
14 Professor of Mahomedan History

The Muhammadan Anglo-Oriental College Magazine Aligarh.

New Series VOL. VII	MARCH 1899.	No. 3

THE MAHOMEDAN UNIVERSITY.

The public has so far not been presented with a definite scheme of the manner in which the ten lakhs to be raised for the Sir Syed Ahmed Memorial Fund should be utilised with the object of ultimately raising the M. A. O. College to the status of a University. It may therefore help to give a clearer idea of our project, if I make a rough sketch of such a scheme, although in doing so I must be understood not to speak in an official capacity or to pledge myself to advocating any part of it when the time may come for taking practical measures.

The present staff of the M. A.-O. College Department is as follows :—

1 Principal
2 Professor of English and Political Economy
3 Professor of English
4 Professor of History (vacant)
} English Staff.

5 Professor of Mathematics
6 Assistant Professor of Mathematics
7 Professor of Persian and Arabic

M. A. O. COLLEGE MAGAZINE.

This Magazide will contain articles on political, literary and other subject of interest to the Muhammadan community. At least 24 pages of the Magazine will be in the Urdu language. Sereval Muhammadan gentlemen distinguished for their abilities and learning have promised to contribute towards the Urdu portion of the Magazine. It will also review books relating to Islam published in Europe and India. Translations will be published from Arabic papers printed in Egpyt and Syria.

The Magazine is also the organ of the Educational Census, and will publish monthly reports of the progress of the work. It will likewise give the latest news of the Muhammadan Anglo-Oriental Defence Association of Upper India.

The Magazine will contain information of all sorts with regard to the M. A.-O College. It will thus form a history ot the College, both of its external relations and its internal life.

The Magazine will be ready also to publish short accounts of the progress of all Muhammadan Schools througout India. Persons connected with such schools are invited to supply the Editor with information about them

The annual subscription is Rs 3 including postage, and is payable strictly in advance. TEN NUMBERS will be issued in the year. Subscribers should either send the subscription to the Manager, or allow him to send the first number by v. p. p. for Rs 3 or for Re 1 As. 8 for half year.

The Magazine will insert advertisements at the rate of 2 annas per line or Rs 2 per page in Urdu.

The "Aligarh Institute Gazette" with 'the Progress' has been incorporated with the Magazine. So it is the only record of the Educational Movements of the leading Musalmans of India and expects greater patronage from the members of the same nation.

THEODORE BECK,
English Editor.

KAWAJA MAHMUD HUSAIN, B. A.
Manager.

Vol. VII. March 1899. No. 3.

THE

M.A.-O. COLLEGE MAGAZINE,

ALIGARH.

CONTENTS.

جیسے آنریری ڈاکٹر فوج کے آنریری کرنیل ہوتے ہیں اگر مجھے آپ بھی ایسا ہی سمجھیں تو میں حاضر ہوں *

۲ — نواب محسن‌الملک بہادر میرے دوست اُس وقت کے ہیں جب غالبا ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر سے اُن کی رو شناسی بھی نہیں تھی نواب محسن‌الملک بہادر کا مرتبہ بہت عالی ہے - صدر انجمن اگر حضور عالی مجھے مہتر کالج کی ماتحتی اور فرماں برداری اور اطاعت میں کام کرنے کو فرماوینگے تو مجھے عذر نہوگا اور میں اِسی کو باعث فخر سمجھونگا *

میرے خیالات عجیب ہیں اور میں چند اشعار پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں *

ز انبوہ غمت در سینہ ام راہ فغاں گم شد
ز بیداد تو ام حرف شکایت از زباں گم شد

چہ می خود گشتہ مجنوں تو بر خیزد سراغی کن
کہ دی شب ناقہ لیلی میان کارواں گم شد

نمیدانم ندامی جنبش مژگاں ہلا کم کرد
دو صف لشکر بہم خوردند قاتل از میان گم شد

الا اے سال تو دارم شکایت از تو بے پایاں
کز اقدام تو اے مشوم از ما مہرباں گم شد

جناب سید احمد خاں بجنت رفت و بعد از او
ترسٹیہا بہم خوردند کالج از میاں گم شد

نے بھی اپنا فرض جانا اور جو حکم اُن کے جانشین آنریبل سید محمود نے دیا اُس کی تعمیل کی اور آیندہ بھی اُن کے جانشین کے حکم کی تعمیل میں عذر نکرونگا - ایسا شخص جس نے کسی فرض کو ادا کیا اور حکم کی تعمیل کی اور آیندہ بھی تعمیل کرنے کو تیار ہو اُس کی نسبت یہ کہنا کہ اُس نے اس کالج کے متعلق کوئی اچھا کام کیا یا برا کام کیا کیسا نامناسب و نازیبا ہی اور اِس سے زیادہ نا واجب امر ہوگا کہ اُس کو مستحق کسی شکر گذاری یا مستوجب کسی ملامت کا قرار دیا جاے اور جسکو شکر گذاری اور ملامت دونوں کی پرواہ نہو *

۳ — میں نے چٹھی مورخہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ع بالارادہ تحریر نہیں کی نہ مجھے اُس کے لکھنے کا شوق تھا نہ اُس کے لکھنے کی خواہش تھی میں مجبور تھا اور میں نے حکم کی تعمیل کی *

جناب خلیفہ صاحب ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر کے احباب قدیم میں سے ہیں اور میرے دل اور میری نگاہ میں اُن کی عزت و منزلت و رفعت و ادب ایسا ہی ہی جیسا ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر کا تھا — جناب خلیفہ صاحب میرے اوپر اِلزام قایم کرتے ہیں اور وقت سنجور تجویز فرماتے ہیں — میں اقبال دعوی داخل کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں — عالی جناب صدرانجمن صاحب میں آپ کی سفارش چاہتا ہوں اور آپ کو پراکسی مقرر کرتا ہوں اور آپ اِس خدمت کو انجام فرماوینگے *

۴ — میں اپنے عم بزرگوار کے دوستوں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو دوست رکھتا ہوں میں اُن میں رنجش ہونا یا تفرقہ ہونا یا مراسم ترک ہونا نہیں چاہتا — اِس کو کالج کی خدمت پر ترجیح دیتا ہوں میرا قول ہی کہ آزردن دوستان کفر است *

۵ — میں آزاد و وارستہ مزاج آدمی ہوں گورنمنٹ کی ملازمت میں بھی میری آزادی و وحشت دور نہیں ہوئی — میں اسسٹنٹ سکرٹری مقرر ہوا میں نے اِبتدا سے اپنے کو ایک بیکار و فرضی ترسٹی سمجھا آنریری اسسٹنٹ سکرٹری کے عہدہ کو ایسا سمجھا

میں ممبر ٹرسٹیان کالج کے واسطے جن کا فریضہ کالج کی خدمت کرنا ہی معمولی ہمدردی کے صلہ میں وقت شکریہ ادا کرنا اور باہم ایک دوسرے کی ستایش اور مدحت کرتے رہنا مجھے پسند نہیں اگر باہم ٹرسٹیوں کا طریقہ عمل ایسا رہا تو ہمیشہ کارروائی کا بہت بڑا حصہ ووٹ آف تھینکس ہوا کریگا فقط *

(دستخط) امیرالدین

نواب لوہارو ٹرسٹی

محمدن اینگلو اوریٹنٹل کالج علیگڑھ

مالیر کوٹلہ

مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ ع

APPENDIX (E)

Speech of Syed Mohamed Ahmed Khan Sahib.

اسپیچ

سید محمد احمد خاں

عالی جناب صدرانجمن

میں نے ابتدا سے اب تک کوئی کام کالج کی بہتری یا برائی کا نہیں کیا — اس کا علم سوائے میرے دوسرے کو نہیں ہوسکتا ہی — میں اپنے اس قول کا شاہد اس جلسہ کو قرار دیتا ہوں — میں سمجھتا ہوں کہ آیندہ ایسے معززین بکثرت شاہدان ملنے نا ممکن ہونگے *

۲ — ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر کے بے حساب احسانات و حقوق میرے ذمہ تھے اور میں اُن کی زندگی میں میں نے اپنا فرض سمجھا اور جو حکم دیا اُسکی تعمیل کی — اُن کی وفات کے بعد بھی اپنا فرض سمجھا اور جو حکم دے گئے تھے اُس کی تعمیل کی — میں

ان کا افسر اعلیٰ یا گورنر صرف نگرانی کرتا ہے اور تعلیمی فرایض ملازمتوں سے متعلق ہوتے ہیں علاوہ اس کے گورنمنٹ اور قوم کا اعتماد مسٹر بیک کو حاصل ہے اور سر سید میموریل فنڈ میں جو اُن کے ذاتی رسوخ اور وقار سے کامیابی ہوئی ہے اس کو شاید کم لوگ جانتے ہیں اور قطع نظر ان سب اغراض کے جو اُن سے متعلق ہیں ہم نہایت افسوسناک ناسپاسی کی مثال قایم کرینگے اگر ان کی دلی ہمدردی کی جو ان کو مسلمانوں سے ہے ہم کما حقہ قدر نہ کرینگے *

(۴) تقرر مسٹر جسٹس محمود صاحب بعہدہ پریسیڈنٹی پر — میں اس تقرر کو نہایت مستحسن سمجھتا ہوں - ان کے والد مرحوم نے جو قوم کے واسطے باغ لگایا تھا اس میں سید محمود کا نشیمن ہونا ضرور ہے اور علاوہ اس کے ان کی قابل فخر علمی استعداد سے جہاں تک ممکن ہو فائدہ اُٹھانا چاہیئے مگر ٹرسٹیوں کو یہہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ ہمیشہ سید محمود صاحب جیسا علمی منیجر کا پریسیڈنٹ نہیں ملیگا *

اور ویٹو وغیرہ کے اختیارات جن سے پریسیڈنٹ اور سکرٹری اور ٹرسٹیوں میں مناقشہ رہے عہدہ پریسیڈنٹی سے متعلق نہیں کرنی چاہیئں ورنہ ہمیشہ تنازعات برپا رہینگے جو کالج کے قیام کے لیئے مضر ہونگے - میری راے میں عہدہ سکرٹری و پریسیڈنٹ کو نواب محسن الملک اور سید محمود کی ذات سے علحدہ کرکے دیکھنا چاہیئے اور ایسے قوانین وضع ہونے چاہیئں کہ کسی عہدہ دار کی ذات واحد پر کالج کا چلنا منحصر نہو و ہر سال تبدیل و ترمیم کی ضرورت واقع نہو *

(۵) تقرر خالی عہدہ ٹرسٹی پر — اس عہدہ پر تقرر جسٹس سید امیر علی ایم اے صاحب کا میں نہایت مستحسن سمجھتا ہوں اور ان سے بہتر کوئی اُمید وار نظر میں نہیں آتا *

(۶) تقررِ نواب فیاض علی خاں صاحب و مولوی عباس حسین صاحب و سید عبدالباقی صاحب بورڈ آف منیجمنٹ کے خالی عہدوں پر - یہہ تقررات صحیح منظور ہیں *

(۷) ووٹ شکریہ — جو ووٹ شکریہ بعض نامور افسران گورنمنٹ و پلوئڈر صاحبان کے لیئے تجویز کیئے گئے ہیں وہ نہایت مناسب

صاحب باعتبار قومي همدردي — قدر و منزلت — وسيع استعداد اور هر دلعزيزي هر طرح سے اس عهدة کے ليئے موزون هيں اور جهاں تک مجهکو علم هی اکثر افراد قوم کا اعتماد ان پر بہت زيادة هی — اس قليل عرصة ميں جو کہ سيد مرحوم کي وفات کے بعد گزرا هی وہ کالج کي بہت بڑي خدمت کرچکے هيں اور صرف اُن کے ذاتي رسوخ اور مساعي کي وجه سے کالج کے قيام کي صورت نظر آنے لگي هی اور قطع نظر ان کے قابليت اور خدمات کے ان کي وجاهت اور ذاتي رسوخ اور کسي اُميد وار کو حاصل نهيں — ان کي صحت بهي خدا کے فضل سے اچهي هی اور وہ مختلف خدمات نہايت مستعدي سے انجام دے رهے هيں *

ليکن اگر خدا نخواستة وہ بوجه علالت طبع کبهي ان خدمات کو ايسي مستعدي سے انجام بهي نہ دے سکيں تو محض ذاتي وقار اور هر دلعزيزي کے خيالات سے اُن کو کالج کا سکرتري رکهنا چاهيئے اور اگر کوئي اور شخص جس پر قوم کا اعتماد اس درجه کا نہو سکرتري مقرر کيا گيا تو کچهہ شبهہ نہيں هی کہ کالج کا چلانا سخت مشکل هوگا *

(۳) ڈاکٹر مسٹر تهيو ڈور بيک بعہدة رجسٹراري دو سال کے ليئے — عہدة رجسٹراري کے واسطے ميں في الحال کوئي شخص مسٹر بيک سے زيادة قابل نهيں پاتا — بلکه اس عہدة کي خدمات قبول کرنے کے واسطے قوم کا شکرية ان پر واجب هی نيز اس عہدة کي خدمات متعلقه اس قسم کي هيں کہ پرنسپل کالج سے اور خصوصاً مسٹر بيک سے کوئي زيادة واقف نظر نہيں آتا — ايسے لايق اور همدرد پرنسپل کي خدمات کي اگر قدر نہ کي جاوے تو آينده همکو کوئي انگلش جنٹلمين اس عہدة کے ليئے مشکل سے مليگا — نيز مسٹر بيک کو مسلمانوں کے حالات اور پالسي سے جو واقفيت حاصل هی وہ ايک عرصة کے بعد کسي يوروپين جنٹلمين کو حاصل هوسکتي هی — اگر وہ کچهه وقت اپنا هماري عام تعليمي مصالح پر صرف کرنا گوارا کرتے هيں تو همکو ان کا مشکور هونا چاهيئے نہ شاکي — کئي کالج ايسے هيں کہ

APPENDIX (D)

Vote from the Nawab of Laharu.

حامداً و مصلیاً

منجانب آنریبل سر نواب امیرالدین احمد خاں بہادر
کے سی آئی ای والی لوہارو
ٹرسٹی محمدن کالج علیگڈھ

بخدمت مسٹر تھیوڈور بیک رجسٹرار
محمدن کالج علیگڈھ

جناب من —

متعدد کاغذات متعلق محمدن کالج علیگڈھ کے میرے پاس پہونچے جن میں بعض ترمیمات ہیں جو ۲۱ جنوری کو اجلاس ٹرسٹیان میں پیش ہونگی بعض تجاویز اور رائیں ہیں جن پر ٹرسٹیوں کو غور کرنا ہوگا بعض تحریریں ایسی ہیں جن کا منشاء سواے تحقیر و تذلیل بعض عمائد قوم کے کچھہ سمجھہ میں نہیں آتا اور جن کے دیکھنے سے قوم کی اخلاقی حالت پر تاسف ہوتا ہے اور یہہ مترشح ہوتا ہے کہ رہنمائی کے مدعی خود راستہ بھولے ہوئے ہیں اور زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ گورنمنٹ اور دیگر اقوام کی نظر میں ہماری جماعت کی وقعت ایسے خود غرضانہ مناقشات سے کیا رہ جائیگی بہر حال ترمیمات و تجاویز وغیرہ کی نسبت جو میری ذاتی راے ہے اس کو بطور مندرجہ ذیل میں ظاہر کرتا ہوں *

(۱) ترمیمات مجوزہ نواب محسن الملک صاحب — ان ترمیمات سے میں پہلے بھی اتفاق راے ظاہر کرچکا ہوں اور اب مکرر اس امر کے متعلق لکہتا ہوں کہ میں ان ترمیمات کو کالج کے استحکام اور ترقی کے لئے مفید سمجھتا ہوں *

(۲) تقرر عہدہ آنریری سکرٹری — میں اس خدمت کے لئے نواب محسن الملک بہادر سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھتا نواب

For Nawab Mohsin-ul-Mulk
Maulvi Zain-ul- Abdin
Nawab Mahomed Hayat Khan.
Khalifa Syed Mahomed Hosain
Nazir Ahmad LL B.

(Sd.) THEODORE BECK,
Principal and Registrar.

January 24, 1899.

The following votes were received after January 24th.

1. A supplementary vote from the Nawab of Loharu (See Appendix D).
2. A supplementary vote from Maulvi Nizam Uddin to the effect that Mr. Beck be elected Registrar for two years and Mr. Morison be elected Secretary of the Board of Management.
3. The vote of Khan Bahadur Ikram Ullah Khan Sahib to the effect.

(*a*) That the Amendments proposed by Nawab Mohsin-ul-Mulk be passed.

(*b*) That Nawab Mohsin-ul-Mulk be appointed Secretary for 2 years.

(*c*) That Mr. Beck be appointed Registrar for two years,

(*d*) That the question of the appointment of the Joint Secretary and Assistant Secretary be postponed.

(*e*) That the Joint Secretary should be chosen by the Trustees from two or more nominees of the Secretary.

Nawab Mohsinul-Mulk ,,
Nawab Mohamed Hyat Khan ,,
Khalifa Syed Mahomed Hosain ,,

XI. Amendments of Nawab Vikarul-Mulk.

For Niaz Mahomed Khan Sahib

Against.

M. Zainul Abdin ,,
Nawab Mohsin ul-Mulk ,,
Nazir Ahmed ,, LL· B.
Abul Ghafur Khan ,,
Nawab Mahomed Hayat Khan ,,
Maulvi Farid Uddin ,,
Khalifa Mahomed Hosain ,,

XII. That Mirza Abid Ali Beg be elected Joint Secretary

For Mir Ashiq Ali Sahib

Against

M. Zainul Abdin ,,
Khalifa Mahomed Hosain ,,
Musa Khan ,,
Nazir Ahmed ,, LL. B.
Nawab Mohsin ul-Mulk ,,

XIII. That Sir Arthur Strachey be elected a Visitor

Nazir Mhmed Sahib
Khalifa Mahomed Hosain ,,
Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
Niaz Mahomed Khan ,,
Zainul Abdin ,,
Musa Khan ,,

XIV. That the Budget be passed.

For Sahibzada Mahomed Obaidul-lah Khan Sahib.

Nawab Mahomed Hayat Khan ,,
M-Zain-ul Abdin ,,
Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,

XV. That the candidates proposed for the Board of Management be elected.

VII. That the Institute Press should be given out on contract.

Against.

Khalifa Syed Mahomed Hosain Sahib
M. Zainul-Abdin Khan ,,
Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
Niaz Mahomed Khan ,,
Aftab Ahmed Khan ,,

VIII. That Babu Satish Chunder Banerjee be appointed the Legal Adviser of the College ,,

Against.

M. Zainul Adin ... ... Sahib
Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
Nazir Ahmad ,,
Niaz Mahomed Khan ,,
Musa Khan ,,
Khalifa Syed Mahomed Hosein ,,

IX. That votes of thanks be presented to H. E. Lord Elgin, Sir Antony MacDonell, Mr. LaTouche, and the Baristers who assisted, in preparing the embezzlement case.

For

Khalifa Syed Mahomed Hosain Sahib
Musa Khan ... ... ,,
Nawab Mahomed Hyat Khan ,,
Niaz Mahomed Khan ,,
Nazir Ahmed ,, LL. B.
Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
M. Zainul Abdin ,,
Maulvi Fariduddin ,,

X. That a vote of thanks be passed to Syed Mahomed Ahmed Sahib.

For

Maulvi Farid Uddin ... ... Sahib
Niaz Mahomed Khan ,,

Against,

M. Zainul Abdin ,,

Niaz Mahomed Khan proposes that in 93c the words "*either*" and or nominate a chairman" shall be omitted also that in 93*d* the words "or nominate some one else as chairman" shall be omitted.

Against

Habibur Rahman Khan, Nawab Mahomed Hayat Khan Abdul Ghafoor, Khan Nawab Mohsin-ul-Mulk, Maulvi. Zainul Abdin, Farid-ud-din Ahmed, Nazir Ahmed, LL.B., M. Zakaullah, Nawab Mahomed Ali Khan and Khalifa Syed Mahomed Hosain.

RESULT

The final decision will take place at the meeting.

V. Proposed that Mr. Beck be elected Registrar for two years.

The following have voted in favour of this proposel :—

Nawab *Mahomed Ali Khan*, Nawab Mohsin-ul-Mulk Maulvi Abdul Ghafur, Nawab Mahomed Hayat Khan, Sahibzadah Obeidullah Khan and Khalifa Syed Mahomed Hosain.

The following have voted in favour of one year.

Nazir Ahmed LL. B. and Niaz Mahomed Khan.

Maulvi Farid-uddin Ahmed votes that he remain Registrar for the present.

Result—undecided'

VI. Amendments proposed by Mirza Abid Ali Beg.

For.

Niaz Mahomed Khan Sahib in favour of Rule 93 only.

Against

1. Nawab Mahomed Hyat Khan Sahib.
2. Musa Khan "
3. S. Farid-Uddin "
4. Niaz Mahomed Khan "
5. Nazir Ahmad " LL. B.
6. Nawab Mohsin-ul-Mulk "
7. M. Zainul Abdin "
8. Khalifa Syed Mahomed Hosain "

(13) 39*a*. Omit the words "a meeting shall be called in the Strachey Hall; and he shall be presented with an address by the Trustees". Proposed by Surgeon Major Hasson.

Votes for the Rule—54 Trustees.

(14) Rule 117. Niaz Mahomed Khan objects.

The amendment has votes of 54 Trustees for it.

(15) After the words "the Board of Management" add the words "subject to the sanction of the Life Honorary President." Proposed by Niaz Mahomed Khan.

Votes for the Rule—54 Trustees.

RESULT

The Amendments proposed by Nawab Mohsin-ul-Mulk are all passed.

II. Election of Secretary

51 Trustees, *i. e.* all except Mirza Rahmat-ul-lah Beg Mahomed Abdush Shakur Khan, Kunwar Masood Ali Khan and Ashraf-ud-din have voted that Nawab Mohsin ul-Mulk be elected Secretary.

Nawab Mahdi Hassan votes that he be elected Secretary if the Hon'ble Syed Mahmood resigns.

No votes have been received in favour of Mahomed Ahmed Sahib.

RESULT Nawab Mohsin-ul-Mulk is elected.

III. Election of Trustee.

50 Trustees, *i. e.* all except Mirza Rahmat-ullah Beg, M. Abdush Shakur Khan, Kunwar Masood Ali Khan, Musa Khan and Niaz Mahomed Khan vote that the Hon'ble Mr. Justice Amir Ali be elected a Trustee

Musa Khan votes in favour of Kazi Aziz Uddin Ahmed Sahib.

RESULT Mr. Justice Amir Ali is elected.

IV. *Amendments* proposed by the Hon'ble Syed Mahmood *For*

Syed Ahmed Ali.

(6) 122. After the word "shall" add the word "subject to the approval of the Trustees", proposed by Niaz Mahomed Khan and Abdool Ghafoor Khan Sahib.

Votes for the Rule—53.

(7) 122. Omit the word "and". Proposed by Niaz Mahomed Khan

Votes for the Rule—54.

(8) 139. Instead of the words "under the direction of the Secretary and the Finance Committee", substitute the words "if the Secretary desires." Proposed by Niaz Mahomed Khan.

Votes for the Rule—54.

(9) Rule 18 (e) Mahomed Musa Khan and Sahibzadah Obeidullah Khan object to the proviso.

Votes for the Rule—53.

(10) Rule 254.

Instead of "30" substitute "20". Proposed by Niaz Mahomed Khan. Add "In such case the officer dismissed may appeal to the Trustees and their decision shall be final." Prososed by Sahibzada Obeidullah Khan.

Votes for the Rule—53.

(11) 259. Instead of the words "shall take precedence of" insert the words "shall be equivalent to". Proposed by Syed Mahomed Mohsin. Niaz Mahomed Khan objects to this Rule.

Votes for the Rule—53.

(12) 259*a*. Musa Khan votes for the Rule in its original form. Khwaja Yousuf Shah, Surgeon-Major Hasson and Niyaz Mahomed Khan propose to omit the words "Sanction by Government.

Niaz Mahomed Khan proposes "three fourths" instead of two-thirds "Syed Mahomed Hohsin proposes to substitute "a simple majority" for "two-thirds."

Votes for the Rule as it stands—50, Trustees.

(1) *Rule* 40. Add "both of whom shall reside in Aligarh"

Proposed by Nawab Mehdi Hassan and Mahomed Rafiq Esq. Omit "whom the Secretary may nominate" proposed by,

Nawab Mehdi Hossan and Sahizadah Obeidullah Khan.

Rule 40 has thus 53 votes for each part of it.

(2) *Rule* 41 At the end of the first clause add the words "Not more than one month in the year" proposed by.

Nawab Mehdi Hassan, Mahomed Rafique Esq. and Habibur Rahman Khan.

Add the following clause "(d) If the Secretary is absent for 6 months his office should be considered vacant and a new man elected." Proposed by Niaz Mahomed Khan.

Rule 41 has thus 52 votes for each part of it.

(3) Rule 46. Add to clause (2) "and such correspondence shall be conducted in the name of the Secretary", proposed by Habibur Rahman Khan. Add to clause (3) "if the Secretary generally or in particular so desires", proposed by Niaz Mahomed Khan.

Rule 46. has thus 54 votes for each part of it.

(4) 93A. Instead of "the Life Honorary President substitute "the Secretary" proposed by Abdul Ghafoor Khan Sahib. Votes for the Rule 54.

(5) 93B. After the words Finance Committee add the words "at least 2 of whom shall be Trustees", proposed by Niyaz Mahomed Khan. Instead of the words. "Board of Management" substitute "The Finance Committee", Proposed by Abdool Ghafoor Khan Sahib.

Add to the Rule, "who shall be a Trustee". Proposed by Habibur Rahman Khan,

Votes for the Rule—54,

21 Aftab Ahmed Khan ,,
22 Syed Abdur Rauf ,,
23 Nawab Syed Amir Hassan ,,
24 Nawab Gholam Ahmed ,,
25 Nawab Ahmed Said Khan ,,
26 Khan Bahadur Barkat Ali Khan ,,
27 Maulvi Zainulabdin ,,
28 Syed Mehdi Ali ,,
29 Maulvi Nazir Ahmed (Delhi) ,,
30 Nazir Ahmed LL. B. ,,
31 Mohamed Ilahi Bukhsh ,,
32 Maulvi Altaf Hosein Hali ,,
33 Farid-uddin Ahmed ,,
34 Nawab Mohamed Ali Khan ,,
35 Mohamed Mozamelullah Khan ,,
36 Maulvi Zaka-ullah ,,
37 Nawab Fateh Ali Khan ,,
38 Nawab Fayaz Ali Khan ,,
39 Mir Ashiq Ali ,,
40 Mirza Rahmat-ullah Beg ,,
41 Abdul Shakur Khan ,,
42 Kunwar Masud Ali Khan ,,
43 Ashraf-uddin Ahmed ,,
44 Nawab Mehdi Hassan ,,
45 Mohammed Rafique ,,
46 Habib-ul Rahman Khan ,,
47 Syed Ahmed Ali ,,
48 Abdul Ghafur ,,
49 Khwaja Yusuf Shah ,,
50 Mohamed Musa Khan ,,
51 Syed Mohammed Mohsin ,,
52 Surgeon Major Hasan ,,
53 Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
54 Niaz Mohammed Khan ,,
55 Sahibzada Mohamed Obaid Ullah Khan ,,

I. Amendments proposed by Nawab Mohsinul-Mulk.

All the above Trustees vote for these Amendments subject to the following exceptions :—

Add—

93k. In case of matters arising which affect the interests of the College and have not been provided for in the Code, the Board of Management may deal with them until provisions regulating them have been made in the Rules by the Trustees.

93l. The Secretary may, if he thinks fit, instead of acting under section 140. refer urgent matters to the Board of Management for decision.

APPENDIX (C).

ANALYSIS OF THE VOTES RECEIVED BY THE SECRETARY THROUGH THE REGISTRAR.

56 Trustees have sent proxy votes though the Registrar. The proxy vote of Maulvi Nizam Uddin is given by him to the Hon'ble Syed Mahmood, to be used by him as he, Mr. Mahmood, wishes. The names of the remainder who have sent in proxy votes are given below.

1	Syed Zainuddin ...	... Sahib
2	Syed Mohammed Ali	"
3	Khalifa Syed Mohamed Hosain	"
4	Aslam Hayat Khan	"
5	Alaul Hassan	"
6	K. Sajjad Hosain	"
7	Nawab Mohamed Ishak Khan	"
8	Hashmatullah	"
9	Sultan Ahmed Khan	"
10	Syed Ali Bilgrami	"
11	Syed Hashim Bilgrami	"
12	Syed Hosein Bilgrami	"
13	Nawab of Loharu	
14	Badrul Hassan	"
15	Amjad Ali	"
16	Mirza Kazim Hosein	"
17	Abdul Majid	"
18	Shah Din	"
19	Nawabzadah Nasrullah Khan	"
20	Nawab Mohamed Hayat Khan	"

manner befitting his rank ; a meeting shall be called in the Strachey Hall; and he shall be presented with an address by the Trustees. The Visitor may inspect the various departments of the College, as specified in Rule 39b, and in reply to the address may make such remarks and give such advice as he deems fit with regard to the management, education and progress of the College.

39*b*. When a Visitor visits the College formally he may inspect.

(1) the teaching arrangements of the School and College.

(2) the arrangements for food

(3) the arrangements for discipline

(4) the arrangements for prayers and religious teaching.

(5) the arrangements for physical education and games.

(6) the accounts of the College.

(7) the various Societies of Students.

and he may make any criticisms he likes on the various departments in a book kept for the purpose, and may make therein any suggestions to the Principal or the Trustees for their improvement, and it shall be the duty of the Board of Management to take such advice or remarks into their consideration and frame such orders thereon as they deem suitable.

39*c*. The Visitor shall be sent the Annual Report of the College, copies of proceedings of the meetings of the Trustees and the Board of Management, and other papers printed and published on behalf of the College.

For Rule 69 substitute the following :—

69 The Trustees shall make bye-laws consistent with the Rules contained in this Code, regulating the erection, alteration and repairs of the College buildings and bungalows ; and may authorise a Sub-committee of the Board of Management, to be called the Building Sub-Committee to perform such functions as they might themselves discharge in relation to these matters.

Rules 117

Abolish the last clause as it is *ultra vires*.

Instead of the words "shall drop" put "shall be laid before the Board of Management for decision," and add the following proviso "Provided also that in the case of officers drawing a salary of not more than Rs. 30, the Principal shall have authority to suspend or dismiss any officers under his direct charge, and the Secretary shall have similar authority over the officers under his direct charge."

Rule 2.59

Add the words :—

"And the executive, administrative and supervisional duties incident to his position of Principal shall take precedence of personal tuitional functions."

Add the following Rule :—

259*a*. The office of Principal of the College shall be held by Mr. Theodore Beck until his resignation or until his retirement has been approved of by a two-thirds majority of the Trustees and sanctioned by the Government.

Add the folloing Rule :—

117*a*. The Trustees may make Bye-Laws consistent with the Rules contained in this Code. Such Bye-Laws may be passed, amended or repealed at any meeting of the Trustees by a simple majority of the Trustees voting. Such Bye-Laws shall be framed by the Board of Management circulated by the Secretary among the Trustees for opinion and submitted to the Trustees for approval at an Annual, Budget, or special meeting.

Rule 39

This shall run as follows —

The Patron of the the College may enquire into every matter relating to the College, and give such advice to the Trustees as he may deem fit abuot the improvement, management, and welfare of the College. It shall be the duty of the Trustees to take such advice into their consideration and either act upon it or record their reasons for abstaining from so doing.

Rights of a Visitor

39a. A Visitor may, during the Colllege term time, visit the College either formally or informally. When a Visitor gives notice to the Secrtary of his intention to pay a formal visit to the College he shall be received in a

" Whenever a Trustee is convicted by a Court of justice of any criminal offence of corruption, perjury, forgery or other misconduct, which, in the opinion of the Trustees, etc."

And instead of "two-thirds" of the Trustees the words "a simple majority" shall be substituted.

The following proviso to this clause shall also be added :—

" Pending the sanction of the Trustees, the President and Secretary jointly may suspend such Trustee from his office until the next meeting of the Trustees."

Rule 30.

In this Rule the sentence " No proxy shall be counted as a vote unless it has been received by the Secretary one week at least before the Meeting" shall be repealed.

Rule 142.

For the word Secretary substitute President. Instead of the sentence " The Secretary may print" substitute :—

" The President may, subject to the sanction of a Sub-Committee of the Board of Management the numbers of whose members shall be fixed for each occasion by the Board, print."

Rule 143.

Instead of the word " Secretary" substitute the word " President," instead of the words " Sir Syed Ahmed Khan" print the words " Mr. Syed Mahmood."

Rule 235.

Instead of the words

" Or the other officers of the College" substitute the words :—

" or with the other officers of the College."

Rule 247.

Add the following proviso :—

(c) Privilege leave taken by Native officers need not be taken in connection with the summer vacation.

Rule 254.

Rule 139. This section shall stand as follows :—

139. The Registrar shall, under the direction of the Secretary and the Finance Committee, carry out the expenditure, etc.

Rule 140. The following three provisoes shall be added to Rule 140: —

" Provided also that the Secretary shall, in no case, exercise the powers conferred on the Trustees by Rules 14, 18, 20, 117, 226, and in the case of Rule 254 of the dismissal of members of the College Department Teaching Staff and other Native Officers drawing salaries of Rs. 100 per mensem and upwards.

" Provided also that the Secretary shall incur no additional expenditure under this section without the consent of the Finance Committee.

" Provided also that the Secretary shall, before taking any action under this Rule, inform the President in writing of his intention to take such action. If the President disapprove of the intended action of the Secretary he may, within one week from his receipt by registered post of such information, communicate to the Secretary in writing the fact of such disapproval and within the same period refer the question to the Board of Management whose decision thereon shall, subject to the rules governing that body, be final. If the Secretary shall not within one week after communicating his intentions to the President, receive from the President any written intimation of his, the President's disapproval, or within the same period the President shall not refer the question to the Board of Management, the Secretary may act under the Rule in the manner proposed, informing the President thereof and reporting to the Trustees in accordance with the first proviso, and in such case, the Board of Management shall take no action."

Rule 141. Abolish this Rule.

VII.—The Life Honoravy President and European Staff.

In Rules 158, 159, 162, 213, 214, 216, 217, 236, 237, 238, 239, and 240 instead of the words " Life Honorary Joint Secretary", the words " Life Honorary President" shall be substituted.

VIII.—Miscellaneous.

Rule 18. Clause (e) shall stand as follows :—

the giving of receipts, the safe custody of the cash in the possession of the College, and the preservation of an adequate cash balance.

Rule 123 shall be omitted.

Rule 124 shall run as follows :—

124. The Secretary shall deposit all deeds, *sanads*, promissory notes and other securities which may be under any circumstances, put in charge of the Trustees, with the permission of Government, in some Government Office, if such permission be not granted in some branch of the Bank of Bengal, and in that case the Secretary shall write a power-of-attorney enabling the Bank to realise the interest on such promissory notes and securities.

Rule 127 shall run as follows :—

127 The office of the Trustees shall be under the control of the Secretary and he shall have the power to appoint so many clerks and officials as he thinks necessary for the due discharge of his duties subject to the sanction of the Trustees.

Rule 128 shall run as follows :—

128. The Finance Committee shall prepare the Annual Budget of the Trustees, and the Secretary shall present the Budget to the Trustees at their Budget Meeting.

(This Rule is recommended by the Government Auditor)

In Rule 130 Proviso (a) shall be as follows :—

130*a*. If the expenditure found necessary under any head be less than the amount authorized therefor, and there be a necessity for greater expediture upon some other head, the Finance Committee may, at a meeting at which the Secretary (or in his absence from Aligarh the Joint Secretary) is present, apply the surplus of the former to the latter ; provided that no income derived from a Trust Fund be applied to expenditure alien to the Trust.

In Proviso (b) after the words " the Secretary may" insert the clause " with the consent of the Finance Committee."

Rule 132 shall run follows :—

132. The Trustees may, on the report of the Secretary, and with the sanction of the Finance Committee, during the year, sanction, etc.

the annual public audit of Accouts ; and in general, to conduct the ordinary financial routine work of the College in accordance with the instructions of the Finance Committee hereinafter provided for.

(2) To conduct at the request of the Honorary Secretary such English correspondence as the Honorary Secretary may instruct him to do.

(3) To carry out the duties imposed by Rule 139.

V.—The Finance Committee. The following rules shall be added after rule 93 :—

93A. The Board of Management shall nominate for the sanction of a majority of the Trustees at special meeting assembled a Finance Committee consisting of seven members of the Board. The Life Honorary President and the two *ex-officio* members of the Board spefied in Rule 93 (*b*) shall be members of the Finance Committee.

The remaining members shall be elected by the Board, and shall hold office for two years, (provided that they remain members of the Board) and shall be eligible for re-election. Of the seven members four at least shall be Trustees who live sufficiently near Aligarh to be able to attend the meetings when necessary and two of the members shall be members of the European Staff.

Subject to the control of the Trustees, the Financial Committee shall exercise complete control over the administration of the finances of the College, and subject to similar approval may make rules for the conduct of its business.

93B. Four members shall constitute a quorum of the Finance Committee and in case of equality of votes the Chairman shall have a second or casting vote. The Board of Management shall appoint the Chairman of the Finance Committee.

VI.—Alterations in Chapter XI.

Rules 122, 125, 126, shall be abolished and the following Rule substituted :—

122. The Board of Management shall make bye-laws regulating the drawing of cheques, the counter-signature of cheques to avoid fra[illegible]

28*a*. Upon the happening of a vacancy in the office of President, the Trustees shall elect a Presiden who shall hold office for two years and shall be eligible for re-election.

28*b*. At all meetings of the Trustees the President shall preside, if present. If the President be absent the trustees present shall elect one among themselves, to act as Chairman.

III—Rules 40 and 41 shall be as follows :—

40. The Trustees shall ordinarily elect an unpaid Secretary from among themselves, and may appoint as unpaid Joint Secretary any one from among themselves whom the Secretary may nominate

41. The Joint Secretary shall perform the following duties —

(a) The Joint Secretary shall officiate for the Secretary in the absence of the latter from Aligarh, for so long a period as may make it impossible for the Secretary to discharge the duties of his office.

(b) If the office of Secretary fall vacant and an interval elapse before the appointment of a fresh Secretary, the Joint Secretary shall discharge the duties of the Secretary during such interval

(c) The Joint Secretary shall give advice to the Secretary and render him such assistance as the Secretary may require of him in the discharge of his, the Secretary's, duties.

For the first sentence of Rule 45 substitute the following :—

45. *Every Secretary, Joint Secretary, and Assistant Secretary* appointed by the Trustees shall hold office for a period of three years, and shall be eligible for re-appointment.

IV.—Rule 46 shall be amended as follows —

46. The Trustees may appoint as Registrar of the College any person whom the Secretary and Life Honorary President may jointly nominate. The Registrar shall hold office for three years and shall be eligible for re-appointment, The duties of the Registrar shall be :—

(1) To be responsible that the books of account are duly kept on the principle of double entry ; that the statements of income and expenditure and the Balance Sheet of the College are correctly prepared ; and that the various books, statements and vouchers are duly prepared for

circulated to them along with the Agenda Paper and they have most of them sent their opinions thereon. The object of this meeting is not to discuss the validity of the votes that have already been received but to formally carry out every motion in favour of which we have a majority. Gentlemen, the opinion of the Government about these amendments is known to you all as expressed by the Hon'ble J. D, LaTouche and H.H, Sir A. MacDonnell in their Speeches. The realisation of the good and useful suggestions and promises made by Government depend entirely upon these amendments being passed. You are all aware that this College was founded with the double object of fostering sentiments of loyalty to the British Government and promoting the welfare of our own community. This institution has been from its infancy created under the kind patronage of the British Government, and its future strength and stability depend upon the patronage of the Government. The sole object of the meeting of to-day is to show and prove unanimously to the Government and to the Public that the Trustees have got a sense of duty and responsibility and that they are ready to follow and act upon the principles laid down by Sir Syed. Putting aside all technical objections and ever keeping in view the object of to-day's meeting, we shall have to pass a decree as to the future of the College. I have strong hopes that all the Trustees present will do their very best to realise this common object. After these few preliminary remarks and placing my trust in God I give permission to open the proceedings.

APPENDIX (B)

AMENDMEMTS PROPOSED BY NAWAB MOHSIN-UL-MULK AND SECONDED BY SULTAN AHMED ESQ.

1.—That the following Rules be abolished as obsolete :—

41, 42, 43, 44, 65, 66, 67, 70, & 71.

11—That instead of Rule 28 the following three rules be inserted :—

28. The Hon'ble Syed Mahmood shall be Life Honorary President of the Trustees.

(TRANSLATION OF THE LAST PARAGRAPH OF Mr. SYED MAHMOOD'S SPEECH.

But, gentlemen of the Trustees, this is the reason, that instead of fighting a complete reconciliation has taken place. And this is the reason, that instead of a law—suit, as far as I am capable, as long as my father's intentions are observed, there can be no Secretary better than brother Mehdi Ali. I, in my capacity of life President adjourn this meeting, and the next meeting will only take place when I call a Special meeting for a sufficient reason under the Rules.

APPENDIX (A).

OPENING SPEECH OF THE CHAIRMAN.

Before saying any thing about this meeting, I regret to say that this is the first meeting of the Trustees since the death of Sir Syed. The death of Sir Syed has brought with it such a burden on the shoulders of the Trustees that if the Trustees do not concentrate their efforts and put their heads together it would be useless to entertain any hopes of repairing the loss caused by the death of the Founder of this College. This meeting is therefore supremely important and it is highly necessary that the opinion of every trustee should be the result of his honest conviction and based upon sentiments purely for the good of the community.

Gentlemen, the present critical condition of the College is known to you all. There is generally a feeling of want of confidence among the body of Mahomedans who have assisted in founding this College and upon whose help and assistance the stability and prosperity of the College mainly depend. I believe the Memorial Fund would have shown a much larger amount of subscriptions had there not been this want of confidence in the minds of the public.

Since the death of Sir Syed it has become a matter of urgent necessity to introduce some organic changes, into the Rules and Regulations of the M. A.-O. College Trustees. All the Trustees present know what those changes are as they were

سید احمد مرحوم حی القایم تھا اور اِجلاس ایجوکیشنل کانفرنس کا بمقام اِلہ آباد ہوا — تو میں نے اپنی ناچیز قابلیت سے ایک آدہ مصرعے موزوں کرکے عرض کیئے تھے کہ جو شان میں ہیں خان بہادر برکت علی خاں صاحب کے اور اُس بزرگ اور محب حقیقی اور دوست دیرینہ نواب سردار محمد حیات خاں صاحب – سی – ایس آئی کے وہ مصرعے اِس قابل نہیں ہیں کہ وہ اِس اِجلاس میں بیان کیئے جائیں — لیکن چونکہ حدیث ہی " الفخر فخری اور " برگ سبز است تحفۂ درویش " اس وجہہ سے انہیں بیان کرتا ہوں – وہ یہہ ہیں اور چاہتا ہوں کہ اس روئداد میں ملفوف کیئے جائیں *

آنکہ خالے کہ برکت چو حیات آمدہ است
بہر سرداری ز پنجاب حیات آمدہ است
قوم ما ہست بہ ظلمت ہمہ بیدار چنیں
چوں ازاں قوم چنیں آب حیات آمدہ است

لیکن جناب عالی حضرات ٹرسٹیان یہی وجہہ ہی کہ آج بجائے جنگ و جدل کے صاحِ دل ہوئی اور یہی وجہہ ہی کہ بجائے تلاش کے جہاں تک مجھہ سے ہوسکتا ہی کہ جب تک میرے باپ کا عندیہ قایم رہے – بہائی مہدی علی سے بڑھکر کوئی سکرٹری نہیں ہوسکتا *

(دستخط) سید محمود

میں بحیثیت ہونے لایف پریسیڈنت کے اس جلسہ کو ملتوی کرتا ہوں اور آیندہ جلسہ صرف اُس صورت میں ہوسکیگا کہ کوئی کافی وجہہ مجھکو اسپیشل میٹنگ ٹرسٹیان از روے دفعۂ قواعد ٹرسٹیان میں طلب نکروں *

The above proceedings were taken down by me as Registrar with the exception that the Speech of the Hon'ble Syed Mahmood was taken down word for word by Sultan Ahmed Khan Sahib.

(Sd.) THEODORE BECK,
Principal and Registrar.

13 Altaf Hosein ,, Hali
14 Abdul Ghafur ,,
15 K. B. Yusuf Shah ,,
16 Nawab Mohamed Ishak Khan Sahib
17 Syed Mohammed Ahmed ,,
18 M. Shah Din ,,
19 Nawab Mohammed Ali Khan ,,
20 M. Budrul Hasan ,,
21 Mohamed Abdul Shakur Khan ,,
22 Syed Mehdi Ali Khan ,,
23 Mirza Abid Ali Beg ,,
24 K. B. Barkat Ali Khan ,,
25 Nawab Mohsin-ul-Mulk ,,
26 Syed Zain-ul Abdin ,,
27 Syed Mohamed Baqir ,,

The Hon'ble Syed Mahmud then made the following speech :—

اسپیچ

جناب سید محمود صاحب پریسیڈنٹ ٹرسٹیان

حضرات ٹرسٹیان — میں بحیثیت ہونے لائف پریسیڈنٹ کے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ عالی جناب خان بہادر برکت علی خاں صاحب کی تشریف آوری سے وہ برکت ہوئی جو اُن کے آئے بغیر ممکن نہ تھی چنانچہ اگر قدوم میمنت لزوم حضرت موصوف الصفات کے اِس علیگڈہ یعنی قلعہ مرتضوی میں تشریف نہ لاتے تو مشکلاتا مشکلاتا . مشکلات بروزن فاعلاتا فاعلاتا فاعلات پیدا ہوجاتیں اِلا حضرت عالی مناقب ممدوح الصفت خان بہادر برکت علی خاں صاحب یہاں تشریف لائے اور اُن کی بزرگی نہ صرف بوجہہ بزرگ سنا بلکہ نیز دیگر اعتبارات سے بھی ہی اور منجملہ میرے مرحوم باپ کے دوستوں میں یہہ اعظم ترین رتبہ حب سید احمد میں رکھتے ہیں — وہ بھی اِس اجلاس میں جلوہ افروز ہوئے — ایک موقعہ سابقہ (یہہ وہ موقعہ ہی) کہ جسکو بہت سال نہیں گذرے جبکہ وہ

29. A proposal of Mr. Syed Mahmud that Babu Satish Chander Banerji be appointed as legal adviser of the Trustees was rejected.

30. It was proposed that T. Beck Esq. be elected Registrar for two years.

This was passed unanimously.

31. It was proposed that the new Rules as amended be reprinted.

This was passed unanimously.

32. A vote of thanks to the Chairman was proposed by Deputy Elahi Bukhsh Sahib and seconded by Muzamelullah Khan Sahib.

33. Syed Mohammad Ahmed Sahib referred to a letter written by Khalifa Mohammed Hosein Sahib and asked the Chairman to recommend that he (Mahomed Ahmed) be forgiven for what he had written about anybody and withdrew what he had written.

After which Mr. Beck and Nawab Mohsin-ul-Mulk shook hands with Syed Mohammed Ahmed Sahib. A similar proceedure was adopted with reference to Mirza Abid Ali Beg Sahib.

At the close an affecting reconciliation took place between Nawab Mohsin-ul-Mulk and Mr. Syed Mahmud. Then Mr. Syed Mahmud took his chair as President.

The above proceedings were signed by the following Trustees :—

1 Aftab Ahmed Khan Sahib
2 N. Mohamed Hyat Khan ,,
3 Mohammed Musa Khan ,,
4 Nazir Ahmed ,,
5 K. B. Elahi Bukhsh ,,
6 Muzamel-ullah Khan ,,
7 Mohammed Masud Ali Khan ,,
8 Syed Zain-uddin Sahib
9 Mahomed Habiburrahman Khan Sahib
10 Syed Alaul Hasan Sahib
11 Sultan Ahmed Khan ,,
12 Kh, Sajjad Hosein ,,

could not be passed and therefore it was useless to put them to the vote.

23. The Chairman proposed and Mr. Shah Din seconded that H. H. the Nawab of Rampore be elected a visitor. This was unanimously carred.

24. A vote of thanks to Mr. Theodore Beck was proposed by Mr Syed Mahmud and seconded by Syed Mohamed Ahmed in the following terms :— "I propose that a vote of thanks be passed to Mr. Theodore Beck on account of the manly labour and devotion which he has shown and for his pecuniary assistance ; and first for those services which he has performed in his capacity of unpaid Registrar, and secondly for the services he has performed as Secretary of the Finance Committee ; thirdly for the long journeys he took on behalf of the College, and fourthly for the assistance he has rendered to me as Life-Honorary Secretary.

PASSED UNANIMOUSLY.

25. A vote of thanks to Nawab Mohsin-ul-Mulk, Mirza Abid Ali Beg Sahib and Aftab Ahmad Khan Sahib was proposed by Mr. Syed Mahmood and seconded by Mr. Mohammad Ahmed for the work they had done for the Sir Syed Ahmed Memorial Fund in their capacities of President, Vice-President and Secretary of the Memorial Fund Committee.

PASSED UNANIMOUSLY.

26. A vote of thanks was passed unanimously, to Mirza Abid Ali Beg Sahib, Mohammad Ahmed Sahib and the Hon'ble Syed Mahmud for the assistance they rendered in the embezzlement case.

27. A vote of thanks was unanimously passed to the Hon'ble Mr. LaTouche and H. H. Sir Antony McDonnell for the zeal and generous sympathy they have shown to the College.

28. A proposal of the Hon'ble Syed Mahmud that the Institute Press be given out on contract or sold was adjourned,

the Chairman to ask the Hon'ble Syed Mahmud if he considered the place as vacant.

Mohammed Mir Sahib stated that the post of Secretary was not rendered vacant by the amendments proposed by Nawab Mohsin-ul Mulk and that the Hon'ble Syed Mahmud remaind Life Honorary Secretary until he chose to resign, because he had been elected for life.

Mohammed Mir Sahab then read a printed statement on behalf of Mirza Abid Ali Beg Sahib to the same effect.

The Hon'ble Syed Mahmud said that he was opposed to the election of Nawab Mohsin-ul-Mulk as Secretary. He accepted the post of Life Honorary President and declined to resign the post of Life Honorary Secretary. If the acceptance of the office of Life Honorary President involved declining the office of Life Honorary Secretary, he declined to accept it and especially opposed the appointment of Nawab Mohsin-ul- Mulk to that office.

The President then made a speech and said that 53 Trustees had voted in favour of Nawab Mohsin-ul-Mulk as Secretary.

Nawb Mohammed Ishak Khan Sahib said that the Trustees who had the power to appoint Mr. Syed Mahmood had power to abolish the appointment.

It was then put to the vote that Nawab Mohsin-ul-Mulk be appointed Secretary and carried. 53 votes in favour (including the proxy votes)

The Honble Syed Mahmud said he did not accept this decision of the Trustees.

21 It was unanimously carried that Sir Arthur Strachey be elected Visitor of the College.

22 With reference to the amendments proposed by Mr. Syed Mahmud.

Amendment (29c) For 5 Against 24
" (93c) (93d) " 5 " 23
" 117 (c) (d) (e) and (f) were rejected as premature.
" 40(A) and 45 (A). The chairman stated that as 46 Trustees were not present, the Amendments

The Hon'ble Syed Mahmud stated his approval of the motion.

Speakers

For	Against
Shah Din	M. Abid Ali Beg Sahib.
	Syed Mohammed Mir ,,

Nawab Viqarul Mulk asked if the votes were properly stamped and was informed by the Chairman that they were stamped.

The motion was then put to the vote.

For 27 Against 4. Majority in favour of the motion 23.

The motion was therefore carried.

10 The Hon'ble Syed Mahmood stated that sections 11, 42, 13, 14, relating to his father's being Secretary had lapsed and therefore it was not necessary to repeal them,

11 Aftab Ahmed Khan Sahib asked the Chairman whether the Amendments proposed by Nawab Mohsinul Mulk should be voted for separately or *en bloc* and raised the question whether discussion should be allowed and the votes of those who were present should be taken or not. The Hon'ble Syed Mahmood and Nawab Viqarul Mulk spoke in favour of discussion being allowed and votes being taken.

The following Trustees present had not given their votes in writing.

The Hon'ble Syed Mahmood Sahib
N Viqarul Mulk ,,
Haji Ismail Khan ,,
Mirza Abid Ali Beg ,,
Mahomed Baqir ,,
Mahomed Ahmad ,,

12. The Hon'ble Syed Mahmood requested Aftab Ahmed Khan Sahib to read a vote which he had only just received namely a supplementary vote received from the Nawab of Loharu. Aftab Ahmed Khan Saheb read this vote which is given in Appendix D.

The Hon'ble Syed Mahmood then asked permission to read a letter from Nawab Mohsin-ul-Mulk to Maulvi

For the motion 24 Against 8
Majority in favour of the motion 16
The motion was therefore carried.

4. The Hon'ble Syed Mahmud stated the Agenda Paper circulated by the Registrar was circulated by order of the Secretary and was therefore correctly circulated and in order.

5. Mirza Abid Ali Beg then raised a question as to which Agenda Paper was circulated by Mr. Beck. Mr. Beck then explained which Agenda Paper he had circulated.

6. The Hon'ble Syed Mahmud proposed that the Budget be passed. The Chairman put the matter to the vote and it was passed nem. con.

7. The Hon'ble Syed Mahmud proposed and Nawab Mohsin-ul Mulk seconded that a vote of thanks be passed to H. E. Lord Elgin, Viceroy and Governor General of India, for the great assistance he had given the M. A. O. College, at a time of great difficulty and anxiety, both by his munificent personal donation of Rs. 2,000 for the Sir Syed Ahmed Memorial Fund and by the extremely kind and sympathetic letter with which he accompanied it.

This was passed nem. con.

8 The Hon'ble Syed Mahmud proposed and Aftab Ahmed Khan Sahib seconded that a vote of thanks be passed to the following barristers who gave much assistance gratis to the Honorary Secretary in connection with the legal matters arising out of the embezzlement perpetrated by Shiam Bihari Lal, viz.

Messrs. Dwarka Nath Banerjee
Jogendro Nath Chaudhri
Hon'ble Pundit Bishamber Nath
Satish Chander Banerjee
Maulvi Karamat Husein

Passed nem. con.

9 With reference to the technical objections raised in connection with the proxy votes the Chairman moved that all such objections are invalid on account of Rule 118 of the College Rules.

The name of Sultan Ahmed Khan Sahib was substituted for Syed Zain-uddin Sahib as the latter was ill.

The Hon'ble Syed Mahmood then left the meeting to fetch Mr. Theodore Beck to take down the proceedings.

3. The Chairman proposed the following Rules of Discussion for the present meeting :—

(1) That the opening speech of the Secretary shall not be for more than one hour.

(2) That with the exception of the opening speech of the Secretary no Trustee including the Secretary shall speak for more than five minutes on any motion and no one shall speak except on a special motion.

(3) No speaker will be allowed to dictate his speech in the meeting.

(4) No person can speak more than once on one motion.

(5) No discussion will be allowed on those motions in the Agenda Paper about which the Trustees have already expressed their opinion in writing and which have been decided by the necessary majority of votes.

(6) If any objection be raised on technical grounds against the Amendments of the Rules, or the votes which the Trustees have sent within the prescribed time the chairman will ask the Trustees present to deal with them under Rule 118 and to decide them by the majority of votes.

(7) If any person in the meeting should make an attack on any other person or make use of unparliamentary language, the chairman shall call him to order.

SPEAKERS ON THE ABOVE PROPOSALS.

FOR	AGAINST
Khwaja Sajjad Hosain Sahib	Mohamed Mir Sahib
Aftab Ahmed Khan ,,	Mohamed Ahmed ,,
	Abid Ali Beg ,,
	Nawab Vikarul Mulk
	Hon'ble Syed Mahmud

The motion was put to the vote.

K. B. Zainul Abdin Saheb
K. B. Barkat Ali Khan ,,
S. Mehdi Ali ,,
Syed Zain-uddin ,,
Kunwar Masud Ali Khan ,,
Nawab Mohammed Ishak Khan ,,
Nawab Mohammad Ali Khan ,,
Maulana Altaf Hosain ,,
Nawab Mohsinul Mulk ,,
Maulvi Zaka-ullah ,,
Khwaja Sujjad Hosein ,,
Musa Khan ,,
Syed Mahomed Baqir ,,
S. Alaul Hasan ,,
S Budrul Hassan ,,
Muzammel-ullah Khan ,,
M. Habibur Rahman ,,
M. Shah Din, Esquire.
Nawab Mohammad Hayat Khan Sahib C. S. I.
Syed Mohammad Ahmed Sahib.
Aftab Ahmad Khan Sahib.

1. The Hon'ble Syed Mahmood proposed that K.B. Barkat Ali Khan Sahib be elected chairman. But K.B. Barket Ali Khan Sahib declined and proposed Nawab Mohammed Hayat Khan Sahib. This proposal was seconded by the Hon'ble Syed Mahmood, Mohammed Ahmed Khan Sahib, Aftab Ahmed Khan Sahib and passed unanimously. Nawab Mohammed Hayat Khan then took the chair.

2. The chairman then made an opening speech and ofterwards proposed that the proceedings of the Meeting be taken down by Mr, Theodore Beck as Registrar of the College in English and by Syed Zain-uddin Sahib in Urdu

Mr Mahmud opposed the presence of Mr. T. Beck because he said some proposals were going to be made against him.

Voting

For the motion 25 Against 8

Majority 17

The motion was therefore carried.

The Muhammadan Anglo-Oriental College, Magazine Aligarh.

ew Series VOL. VII	FEBRUARY, 1899.	Special No

ANNUAL MEETING OF THE M, A.-O. COLLEGE, TRUSTEES.

The following is the official report of the Proceedings of the Annual Meeting of the M. A.-O. College Trustees, held on January 31st 1899.

THEODORE BECK,
Registrar, M. A.-O. College.

PROCEEDINGS OF THE ANNUAL MEETING OF THE M. A.-O. COLLEGE TRUSTEES.

PRESENT.

The Hon'ble Syed Mahmud
S. Sultan Ahmed Khan Sahib
S. Mohammed Mir ,,
M. Abdul Shakur Khan ,,
Mir Ashiq Ali ,,
Mirza Abid Ali Beg ,,
M. Abdul Ghafur ,,
Nawab Viqarul Mulk ,,
K. B. Elahi Bukhsh ,,
Shamsul Ulama Maulvi Nazir Ahmed Sahib
Haji Ismail Khan Saheb
K. B. Khwaja Yusuf Shah Sahib

FEBRUARY 1899.

SUPPLEMENT

TO THE

Muhammadan Anglo-Oriental College, Magazine

Proceedings of the Annual Meeting of the M. A.-O. College Trustees, held on January 31st 1899.

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS, ALIGARH.

محمدن اینگلو اوریئینٹل

کالج میگزین

اور انسٹیٹیوٹ گزٹ

جس میں پروگرس بھی شامل ھی

جلد ۷	فروري سنه ۱۸۹۹ع	نمبر ۲

فہرست مضامین

انگریزی

اردو

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں محمد ممتاز الدین کے اہتمام سے چھپا

کالج میگزین

قریباً پانچ برس ہوئے کہ اِس نام کا ایک علمی رسالہ انگریزی اور اُردو ملا ہوا — علیگڈہ کالج سے نکلنا شروع ہوا اول اول وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا ضمیمہ بنکر نکلتا رہا – لیکن سنہ ۱۸۹۴ع میں اُس نے ایک مستقل رسالہ کی صورت اِختیار کی – اِس کے مضامین زیادہ تر کالج کی خبروں اور اُس کے متعلقات پر محدود ہوتے تھے – اور اُس وجہ سے عام پبلک کو اِس کے ساتھہ چنداں دلچسپی نہ تھی *

اِس خیال سے اِسکے منتظموں نے اِس کو زیادہ وسعت دینی چاہی تاکہ وہ بالکل ایک علمی میگزین بن جاے جس میں کالج کی خبروں کے علاوہ – مسلمانوں کے علوم و فنون – تاریخ اور لٹریچر کے متعلق عمدہ اور پر زور مضامین لکھے جائیں — اِس غرض سے اِس کے ۴۴ صفحے بالکل اُردو کے لیئے مخصوص کردیئے گئے *

ملک کے مشہور اہل قلم یعنی مولانا حالی – نواب محسن الملک – مولوی نذیر احمد — اور منشی ذکاءاللہ وغیرہ بزرگوں نے اِس میں مضامین لکھنے کا وعدہ کیا ہی اور اَور اہل قلم بھی اگر اِس کی اعانت فرماوینگے تو ہم نہایت فخر کے ساتھہ قبول کرینگے اپریل سنہ ۱۸۹۸ع سے اب انسٹیٹیوٹ گزٹ بھی معہ پروگرمس کے اِس میں شامل کردیا گیا ہی *

ہم کو اُمید ہی کہ ہندوستان کی اسلامی جماعت خریداری سے اِس کی اشاعت میں مدد دیگی — میگزین اور اِنسٹیٹیوٹ گزٹ کے کل صفحات ۴۰ اور ۵۰ کے درمیان ہوا کرینگے اور مجموعی قیمت معہ محصول ڈاک صرف (۳) سال *

اِس میں اِشتہارات بھی ۲/ فی سطر کے حساب سے درج ہوا کرینگے ایک صفحہ کے چھپوانے والوں سے ۵ ایک ماہ میں لیئے جائینگے *

تھیوڈور بیک (ایڈیٹر انگریزی)

خواجہ محمود حسن بی اے (منیجر)

محمدن اینگلو اورینٹل
کالج میگزین

نمبر ۲	فروري سنه ۱۸۹۹ع	جلد ۷

تاریخ اسلام اور محمدن یونیورسٹي

ظاهر هی که علم تاریخ بلا تخصیص نهایت اهم هی قوموں کي زندگي اور موت اُس سے وابسته هی دنیا کي بڑي بڑي نسلیں فنیشین - یوناني - رومي - کلداني - مصري - پارسي - عبري - عربي وغیره - تاریخ کي هي وجه سے سب زنده هیں علاوه متقدمین کي زندگي کے جن قوموں نے اپني قدیمي تاریخي روایتوں کو محفوظ رکها هی اُن کے هاتهوں میں گویا ایک آسماني حبل المتین رهي هی جس کو وه مضبوطي سے پکڑے هوئے هیں اور اُسي کے تعلق سے زنده رهے هیں اور آینده بهي اسي طرح زندگي کو بڑها سکینگے جن قوموں کا بقا پچهلي روایتوں پر هی اُن کا فرض هی که جهاں تک ممکن هوسکے اُن کو مهذب صورت میں لائیں اور واقعات کو اوهام سے متمیز کردیں *

اسلام سے قبل تاریخي واقعات مسلسل نه تهے اُن کي ایسي مثال تهي جیسے کوئي شاهراه مختلف سیلابوں کي طغیاني سے جابجا مندرس هو جاے یا اُس کو ریگستاني حصه میں بنایا هو جهاں ریگ کي چادریں متفرق جگهه سے اُس کو چهپالیں تاریخي دنیا کو اُس شاهراه کے مسلسل کرنے میں نهایت گراں مایه وقت صرف کرنا پڑا اور اصول تاریخي — کلدیوں - کتبوں وغیره سے اُس کو کسیقدر مسلسل کیا اسي واسطے ان واقعات سے دل چسپي رکهنے والے گروه کو مسلمانوں کا نهایت شکر گذار هونا چاهیئے جنهوں نے اپنے حافظه کي قوت اور فطري ذهانت سے اپني تاریخ کے لیئے ایک شاهراه بنادي اور مورخین

کے گرانمایہ وقت اور محنت پر تحقیقات کا زیادہ بار نہیں ڈالا لیکن جیسے قدماے اسلام نے اس علم کی ضرورت محسوس کی تھی اور اُس میں اپنی عزیز زندگی کا بڑا حصہ صرف کیا اور مطول اور مفصل واقعات کو منضبط کیا اور اُن کی تصانیف میں مسلمانوں کے تمام ملکی اور مذہبی واقعات جمع ہیں — مشاہیر کی مکمل تاریخ جمع کردی گئی ہے — حتی کہ مکہ - دمشق - بغداد — نیشا پور وغیرہ بڑے بڑے شہروں کے ناطق اور غیر ناطق اشیا کے حالات مفصل تحریر کیے ہیں — لیکن افسوس ہے کہ اخیر زمانہ میں علما نے اُس سے دلچسپی کو بالکل ترک کردیا ہے اُس کے مختلف اسباب ہوئے (۱) اُن کے نصاب تعلیم میں تاریخ کا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا تاریخ تیموری اور یمینی اگر شاذ و نادر کہیں مطالعہ کی جاتی ہیں تو نہ تاریخی بصیرت کے لیے بلکہ ادب کی ضرورت کی وجہ سے (۲) قرن اول کی تاریخ کو علما مضر بھی خیال کرتے ہیں اُن کے خیال میں بعض امور میں مذہبی عقاید اور تاریخی واقعات میں مصادمت ہوجاتی ہے خصوصا قرن اول کا وہ حصہ جو صحابہ کے باہم مناقشوں سے پر ہے اور اُس کو مشاجرات صحابہ کہتے ہیں اُس میں بہت سے متزلزل امور موجود ہیں وہ اُس سکون اور خاموشی کے خلاف ہیں جو وحدت قایم ہو جانے سے صحابہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن نبوت کے علوم اور اسلامی عقاید پر ان نیرنگیوں کا کچھہ اثر نہیں ہوسکتا ہے قبایل عرب کی ترکیب - قومی اُصول اور قدیم و حادث تبدیلیوں سے جو واقف ہوگا اُس کو نہ کوئی حیرت پیش آ سکتی ہے نہ اُن کو نبوت کی تعلیمات سے کوئی پیوند ہو سکتا ہے (۳) علم تاریخ اور علم جغرافیہ باہم توام ہیں جب تک واقعات کے مواقع اور اُن کے مرکز اور اطراف بخوبی متعین نہوں وہ تاریکی کی حالت میں رہتے ہیں اور پیچ در پیچ غلطیاں اُن واقعات میں پڑجاتی ہیں اور موجودہ زمانہ کے علما جغرافیہ سے بیگانہ ہیں اسی وجہ سے مسلمانوں میں بکثرت اس قسم کی قولی اور خیالی لغزشیں پیدا ہوگئی ہیں - لفظوں کے اشتراک سے واقعات شرقی کی غرب میں اور غربی کی شرق میں تبدیل ہوگئی ہے اُس کی نظیر بالکل اسی طرح ہے

چترالے سرحد کے درہ خیبر کو لوگ سمجھتے هیں کہ اس کو حضرت علي رضي‌الله عنه نے فتح کیا تھا اور علي مسجد کا اُس کے قریب هونا اسي کا شاهد هی حالانکہ وہ مفتوحه شہر مدینه شریف کے قریب هی ہے فدک جو خیبر کے سامنے چھوتا سا قصبه هی اُس کي حد بعض علما نے بحر کیسپین تک بیان کي هی مارے تجربه میں بہت بڑي وجه تاریخ کے متروک هونے کي یہي هی *

اس سے یہہ خیال نکرنا چاهیئے کہ قدیم علما نے جغرافیه کي تکمیل کي جانب کافي توجه نہیں کي تھي اور خود اس علم کے فواید سے اور اُن ضرورتوں سے اُنھوں نے بے نیازي ثابت کي هو جو تاریخ میں ملحوظ رکھنے کے لیئے اهم تھیں اُنھوں نے یونانیوں کي طرح جزایر خالدات سے طول بلاد اور خط استوا سے عرض بلاد کي تقویم کي اور اُن کے تقسیم درجات اور بعد و فاصلے نہایت صحیح تھے اور اٹلانس‌وتیبلس جو موجودہ زمانه کي تحقیقات کے لیئے مدار علیه هیں وہ الحسن اندلسي کي محنت اور صحیح اندازہ کا نتیجه هیں اور ایشیائي شمالي میں علماے یورپ نے علماے اسلام کي نہایت صحیح تقویمات سے استفادہ کیا هی لیکن افسوس هی کہ اخیر زمانه میں اُس پر سرسري نظر ڈالي گئي میں نمونه کے طور پر عربي کي درسي اور معتبر کتاب هدیه سعیدیه سے جو طبعیات میں هی اس کے متعلق نقل کرتا هوں اس کے مصنف فلاسفه متاخرین میں نہایت عالي دماغ اور معقولات اور ادب کے هندوستان میں امام مانے گئے هیں میرے اُستاد الاوستاد هیں روحي فداہ و اُرم في معارج‌القدس میرا اس نقل کرنے سے یہہ غرض نہیں هی کہ میں تحقیقات قدما کي نظیر پیش کرنا چاهتا هوں یا حضرت علامه رحمة الله علیه کے کمالات کي تنقیص کرتا هوں‌حاشا و کلا بلکہ یہہ دکھلانا چاهتا هوں کہ اس علم کو مطروح النظر اور غیر ضروري سمجھکر اُس کي طرف بہت کم التفات کیا گیا هی اس زمانه میں حالانکہ اس فن کو اسقدر انجلا هوا هی اور اُس کي ایسي عام اشاعت هوگئي هی لیکن علما صرف اسي قدر سرمایه پر قناعت کرتے هیں اس کے علاوہ جغرافیه طبعي اور جغرافیه ثروت و وطن کي طرف جو نہایت مفید اور اهم هیں کون ملتفت هوگا *

و هو هذا

ربع مسکون کے سات حصے ہیں عرض میں وہ سب برابر ہیں
اور طول میں مختلف ہیں ہر ایک کا نام اقلیم ہے — اقلیم اول
خط استوا کے متصل ہے اس کا طول دس ہزار دو سو تیس میل ہے
تمام اقالیم سے اس کا طول زیادہ ہے ملک چین کے شرقی حصہ سے
اس کا آغاز ہوتا ہے ہند — سندھ — ملک حجاز کا جنوبی حصہ
یمن کے اکثر شہر اور حبش اس میں داخل ہیں بحر محیط غربی
پر ختم ہو جاتی ہے *

دوسری اقلیم — چین سے شروع ہوتی ہے ہندوستان کے بڑے بڑے
شہر دہلی وغیرہ اور سندھ کے بڑے بڑے شہر اس میں داخل ہیں اور
بحر محیط پر ختم ہوتی ہے *

تیسری اقلیم — ملک چین کے شرقی حصہ سے شروع ہوتی ہے
ملک ہند کا درمیانی حصہ ملتان — زابل — سجستان — کرمان —
فارس — اصفہان — اہواز — واسط — بصرہ — کوفہ — بغداد — حمص —
بیت المقدس — دمیاط — اسکندریہ — افریقہ کے شہر اس میں داخل
ہیں اور بحر محیط پر ختم ہوتی ہے *

چوتھی اقلیم — چین کے شمالی حصہ سے شروع ہوتی ہے —
تبت — ختا — کوہستان کشمیر — کابل — غور — خراسان — طبرستان —
قومس — دیلم — عراق عجم — آذربائیجان — موصل — نصیبین —
ملطیہ — حلب — انطاکیہ — ملک مغرب — اس میں داخل ہیں
اخیر میں بحر محیط ہے *

پانچویں اقلیم — ترکستان کے اخیر حصہ سے شروع ہوتی ہے —
فرغانہ — سمرقند — خوارزم — ارمینیا — ساحل بحر شام — بعض بلاد روم
اس میں شامل ہیں اخیر میں بحر محیط ہے *

چھٹی اقلیم میں بلاد شرق — جرجان — بعض حصہ روم —
صقالیہ — باب الابواب — اندلس کا شمالی حصہ اس میں داخل ہیں
اخیر میں بحر محیط ہے *

ساتویں اقلیم — مشرق سے شروع ہوتی ہے ترکستان اخیر کا
شرقی حصہ — یاجوج ماجوج کا شمال اس میں داخل ہے بحر

شمال کو قطع کرتی ہوئی جزیرہ تولی پر ختم ہو جاتی ہے سردی یہاں بہت زیادہ ہے ہر وقت لوگ حماموں میں رہتے ہیں *

خط استوا جو اقلیم اول کے متصل ہے ملک چین کے شرق جنوبی حصہ سے شروع ہوتا ہے سراندیپ کے جنوب پر گذرتا ہے پھر جزایر فرنگ کے شمال میں پہونچتا ہے اہل فرنگ کے بڑے بڑے شہر اس میں واقع ہیں اور اسی میں جبال قمر کا حصہ ہے جہاں سے دریاے نیل نکلا ہے اس کے بعد سوڈان کے جنوبی حصہ پر گذرتا ہے اور دریاے محیط پر ختم ہوتا ہے — انتہی —

اگرچہ میں اس سے بحث نہیں کرتا کہ امریکہ دریافت ہونے سے قبل کرۂ زمین کے تین حصے پانی سے مستور پائے گئے تھے اور ایک مکشوف اور امریکہ کے انکشاف نے اس اندازہ کو غلط ثابت کردیا ہے — اس میں قدما کو مجبوری تھی اس زمانہ کی معلومات سے اس کا اندازہ کرنا بعید از قیاس نہ تھا لیکن اولا افسوس اس امر کا ہے کہ امریکہ کے انکشاف کو اتنا زمانہ گذر چکا تھا اور پچھلے نظام کی غلطیاں اکثر منکشف ہوگئی تھیں تاہم اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور اب تک بھی عربی مدارس میں ربع مسکون کا نقشہ نہ بدل سکا نہ محقق طوسی ہونگے نہ وہ بدلیگا (ثانیا اس زمانہ کی معلومات میں واقعات کے لحاظ سے جسقدر کمی تھی وہ بھی نہایت افسوس کے قابل ہے ہفت اقالیم کی قرار داد جو آفتاب کے طلوع و غروب کے اختلاف سے تھی معذوری کے قابل ہے لیکن اس میں سے دنیا کے بڑے بڑے معمور حصے شامل نہیں کیئے گئے خط استوا کے جنوب میں جو افریقہ کا جنوبی حصہ تھا اور قطب شمالی اور عرض تسعین کے مابین جتنی آبادیاں تھیں یا اب ہیں وہ سب خارج رہ گئیں اور ان کے علاوہ بڑے بڑے حصہ استریلیا وغیرہ اور بہت سے جزایر ہیں جو شمار کے قابل نہیں ہیں *

(۲) اقالیم کی انتہا بحر محیط یعنی اوقیانوس پر تسلیم کی گئی ہے اور یہ صحیح بھی ہے لیکن ساتویں اقلیم کی انتہا جو جزیرہ تولی پر مانی گئی ہے اس کا مقابلہ ٹھیک نہیں ہے *

(۳) اقالیم اول اور دوم کا مبداء چین کے شرقی حصہ کو لکھا ہی حالانکہ ان اقالیم کے مبداء میں کوئی آبادی نہیں بحر محیط ہی چند جزایر ضرور ہیں جن کا فاصلہ جنوبی شرقی چین سے بہت زیادہ ہی سب سے عجیب تر یہہ ہی کہ جزایر فرنگ کو خط استوا کے محاذات میں لکھا ہی اور ان جزایر کو سراندیپ اور سوکان کے مابین قرار دیا ہی یورپ کوئی دنیا کا حصہ نہیں ہی چند جزایر ہیں وہ بھی ایشیا میں ہیں اور ہندوستان کے محاذی چلے گئے ہیں اور اقالیم میں جو جو شہر لئے ہین اور اُن کی سمتیں قرار دی ہیں اُن کی بھی غلطی بھی افسوس کے قابل ہی اقلیم اول کے شہر اقلیم چہارم میں تحریر کردیئے گئے ہیں اس کے بعد کوئی شخص مسلمانوں کے علوم دنیوی کی کیا قدر کرسکتا ہی یہہ کہنا کچھہ مفید نہیں ہی کہ الحسن نے یہہ کیا — طوسی نے یہہ کہا — جو کچھہ کیا ہوی تھا اُس پر دوسروں کا قبضہ ہی — بلکہ اس کے سبب سے تمام علوم عقلی اور مذہبی سے بد اعتقادی ہوتی ہی جس کے جواب دہ ہم لوگ ہیں افسوس ہی کہ ایسے حالات محسوس ہوں اور کچھہ تدارک نہو •

(۴) اسلامی تاریخوں میں جسیکہ یہہ خوبی ہی کہ ہرقسم کے اسلامی واقعات کے جامع ہیں ایسے ہی یہہ کوتاہی بھی ہی کہ اُن میں واقعات کا صرف انبار ہی اُن واقعات کے تجدد اور تولد کے اسباب کلی اور جزئی مذکور نہیں ہیں جو تبدل عالم کے لئے ایک مسلسل نظام ہوسکیں اور قدیمی نسلوں کے تغیرات پر اُن کو منطبق کرسکیں اور آیندہ نسلیں اپنے اسباب زندگی اور صحت میں اُن سے استفادہ کرسکیں حالانکہ اقوام عرب کی ساخت میں انتقال ذہن اور ہرایک امر کی راز جوئی کا قدرتی اور قدیمی مادہ تھا اُن میں وہ فطری فراست تھی جس سے حکما کو اُن کی خلوتوں میں رہبری ہوتی ہی — ظاہر میں لوگ اس بیان میں کسقدر غرابت پائینگے • لیکن اُس شخص کی نظر میں اس کا مطلع بالکل صاف ہی جو اُن کے نظام حالات اور فقہ اللغت اور اُن کے قومی حالات میں اخبر تفہم اور استیعاب پر مظفر ہوا ہو اس واسطے کہہ سکتے ہیں کہ تواریخ قدما کی واقعات کے روابط اور اسباب سے تجرید

اس کي دلیل نہیں ہی کہ اُن کے ذہن بھي اُن روابط سے خالي تھے بلکہ یہہ بھي اُن کے خزانوں میں ایسے ہي مدفون تھے جس طرح لغت – نحو – بلاغت – عروض وغیرہ کے اصول علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں جو بیش بہا علل اُن کے تغیرات حکومت وغیرہ کے تحریر کیئے ہیں اور سب سے اول فلسفہ تاریخ کي بنیاد ڈالي ہی اُن سب سے معلوم ہوسکتا ہی کہ اُن سب کے مباني کي تشریح پہلے سے موجود تھي لیکن وہ علمي صورت میں نہ تھي – ابتداءً اس فن میں اُن لوگوں نے خوض کیا جو بہ نسبت انتقال ذہن کے قوۃ حافظہ سے زیادہ کام لیتے تھے اور اوایل میں ایسا ہي چاہیئے کہ اولاً واقعات کي تصحیح اور ترتیب ہوجاے اُس کے بعد اُن کے ساتھہ علل اور روابط کي ترتیب ہو – فلسفہ تاریخ میں بڑي وجہہ ابتري کي یہي ہوتي ہی کہ معلول واقعات کے ساتھہ بجاے اُن کے اصلي واقعات کے ایک حصہ محض اپنے خیالات کا منضم کردیا جاتا ہی جس کے ساتھہ واقعات کي شہادت نہیں ہوا کرتي یا یہہ کہ علل و معلولات میں مطابقت نہیں ہوتي بعض نسلوں میں بعض واقعات سے تولید ہوتي ہی اور وہي واقعات دوسري نسلوں میں عقیم ہوتے ہیں اس حیرت اور انتشار کیوجہہ سے تاریخي دنیا میں اُن اسباب کا فیصلہ نہیں ہوا جو اسلام میں قرن اول کي ترقیات سے منسوب ہوسکتي ہیں وہ واقعات صدیوں سے محققان تاریخ کے سامنے اپنے اصلي اور واقعي لباس میں گشت کر رہے ہیں اور اُن سے متقاضي ہیں کہ ہمارے ظہور کي وجوہ بتاو یہہ محقق بار بار اپني معلومات اور تجربوں کي روشني میں اُن کے علل کو تلاش کرتے ہیں لیکن مطمئن کرنے والي ہدایتوں نے اپنا روشن چہرہ ابھي تک نہیں دکھایا ہی *

مسلمان ان محنتوں سے اس واسطے سبکدوش ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہہ نیرنگي عالم طبیعت اور عالم اسباب کے تصرف اور قوۃ سے نہ تھي بلکہ خداے بزرگ کي عظمت اور قدرت سے اُس کا ظہور ہوا – خداے برتر جس کام کو چاہتا ہی صرف اُس کے ارادہ کا تعلق اُس کے وجود کے لیئے کافي ہوا کرتا ہی لفظ کن کے تلفظ میں کسي قدر تاخیر بھي ہوا کرتي ہی لیکن واجب الوجود کي تکوین میں

کچھہ تاخیر نہیں ہوئي خداے تعالی نے اپنے پیغمبر صلعم سے وعدہ
فرمایا تھا لیظہرہ علی الدین کلہ خدا اسلام کو تمام ادیان پر غالب کردیگا
اس واسطے مسلمانوں کو بجاے اس کے کہ ان واقعات کو دیکھکر اس سے
تعجب ہوتا کہ اسقدر جلد اُن کا ظہور کیونکر ہوگیا اس سے تعجب ہی
کہ اس کے ظہور میں اس قدر تاخیر کیوں ہوئي ممکن نہ تھا کہ ایسے
تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعہ میں نجومي آسماني گردشوں کے
راز شناس اپني بلند نظري سے کام نہ لیتے اُنہوں نے اُس وقت کا
صحیح زایچہ مرتب کیا او اِس انقلاب کے اثروں کو مبدا میں معلوم
کرلیا تھا پارسي تاریخ کي نظر میں مزدک کي غوایت کا بڑا سبب
یہي زایچہ ہوا تھا یہہ دیکھنا ہی کہ جو طبعي اور فطري اصول کسي
قوم کي نشو و نما یا اضمحلال کے لئے معمولي طور پر وجود میں آتے
رہتے ہیں اُن سے ان واقعات کا انطباق کہاں تک ہی جنگ بدر کي
فتح کو اگرچہ قدسي گروہ نے ملایکہ کي تائید سے منسوب کیا ہی لیکن
مشرکین کي طرف سے جو شخص اندازہ فتح و شکست کے لئے مقرر کیا
گیا تھا اُس نے بغیر ملایکہ کے دیکھنے کے فیصلہ کردیا تھا کہ عنقریب
ہماري شکست اور مسلمانوں کي فتح ہو جاویگي اُس نے اپني آزمایش
اور تجربہ کے فرشتہ سے پوشیدہ گوئي کي تھي — جس فریق نے اسکے
فیصلہ میں صحیح آلات سے کام لیا ہی اور ایران - یونان — روم —
وغیرہ سے اُن واقعات کا ٹھیک موازنہ کیا ہی اور موجودہ ذرایع ترقي
اور وسایل تمدني سے مطابقت کي ہی اُنہوں نے العجز عن الادراک
ادراک پر عمل کیا ہی یعني ادراک کي نارسایي خود اُس شي کا
ادراک ہی اور فیصلہ کیا ہی کہ اُصول تاریخ کي میزان میں تمام
واقعات گذشتہ دنیا کا فیصلہ ہوگیا ہی کہ وہ غیر واقعي تھي یا واقعي
لیکن قرن اول کے واقعات کي نہ ہم تصدیق کرسکتے ہیں نہ تکذیب
اور یقینا یہہ اعتراف سچائي کے ساتھہ زیادہ عزت کے قابل ہی اُس
انکشاف سے جسکے ساتھہ نارسائي اور اپني غلطي کا بھي انکشاف ہوتا ہو —
دوسرے فریق نے یوناني اور ساساني تخت کي کمزوري کے اسباب سے
اس فیصلہ میں مدد لي — گاتھہ کے حملوں سے ہرچند روما کي سلطنت
قاہرہ کے مغربي حصوں پر یا افریقہ کے بعض جوانب پر اثر ہوا تھا

تاہم اُس کی محفوظ طاقت - یورپ — ایشیا — اور مصر کے نہایت وسیع اور مقتدر حصوں پر پھیلی ہوئی تھی اور روما کے جاہ و جلال کی قدامت کا تخیل کس قدر موجزن تھا اور کتنی صدیوں تک اس روح نے استقلال اور عظمت کے ساتھہ اُس کے مرکز کو متمکن رکھا — ہراکلیوس (ہرقل) کی جنبش نے جو افریقہ سے ایرانیوں کے حوصلہ پست کرنے کے لئے کی گئی تھی ساسانیوں کو بتلا دیا تھا کہ وہ روم کی سرحد پر حملہ کامیابی کے ساتھہ نہیں کرسکتے ہیں اُس کی ذاتی تمکین کے علاوہ جس قدر طاقت کا حصہ مغربی حملوں سے اُس سے جدا ہوگیا تھا عرب کے قبایل غسان - تغلب - بکر - قضاعہ - الضیرہ - نصرانیوں کے الحاق سے اُس کا تدارک ہو گیا تھا ایسے ہی ساسانی تخت کی عظمت بھی قباد اور کسرے کی اولوالعزمی اور حسن انتظام سے دوبالا ہوگئی تھی اور مزدک کی خفیف شورش سے اُس بحر عظیم پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا تھا اور اگر کسی قدر اثر محسوس ہوا بھی ہو تاہم نوشیرواں نے قباد کے زمانہ میں ہی اس مباحیہ مذہب کے بانی کو معہ اُس کے معتقدین کے ایک ہی روز میں معقول تدبیر سے بالکل معدوم کردیا تھا اسی کے قریب زمانہ میں - یمن - بحرین — اور اطراف کے حصہ اُس میں شامل ہوگئے تھے ایسی حالت میں عرب کی مختصر جماعت اور ان نہایت وسیع طاقتوں میں ایسی ہی نسبت تھی جیسی بحر متلاطم اور ایک مشت خاک میں *

دوسرے فریق نے اِن اسباب کو نگاہ عظمت اور اطمینان سے نہیں دیکھا بلکہ فاتح عرب ہی کی نسلوں میں اُن اسباب کی جستجو کی اُسی گروہ میں سے مسٹر لیبان بھی ہیں جن کے خیالات کی روشنی کا عکس ہمارے ملکوں تک پہونچ گیا ہی اُن میں ہم کو زیادہ تر غور کرنا ہی کہ اُن کو اس معرکۃ آلارا مسئلے میں کہاں تک کامیابی ہوئی افسوس ہی کہ مسٹر لیبان نے ان ترقیات میں ذکر کیا ہی کہ اُس زمانہ میں پرانی دنیا کے کل حصے متزلزل ہوچکے تھے اور اُنکو بالکل منہدم کردینے کے لئے پیروان اسلام کا اُن کو محض ہاتھہ لگانا ہی کافی تھا *

ہمارے بیان سابق سے اِس کا اندازہ ہوسکتا ہی کہ دنیا کے کل حصے کیسے متزلزل ہو چکے تھے اگر کچھہ تزلزل روما کو

سلطنت میں ہوا تھا تو صرف مغربی حصوں میں ہوا تھا اور اُس کے دونوں مرکز شرقی قسطنطنیہ اور مغربی رومۃالکبرے اور افریقہ کے بڑے بڑے حصے سب اپنی قوت اور شوکت کے مرکز پر تھے اور جس قدر کمزوری ہوئی تھی روما کے دربار نے عرب متناصرہ کو اپنے اندر جذب کرکے اُس کو پورا کرلیا تھا ایک غسانی ہی تمام حملہ آور عرب کی مدافعت کے لیئے کافی تھے *

اور ساسانیوں کی عظمت میں کسی قسم کا زوال نہیں آیا تھا بجز خفیف تغیرات کے جو تحت نشینوں کے تبدل سے ہوئے — محقق موصوف کو البتہ یہہ معذوری تھی کہ وہ عرب کی اصلی حالت کو دریافت نہ کرسکا اُس کے معلومات تک پہونچنے کے لیئے ایک وسیع دشت عربی لٹریچر کا طی کرنا پڑتا ہی جس میں ایشیا کی علمی تگاپو کرنے والوں کو بھی حیرت پیش آتی ہی اذا سالہ العود الناطی جر جرا لیکن افسوس اس امر کا ہی کہ روما کی تاریخ کا ماظر یورپ کے لیئے بالکل صاف ہی غالباً روما کی ترقیات جو مشرقی حصوں میں ہوئی تھیں اُن کی اصلی تصویر نہیں کھینچی گئی ہی *

اِس کے بعد محقق مذکور نے عرب کی قومی خصایص کا ذکر کیا ہی اور ترقی کے اسباب میں شمار کیا ہی لکھا ہی کہ اُن میں ہمیشہ سے جنگجوئی کی خصلت موجود تھی جو پہلی خانہ جنگی میں صرف ہوتی تھی مذہب اِسلام قبول کرنے کے بعد وہ قوت جس کے اجزا منتشر تھے ایک مرکز پر جمع ہوگئی اور غیر قوموں کے مقابلہ میں صرف ہونے لگی " یہہ قومی خصایص کا میدان نہایت وسیع جولانگاہ تھا اگر اُن تمام کی کیفیاری تحلیل کی جاے تو ایک کتاب بن سکتی ہی اور اس مجموعہ میں داخل ہونے اور شخصی و قومی ترقی کی بخوبی موشگافی ہوسکتی ہی اور بہت سی علل ناقصہ کے جمع ہونے سے ترقی کی علت تامہ نکل سکتی ہی لیکن محقق موصوف نے اُس کے ظاہری سطح پر نظر کی اور عام اسباب ترقی کی طرح اُس کا فوری فیصلہ کردیا — روم — گاتھ — گال — چغتائی وغیرہ خاندانوں کے یہی ظاہری اسباب تھے - عرب کے ترقیات میں صرف اُن جزئی اور منتشر طاقتوں کا ایک مجموعہ بنجانا کافی نہ تھا

اگر صرف مجموعہ کی طاقت کا مخصوص حصہ کے مقابل میں کچھ
اثر ہوتا تو جنگ بدر میں وہ ایک ہزار کا مجموعہ جس میں
ایک ایک شخص ایک ایک ہزار کے مقابلہ کے لیئے کافی تھا
تین سو تیرہ صحابیوں سے پایمال نہوجاتا مخالفین کی جماعت میں
عرب کے نامی اور فنون جنگ کے بڑے بڑے تجربہ کار شامل تھے
جو آیندہ روم و ایران کے متزلزل کردینے والے تھے اگر مسلمانوں میں
حضرت علی رض تھے تو اُن میں حضرت عقیل رض اُن کے حقیقی بھائی
اور خالد بن الولید - عمرو بن العاص - عکرمہ - عتبہ بن وقاص ---
ابو سفیان - تمام صنادید عرب میں سے اکثر دنیا کے المنتخبین موجود تھے
بہر حال اُن میں سب ایک درجہ کے چیدہ لوگ تھے پھر کیوں
ریزہ ریزہ ہوگئے اگر صرف جانگجوئی معیار غلبہ قرار دی جاے ---
اور اس سے زیادہ جنگ احزاب میں جب مخالفین کے دس ہزار نے
حملہ کیا جسکو عرب عرمرم کہتے تھے اور اُن کی نظر میں جب لشکر
کی تعداد عرمرم تک پہونچتی تھی تو اُس کے مقابلہ پر کوئی نہیں
ٹھہر سکتا تھا ان دس ہزار میں ایک عبدود کی طاقت مورخین کے
نزدیک دس ہزار کے برابر تھی پھر وہ کیونکر نا کام رہے اگر جانگجویوں
کے مجموعہ کا اثر اپنے مقابل کی تعداد پر ہوتا تو ہرگز ان واقعات کا
ظہور نہوتا اس کے علاوہ بہت سے واقعات اور علاوہ جنگجوئی کے اُنمیں
بہت سے دیگر خصایص تھے جنکو ترقیات اور فتوحات میں زیادہ
دخل تھا اور اُن قومی خصایص میں اسلام کی تعلیم کا عجیب اثر
ہوا تھا جس سے وہ خصایص بدرجہا زیادہ پرزور اور مفید ہوگئے تھے
اسی لیئے ابو طالب نے ابتداے زمانہ میں جب سرور کائنات سے دریافت
کیا تھا کہ اِن تعلیمات اسلامی کا اثر صرف آخرت میں ہوگا یا کچھ
اس عالم میں بھی موثر ہیں آپ نے فرمایا تدین العرب و تأتی
الجزیۃ من العجم عرب کی مجموعی طاقت ہوجائیگی اور بیرونی
طاقتیں باجگذار بن جائینگی --- لیکن اِن قومی خصایص اور اسلامی
تعلیم کی اصلی تصویر کھینچنی بڑے نقش طراز کا کام ہے اور وہی
مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کا اصلی باعث ہیں *

اس کے بعد مسٹر لیبان نے بیان کیا ہی کہ مذہب اسلام نے عرب کے دماغوں میں ایک قوی تخیل پیدا کردیا تھا جس کی وجہہ سے پیروان اسلام جان دینے کو موجود تھے رومیوں کا تخیل شہر روم کی ترقی تھا عیسائیوں کا تخیل آسایش عقبی کا حاصل کرنا اسی طرح سے دنیا کی ہر قوم جس نے ترقی کی منزل میں قدم رکھا ہی کسی نہ کسی تخیل کے سایہ میں حرکت کرتی رہی کسی ایک تخیل کی پرستش کرنا انسانی ترقی کا بہت بڑا سبب ہی جب کوئی تخیل کسی قوم میں باقی نہیں رہتا اسی وقت سے اس کا زوال شروع ہو جاتا ہی *

افسوس ہی کہ مسٹر لیبان نے روما کی حالت سے (کہ رومیوں نے حفظان روم کے ولولہ میں کبھی کوئی ترقی کی اور عیسائیوں نے عیسویت کے اوپر کیا کیا) یہہ قیاس پیدا کیا کہ ہر ایک کی ترقی کے ساتھہ کوئی نہ کوئی تخیل ہوا کرتا ہی جو ترقی کرنے والوں کی جماعت کو جنبش دیا کرتا ہی اور اس تخیل کے جدا ہونے سے ان میں خاموشی پیدا ہو جاتی ہی اس قیاس سے انہوں نے اسلامی ترقی میں اسی تخیل کو پیوند کردیا لیکن اس قومی تخیل کی کوئی تشریح نہیں کی اس قسم کے تخیلات عارضی ترقی کے اسباب ہوا کرتے ہیں روم کی نسبت رومیوں کا تخیل محض عارضی تھا جو امریکہ کے افتتاح سے جاتا رہا اور عیسائیوں کو محض آسایش عقبی کے تخیل سے ترقی ہوئی ہو لیکن مسلمانوں کو محض کسی عارضی تخیل سے ترقی نہیں ہوئی بلکہ انسانی زندگی کے مستقل اصول کی تکمیل کی وجہ سے ہوئی جس کے اثر محسوس طور پر تمدن اور زندہ دلی سے تعلق رکھتے ہیں اس ترقی کی شرایط عصبیت وغیرہ کبھی منفک بھی ہو جائیں لیکن اور اسکے اسباب لا زوال ہیں – لازوال سبب ترقی قومی کا یہہ ہی کہ سب افراد متحد ہوکر موجودہ اور آیندہ زندگی کے فواید کے حاصل کرنے میں اپنی تمام عزیز چیزوں کو وقف کردیں ان فقروں کے معانی سے جو قوم زیادہ قریب ہی اتنی ہی وہ ترقی کے قریب ہوں ورنہ اتنا ہی اس میں اور ترقی میں فاصلہ ہوگا اور یہی اصلی اسلام کی تعلیم ہی *

اس کے بعد لیبان نے عرب کی کامیابی کا سبب یہہ بیان کیا ہی کہ اُنہوں نے رومیوں سے فن جنگ کو سیکھا اور وہ اس فن میں اُن کے برابر ہوگئے - یہہ خیال نہایت حیرت انگیز ہی اُس کی وقعت خواب پریشان سے زیادہ کچھہ نہیں ہوسکتی مجھکو یقین نہ تھا کہ جرمنی کے حریم علم و تہذیب میں ایسے آوارہ گرد خیالات کو مداخلت کی اجازت مل سکے - عرب نے کس زمانہ میں رومیوں سے فنون جنگ کی تعلیم پائی فتوحات کے بعد جب دونوں میں اختلاط کا موقع ہوا یا فتوحات سے پیشتر اول الذکر فتوحات کا سبب کیونکر ہوسکینگی اور دوسری حالت میں بتانا چاہیئے کہ عرب کو رومیوں سے کبھی معاشرت کا تعلق رہا ہو صرف ہاشم بن عبد مناف کے زمانہ سے تجارتی تعلق ہوگیا تھا جو صرف مال کی داد و ستد تک محدود تھا *

(۲) عرب کی فنون جنگ میں نام آوری رومیوں کے عہد سے پیشتر سے تھی - سکندر نے جب ابتدائی فتوحات کے بعد بابل میں جشن کیا تھا تو اُس میں فاتح الدنیا کے لقب سے ملقب ہونے کی اُس نے آرزو کی تھی لیکن درباریوں نے یہی کہا کہ اس لقب کا استحقاق اُس وقت ہوسکتا ہی کہ عرب کی قومیں بھی مسخر کر لی جائیں مورخین نے لکھا ہی کہ اگر عرب سے سکندر کا مقابلہ ہوجاتا تو وہ بتلادیتے کہ اُس میں فاتح الدنیا ہونے کی قابلیت نہیں ہی *

(۳) اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ اُنہوں نے فنون جنگ کو رومیوں سے سیکھا تھا اور اُن کے برابر ہوگئے تھے تو جب تعداد میں قلت میں سامان حرب میں کثرت خزاین تدابیر جنگ میں اُن کے ساتھہ اُن کو اتنی نسبت بھی نہ تھی جو ایک کو ہزار کے ساتھہ ہوتی ہی تو کیونکر یہہ فاتح اور رومی مفتوح ہوسکتے تھے *

مسٹر لیبان کو یہہ غلطی اِس واسطے ہوئی کہ اُن کی نظر میں عرب تمدن کے وسایل سے بالکل محروم تھے اور جنگ کے اُصول بغیر اعلی تمدن کے پورے شایستہ نہیں ہوسکتے ہیں خصوصاً آلات جنگ کا عمدہ بنانا اور عمدگی سے اِستعمال کرنا بغیر اِس کے نہیں ہوسکتا ہی کہ ایک شایستہ سلطنت نے اپنی نگرانی میں مدت دراز تک اُن کا اِنتظام

کیا ہو اور بداتہ عرب کو ایسا موقع نہیں مل سکا اور مسٹر لیبان نے دیکھا کہ وہی خود - زرہ - علم - تلوار - تیر وغیرہ جو رومیوں کے لشکروں میں تھے وہی عرب کی سپاہ میں ہیں *

اِس غلطی کا منشا یہہ ہوا کہ اُن کو عرب کی قدیمی تاریخ سے پوری واقفیت نہیں ہی عرب میں یمن کے خاندانوں میں حمیر تبایع بہت قدیم زمانہ سے مقتدر اور صاحب تخت و تاج تھے اور تمدن کے تمام اُصول میں اُنہوں نے پوری ترقی کی تھی اور آلات تمدن میں وہ دیگر اقوام سے بالکل بے نیاز تھے اور اُن کی تلواریں ـــ برچھے - زرہیں وغیرہ اپنے اِستعمال کرنے والوں کی طرح شہرت اور وقعت رکھتے تھے *

اِس کے بعد مسٹر لیبان نے اسباب تنزل بیان کیئے ہیں چونکہ اُصول تحقیق سے کوئی پیوند نہیں ہی اور اِس مضمون میں ہمکو اُن سے کوئی تعلق نہیں ہی اِتنی تفصیل سے صرف یہہ دکھانا منظور ہی کہ علم تاریخ کیسا غامض علم ہی اور اُس میں کسقدر غور اور تعمق اور استقراء اور فلسفہ تاریخ کی ہمکو ضرورت ہی ـــ یہہ اُن لوگوں کی حالت ہی جن لوگوں نے صیرت کی شمع روشن کرکے خلوت کی تاریکیوں میں علما کے خیالات کا تجلیہ کیا ہی اور جیسے دیوتا کی معبودیت کے ساتھہ پرستش کرتے ہیں علم تاریخ کی خدمت کی ہی اور افسوس ہی ہم مسلمانوں پر جن کے لیئے یہہ علم ایسا ہی ہوگیا ہی جیسے کبھی ہمارے علما میں علوم غریبہ کہلاتے تھے اور ابن مقنع کا ماہ نخشب بھی اُنہیں علوم کی چالاکی کا اثر تھا *

اب تک اِس مفید علم کے پورے حقوق ادا نہیں کیئے گئے تھے لیکن قاعدہ ہی کہ جب ضرورتیں پیش آتی ہیں اور زمانہ کی برکت گورنمنٹ کی وجہہ سے سکون پیدا ہوتا ہی تو شایستہ قومیں اپنی ضرورتوں کو امن کے سایہ میں جمع ہوکر پورا کرلیتی ہیں اور ترقی کی روح ان قالبوں میں نیا جنم لیکر اُس قوم کو بلند نشیمن پر پہونچا دیتی ہی اور متمدنہ اقوام کی طرح اِن سے بھی اُسکی رفاقت اور صداقت کے روابط مستحکم ہوجاتے ہیں چنانچہ ایسی اِسلامی تکمیلوں کے لیئے محمدن یونیورسٹی کا خیال مسلمانوں کے لیئے تریاق ہی جو نوجوان

اس کي روشني ميں بالودہ هونگے وہ ترقي کے آسمان ميں روشن ستارے هونگے *

اب همکو ديکھنا چاهيئے کہ محمدن يونيورسٹي کے لئے کسي تاريخوں کي ضرورت هوگي همکو اُس کا ايک فوٹو کھينچنا چاهيئے اور اُس کا مبدا اور منتہا بتانا چاهيئے *

معلوم کرنا چاهيئے کہ اسلامي تاريخ ايک درياے موجزن هی جس کا سطح نہايت مبسوط هی اور اُس کا قعر نہايت عميق لوگوں کے خيال ميں اُس کا سرچشمہ سرور کائنات کي ولادت هی مرگز نہيں بعض بلند خيالي کرکے اُس کا سرچشمہ حضرت اِسمعيل کي سکونت کو بتائيںگے جو فاران ميں هوئي — هرگز نہيں اُن سے پيشتر بہت سے قرن عرب کي نسلوں سے معمور هيں اور اِنساني زندگي کي نيرنگيوں سے بهرے هوئے هيں اِن تمام نسلوں کا مبدا اول سام بن نوح هی اور يهہ نسليں سامي کہلاتي هيں اِسيواسطے عرب کو ساميٹک کہتے هيں — اُن قديمي قوموں کے اگرچہ اُصول زندگي اور ترقيات و تنزلات کي پوري تصوير نہ کهچ سکے تاهم اُس کا لٹريچر جس قدر دستياب هوسکا هی اور کسيقدر قابل تسکين شہادتوں سے اُسکي تصديق هوگئي هی هم اُس سے ايک مختصر مجموعہ اُنکي سوانح زندگي کا مرتب کرسکينگے اس قسم کے خيالات کا مجموعہ نہايت اهم هوگا اور بہت سے اهم واقعات کا اُس سے انتقال هوسکيگا *

يهہ حصہ زيادہ مہتم بالشان اِس واسطے هی کہ سامي نسلوں کي تفريق اِسي زمانہ ميں هوئي هی اور اُن نسلوں ميں تبدل مکاني سے يا کسي قدر کمي بيشي سے زبان اور عادات ميں جو کسيقدر فرق هوگيا هی اُن کي زبانيں اور اُن کے حالات کي جانسيت اور مماثلت کے اُصول اور شواهد کا تحقيق کرنا هی اِسليئے اِن واقعات کا ميدان چند نسلوں کے اختلاط سے بہت وسيع هوجاتا هی *

اور يهہ حصہ دو لحاظ سے زيادہ اهم هوگيا هی ايک اِسوجہہ سے کہ قرآن عظيم کا ايک حصہ انهيں واقعات سے متعلق هی دوسرے يهہ زمانہ توريت کے واقعات سے مربوط هی اور توريت کے تاريخي حصے کو اِس حصے تاريخي سے معنوي پيوند هی اور علماے توريت نے اُس

کے واقعات تاریخي کو کس جانکاهي کے ساتهہ مقدس شہادتوں سے مصدق کرنے کي کوشش کي هی — افسوس هی کہ همارا اِس مقدس مذاہب کو ایسے خدام نہیں ملے ورنہ حکیم ابن رشد اندلسي مراکو کے دربار میں اِس کوتاهي کي وجہہ سے کہ اُس نے قوم عاد کے وجود میں شبہہ یا اُس سے اِنکار کیا تھا دربار کا معتوب اور زندان کے حوالے نہ کیا جاتا ھ

جب هم اِس حصہ کي تاریخ مکمل صورت میں کرادینگے تو اب ایک نہایت اهم حصے کے لیئے همکو تیار هونا هی — یہہ حصہ تمام اِسلامي تاریخ کي بنیاد هی — ممکن نہیں هی کہ کوئي دعوی کرسکے کہ میں نے ٹھیک اِسلامي تاریخ کي حقیقت معلوم کرلي هی بغیر اس کے کہ اِس پہاڑ کے ایک ایک ذرہ کي تفتیش نہ کرے اِسلامي تاریخ کے تمام واقعات اُس سے مرتبط هیں اور یہہ زمانہ کونسا هی زمانہ فترت بعثت سے قبل جسکو زمانہ جاهلیت کہتے هیں اُس کا آغاز حضرت اِسمعیل سے هوتا هی اور وجود سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم پر ختم هوجاتا هی یہہ حصہ جتنا اهم هی و تنا هی وسیع هی اِس زمانہ میں تمدن معاشرت کے عمیق اُصول هیں جنکي تفصیل یہہ هی — ادب کي شاخیں — لغت — فقہ اللغت عروض - بلاغت - نثر و نظم — علم الانساب — علم کہانت — علم قیافہ — علم تاریخ — علم نجوم — حکم — قصص — طب — عبادات — علم عقاید - قانون — اخلاق - فنون جنگ — علم الفرس — باب الطہارت سے شروع هوتے هیں اور مناسک حج پر ختم هوجاتے هیں اور معاملات نکاح سے شروع هوتے هیں اور میراث پر ختم هوجاتے هیں — البتہ ابواب فقہ میں سے اُن کے یہاں وقف نہیں تھا - یہي حصہ مجموعہ عبادات اور معاملات ملتہ حقیقي کا مجموعہ هی جس کو بڑي احتیاط سے حضرت اِسمعیل کي نسلوں نے صدیوں تک محفوظ رکھا لیکن سیل عرم کے بعد جب یمن کي قومیں جا بجا متفرق هوگئیں اور حمیري خاندان یثرب میں آئے اور خزاعہ کے خاندان نے مکہ اور اطراف مکہ پر قبضہ کرلیا تو سرور کائنات سے تین سو سال پیشتر عرب کے عقاید اور اعمال میں بڑا اِنقلاب هوگیا اور اس کا سبب یہہ هوا کہ عمر بن یحیی خزاعہ کا چداکبر

ملک شام کو گیا اور اُس نے وہاں بت پرستي کو دیکھکر پسند کیا اور
ایک یوناني بت اپالو جس کو عرب ہبل کہتے ہیں اپنے ہمراہ لے آیا
اور اُس وقت سے بدعات اور شرک عرب کے خاندانوں میں پھیل گیا
اور اس کي وجہ سے اُن کي متمدنہ اور معاشرت کي حالت میں
بڑي تبدیلي ہوگئي اور نیز روم – ایران یہود کي مجاورت سے ہمسایوں
کے اکثر اثر اُن میں پھیل گئے تھے اس لیئے اُن کے تمام حالات کے کیمیاوي
تحصیل کرنے کي ضرورت ہوگئي ہی اس زمانہ میں چونکہ عرب کو
شمالي حصہ میں روم اور ایران سے تعلقات ہمسایگي رہے تھے اس لیئے
دونوں درباروں کے حالات سے اُن کا پیوند ہی *

واقعات جاہلیت کو نہایت اہم اور گرانمایہ وہي شخص سمجھہ
سکتا ہی جس نے اسلام کي ابتدائي تاریخ میں عمیق نگاہ اور اتھک
طاقت سے کام لیا ہو وہ اس حصہ میں جتنا زیادہ غور کرتا ہی اُس کا
منظر بدیع نظر آتا جاتا ہی اور اُس کے مطالعہ کي مجلس آرا راتوں
کو وہ عید کي صبحوں سے زیادہ طبیعت میں نشاط انگیز خیال کرتا
ہی اور واقع میں جب تک اُن حالات کي دل کشي اسقدر نہو اور
مطالعہ کرنے والے کا میلان یہاں تک رسا نہو اُس کي غایت تک
پہونچنا دشوار ہی میں نے کیئي سال اسي طرح صرف کیئے اور ایکک
ایک بڑي کتاب کو اُنہیں حالات کي سراغ رساني کے لیئے مطالعہ کیا
اگر پوري کتاب میں اُن کے متعلق ایک فقرہ بھي مجھکو مل جاتا
تھا تو میرا تمام تکان جو اس مسافت طے کرنے میں ہوتا تھا بالکل دور
ہو جاتا تھا اُس کا ہیولے منعقد ہوگیا ہی اب یونیورسٹي کي قوي
تحریک اور دارہا تقریب اُس میں القاے روح کرکے صورت گري کریگي
ہمارے قدما جو موافق الحکمة ضالة المومن کے تمام معارف کے دلدادہ
تھے اور ہرفن خصوصا اسلامي علوم کي تحقیقات اور ترتیب میں اُنہوں
نے نہایت ذکاوت اور محنت سے گرامي اوقات کو صرف کیا اور ہر قسم
کے ذخیروں سے دولتمند خزانے جمع کر گئے اُن کا فرض تھا کہ ایک
مستقل تصانیف ان قدیمي معلومات کے لیئے جمع کرتے لیکن افسوس
ہی کہ اس کے فلزات مختلف معدنوں میں ملتے ہیں کوئي خاص
معدن اُس کے لیئے خاص نہیں کي گئي علامہ طبري اور ابن اثیر

ابن خلدون نے اُن کی رسمیت پر نظر کی تھی اور کسقدر حصہ اس میں سے لیا لیکن نہایت محدود جو انساب اور چند واقعات سے متجاوز نہیں ہوتا ہی *

جب ہم جاہلیت کے تاریخی حصے سے فارغ ہوجائینگے وہ تاریخ کے الوم میں ایک مرقع ہوگا جسکی ساخت میں کسقدر تناسب فطری ہوگا لیکن اُس کی ترکیب کو درست کرنے اور اصلی بنانے اور خوشنمائی کے لئے اِسلام کی صنعت گری کی ضرورت ہوگی اور وہ مرقع اپنے بانی کے محکم اِنتظام سے اِنسانی فطرت کے مکمل نظام کی صورت میں واقف کی نظر میں تمام اِنسانی مرقعوں سے زیادہ مزین اور محتشم ہوگا — اِسلامی تاریخ کا افتتاح سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم کی ولادت سے ہوگا — قبل اِس کے کہ ہم اسکی ترکیب کے لئے فکر اور قلم کو مہموز کریں چونکہ یہہ ضروری ہوگا کہ عرب کے قبایل اُن کے خصایص اُن کے مواقع اُن کے تعلقات اور منافرات کا نقشہ نہایت واضح ہمارے سامنے ہوتا کہ آیندہ واقعات اُسکی روشنی میں منجلی ہوسکیں ایسے ہی نہایت ضروری ہی کہ چند مذہبی مباحث کا بھی مکمل فیصلہ کرلیا جاے (۱) خدا کا وجود (۲) اِنسان کی فطری اور اصلی طاقتوں کا فیصلہ (۳) عرب کی روایت کی حالت جو زمانہ جاہلیت میں قدیم سے مسلسل تھی اور اُسکی صداقت کے آثار اور وجوہ (۴) انبیا کے مدارک اور قوا کی حکماے طبعی یا الھی سے برتری اور قوت نطقیہ کے امتیازات اور لوازم اسکے متعلق وحی اور الہام اور روح کی حقیقت (۵) نبی اور حکیم کی تعلیمات میں اِمتیازات (۶) میزان روح اور میزان عقل کے جدا جدا کام (۷) حکما کے وجود کا اِنسان کے اصلی اور برتر ضرورت کے لیئے کافی نہونا (۸) نبوت کے علوم سے حکما کی تحقیقات کا مقابل نہونا (۹) اعمال اور روح کا ارتباط (۱۰) معاد کی تحقیقات (۱۱) معاد کے نتایج کا روحانی حالت سے اِنطباق - اگرچہ یہہ مسایل فلسفہ اور کلام سے متعلق ہیں اور اُنہیں علوم کے ذریعے سے ان کے فیصلہ کو تلاش کرنا چاہیئے لیکن علم کلام وسیع علم ھی اور یہہ چند مسایل بالطبع تاریخ اِسلام سے تعلق رکھتے ہیں اِس کا اِختیار ھی کہ یہہ تاریخ کا جزو بنائے جائیں یا نہ بنائے جائیں لیکن اِن تعلیمات کی تاریخ

میں غور کرنے والے کے لیئے بہت ضرورت ہی یہہ ضرورت اِس طرح رفع
کردي جاے کہ تاریخ کا جزو بنا دیئے جائیں یا علم کلام میں سے اس
حصہ کا استفادہ کیا جاے اس طرح کہ اُن کي روشني ترقیات موجودہ
کي چوٹي تک پہونچ سکے بغور اس فیصلہ کے دو صورتیں پیش آئینگي
یا اسلامي تاریخ میں سے عجیب واقعات کا حصہ جو عام اور بادي النظر
میں کسقدر مشتبہ معلوم ہوگا بالکل خارج کردیا جائیگا اس کي وجہ
سے اسلامي تاریخ کا اصلي اندازات سے تعویہ ہو جائیگا - یا اُس کو
باقي رکھینگے لیکن تبصر اور واقعیت اصلي کے مدعي اُن کو تسلیم
نکرینگے اس لیئے اُس تاریخ کے چہرہ پر یہہ بد نما داغ ہوجائیگا
اور تاریخي اثروں کي پر زور طاقت بالکل مضمحل ہو جائیگي جو
سچائي کي روح ہی •

(باقي آیندہ)

NOTICE.

We shall publish, in the course of a few days a Special Number of the M.A-O. College Magazine containing a full account of the Annual Meeting of the Trustees of the M. A.-O. College held on January 31st. This will be sent *gratis* to all subscribers.

فہرست وظائف جو بہ تعمیل رزولوشن نمبر ۳ اجلاس محمڈن ایجکشنل کانفرنس منعقدہ میرٹھہ کے ہمدردان قوم نے عنایت کرنے کا وعدہ فرمایا

نمبر	نام	تعداد وظائف	رقم سالانہ	کیفیت
۱	سید محمد علی اسکوٹر قایم مقام کلکٹر اٹاوہ پور ...	۱	ما عسہ	
۲	محمد مزمل اللہ خان صاحب رئیس بھیکم پور ...	۱	ما عسہ	
۳	راجہ تصدق حسین خان صاحب سی ایس آئی تعلقہ دار اودہ ...	۱	ما عسہ	
۴	قاضی عزیزالدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈہ خود و احباب	۲	۸ما معسہ	
۵	نواب محسن الملک بہادر علیگڈہ	۲	۸ما معسہ	ایک علیگڈہ کالج اور ایک حمایت الاسلام لاہور کے لیئے
٦	آنریبل نواب ممتازالدولہ محمد فیاض علی خان پہاسو ...	۱	ما عسہ	
۷	آنریبل سید محمود علیگڈہ ...	۱	ما عسہ	
۸	سید محمد احمد خان پنشنر سب جج سیتا پور علیگڈہ ...	۱	ما عسہ	
۹	معرفت محمد علاءالحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر پیلی بہیت ...	۳	سما ـــہ	
۱۰	معرفت مولوی احمد علی خان بہادر سب جج علیگڈہ ...	۱	ما عسہ	
۱۱	معرفت لوکل کمیٹی لاہور ...	۴	اما ـــہ	
۱۲	مولوی عبدالباقی صاحب صدر تعلقہ دار گلبرگہ ...	۱	ما عسہ	

نمبر	نام	تعداد وظائف	رقم سالانہ	کیفیت
۱۳	مولوي سيد امير حسن خانصاحب تعلقه دار نادرگ ...	۱	ما عسه	
۱۴	مولوي مهدي حسن صاحب سول جج چاندا ممالک متوسط ...	۱	ما عسه	
۱۵	معرفت اوکل کمیٹي میرٹھ ...	۱	ما عسه	
۱۶	معرفت مجلس اخوان الصفا کانپور	۲	ماڑ للعسه	
۱۷	طالب علمان محمدن اینگلواورینٹیل کالج علیگڈه ...	۱	ما عسه	
۱۸	مولوي حشمت الله اسکوئر جائنت مجسٹریت کروي ضلع باندا ...	۱	ما عسه	
۱۹	محمد رجب صاحب تحصیل کندا ممالک متوسط ...	۱	ما عسه	
۲۰	صاحبزاده سلطان احمد خان اسکوئر دهلي ...	۱	ما عسه	
۲۱	محمد رفیق اسکوئر جج لکهنو ...	۱	ما عسه	
۲۲	معرفت مولوي بشير الدين صاحب سکرٹري انجمن اسلامیه اسکول اتاوه	۱	ما عسه	
۲۳	مولوي عبدالله جان صاحب وکیل سهارنپور ...	۲	ماڑ للعسه	
۲۴	مولوي محمد حسين صاحب منصف فتح آباد آگره ...	۱	ما عسه	
۲۵	راجه نوشاد علي خان صاحب تعلقه دار اوده ...	۲	ماڑ للعسه	

نمبر	نام	تعداد طالبعلم	تعداد رقم	کیفیت
۲۶	مشیر الدولہ ممتاز الملک آنریبل خلیفہ سید محمد حسین خاں بہادر ممبر ریاست پٹیالہ ...	۲	مار للعه	ایک پٹیالہ کالج اور ایک مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے لیئے
۲۷	معروف مولوي سید حبیب اللہ اسکوئر سشن جج باندا ...	۱	ما عه	
۲۸	صفي الدولہ حسام الملک نواب سید علي حسن خاں بہادر بھوپال ...	۱	ما عه	
۲۹	سید امیر حسن خاں بہادر فرزند صفي الدولہ حسام الملک نواب سید علي حسن خاں بہادر بھوپال	۱	ما عه	
۳۰	منجانب سید ظہور الحسنین صاحب و دیگر احباب مرزا پور ...	۱	ما عه	
۳۱	آنریبل نواب امیر حسین خاں بہادر پریسیڈنسي مجسٹریٹ کلکتہ ...	۱	ما عه	
۳۲	آنریبل نواب فتح علي خاں بہادر قزلباش لاہور (۲ سال کے لیئے)	۲	مار للعه	ایک علیگڈھ کالج اور ایک حمایت الاسلام لاہور کے لیئے
۳۳	محمد شفیع اسکوائر بیرسٹرایٹ لا ایضاً	۲	مار للعه	
۳۴	شیخ غلام محمد صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر پشاور (۲ سال کے لیئے)	۱	ما عه	
۳۵	شیخ غلام حیدر صاحب گجرات ایضاً	۱	ما عه	
۳۶	ملک عمر حیات خاں صاحب رئیس شاہپور (۲ سال کے لیئے)	۲	مار للعه	
۳۷	ملک مظفر خاں صاحب رئیس شاہپور (۲ سال کے لیئے)	۱	ما عه	

نمبر	نام	تعداد وظائف	تعداد رقم	کیفیت
۳۸	فتح علي شاه صاحب ڈپٹي کلکٹر انہار ضلع شاہپور (۲ سال کے لئے)	۱	ما عسه	
۳۹	مخدوم حسن بخش صاحب قریشي سجادہ نشین بہاول حق ملتان (۲ سال کے لئے) ...	۱	ما عسه	
۴۰	مولوي برکت علي صاحب مصنف اجلالہ رئیس گوجرانوالہ (۲ سال کے لئے) ...	۱	ما عسه	حمایت الاسلام لاہور کے لئے
۴۱	شیخ فضل الهي صاحب سوداگر راولپنڈي (۲ سال کے لئے)	۱	ما عسه	
۴۲	میاں فیروزالدین صاحب گورنر پونچھ (عمر بھر) ...	۱	ما عسه	علیگڈہ کالج کے لئے
۴۳	خواجہ احد شاہ صاحب مالک اخبار پنجاب آبزرور (۲ سال کے لئے) ...	۱	ما عسه	
۴۴	میاں مہتاب الدین صاحب سپروائزر پبلک ورکس لاہور ...	۱	ما عسه	حمایت الاسلام لاہور کے لئے
۴۵	خان بہادر سردار محمد حیات خان صاحب ...	۲	لل سعه	ایک علیگڈہ کالج اور ایک حمایت الاسلام لاہور کے لئے
۴۶	مجلس جہل مرکب معرفت مولوي بشیرالدین صاحب ...	۱	ما عسه	
۴۷	غلام محمد صاحب چارسدا پشاور	۱	ما عسه	حمایت الاسلام لاہور کے لئے
۴۸	مسٹر عبدالحکیم خان ہوسٹر ایٹ لا دیرہ اسمعیل خان (۲ سال کے لئے)	۱	ما عسه	

نمبر	نام	تعداد حصص	تعداد رقم	کیفیت
۴۹	مولوی محمد صدیق صاحب مختار موتی ہاری چمپارن (یادگار نظام خوشی محمد خاں صاحب)	۱	ما عہ	
۵۰	محمد اشرف صاحب مختار کوہاٹ پنجاب (یادگار نظم خوشی محمد خاں)	۱	ما عہ	
۵۱	محمد علی صاحب تعلقہ دار بانسواڑہ ضلع اندور حیدرآباد دکن ...	۱	ما عہ	علیگڈہ کالج
۵۲	سعدالدین صاحب پلیڈر پشاور ...	۱	ما عہ	ایضا
۵۳	فضل حسین صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر کرتھ ہائی اسکول یادگار خدمات والدہ ...	۱	سہ	۴ سال کے لیئے
۵۴	ماسٹر علاءالدین صاحب سکرٹری انجمن اتفاق اولپنڈی یادگار سوسود	۱	سہ	۲ سال کے لیئے
۵۵	محمد امین صاحب گجرات چکوال ½ حصہ عہ نادر علیشاہ صاحب سب رجسٹرار چکوال ½ حصہ عہ محمد مقیم صاحب سب اورسیر ½ حصہ عہ محمد حفیظ صاحب کلرک اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور ½ حصہ عہ حبیب اللہ خاں صاحب رئیس شاہجہانپور ۲ سال کے لیئے ½ حصہ عہ آنریبل نواب فتح علیخاں صاحب قزلباش ½ حصہ سہ	۱	ما عہ	

میزان ... ۶۹ ...

but to bring this kind of education within reach of the boys whose parents are of moderate means the College authorities have under consideration a scheme for reducing the expenses for school students as far as possible.

The Entrance examination of the Allahabad University came off on January 2-1899. The papers, with the exception of one, on the Text books, were fair. In setting the 1st paper the examiner was careless enough not to look up the prescribed course in the University calendar. One of the prescribed books for the exmination of 1899 was the "Deserted Village" by Goldsmith but it was left out altogether and four questions were set on the "Traveller" which was not in the course for the year. This mistake of the examiner strange to say was not discovered even by the moderators who are appointed with the sole object of correcting such mistakes. It would have been to the great disadvantage of both the students and the teachers who had devoted a good deal of their time to the most important book of the course had not a supplementary paper on the book been given on the last day of the examination. We hope the exminners who are paid for this work will be more careful in future.

We are glad to learn that an attempt is being made to propagate, in such a distant country as America, the religion of the Prophet of Arabia. We wish the enterpriser every success in his laudable undertaking and, as requested, publish the following notice which we hope will meet with the due consideration of those of our corelgionists whom it may concern

---

NOTICE.

It is considered desirable to take early steps to promulgate in America, which is at present the centre of Religious thought, the truth of Islam, and arrangements are, therefore, being made to publish in that country regularly, essays giving some of the beauties of Islam, the "Realization of the Supreme Being," being taken as the goal.

Literary assistance by way making useful suggestions, naming books of reference, or providing requisite material on loan, will be gratefully received.

By

MOHAMED SARFARAZ HUSAIN

(late of the M. A.-O. College,)

"Rookwood"

Naini Tal, N.-W. P.

SCOOL NEWS.

From the 4th January 1899, Mr. Moss, who is a graduate of Cambridge University, has been appointed officiating Head Master of the school. He has twelve years' experience in the educational department in India and knows the wants of an Indian student preparing for the Entrance examination We have every hope that the school will flourish under his able and experienced guidance.

The Zahur Husain ward, where small boys under fifteen years of age reading in the school are kept on the model of an English boarding house, is almost full. The institution was started by the Principal less than three years ago and we are glad to say that it has proved a complete success. The boys who live here work on a routine and have their whole time divided for work and recreation and are under the constant supervision of House Masters who live with them in the Ward. It is hoped that the boys so brought up will become punctual and methodical and will make the best use of their time in future life. The great proof of our success are the opinions of the parents whose sons are living in the Ward. They are well satisfied and some of them have spoken in high terms of the improvement their sons have made by living in the Ward. In most cases when a boy goes home in the vacation his relations finding him improved send one or two more boys with him to this place. Hence it is that the Ward is full and is in fact the most populous part of the boarding house. Being convinced of the success of the scheme the Principal is thinking of building some more wards for the wealthier and older students as soon as funds permit.

It is a well known fact that the higher education which is our chief aim is very cheap in this College, but the school education was generally complained of as being comparatively dear. As there are schools teaching up to the Middle or Entrance standard in almost very town where a student can receive primary education at little or no expense this school was chiefly intended for those who could afford to pay the expenses of a better education such as is given in our school ;

SIDDONS' UNION CLUB.

After the unusual bustle and animation of December during which month it celebrated its 13th anniversary, the Club has led a life of comparative inactivity. This was owing to the University examinations which have affected many members of the Club. We wish them all success and hope they will come out triumphant from their ordeals.

This spell of inactivety was broken on the 20th of January, when a meeting of the Select Committee was held. We are glad to note that the Committee decided to pay attention to the Drawing Room of the Club, which has been for a long time in a condition discreditable to the Club. It was therefore resolved to refurnish the Drawing Room.

On the 22nd January, a debate was held, which in a way was a sequel to the influence exercised by the University examinations over the members.

Mohamed Asghar, fresh from his experience of the examination Hall and full of bitter accusations against the University, proposed that the Indian University System had proved a failure.

The following members denounced the Indian Universities :—

1. Mohamed Asghar,
2. Abdul Hakim,
3. Mahmood Hosain Khan,
4. Anis Ahmed ;

And the following defended them :—

1. Zaman Mehdi Khan.
2. Sajjad Hyder.
3. Mohamed Hayat.
4. Nazir-uddin Hasan.

But the proposition was carried, the Votes being for the motion 12 against 10.

SAJJAD HYDER,

Honorary Secretary.

FOOTBALL

Steady practice is going on for the University Tournament but we like the cricketers have been placed at a considerable disadvantage by the awkward time at which Ramazan has fallen this year.

The team is perhaps a little stronger than last year in backs and halfbacks but the forward line is distinctly weak and must be improved if we are to do well in the Tournament.

We are sorry to say that the School Eleven met with little success in the Tournament, to lose is a thing that may happen to any time but to withdraw without a struggle is to say the least of it discredit-able.

ATHLETICS.

It cannot be said that our school covered itself with glory in the tournament held in Bareilly the other day, the small boys (under 14) did well and so did the cricketers but the same cannot be said for any-one else except Ali Dad Khan who stood 2nd in Gymnastics. There seems misunderstanding as to the Drill required and consequently our students were at a disadvantage being unable to score any mark for the things they had practised most. In cricket there seems to have been considerable ground for complaint against the umpiring of the private soldiers employed for the purpose and certainly our own experiences on former occasions would not lead us to credit the average 'Tommy' with a very extensive or accurate acquaintance with the Rules of the game.

The following are the results of the competetions in which our boys gained place —

Senior (over 14) Quarter mile, 3rd Asadullah Khan. Long Jump, 2nd Asadullah Khan

Throwing Cricket Ball, 3rd Amjad Ullah.

Junior (under 14) 100 Yards, 1st Laiq Husain 3rd Ali Raza.

Quarter mile, 1st Laiq Husain 3rd Ali Raza.

High jump, 2nd Nawab Husain

Gymnastics, 2nd Ali Dad Khan,

In Cricket we beat Bareilly Mission School, Bareilly District School and in the final, Shahjehanpur School

In Football we drew with Moradabad and then withdrew

He gave dramatic recitations both classical and humourous, and threw himself into each impersonation with a very true grasp of the character he was representing.

He became in turn the old senile miser with his quavering voice in "Dollars and Dimes"—the imperious sarcastic Brutus, and the hot tempered "waspish" Cassius in the well-known scene between the two in "Julius Caesar". Again, he was sergeant Buzfuz in a recitation from Dicken's "Pickwick Papers" convulsing his audience with laughter by his clever impersonation of that illogical old humbug.

In the second part of the programme Mr. Smedley gave the touching scene between Prince Arthur and the jailor Hubert out of "King John and amused his hearers with a recitation from Mark Twain. Mr. Smedely concluded his very interesting entertainment by reciting two beautiful little poems by Maharajah Sir Jotendra Mohan Tagore called respectively "India" and "Beauty" and remarked upon the talent of their author in not only having written verse in a language foreign to him but in having written verse the true poetry of which is undeniable. It is greatly to be regretted that this entertainment was so badly attended by the College students as they would have found it both interesting and instructive. The explanation probably is that most of the students were absent attending Ramazan Prayers and a number are away from Aligarh for examinations.

CRICKET

Practice is going as usual but things have been rather slack owing to the absence of so many students at Examinations and to the fact of it being the month of Ramazan. Our match with the Agra club unfortunately fell through so that we have no matches to record Next month we hope to give an account of our Annual Cricket Tour which is to commence at the end of Ramazan.

We congratulate the School Team on again winning the shield in the Inter School Tournament.

We publish on other page a letter from an examinee discussing the papers set in the recent B. A. Examination of the University of Allahabad. The Intermediate examination papers seem to have been of a satisfactory character and we heard few complaints: a few students object to the Logic paper but as they objected to most of the others we are inclined to put it down to a general aversion to papers in general than to any fault of the examiners. It would perhaps have been as well if the Board of Moderators under whose scrutiny the History paper came, had included a mathematician in their number, for then perhaps students would not have been left in unpleasant uncertainty as to the number of questions they were expected to attempt.

The gross carelessness displayed in the English paper set in the Entrance examination is nothing less than a disgrace to the University. How an examiner could set 4 questions from a book not in the course, and how a Board of Moderators could pass the paper we are at a loss to understand. If any evidence were needed to prove the inefficiency of an unpaid Board of Moderators we have it here in full. The moderators receive no payment from the University, they are under no obligation and consequently their duties sit lightly upon them: if moderators are appointed let them be paid by the University and the University can then insist on their doing their work and call them to account if they neglect it.

It has been decided to purchase the 9th edition of the Encyclopaedia Brittanica for the College Library. This work is a most valuable storehouse of knowledge gathered together by men who have a world-wide reputation in the matters on which they write. Knowledge especially scientific knowledge rapidly grows old in these days, and such a compendium of the latest results of study and research cannot but be extremely valuable to the College.

On Monday evening a most interesting entertainment was given in the Strachey Hall by Mr. Ronald Smedley.

and in the solution of difficult problems regarding the Foreign policy of the Government towards Mussulman States.

Your Lordship's predecessors have always evinced a warm personal interest in the higher education of the Indian Muslems and particularly in the Mohamedan Anglo-Oriental College, Aligarh, and we have every reason to hope that under your Lordship's administration the cause of that education will gain further ground. My Lord, you are called upon to assume the reins of the government of India at a time, perhaps the most critical in the history of that country. We admire the cheerful alacrity with which you have responded to the call of duty. We sincerely hope that your immense knowledge, your acute political foresight, your well-known sympathy with the people of India, will considerably facilitate the difficult and onerous task before you. On behalf of our Muslim sisters we congratulate your beloved consort for the high honour which her Ladyship shows with you and we trust that under her distinguished patronage the cause of female education in India will continue to progress.

In conclusion we fervently pray that your Lordship's administration may bring material prosperity to India and promote contentment and happiness among her children.

We have the honor,

My Lord

to subscribe ourselves as your

Lordship's humble and obedient

servants,

COLLEGE NEWS.

We are glad to welcome Mr. F. J. Moss who has joined us as Head-Master of the School. Mr. Moss has had a large experience in teaching and we have no doubt that the system and methods of the School will improve under his supervision. We wish him all success in his work.

The annual examination of the 1st and 3rd year classes is fixed to begin on February 27th; it is being held rather later than usual this year as students find it difficult to work hard during Ramazan.

ADDRESS FROM THE MUHAMMADANS OF ENGLAND TO THE NEW VICEROY.

LORD CURZON of Kedleston previous to his departure from England received the following address from the Muslim Patriotic League of London and conveyed his thanks to Moulvie Rafiuddin Ahmed the President of the Society for the same.

To

The Right Hon'ble, George Nathaniel Curzon,
Baron of Kedleston, Ireland,
Viceroy—designate of India.

My Lord,—

WE, the President, Vice-Presedent and Councillors of the Muslim Patriotic League, London, beg leave to approach your Lordship, on behalf of our Co-religionists, the Indian Mussalmans, to offer our loyal and cordial congratulations to your Lordship, on your appointment by Her Gracious Majesty, Kaiser-i-Hind to the exalted position of the Vice-royalty of the Indian Empire. There in no office in the possession of the Crown which requires more careful selection than that of the Governor-Generalship of Hindustan ; and we rejoice that the choice of our beloved sovereign for that unique distinction has fallen upon a statesman, who has not only devoted several years of his oventful life to the close study of the numerous complex and complicated questions, concerning the administration and defence of the Empire of Hindustan, but who has also distinguished himself for his travels and researches into Asiatic countries inextricably connected with the political and commercial future of our native country. My Lord, the Indian Mussulamams have special reason to rejoice at your nomination to the Vice-royalty, because, during your tenure of office as Parliamentary Under-Secretary of State for Foreign affairs, your Lordship has had diverse opportunities of studying the political situation and social condition of Islamic nations, throughout the world, and we have no doubt that the knowledge so derived by your Lordship will be of the highest value in your treatment of the Indian Mussulmans

It is quite possible that a student may forget some points, however clever he may be, and if, by chance, only those points appear on the paper; inspite of all his cleverness, and knowledge of the subject, in other points he will be unable to give any evidence of it.

We are glad we had alternate questions this year; but again we have to complain of some other matters. For instance in Poetry paper we had two questions (Nos 1 and 4) which required us to recite some particular lines of "Comus" and of 'the Lady of the Lake'. No doubt such questions are necessary to test one's knowledge of the text; but I do not think that a student who has so many books to master can be expected to spend his time in learning the whole of the Poetry books by heart.

In Grammar, no doubt, the questions are good, but they are such questions as an Entrance Student may expect. The Grammar for F. A. should be higher than that for Entrance and it should be the duty of the University to increase the learning of Students and not to keep them in the same level for ever. Why should not the questions deal with the History of the language, the changes in the forms of words?

In Conic Section, I think, there will be few students who could have done the paper completely. It is in Conics and not in Trigonometry that a candidate expects to get maximum number of marks, but this year there is no such hope and even the advantage of alternate questions they have been deprived of.

The logic paper had no alternate questions and the paper was not easy consequently many of the students are likely to suffer.

The Science paper was really a good one and alternative questions were given.

On the whole there is a great hope this year of a good result. It would have been indeed far better if Conics and Logic paper had been good ones. We hope the University will keep to this system of Alternate questions.

I am, Sir

Yours obediently

SYED ABDUL QUADIR.

students, but he cannot apply the same rule to unseen passage. Here a student has a hard nut to crack. He cannot bring out clearly the sense of these passages without giving them a fair portion of his time and thought. Taking these things into consideration, the first paper was not such as could be finished in such a short space of time as *three* hours.

The Second English paper though smaller in size, was very comprehensive. It contained in its short space all the texts from the beginning to the end, still it was manageable.

The Third English Paper was easier than that of the last year. It supplied ample material from the texts to dwell upon.

The First History paper did not fairly represent the books which it comprised. Laying aside the subject matter of the books, even if the pages of the books are taken into account, more importance ought to have been attached to Guzat's History of Civilization" and " Holy Roman Empire" than to Sanderson's " worlds History." The fourth question demands the history of all the eminent artists, writers, men of science. It is a very tedious process to enumerate all these persons. The Mathematical papers, I hear, were verydifficult. The other papers do not require any comment, only the Paper on Political Science was rather lengthy.

Yours obediently,

Z.M. K.

INTERMEDIATE EXAMINATION OF ALLAHABAD UNIVERSITY.

Sir

Examinations are held generally to test the proficiency of the candidates and to find out whether they have understood the beauty of the book and its language ; whether they can rightly grasp the ideas of the authors. But it is very strange that some of the Examiners put such questions as seem intended to display their own ability, rather than to find out the knowledge of the Examinee Some go even so far as to ask questions, on points to which scarcely any intelligent student would attach any importance.

CORRESPONDENCE.

The B. A. Examination of the University of Allahabad.

To the Editor of the M. A.-O. College Magazine.

Sir,

Before saying anything about the examination, it will not be out of place to make one or two remarks about the University itself. In the first place, the system of *[illegible]* is not a fair test of a students' talent's and abilities. It is impossible to have one paper for some five hundred students, and it's result is that some batches of students dash themselves against the hard rocks in the ocean of literature, while the others, more fortunate, steer their course safely through familiar and stormless seas. Everything depends upon luck and chance.

The second anomaly which I wish to refer to is that marks are not assigned to each question on the margin of the paper. If the University really desires to encourage education and has the interests of the students at heart, it is a defect which deserves its immediate removal. If the marks be allotted to each question on the margin of the paper, a student can realise its relative importance and can pretty fairly judge how much time it is worth his while to give to it.

Now I will make a few remarks about the examination. I cannot do better than allude to an irregularity, in the system of the University which came under my notice in the last examination and from which I among others suffered. No student was certain whether he was to get the paper on Political Economy first or that on Political Science. The Professors of the M. A.-O. College who were the proper authorities to know, either really did not know it or professed ignorance in accordance with the rules of the University. Though I have every hope that this error is not to be repeated again, yet it did some harm to those who appeared in the last examination.

The first English Paper was easy, but its easiness was neutralised by its lengthiness. The examiner is right in presuming thorough knowledge of the texts on the part of the

imperial in its bearing towards the British Empire, which is not only the greatest but also the most progressive Mussalman Power in the world. The more the empire of the Queen extends over Mussalmans in Asia and Africa, the greater and more urgent is the necessity for an institution which would at once serve the moral, mental and intellectual states of all Mahomedans, and furnish an inexhaustible storehouse for the supply of educated, enlightened and loyal Mussalmans, in order to assist British statesmen in their administration of Muslim races in all parts of the globe ... ... For some time to come the proposed university will have to be satisfied with a single college, but gradually other Muslim colleges both in and out of India may be affiliated to it, until it becomes the Muslim university not only of India but of Asia and of the enormous Muhammadan population that inhabit China, Java and the Malay Peninsula, Afghanistan, Zanzibar, and the East Coast of Africa. Indeed the college already possesses students from Burma, Baluchistan, Afghanistan, Cape of Good Hope, and even from Uganda. The political importance to England of the proposed university can hardly be exaggerated. The news that the Christian Government of the Queen has patronised a Muslim institution of such magnitude will spread like wildfire in all parts of Mahomedan Asia and Africa, and will certainly tend to increase and strengthen the prestige of England in all Muslim eyes. As the *alumni* of the university will be nurtured upon the intellectual food of England, they would not be human did they not retain some sympathies for her people. Consequently the civilisation and enlightenment emanating from the university would import pro-English ideas into the minds of all those influenced and affected by them. The university would be in a position to train students as interpreters candidates for the consular and diplomatic appointments if the Imperial Government thought it convenient to engage the services of Indian Mussalmans as consuls and political agents in Mahomedan countries. Indeed, I cannot imagine any institution which would strengthen British influence and consolidate British rule among the Mussalman races more efficiently in future years than the proposed Muslim university."

and also 11 additional scholarships in addition to the 28 already promised, making in all Rs 4,680 from the Conference, for scholarships tenable in the M. A. O. College, Aligarh, during the coming year.

The next motion before the Conference was one by Mr. Morison on the question of religious education. The proposer advocated compulsory religious education, accompanied by a test examination, on the ground that such an education would have an excellent moral effect, and also that a sound knowledge of the elements of Mahomedan theology would tend to remove much bigotry and fanaticism which was the fruit of ignorance.

This was seconded in a long and eloquent speech by Nawab Mohsin-ul-Mulk.

Mr. Beck who followed while heartily supporting the proposer's plea for religious education, objected to such education being made a subject of examination, on the ground that the best method of carrying on religious teaching is not by cramming it for examinations. He was as strongly in favour of religious education in the proposed University as anyone could be but he considered that religion was a matter of practice and of the heart rather than a matter of text-book and memory.

A very animated discussion in which some 20 or 30 speakers took part was eagerly followed by an audience of nearly 1,000.

The discussion of the original motion was postponed, and a more general motion in favour of religious education was unanimously carried.

In the evening a social gathering and conversazione was held.

THE PROPOSED MUSLIM UNIVERSITY IN INDIA.

Moulvi Rafiuddin Ahmad, writing in the *Nineteenth Century*, takes a large view of the future of the proposed Muslim University in India. "It is a most eloquent testimony, he says, to the success of the British rule, and a signal triumph of British administration over Muslims that the first movement for the creation of a purely Muslim university has been set on foot by the Musalmans themselves, under the auspices of the Government of Kaiser-i-Hind. Such a movement is of more than local, denominational or temporary importance. It is national as regards Mussulman races and the great confraternity of Islam, and it is decidedly

The following is a letter from the Hon'ble Justice Badruddin Tyabjee of Bombay: "Sir,—I consider the University scheme as set forth by Mr. Morison a good one and hold that Western education should not be altogether dissociated from Oriental and religious learning. Our great misfortune hitherto has been that the most learned of our maulvis and theologians are extremely ignorant of every other branch of knowledge except their own; the result is that we have a narrow-minded, bigoted and fanatical set of religious teachers, who are looked upon with contempt by people of any enlightenment. We must put a stop to this, so that in the future our learned theologians may also be enlightened and educated men in the true sense of the word. On the other, hand I think it equally important that Musalman young men, who have acquired a knowledge of Western literature, arts and sciences, should not be altogether ignorant of their own language, literature, history and religion. The scheme has my hearty approval, and I have much pleasure in subscribing Rs. 2,000 (two thousand rupees) towards its endowment.—Yours truly, BUDRUDDIN TYABJEE.

A vote of thanks was accorded to Mr Budruddin Tyabjee. A letter from Mr. Justice Amir Ali (Calcutta) cordially approving the scheme was read, and after several other gentlemen had spoken the motion was unanimously carried.

AT the second day's Conference at Lahore, it was proposed on the motion by Barkat Ali Khan (Lahore) seconded by Sirdar Mohammad Hayat Khan, C S I, that in the opinion of this Conference the most desirable object to which Ahmed Syed Khan of Bikanpur (Aligarh) can devote his proposed endowment of three and a half lakhs (Rs. 350,000) is the Mahomedan Anglo-Oriental College, Aligarh-

Mohammad Suleiman (Madras), Mahommad Siddique (Bengal), Sirdar M. Hayat Khan (E.A C., Lahore) and others supported the motion, which was carried unanimously.

On the motion of Mahommad Shafi (Lahore), seconded by Birket Ali Khan it was proposed that sub committees be formed throughout India for the purpose of collecting funds for the prosposed University.

A subscription of Rs. 1 980 from *Dera Ghazi Khan (Sir Imam Bakhsh* Rs. 1,000, Sirdar Thoghi Khan Rs. 500 and others) was announced

Such a University would be the most powerful instrument they could have for uplifting their nation. Why was it that Englishmen were to be found in positions of responsibility and honour in all parts of the world? Because in the English nation there were to be found men in large numbers fitted by their character and abilities for such posts. Already in different parts of the ever-extending British Empire, particularly in Africa, there were openings for the Mahomedans of character, and posts to serve the Crown. But the supply was not equal to the demand, and it was only such a University as the one they proposed that could create a body of men fitted by character and learning to serve their Queen in various parts of the Empire in posts of honour and responsibility.

Mr. T. W. Arnold (lately of Aligarh) said that no more fitting proposal could come before the first Conference held after the death Sir Syed than one which embodied his most cherished wishes. Their leader was gone from them, but they, like the Mahomedans after the death of the Prophet, should set themselves to the task of fulfilling his last commands. It was said that the genius of the Mahomedans was warlike rather than learned, but let them remember the Haddis which said that in the day of judgment the ink which trickled from the pens of the learned should be more precious than the blood shed in *jihad*. Many had in the past held aloof from the educational movement set on foot by Sir Syed on the ground that it was opposed io the traditions of their faith, but he would tell them that a German scholar in describing the old Mahomedan Universities continually referred to the methods of the English Universities in order to illustrate and make clear the system that prevailed among the Mahomedans; so that what they considered to be peculiarly English was found by historians and scholars to be also peculiarly Mahomedan, and further one of the most characteristic features of the Mahomedan Universities was their true scholarly eagerness to welcome learning from any source whatever. Therefore there was every reason for the Mahomedans to support the scheme of their great leader, a scheme which, so far from slighting or opposing religion, placed it in the forefront of its aims, a scheme too which claimed their support since no alternative worthy of their consideration had been offered to them.

Further the establishment of such a University would be useful in strengthening and reviving national feeling, a thing desirable on general and public grounds, and there was no means of fostering national life and spirit, so effective as union in a common purpose. It might be said the Aligarh College, and even the Mahomedan University, were too limited in their scope to effect this, but had anyone else any worthy alternative to offer ? Sir Syed's success was due to the fact that while the learned and orthodox lamented the bygone glories of Islam, and clung with a passionate, but no less pathetic fidelity to the traditions of olden times, he and he alone came forward with a scheme for the uplifting of his nation. He appealed to his hearers by their love for the great dead, by their admiration for his single purpose, and by their gratitude for his service and splendid patriotism, to do honour to their lost leader in *carrying out his most cherished* wishes in establishing a Mahomedan University, than which there cannot be more fitting testimony of their admiration for his great and noble character.

Badr-ul-Hassan seconded the motion, which was supported by Shah Din (Lahore), who urged his hearers to set earnestly to work and collect funds for the proposed scheme. He heard on all sides words of approval, but if these were not followed by energetic action they would seem to come merely from their lips and not from their hearts. They were a relgious not a territorial community, they were brothers not because they lived in one country or under one Government, but because they worshipped one God and followed one Prophet : let it be the glory and the privilege of the Mahomedans in India to be the leaders of a great intellectual revival among the Mahomedans of the whole world.

Mr. Beck supported the motion on the ground that a University was desirable (1) as a means of national prosperity; (2) as a seat of learning. The Mahomedan Conference was not merely a technical body, but also a political and a patriotic one. It aimed at the fostering of a spirit of loyalty towards their beloved Queen, and at upholding the principle of brotherhood between Englishmen and Mahomedans, and it was in this spirit that the projected University would be carried out.

Farid-ud-din, and the European Staff of M. A. O. College, whose services to the Mahomedan public he eulogised.

On the proposition of Sirdar Muhammad Hayat Khan C. S. I., seconded by Khan Bahadur Barkat Ali Khan, Nawab Fateh Ali Khan was elected Chairman of the Conference. This being the first meeting of the Conference since the death of Sir Syed Ahmed a vote of condolence was proposed in affecting terms by Sirdar Muhammad Hayat Khan, seconded by Barkat Ali Khan and supported by a number of other speakers.

Mr. Beck then moved the appointment of a Finance Committee to report to the Conference on the finance in hand. This was seconded by Barkat Ali Khan and carried.

Mr. Morison then moved; "That this Conference approves the establishment of a Mahomedan University." The speaker declared that the question was one eminently suitable for discussion in such a meeting, because it was most important that when sufficient funds were collected to enable them to take action in the matter debateable points should have been threshed out, and some clear and definite lines of action laid before the promoters of the scheme. In the existing Universities there were two serious defects of which Mahomedans complained—(1) that there was no religious education; (2) that there was no moral training. The existing Universities in India were merely examining bodies, and not only that, but their students were usually a heterogeneous body, and these two causes made such defects inevetable; but in University primarily for students of one creed some scheme of religious education could easily be put into force, and if, in addition, the University were made a residential one, after the manner of the Universities of Oxford and Cambridge, moral training too would also be possible. Again such a University might be a most important instrument in reviving the study of Arabic letter, a learning which had fallen into such sad decay. Arabic learning was not only decaying day by day but also narrowing in its scope; such a University might do the highest service by reviving the study of Arabic—placing it on a footing with modern scientific linguistic learning, and also re-establishing it as the *lingua franca* of the Mahomedan world.

The Muhammadan Anglo-Oriental College, Magazine Aligarh.

New Series VOL. VII	FEBRUARY, 1899.	No. 2

THE MAHOMEDAN EDUCATIONAL CONFERENCE.

(*From the Pioneer.*)

The Mahomedan Educational Conference is being held this year in Lahore; where the buildings of the technical school and a large shamianah have been placed at the disposal of the delegates. On Monday, the 26th, a large and enthusiastic crowd assembled at the railway station to meet the Nawab Mohsin-ul-Mulk (Aligarh), Maulvi Nazir Ahmed (Delhi), Maulvi Farid-ud-din (Etah), and other delegates. The guests were greeted with loud cheering and flowers were showered upon them, and outside the station the entuhsiasm reached such a height that the horses were taken out and the guests drawn by a large crowd to their lodgings. All the arrangements for the entertainment of the delegates have been in the hands of Khan Bahadur Barkat Ali Khan and Sirdar Muhammad Hayat Khan, C.S.I., who had made every possible provision for the comfort of their guests. In this work they have been greatly assisted by a band of students organised by Professor Arnold of the Government College, Lahore.

The proceedings opened on Tuesday, the 27th instant, by Sirdar Muhammad Hayat Khan, who welcomed the guests, making special reference to the Nawab Mohsin-ul-Mulk, Maulvi

M. A. O. COLLEGE MAGAZINE.

This Magazine will contain articles on political, literary and other subjects of interest to the Muhammadan community. At least 24 pages of the Magazine will be in the Urdu language. Several Muhammadan gentlemen distinguished for their abilities and learning have promised to contribute towards the Urduportion of the Magazine. It will also review books relating to Islam published in Europe and India. Translations will be published from Arabic papers printed in Egypt and Syria.

The Magazine is also the organ of the Educational Census, and will publish monthly reports of the progress of the work. It will likewise give the latest news of the Muhammadan Anglo-Oriental Defence Association of Upper India.

The Magazine will contain information of all sorts with regard to the M. A.-O. College. It will thus form a history of the College, both of its external relations and its internal life.

The Magazine will be ready also to publish short accounts of the progress of all Muhammadan Schools throughout India. Persons connected with such schools are invited to supply the Editor with information about them.

The annual subscription is Rs. 3 including postage, and is payable strictly in advance. TEN NUMBERS will be issued in the year. Subscribers should either send the subscription to the Manager, or allow him to send the first number by v. p. p. for Rs. 3 or for Rs. 1 As. 8 for half year.

The Magazine will insert advertisements at the rate of 2 annas per line or Rs. 2 per page in Urdu.

The "Aligarh Institute Gazette" with 'the Progress' has been incorporated with the Magazine. So it is the only record of the Educational Movements of the leading Musalmans of India and expects greater patronage from the members of the same nation.

THEODORE BECK,
English Editor.
KAWAJA MAHMUD HUSAIN, B. A.
Manager.

THE
M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE
AND
THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.
With which is incorporated the "Progress."

New Series VOL. 7.	FEBRUARY 1899.	No. 2.

CONTENTS.

SUBJECT. PAGES.

ENGLISH.

URDU.

Printed at the Institute Press, Aligarh,
For Siddons' Union Club.

محمدن اینگلو اورینٹل
کالج میگزین
اور انسٹیٹیوٹ گزٹ
جس میں پروگرس بھی شامل ھی

جلد ۷	جنوری سنہ ۱۸۹۹ع	نمبر ۱

فہرست مضامین

انگریزی

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں محمد ممتاز الدین کے اہتمام سے چھپا

کالج میگزین

تقریباً پانچ برس ہوئے کہ اِس نام کا ایک علمی رسالہ اِنگریزی اورؔ اُردو ملا ہوا ــــ علیگڈہ کالج سے نکلنا شروع ہوا اول اول وہ علیگڈہ اِنسٹیٹیوٹ گزٹ کا ضمیمہ بنکر نکلتا رہا ــ لیکن سنہ ۱۸۹۴ع میں اُس نے ایک مستقل رسالہ کی صورت اِختیار کی ــ اِس کے مضامین زیادہ تر کالج کی خبروں اور اُس کے متعلقات پر محدود ہوتے تھے ــ اور اِسوجہہ سے عام پبلک کو اِس کے ساتھہ چنداں دلچسپی نہ تھی *

اِس خیال سے اِسکے منتظموں نے اِس کو زیادہ وسعت دینی چاہیؔ تاکہ وہ بالکل ایک علمی میگزین بن جاے جس میں کالج کی خبروں کے علاوہ ــ مسلمانوں کے علوم و فنون ــ تاریخ اور لٹریچر کے متعلق مفید اور پر زور مضامین لکھے جائیں ــــ اِس غرض سے اِس کے ۲۴ صفحے بالکل اُردو کے لیئے مخصوص کردیئے گئے *

ملک کے مشہور اہل قلم یعنی مولانا حالی ــ نواب محسن الملک ــ مولوی نذیر احمد ــــ اور منشی ذکاءاللہ وغیرہ بزرگوں نے اِس میں مضامین لکھنے کا وعدہ کیا ہی اور اَوْر اہل قلم بھی اگر اِس کی اعانت فرمائینگے تو ہم نہایت فخر کے ساتھہ قبول کرینگے اپریل سنہ ۱۸۹۸ ع سے اب انسٹیٹیوٹ گزٹ بھی معہ پروگرس کے اِس میں شامل کردیا گیا ہی *

ہم کو اُمید ہی کہ ہندوستان کی اسلامی جماعت خریداری سے اِس کی اشاعت میں مدد دیگی ــــ میگزین اور اِنسٹیٹیوٹ گزٹ کے کل صفحات ۴۰ اور ۵۰ کے درمیان ہوا کرینگے اور مجموعی قیمت معہ محصول ڈاک صرف (عـــہ) سال *

اِس میں اِشتہارات بھی ۲/ فی سطر کے حساب سے درج ہوا کرینگے ایک صفحہ کے چھپوانے والوں سے عـــہ ایک ماہ میں لیئے جاوینگے *

تھیو ڈور بیک (ایڈیٹر انگریزی)

خواجہ محمود حسین بی اے (منیجر)

انجمن الغرض

انجمن الغرض اُن اصحاب کا جنہوں نے فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے اُسکی مدد کی ہے شکریہ ادا کرتی ہے۔

انجمن الغرض میں سالانہ جلسہ کے بعد سے اسوقت تک بتفصیل ذیل روپیہ جمع ہوا ہے۔

نمبر کارڈ	نام جمع کرنیوالیکا	تعداد	کیفیت	نمبر کارڈ	نام جمع کرنیوالیکا	تعداد	کیفیت
۳۵	مقصود علیخاں	۶ر	رامپور سے جمع کیا	۵۵	شیخ عبدالرحمن	[illegible]	لاہور۔
۳۶	محمد اسمٰعیل خاں	۶ر	فرخ آباد میں جمع کیا	۱۲۰	انیس احمد	[illegible]	جونپور اور بنارس
۵۱	واجد علیخاں	[illegible]	اوتار و شاہجہانپور	۱۲۲	عبدالوہاب	[illegible]	اٹاوہ
۵۳	اعجاز علی	۱۰ر	ندبائی	۱۲۳	واحد حسین	[illegible]	اٹاوہ
۱۰۱و۱۰۲	نصیر الدین حیدر و شاکر علی	[illegible]	بستی	۱۲۱	ظفر عمر	[illegible]	"
				۱۲۶	حسن محمود	[illegible]	سیالکوٹ شہر
۶	عبدالجلیل	۵ر	امرتسر				سرکا وعدہ۔
۱۲۴	ولایت شاہ	۶ر	جند ریاست	۱۲۳	فخر الدین	۵ر	خود دیا ہے۔
۹۹	محمد ہاشم	[illegible]	دیوبند		منظر الحسن	۵ر	خود دیا ہے۔
۱۰۵	غلام السبطین	[illegible]	علیگڈھ		سبحان اللہ	[illegible]	"
۱۰۶	اعجاز علی	۶ر	ندبائی [illegible]		[illegible]	۵ر	شادی کی خوشی میں
			کل قیمت کی جمع کیا	۹۰	محمد اکبر	[illegible]	وزیرآباد
۹۴	شمس الحسن	[illegible]	مرزاپور	۹۹	محمد ابراہیم	[illegible]	جمع کئے ہیں

نمبر کارڈ	نام جمع کرنیوالیکا	تعداد	کیفیت	نمبر کارڈ	نام جمع کرنیوالیکا	تعداد	کیفیت
	محمود حسن خاں بی اے	۵ ر		۶۱	اسلام حامد	۱۲ ر	
	الہ داد خاں	۲ ر	خود	۶۲	واجد علیخاں	معہ ۵ ر	اوناؤ سے جمع کیا
	بذریعہ نکمس وصول ہوا	للعہ		۶۳	تاج محمد	۸ ر	خود دے
	ارشاد الدین صاحب	عہ ر	خود عنایت فرمائے۔	۶۴	زماں منڈی خاں	عہ	
	خادم الفرض				نام چندہ دہندگان		
					حسن محمد صاحب طالب علم فرسٹ ایر نے جمع کئے		
۶۴	نعمت اللہ	سے ر					
۷۵	وزیر حسین	عہ ر	فرخ آباد کے جمع کئے۔	۱	راجہ علی بہادر خاں	۱۲ ر	
				۲	سید علی نقی	عہ ر	
۸۲	عبد المجید	سے ر		۳	نصر اللہ خاں پلیڈر	۱۲ ر	
۸۸	امیر حسین	سے		۴	بدر الدین	۸ ر	
۸۷	محمد عنایت اللہ	سے	مظفر نگر	۵	محمد فصیح الدین	عہ ر	
۹۹	محمود حسین	۱۲ ر	برائے تعمیر مسجد	۶	کرم الٰہی	۴ ر	
۱۱۹	محمد اسبطین	سے	جونپور سے جمع کئے۔	۷	سلطان علی	۸ ر	
				۸	فضل حق	۲ ر	
۸۱	محمد حامد ناگپوری	سے		۹	فیروز خاں	۲ ر	
۸۴	عبد الحمید ناگپوری	سے		۱۰	سراج الدین	۴ ر	
۹۱	مقصود علیخاں	عہ ر		۱۱	مولوی میر حسن	۴ ر	
۶۳	محمد اسمٰعیل	للعہ		۱۲	ڈیوڈ شہباز	۸ ر	

اسمائے چندہ دہندگان	تعداد	اسمائے چندہ دہندگان	تعداد
میاں محمد الدین	۲/	محمد حامد صاحب نے جمع کیا۔	
نور احمد	۱/	محمد حسین صاحب	صہ/
محمد ظفر	۱/	محسن حسین "	۶/
سید محمد	۱/	نذیر حسین	عہ/
محمد اسحاق	۱/	بشیر حسین	عہ/
غلام محمد	۱/	آل حسین	عہ/
برکت علی	۱/	احسن حسین	عہ/
محمد حسین	۱/	شیخ شبراتی	۶/
حبیب اللہ	۱/	محمد احمد	عہ/
ماسٹر نواب شاہ	۱/	محمد حامد	عہ/
" اللہ دین	۱/	محمد واحد	عہ/
سید امیر علی شاہ	۱/	خدا یار خاں	۸/
رحیم بخش	۸/	امام الدین	۸/
ماسٹر علی محمد	۴/	خدا بخش	عہ/
رحمت اللہ	۱/	محمد حسن	۸/
چراغ الدین	۱/	فضل اللہ	۲/
محمد جعفر	صہ و عہ	ظہیر الحق	۳/
		عبد الحق	۳/

نمبر	نام جمع کرنیوالے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والیکا	تعداد
	ہندی دین محمد شاکر علی - نصیر الدین حیدر طالبعلمان مدرسۃ العلوم نے بستی سے واسطے انجمن الفرض کے جمع کیا	۳ر	۱۱	میر عنایت حسین صاحب وکیل و رئیس۔	صہ ر
۱	سید جلال الدین حیدر صاحب انسپکٹر پولیس	عـــہ	۱۲	سید عبد اللہ خاں صاحب تحصیلدار	صہ ر
			۱۳	منشی نبی بخش صاحب چیف ریڈر	للعہ ر
			۱۴	سید محمد امین صاحب واصلباقی نویس	سے ر
			۱۵	منشی عبد الرحمن صاحب قانونگوی	سے ر
			۱۶	میر فضل حسین صاحب وکیل	سے ر
			۱۷	محمد اصغر علی صاحب وکیل	سے ر
۲	محمد نذیر احمد صاحب کلارک	سے ر	۱۸	حافظ عنایت اللہ صاحب پیشکار	عہ ر
۳	محمد انور علی صاحب وکیل وطالب علم سابق مدرستہ العلوم	صہ ر	۱۹	سید نثار حسین صاحب مختار	عہ ر
			۲۰	محمد زماں صاحب ہیڈ کانسٹبل	عہ ر
۴	قاضی تبارک اللہ صاحب سب جسٹرار	صہ ر	۲۱	منشی عبد الغفار صاحب کلارک	عہ ر
۵	محمد عسکر علی صاحب وکیل	صہ ر	۲۲	محمد عمر خاں صاحب مختار	عہ ر
۶	منشی واجد علی صاحب ناظر کلکٹری	صہ ر	۲۳	منشی حیدر علی صاحب اہلمد	عہ ر
۷	مسٹر محمد سعید صاحب سب انسپکٹر	صہ ر	۲۴	منشی ناصر علی صاحب اہلمد	عہ ر
۸	سید اولاد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر	صہ ر	۲۵	منشی عبد الحق صاحب سب انسپکٹر	عہ ر
۹	مولوی عبد الغفار صاحب وکیل	صہ ر	۲۶	منشی غفور علی صاحب سب انسپکٹر	عہ ر
۱۰	منشی محمد اسمعیل حسن صاحب اسسٹنٹ سب انسپکٹر	صہ ر	۲۷	سید عبد العزیز صاحب سب انسپکٹر نابس	عہ ر

نمبر	نام جمع کرنیوالے کا	تعداد
۲۸	محمد حنیف صاحب طالب علم	۸ر
۲۹	میر زکریا صاحب رئیس	۸ر
۳۰	میر باقر حسین صاحب مختار	۸ر
۳۱	مولوی عبد السمیع صاحب وکیل	۸ر
۳۲	مولوی امان علی صاحب وکیل	۸ر
۳۳	منشی علی حق صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر	۸ر
۳۴	میر لیاقت حسین صاحب وکیل	۸ر
۳۵	منشی یوسف علی صاحب سب انسپکٹر	۸ر
۳۶	منشی یوسف علی صاحب ڈپٹی کلکٹر	۸ر
۳۷	سید محمد محسن صاحب سب انسپکٹر	۸ر
۳۸	سید فضل حسین صاحب پیشکار	عہ ر
۳۹	سید افتخار علی صاحب	عہ ر
۴۰	منشی نذیر حسین صاحب	عہ ر
۴۱	سید نیاز حسین صاحب عابدی بی۔اے	عہ ر
۴۲	منشی عبد الحمید صاحب	عہ ر
۴۳	منشی علی رضا صاحب نائب ناظر	عہ ر
۴۴	منشی امیر حسن صاحب	عہ ر
۴۵	منشی مولا بخش صاحب محرر	عہ ر

نمبر	نام جمع کرنیوالے کا	تعداد
۴۶	شاہ امیر اشرف صاحب اہلمد	عہ ر
۴۷	مسٹر جوبل سنور ٹیچر (کرسچین)	عہ ر
۴۸	چودہری عنایت اللہ صاحب ممبر	عہ ر
۴۹	سید وحید الدین حیدر طالب علم	عہ ر
۵۰	منشی حسین علی طالب علم	عہ ر
۵۱	مولوی سخاوت علی صاحب	عہ ر
۵۲	سید نسیم اللہ صاحب پیشکار	عہ ر
۵۳	حافظ نور الدین صاحب وکیل	عہ ر
۵۴	محمد سعید صاحب سب رجسٹرار	عہ ر
۰	متفرقات	عہ ر
	میزان	مالعہ
	عبد المجید صاحب متعلم فرسٹ ایر کلاس نے تحصیل کھوڑی ضلع ساگر سے جمع کیا۔	
۱	ولایت اللہ صاحب منصف	عہ ر
۲	شیر علی صاحب انسپکٹر پولیس	عہ ر

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والیکا	تعداد
۳	عبدالستار صاحب نائب تحصیلدار	عہ/		محمد ہاشم طالب العلم فرسٹ ایر	
	محمد اکبر صاحب نے شہر وزیرآباد			کلاس نے دیوبند سے جمع کیا	
	سے جمع کئے۔		۱	سید ذوالفقار علی صاحب	سے/
۱	حافظ غلام رسول صاحب	عہ/		جج پنشنر	
	مرچنٹ وزیرآباد		۲	سید امجد علیشاہ صاحب ٹھیکیدار ونیلا	ھ/
۲	محمد اکبر	۸/	۳	نند کشور صاحب منصرم جنگی	ھ/
۳	غلام سید رخاں زمیندار کرم آباد	۴/	۴	محمد حسین صاحب زمیندار	عا/
۴	غلام اکبر صاحب تحصیلدار	۸/	۵	منشی خیرات علی صاحب رئیس اسیح	ھ/
۵	محمد دین خانزمین	۴/	۶	محمد ابراہیم صاحب رئیس معرخع	عا/
۶	شیخ فضل دین تاجر وزیرآباد	۲/		بوڈھا کھیڑہ۔	
۷	نجم الدین صاحب شال فروش	۲/	۷	لالہ سولک رام صاحب	ے/
۸	شیخ قائم دین صاحب	۲/	۸	بلند خاں صاحب عرف بلند	عہ/
۹	سیر علی	۴/	۹	حاجی گھسیٹا خاں صاحب نرادگر	عہ/
۱۰	امام الدین	۲/	۱۰	مولوی فضل عظیم صاحب	۴/
۱۱	فیروز الدین	—/	۱۱	رکن الدین صاحب وکیل	عہ/
۱۲	امیر الدین	۰/		سیران -	عـہ ۴/
۱۳	کرم الٰہی	۰/			
۱۴	فضل الدین جوتہ فروش	۰/			

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
	محمود حسن نے مراد آباد سے جمع کیا۔ براے مسجد	
۱	محمد حسین صاحب	عہ ر
۲	اسد خاں صاحب	عہ ر
۳	منشی عبدالمجید صاحب	عہ ر
۴	والدۂ محمود حسن	۸ر
۵	ہمشیرۂ محمد ایوب صاحب	۴ر
۶	شیخ ابو الحسن صاحب	۴ر
۷	والدۂ محمد صدیق صاحب	۴ر
۸	والدۂ محمد امین صاحب	۲ر
۹	شیخ تجمل حسین صاحب	۴ر
۱۰	مسعود الحسن صاحب	۰ر
۱۱	حکیم مولوی مشتاق احمد صاحب رئیس بجھراؤں۔	ــر
۱۲	معرفت محمد جمیل صاحب واحد حسین نے جمع کیے۔	۴ر
۱	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب	۰ر
۲	بشیر احمد	۱ر
۳	بشیرہ پاشا	۱۰ر

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
۴	محمد حیات و ولی محمد صاحب	عہ ر
۵	حافظ وحید الدین صاحب سوداگر	۸ر
۶	محمد خلیل احمد صاحب	عہ
۷	مولوی نصیر الزماں خاں صاحب	عہ
۸	امیر احمد	۱؎ر
۹	سراج احمد	۴ر
۱۰	میر ماجد علی صاحب رئیس اٹاوہ	عہ ر
۱۱	سید عابد حسین صاحب بی۔ اے	عہ ر
۱۲	رسول بخش	۰۴
۱۳	لالہ درگا پرشاد صاحب	۸
	میزان	۱۱؎ر
	عبدالحمید سیکنڈ ایر کلاس نے ناگپور میں جمع کیا۔	
۱	محمد عبدالقادر صاحب	عہ
۲	گل محمد صاحب	عہ ر
۳	محمد خیر خاں صاحب	عہ ر
۴	نواب کالو میاں صاحب	عہ ر

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
٥	محمد عزیز الدین صاحب	عہ/	۲۳	عبد الصمد صاحب	۴/
۶	محمد انوار الحق صاحب	عہ/	۲۴	سید محمود صاحب	۴/
۷	محمد شمس الدین	عہ/	۲۵	ٹھیکہ دار شیخ امام صاحب	۲/
۸	حکیم احمد (وصول نہیں ہوا	عہ/	۲۶	جناب عبد الباطن صاحب	۲/
۹	سید عبد الرزاق ذاکر	عہ/	۲۷	سیف الجبار صاحب	۲/
۱۰	غلام حسین خاں	۸/	۲۸	سیٹھ ابوبکر صاحب	۴/
۱۱	نظام الدین احمد	عہ/	۲۹	عبد الحمید سیکنڈ ایر	۲/
۱۲	محمد رسول خاں	عہ/		میزان	للعہ
۱۳	عبد المجید خاں	عہ/		غلام السطین صاحب نے جمع کیا	
۱۴	عبد الحمید خاں	عہ/	۱	محمد عنایت اللہ دہلوی	عہ/
۱۵	شیخ عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار	عہ/	۲	سید طفیل احمد سب جسٹرار کاسگنج	۰۲/
۱۶	منشی عطاء اللہ صاحب	۱۲/	۳	سید شبیر حسین منصرم کاسگنج	۱/
۱۷	ڈاکٹر خدا بخش صاحب	۸/		میزان	[illegible]
۱۸	جناب محمد عبد اللہ صاحب	۸/		وزیر حسین صاحب نے جمع کئے	
۱۹	ابراہیم حامد سیٹھ صاحب	۸/	۱	نصرت اللہ خاں صاحب	صہ/
۲۰	جناب اصغر علی صاحب	۸/		رئیس اکمت ضلع ایٹہ۔	
۲۱	جناب عبد الرشید صاحب	۴/		ولایت شاہ صاحب نے جمع کئے	
۲۲	جناب سید محمود صاحب	۴/	۰۱	رحیم بخش	عہ/

	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	
		محمد سبطین صاحب نے جونپور			تعلقہ دار بروت قصبہ بڑا گاؤں		
		سے جمع کیا۔			ضلع جونپور ڈاکخانہ سرائے محی الدین		
برائے مسجد	۱	سید ذوالفقار حسین خاں صاحب طالبعلم	عمہ ر	۱۰	سید ابو الحسن صاحب دوست	۴ ر	سکالرشپ فنڈ
		انٹرنس کلاس ضلع اسکول جونپور			ملک محمد محسن مذکور رئیس قصبہ		
برائے مسجد	۲	شیخ علی محمد صاحب طالبعلم انٹرنس	۶ ر		بڑا گاؤں مذکور۔		
		کلاس ضلع اسکول جونپور			میزان محمد اسمعیل صاحب نے جمع کئے	سے ر	
سکالرشپ فنڈ	۳	سید محمد سبطین ایف اے کلاس	+	۱	محمد اسمعیل خاں	عمہ ر	
		مدرسۃ العلوم علیگڈھ		۲	امراؤ علیخاں زمیندار	ٹمہ ر	
برائے مسجد	۴	ایچ۔ ایس۔ ایم ملک محمد محسن صاحب	ٹمہ ر	۳	حسن یار خاں حکیم	عمہ ر	
		بڑا گاؤں تعلقہ دار بروت ڈسٹرکٹ			میزان مقصود علیخاں صاحب نے جمع کیا	لعہ	
		جونپور پوسٹ آفس سرائے محی الدین		۱	عبد الحمید طالب علم مدرسہ عالیہ	عمہ ر	
برائے مسجد	۵	محمد حسن علیخاں ملازم ایچ۔ ایس	+		اعجاز علی صاحب نے جمع کیا۔		
		ایم ملک محمد محسن بڑا گاؤں ضلع		۱	سیجر مصاحب خاں صاحب	عمہ ر	
		جونپور ڈاکخانہ سرائے محی الدین		۲	حکیم عبد الرزاق صاحب	عمہ ر ٹمہ	
	۶	شیخ الٰہی بخش محرر دفتر "	۲ ر		اسکے علاوہ آغا شجاعت حسین		
برائے مسجد	۷	سید اسحاق حسین ملازم "	۲ ر		صاحب نے ۵ کتابیں بھی عنایت		
سکالرشپ فنڈ	۸	مرزا براتی بیگ داروغہ توشکخانہ "	۲ ر		فرمائیں۔		
برائے مسجد	۹	قاضی سید محمد حسنین صاحب	ٹمہ ر				

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
	عبدالوہاب صاحب نے جمع کیا		۱۲	عبدالوہاب	۳۰۴/
				شمس الحسن صاحب نے جمع کیا۔ میزان	عـ۵
۱	لالہ درگا پرشاد صاحب رئیس جسونت نگر ضلع اٹاوہ	۸/	۱	ضامن علی چپراسی ججی	۱/
۲	حافظ ابراہیم علی صاحب رئیس مارہرہ ضلع ایٹہ۔	۰/	۲	اکرام حسین طالب علم	۰/
۳	شان الٰہی طالب علم اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ۔	۱/	۳	اصغر حسین طالب علم	ـــ/
۴	حضور الٰہی طالب علم "	۱/	۴	من ہتہ ناتھہ طالب علم	ـــ/
۵	عبدالکریم طالب علم "	۱/	۵	محمد مہدی حسن امین مرزا پور۔	عہ/
۶	مولوی اشتیاق علی صاحب	۱/	۶	حاجی عبدالرشید صاحب ہیڈ کلرک و مترجم عدالت ججی "	۱۲/
۷	منشی محمد میر حمزہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	عہ/	۷	علی احمد طالب علم انٹرنس کلاس ہائی اسکول مرزا پور	۱۲/
۸	منشی عبدالحکیم صاحب رئیس مارہرہ ضلع ایٹہ۔	۸/	۸	کفایت حسین خاں کلرک عدالت ججی مرزا پور۔	۸/
۹	منشی محمد راضی صاحب مختار اٹاوہ	۸/	۹	محمد محسن طالب علم مڈل کلاس	۸/
۱۰	منشی محمد اسحاق خاں صاحب سب رجسٹرار بہرتناں	عا/	۱۰	سید محمد ممتاز علی صاحب پیشکار کلکٹری مرزا پور۔	۴/
۱۱	منشی محمد اسمٰعیل احمد صاحب تحصیلدار بدھونہ ضلع اٹاوہ	صہ/	۱۱	مولوی سید محمد عبدالعزیز صاحب پیش امام جامع مسجد "	۲/

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
۱۲	ابو الحسن طالب علم انٹرنس کلاس	۲ر	۱۲	جناب سید اشفاق حسین صاحب رئیس جلالی	عہ ر
۱۳	عبد الغفار طالب العلم مڈل کلاس	۲ر		ضلع علیگڈھ۔	
۱۴	اظہر الدین طالب العلم فورتھ کلاس	۲ر	۱۳	,, محمود خاں صاحب رئیس شاہ آباد	عا ر
۱۵	رام پرشاد	۲ر	۱۴	,, غفور اللہ خاں صاحب رئیس بہرام پور	عہ ر
۱۶	شیخ عبد الرحمن (عبد الکریم صاحب) متعلم فورتھ	۶	۱۵	,, عزیز اللہ خاں صاحب ,, ,,	عہ ر
	ایر کلاس ساکن لاہور نے جمع کیا		۱۶	,, جہان خاں صاحب ,, ,,	عہ ر
۱	شیخ مولا بخش صاحب منصف بریلی	عنلہ	۱۷	,, حاجی مظفر خاں صاحب رئیس سونو	عہ ر
۲	جناب عیسیٰ خاں صاحب رئیس تاولی	صہ ر	۱۸	,, حاجی نجف علی خاں صاحب رئیس اوننگ	عہ ر
	ضلع علیگڈھ۔		۱۹	,, عبد الواسع خاں صاحب رئیس سرای برلہ	عہ ر
۳	,, عبد الملک خاں صاحب رئیس برلہ ,,	عا ر	۲۰	,, عبد الرزاق خاں صاحب رئیس ,, ,,	۸ر
۴	,, ظہور اللہ خاں صاحب رئیس بہرام پور	عا ر	۲۱	,, سید شریف الحسن صاحب رئیس جلالی	عہ ر
۵	,, سید خورشید علی صاحب رئیس جلالی	عا ر	۲۲	,, سید بشیر الحسن صاحب ,, ,,	۸ر
۶	,, سید حکمت علی صاحب رئیس جلالی ,,	عہ ر	۲۳	,, ,, حامد حسین صاحب ,, ,,	۸ر
۷	,, سید مہدی حسن صاحب ,, ,,	عہ ر	۲۴	,, ,, محمد حسین صاحب ,, ,,	۸ر
۸	,, منظور حسین صاحب ,, ,,	عہ ر	۲۵	,, ,, امین حسین صاحب ,, ,,	۸ر
۹	,, عابد حسین صاحب ,, ,,	عہ ر	۲۶	,, ضیا محمد صاحب ,, ,,	۷ر
۱۰	,, امیر حیدر صاحب ,, ,,	عہ ر		,, محمد اعظم صاحب ,,	۲ر
۱۱	,, بہادر حسین صاحب ,, ,,	عہ ر		,, محمد شریف صاحب رئیس نوشہرہ	عہ ر
					لعہ ۱ر

نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد	نمبر	نام جمع کرنے والے کا	تعداد
	محمد بخش طالبعلم جماعت [illegible] نے		۵	احمد دین صاحب امیدوار ضلع گجرات	۲ر
	جمع کیا۔ فری بورڈنگ ہاؤس		۶	لالہ جیون مل صاحب " " "	۴ر
۱	الہ بخش ٹھیکہ دار محکمہ انجنیری ریاست الور	عہ	۷	ارباب ولی محمد خاں صاحب گجرات	عہ ر
۲	منشی محمد منیر خاں ملازم الہ بخش صاحب	عہ ر	۸	راجہ محمد اکرم خانصاحب رئیس اکرہ لوہٹر	عہ ر
۳	منشی منظر علی ملازم "	عہ ر	۹	محمد اشرف خاں صاحب ساکن جلال ضلع گجرات	۴ر / [illegible]
۴	منشی حبیب حسین " "	عہ ر		محمد اسمٰعیل مڈل کلاس نے گورکھپور جمع کیا	
۵	مستری فیض اللہ " "	عہ	۱	مولوی محمد اشفاق اللہ صاحب	صہ ر
۶	قمر اللہ معمار " "	عہ	۲	مولوی محمد جمیل صاحب	عا ر
۷	محمد خاں محصل " "	۴ر	۳	مولوی عبدالمجید صاحب	عا ر
۸	حافظ محمد منیر " "	عہ ر	۴	محمد تقی صاحب	عہ ر
۹	حیات محمد محصل " "	۴ر	۵	محمد کریم صاحب	عا ر
۱۰	سیتا رام محصل " "	عہ ر	۶	محمد عبدالوالی صاحب	صہ ر
۱۱	قادر بخش ٹھیکہ دار	عا ر / [illegible]	۷	سید محمد حسن صاحب	عا ر
	حبیب اللہ عطا اللہ طالبعلمان نے جمع کیا	۸ر	۸	محمد اسمٰعیل صاحب	[illegible]
۱	ماسٹر کرم الٰہی صاحب مدرس گجرات	۸ر		مختار احمد صاحب نے جمع کیا	
۲	چودہری فضل علی صاحب رئیس گجرات	عہ ر	۱	مولوی محمد حسین صاحب مصنف فتح آباد	صہ ر
۳	ماسٹر جلال الدین صاحب مدرس "	۴ر	۲	سید محمد علی صاحب منصرم فتح آباد	للعہ ر
۴	چودہری جلال خانصاحب طالبعلم لاہور کالج	۴ر	۳	محمد عبدالشریف خانصاحب محرر چنگی منصفی	عار

(۴) شیخ جلال الدین صاحب عرف اول [illegible] آباد - (عہ)
(۵) سید محمد [illegible] صاحب وکیل .... (عہ)
(۶) محمد سراج الدین خان صاحب [illegible] .... (عہ)
میزان [illegible]

الطاف حسین
۱۰ جنوری [illegible]

فہرست چندہ از ضلع اناؤ بنابر تعمیر مسجد مدرسۃ العلوم علیگڈہ

اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ	اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ
واجد علیخانصاحب نے جمع کئے			
منشی حسام الدین خانصاحب کوتوال	عا/	مرشد علی خان سب انسپکٹر	عہ/
صداقت اللہ صاحب انسپکٹر	للعہ/	نقلنویسان سب جج اناؤ	۸/
جعفر حسین صاحب پیشکار پولیس	عا/	منشی عابد حسین صاحب رجسٹرار اناؤ	عہ/
میر رضا حسین صاحب پیشکار	عا/	منشی ذاکر حسین صاحب سب انسپکٹر	عہ/
محی الدین صاحب اہلمد	عہ/	محمد اسحاق صاحب سب انسپکٹر	عہ/
مولوی روح اللہ صاحب وکیل	عہ/	رحمت اللہ صاحب	عہ/
مولوی محمد نقی صاحب وکیل	عہ/	منشی نذر محمد خانصاحب وکیل	عہ/
حافظ سلامت اللہ صاحب	عہ/	مولوی کریم بخش صاحب وکیل	عہ/
مولوی و تاج الدین صاحب تحصیلدار	عہ/	فیض اللہ خاں	۸/
مولوی محمد عبدالغفار صاحب ڈپٹی کلکٹر	عہ/	محمود الحسن صاحب	۶/
منشی امداد حسین خانصاحب ڈپٹی کلکٹر	جعہ/	چودہری محمد شاہ صاحب	عہ/
منشی محمود علیصاحب	عہ/	حبیب شاہ خانصاحب سب انسپکٹر	عا/
بنجو خاں چودہری محبوب گنج	۴/	کنسٹبلان کوتوالی اناؤ	عہ ۱۲/
عبدالرزاق صاحب سب انسپکٹر	عہ	**از صیفی پور ضلع اناؤ**	
خلیل احمد صاحب سب انسپکٹر	عہ/	میر رحمت علیصاحب سب انسپکٹر	سے/
بندہ علیخاں	۸/	منشی نعمت علیصاحب	عا/

اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ	اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ
علی حسین صاحب سب انسپکٹر	عا؍	منشی محمود علی صاحب پیشکار ابکاری	عا؍
از پورو اضلع اناؤ		منشی محمد غریب اللہ صاحب	عا؍
حیدر بخش صاحب سب انسپکٹر	عا؍	از ضلع مرزاپور	
مولوی محمد عبد الغنی صاحب منصف	عا؍	حاجی عبد الرشید خاں	ا؍
منشی نصیر حسین صاحب سب انسپکٹر	عا؍	قدرت اللہ خاں	۴؍
عبد الصمد صاحب	۸؍	مرزا سعید الدین صاحب	عہ؍
متفرق	۸؍	مرزا محمد ہادی صاحب	عہ؍
حسن گنج وموہان ضلع اناؤ		ولایت حسین صاحب	۲؍
حکیم محمد اسحاق صاحب سب انسپکٹر	عا؍	مرزا غضنفر حسین صاحب	عہ؍
حکیم محمد جواد صاحب رئیس	عا؍	سید محمد جعفر صاحب	عہ؍
نواب علی صاحب	۸؍	مرزا محمود علی صاحب	عہ؍
سید محمد رضا صاحب از اناؤ	عہ	ڈاکٹر عبد الجبار صاحب	۸؍
آغا محمد کلب حیدر صاحب	۴ہ	میزان	۵عہ
منشی عزیز احمد صاحب سب اوورسیر	عہ؍	انیس احمد طالب علم فرسٹ ایر نے جمع کیے	
منشی عبد الکریم صاحب ٹھیکہ دار	عہ	محمد یونس خانصاحب	۸؍
منشی غلام رضا صاحب	۸ہ	بخش اللہ ساکن قصبہ مارہرہ	۲؍
مولوی محمد متین صاحب	عہ؍	محمد طیب	عہ؍
متفرق طور پر وصول کیا	ع	شیخ علی احمد رئیس مارہرہ	عہ؍

اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ	اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ
محمد نعمت الہی نعمانی	۴ر	مقبول احمد	ا؎
اختر	۴ر	رفیق فاطمہ	۲ر
سید مہدی حسن صاحب	عہ ر	خادم حسین گورکھپوری طالب العلم جوبلی مشن اسکول	عہ ر
امتیاز احمد وفا	۲ر	غلام حیدر 〃	عہ ر
سید ایوب حسن	۴ر	ذاکر حسین 〃	عہ ر
علی احسن صاحب	۴ر	مظہر حسین 〃	عہ ر
چودہری محمد یعقوب صاحب	عہ ر	شفاعت علی 〃	۴ر
محبوب الہی صاحب	۲ر	وہاج الدین 〃	۲ر
عبد العزیز صاحب	۴ر	زین العابدین 〃	۲ر
ایک مسلمان لیڈی	۸ر	کالی شنکر 〃	۲ر
قدرت الہی صاحب	۲ر	گنگا پرشاد 〃	۲ر
منشی سبحان الدین حسین صاحب	۸ر	سری رام 〃	۲ر
محمد ابراہیم	۲ر	عطا حسین 〃	ار
محمد طہ مارہروی طالب علم آگرہ	۴ر	رامانند 〃	ار
سید احمد صاحب	۴ر	بشمبر دیال 〃	ار
رشید الدین احمد مارہروی	۲ر	امیر حسین 〃	ار
مسعود الہی	ایک پیسہ	بیدناتھ چودہری 〃	ار
نواب علی صاحب	۰ر	تھیو (عیسائی) 〃	ار

اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ	اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ	اسماے چندہ دہندگان	رقم چندہ
شیام سندر طالب علم		محمد حسین خانصاحب	عہ/	بریلی	سے/
مشن اسکول جونپور	۱/	مولوی قمر الدین صاحب	عہ/	میزان	۵عہ
اودہ بہاری "	۱/	سید حسین صاحب امین عدالت	عہ/	نعمت اللہ صاحب نے	
بدری نراین "	۱/	محمد سدید الدین صاحب	عہ/	جمع کئے۔	
رام پرشاد "	۱/	سید ضامن علی صاحب	عہ/	منشی نصیر الدین صاحب	عہ/
حیدر حسین "	۱/	منشی عزیز الدین صاحب	عہ/	نعیم اللہ صاحب	عہ/
گلدنبا پرشاد "	۱/	منشی ذاکر علی صاحب	عہ/	انعام محمد خانصاحب	عہ/
رام سندر "	۱/	میزان	۱۲عہ ۳/	میزان	سے/
انفضال الحق	عہ/	عنایت اللہ صاحب نے		اسلام حامد نے جمع کئے	
عبد الوحید	۲/	جمع کئے۔		اسلام حامد	عہ/
تفضل حسین اردلی تحصیل		میر مودود احسن صاحب		محمد احمد	۸/
کموئن	۴/	بریلوی	عہ/	محمد مسعود	۸/
منشی نظر الحق صاحب	عہ/	مولوی اشفاق احمد صاحب		میزان	عا/
مولوی عبد الغفور صاحب	عہ/	رئیس شہر لکھنو	عہ/	ڈیوٹی فری بورڈنگ ہاؤس میں	
ولی محمد صاحب	عہ/	عبد اللہ خاں طالب علم		منفصل ذیل طالبعلموں نے چندہ جمع کیا	
محمد رضا صاحب نائب		تھرڈ کلاس ری کالیجیٹ اسکول	عہ/	محمد بخش	۱عہ ۸/
تحصیلدار کموئن	عا/	محمد امداد خاں سلکن بریلی	عہ/	محمد اسمعیل	۱عہ
محمد فضل علی صاحب	عہ/	اصغر علیخان انصاف وکیل عدالت		عطاء اللہ وحبیب اللہ مختار احمد بشیر علیخان	للعہ ۱/ ۱عہ ۵عہ

میزان .... سما/عہ ۱/

محمدن اینگلو اوریئنٹل
کالج میگزین

جلد ۷ | جنوری سنہ ۱۸۹۹ع | نمبر ۱

مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیلی جو ہمارے کالج میں مشرقی زبانوں کے پروفیسر اور ایک زبردست اور جید عالم ہیں انہوں نے ایک نہایت نادر اور دلچسپ آرٹیکل حال میں طاعون کے متعلق تحریر فرمایا ہی - اگرچہ اس سے پہلے بہت سے دیگر رسالے (منجملہ ان کے حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کا رسالہ الطاعون خصوصیت سے ذکر کے لایق ہی) مرض طاعون کے تشخیص اور علاج وغیرہ کے بارہ میں اردو زبان میں شایع ہوچکے ہیں اور ملک کو ان سے بہت فائدہ پہونچا لیکن جس پہلو سے جناب مولانا موصوف نے اس مضمون پر بحث کی ہی وہ اب تک اچھوتا تھا اور گورنمنٹ اور پبلک کو اس قسم کے مضمون کی از حد ضرورت تھی مولانا موصوف نے از روے واقعات تاریخی و اصول مذہبی ثابت کردیا ہی کہ جہاں طاعون ہو اس مقام کو چھوڑ دینا چاہئے - جس خیال کی حضرت ممدوح نے تردید کی ہی وہ مدتوں سے عوام الناس کے دلوں میں متمکن اور راسخ تھا اور اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ یہہ بیش بہا مضمون لکھکر جناب ممدوح نے ملک اور قوم پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہی — اگرچہ اسباب کا ہمیں کمال افسوس ہی کہ یہہ آرٹیکل کسیقدر بعد از وقت ہی تاہم ہمکو پورا یقین ہی کہ کیا بلحاظ عمیق تحقیقات علمی اور کیا باعتبار مفید اور وسیع معلومات مذہبی جو اس سے پبلک کو حاصل ہوگی یہہ مضمون نہایت ہی قدر کے لایق ہی مولانا موصوف کو جو دستگاہ علوم تفسیر و حدیث و فقہ میں حاصل ہی اور جو غائر نظر کتب سیر و تواریخ پر انکو ہی وہ محتاج

بیان نہیں اس مضمون کا خلاصہ انگریزی میں ترجمہ ہوکر گورنمنٹ مدراس کی خدمت میں بھیجا گیا ہی — اور ہم بھی اسکو اپنے ناظرین کے لیئے ذیل میں درج کرتے ہیں *

" اس امر کی مذہبی شہادتیں بکثرت ہیں کہ جہاں طاعون کی وبا ہو اُس جگہہ کو چھوڑ دینا چاہیئے اور صحت بخش آب و ہوا کی طرف منتقل ہونا چاہیئے بلکہ آب و ہوا کی ادنی نا موافقت سے اُس جگہہ کے چھوڑ دینے کی مثالیں موجود ہیں — ہم اُن شہادتوں کے دو حصے کرکر تفصیلاً بیان کرینگے (۱) وہ شہادتیں جن کا ثبوت حضرت عمر کے عہد خلافت میں یقینی ہی (۲) جن کے اظاہر رسول خدا کے زمانہ میں پائے گئے ہیں — چونکہ حضرت عمر کے زمانہ میں عملی واقعات پیش آئے تھے اور رسول خدا کے زمانہ میں کسی قدر جو اُن میں شبہہ ہی وہ ان شہادتوں سے رفع ہوجاتا ہی اس لیئے عہد خلافت کی شہادتیں اولاً پیش کی جاتی ہیں — سنہ ۱۸ ھجری میں ملک شام سے بصرہ تک طاعون نے اپنے خوف کو پھیلا دیا تھا — ابو عبیدہ بن جراح جو پیغمبر کے صحابیوں میں بڑے درجہ کے شخص ہیں اور اُن لوگوں میں ہیں جو مہاجر کہلاتے ہیں اور سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے تھے یہہ لشکر شام کے افسر اعلی تھے اُن کو حضرت عمر نے ہدایت کی تھی کہ لشکر کو اس وباء سے علحدہ کردیں ابو موسی اشعری نے اس قصہ کی روایت کی ہی وہ اس طرح بیان کرتے ہیں *

جب ملک شام میں طاعون عمواس ہوا تھا تو میں ابو عبیدہ بن جراح کے ہمراہ تھا جب یہہ بیماری زیادہ بڑھ گئی اور حضرت عمر کو اس کا حال معلوم ہوا تو ابو عبیدہ کو اس غرض سے کہ اُن کو ملک شام سے جدا کردیں ایک خط لکھا سلام علیک سلام کے بعد یہہ مقصود ہی کہ مجھکو تم سے ایک ضرورت پیش آئی ہی میں چاہتا ہوں کہ تمہارے روبرو اُس کی گفتگو کروں اس لیئے میں تمکو قسم دیتا ہوں کہ فوراً جسوقت تم میرے خط کو دیکھو تو قبل اس سے کہ تم اُس کو اپنے ہاتھہ سے رکھو میرے پاس چلے آؤ ابو عبیدہ اُس خط کے مضمون سے سمجھہ گئے کہ حضرت عمر وبا سے مجھکو نکالنا چاہتے ہیں اُنہوں نے کہا خدا امیر المومنین کے گناہ معاف کرے

اور اُس کے بعد اُنہوں نے جواب لکھا کہ اے امیرالمومنین مجھکو آپ کی ضرورت معلوم ہوگئی جو مجھہ سے ہی میں یہاں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں — مجھکو اُن سے کسی قسم کی بے رغبتی نہیں ہی اور جب تک خدا میرے اور اُن کے حق میں اپنے حکم سے فیصلہ کرے میں اُن سے جدا ہونا نہیں چاہتا آپ اپنی قسم سے مجھکو معافی دیجیئے اور میرے لشکر میں ہی مجھکو چھوڑ دیجیئے حضرت عمر اس خط کو پڑھکر رونے لگے لوگوں نے دریافت کیا اے امیرالمومنین کیا ابو عبیدہ کا انتقال ہوگیا اُنہوں نے فرمایا نہیں اس کے بعد حضرت عمر نے ایک اور خط لکھا سلام علیک بعد سلام کے یہہ غرض ہی کہ تم نے لوگوں کو نشیب اور تر زمین میں ٹھہرایا ہی اُن کو صاف اور بلند جگہہ میں پہونچا دو جب یہہ خط حضرت عمر کا ابو عبیدہ کے پاس پہونچا تو اُنہوں نے مجھکو (ابو موسی) کو اپنے پاس بلوایا کہا کہ اے ابو موسی میرے پاس امیرالمومنین کا خط اس مضمون کا آیا ہی جو تمکو معلوم ہی اس لیئے تم باہر جاکر مسلمانوں کے ٹھہرنے کا موقع تلاش کرو میں تمھارے پیچھے پیچھے اُن کو لیکر آتا ہوں میں (ابو موسی) اپنے مکان کو واپس آیا اور یہہ قصد تھا کہ سفر کروں مکان پر آکر میں نے اپنی بیوی کو طاعون میں مبتلا پایا میں نے لوٹ کر ابو عبیدہ سے کہا کہ میری بیوی کو صدمہ ہوگیا ابو عبیدہ نے کہا شاید وہ طاعون میں مبتلا ہوئیں میں نے کہا ہاں تب ابو عبیدہ نے اپنے اونٹ کسنے کا حکم دیا اُنہوں نے اُس کی رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ اُن کو طاعون ہوگیا اور کہنے لگے واللہ مجھکو طاعون ہوا اُس کے بعد وہ لوگوں کو اپنے ہمراہ لے گئے اور مقام جابیہ میں اُن کو ٹھہرایا اور وبا دور ہوئی *

طبری صفحہ ۲۵۱۶ سے ۲۵۱۸ تک

اور اسی قصہ کو ابن اثیر جزری نے تاریخ کامل کی جلد دوم صفحہ ۲۷۵ میں بے کم و کاست بیان کیا ہی اُسکی عبارت یہہ ہی *

اسی سال ملک شام میں طاعون عمواس ہوا اُس میں ابو عبیدہ بن جراح کا انتقال ہوا وہ اُس وقت مسلمانوں کے افسر تھے اور معاذ بن جبل — یزید بن ابو سفیان — حرث بن ہشام — سہیل بن عمرو — عتبہ بن سہیل — عامر بن غیلان ثقفی اور دیگر اشخاص مرگئے *

جب بیماری زیادہ بڑھ گئی اور حضرت عمر کو اُس کا حال معلوم ہوا تو اُنہوں نے ابو عبیدہ کو اس غرض سے ایک خط لکھا کہ ملک شام سے اُن کو جدا کردیں اُس میں یہہ مضمون تھا کہ مجھکو تم سے ایک ضرورت پیش آئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے روبرو اُسکی گفتگو کروں اسلیئے میں تمکو قسم دیتا ہوں کہ اِس سے پیشتر کہ تم میرا خط اپنے ہاتھ سے رکھو فوراً میرے پاس چلے آؤ - ابو عبیدہ نے اِس سے حضرت عمر کا ارادہ معلوم کرلیا اور اسکا جواب دیا کہ میں نے اُس ضرورت کو معلوم کرلیا جو مجھہ سے متعلق ہے - میں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں مجھکو اُن سے کوئی بے رغبتی نہیں ہے اور جب تک خدا میرے اور اُن کے حق میں کوئی فیصلہ کرے میں اُن سے جدا ہونا نہیں چاہتا اپنی قسم سے مجھکو معافی دیجیئے حضرت عمر اِس خط کو پڑھکر رونے لگے لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کیا ابو عبیدہ کا انتقال ہوگیا اُنہوں کہا نہیں اِسکے بعد حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو پھر لکھا کہ اُس زمین سے مسلمانوں کو بلندی پر پہونچاؤ تو تب ابو عبیدہ نے ابو موسی کو بلا کر کہا مسلمانوں کے لیئے کوئی موقع تلاش کرو ابو موسی کہتے ہیں میں اپنے مکان پر آیا تو اپنی بیوی کو طاعون میں مبتلا پایا اسلیئے میں نے لوٹ کر اُن سے کہا کہ میری بیوی کو صدمہ پہونچا ابو عبیدہ نے کہا شاید اُن کو طاعون ہوگیا اُسوقت ابو عبیدہ نے اپنے اونٹ کسنے کا حکم دیا جب وہ کسا گیا تو اُنہوں نے اپنا پانوں اُسمیں رکھا ہی تھا کہ اُن کو طاعون ہوگیا اُنہوں نے کہا واللہ مجھکو طاعون ہوگیا حتی کہ جابیہ میں اُنہوں نے نزول کیا *

(تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ ص ۲۷۵)

اگرچہ یہہ مذکورہ شہادت اِن دو تاریخوں سے ماخوذ ہے اور مسلمانوں کے عقاید پر تاریخی واقعات چنداں موثر نہیں ہوا کرتے لیکن جب اُن کو معلوم ہوگا کہ علامہ طبری حدیث — تفسیر — فقہ اور تمام علوم اسلامی میں امامت اور اجتہاد کے پایہ کا شخص ہے جیسے ابن خلکان نے اُسکی تفصیل کی ہے تو یہہ تاریخی ثبوت اُسی درجہ اور قوت کا ہوسکیگا جیسے امور مذہبی کے لیئے ہونا چاہیئے اِسکے علاوہ ہم اِسکے ثبوت کے لیئے امام ابن حجر عسقلانی کی تحریر

نقل کرتے هیں جو فتح الباري شرح صحیح بخاري کے صفحه ۱۵۹
جلد دهم میں مندرج هی حدیث کي کتابوں میں جیسے صحیح
بخاري سب سے اعلی درجه کي هی ایسے هي أسکي شروح میں
فتح الباري سے زیادہ مفید اور محقق نہیں هی ٭

" اور اِسي پر ابو موسی اشعري کي حدیث کے معنی لیئے گئے
هیں که حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو لکہا که میري تم سے ایک
ضرورت هی بغیر أسکے که تم اپنے هاتهه سے میرا خط رکهو میرے پاس
چلے آؤ ابو عبیدہ نے کہا که مجهکو آپ کي ضرورت معلوم هوئي جو
مجهه سے هی میں یہاں مسلمانوں کے لشکر میں مقیم هوں اور مجهکو
أن سے کسي قسم کي بے رغبتي نہیں هی دوبارہ حضرت عمر نے أنکو لکہا
که تم نے مسلمانوں کو نمناک زمین میں ٹہیرا دیا هی أنکو کسئ
صاف جگهه بلندي پر پہونچا دو یهه مضمون دیکهکر ابو عبیدہ نے
ابو موسی کو بلاکر کہا باهر جاؤ اور مسلمانوں کے لیئے کوئي عمدہ موقع
تلاش کرو میں أن کے ساتهه منتقل هوجاؤنگا إسکے بعد بیان کیا هی که
ابو موسی اپني بیوي کي بیماري کي وجهه سے نه جا سکے اور
ابو عبیدہ نے جانے کے قصد سے اپنا پانوں رکاب میں رکہا هي تها که أنکو
بهي طاعون هوگیا اور أنہوں نے ایک دوسري جگهه لوگوں کو ٹہیرا دیا
اور طاعون دور هوگیا " ٭

(فتح الباري شرح صحیح بخاري جلد ۱۰ صفحه ۱۵۹)
مطبوعہ مصر ـــ

إن واقعات سے بخوبي صاف معلوم هوگیا که ملک شام میں
جب طاعون کي شدت هوگئي تو حضرت عمر نے ابو عبیدہ کا قیام وهاں
مناسب نہیں سمجها أن کے پاس ایک خط روانه کیا صرف اس غرض
سے که وهاں کا قیام ترک کرکے میرے پاس چلے آئیں اور أن کو اس پر
قسم دلائي لیکن أنہوں نے اپنے آنے میں یهه عذر کیا که میں ایسئ
حالت میں اپنے لشکر کي رفاقت نہیں چهوڑ سکتا جب خلیفه نے أن کا
یهه عذر خط سے معلوم کیا تو أن کو سخت صدمه هوا اور رونے لگے
لیکن فوراً هي لشکر کي تباهي سے اندیشه ناک هوکر ابو عبیدہ کو
دوبارہ خط لکہا که تم نے لشکر کو ایسئ جگهه ٹہیرایا هی جہاںٔ

نشیب ھی اور وھاں کی زمین نمناک ھی تم لشکر کو صاف اور بلند جگہہ پہونچادو اس تحریر میں حضرت عمر نے اُس جگہہ کے چھوڑ دینے کا حکم قطعی دیدیا جس میں طاعون اپنی بربادی پھیلا رھا تھا اس خط کے پہونچنے پر ابو عبیدہ نے ابو موسی اشعری کو جو بعد میں عراق کے گورنر مقرر ھوئے تھے اور وہ بڑے نامی صحابی ھیں عمدہ موقع کے تلاش کرنے کا حکم دیا لیکن ابو موسی کی بی بی اسی حالت میں طاعون میں مبتلا ھوگئیں اور وہ حکم کی تعمیل نہ کرسکے تب ابو عبیدہ نے اُسی وقت خود قصد کردیا اور جب وہ سوار ھو رھے تھے اور اُنھوں نے پاؤں رکاب میں ڈالا ھی تھا کہ وہ بھی اسی مرض طاعون میں مبتلا ھوگئے لیکن اس واقع شام نے خلیفہ کے لازمی حکم کی ایسی حالت میں تعمیل کی کہ دایمی الوداع کے ارگن کی آواز اُن کے کان میں گونج رہی تھی اور وہ کنجارہ تابوت کی مہیب صورت میں اُن کی نظر کے سامنے تھا چنانچہ اُنھوں نے لشکر مقام جابیہ میں پہونچا دیا اور اس تبدیل مکان اور نقل آب و ھوا سے طاعون رفع ھوگیا — یہہ روشن شہادت ھی جس میں خلیفہ اور تمام لشکر کے سردار اور لشکر شریک ھی کہ طاعون کی حالت میں اُس شہر زمین کو چھوڑ دینا چاھیئے جہاں یہہ وبا پھیلی ھو *

اِس مضمون میں جابیہ کا موقع بھی سمجھہ لینا چاھیئے یہہ اسلیئے بھی اھم ھی کہ جیسے اس طاعون کا نام عمواس ھی جو اصل میں عم و واسی ھی یعنی وہ عام تھا عراق اور شام میں اور ولجدہ یا ھمدرہ تھا ایسے ھی اسکو طاعون جابیہ بھی کہتے ھیں کہ یہہ جابیہ میں آنے کا باعث ھوا تھا اسکی تحقیق کے لیئے ھم کو معجم البلدان کا صفحہ ۳ جلد دوم دیکھنا چاھیئے وہ لکھتے ھیں

جابیہ دمشق کے پرگنوں میں سے ایک پرگنہ ھی ـــ حوران کے شمال میں مقام مرج صفر کے قریب ھی جب کوئی شخص مقام صنمین میں کھڑا ھوتا ھی تو وہ نظر آتا ھی اور نوا سے بھی نظر آتا ھی اُس کے قریب ایک ٹیلہ ھی اُسکو تل جابیہ کہتے ھیں اِسی جابیہ میں حضرت نے اپنا مشہور لکچر دیا تھا اور دمشق میں باب الجابیہ اِسی کے نام سے مشہور ھی اور اس جابیہ کو جابیۃ الجولان کہتے ھیں *

اس مکمل شہادت کے بعد دوسری شہادت یہہ ہی جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ایسی وبائی اور طاعونی جگہہ سے نقل و حرکت کرنی چاہیئے جب جابیہ پہونچکر ابو عبیدہ کا اسی طاعون میں انتقال ہوگیا اور اُن کی جگہہ معاذ بن جبل تمام لشکر کے افسر مقرر کیئے گئے اور اُن کی بھی طاعون سے ہی وفات ہوگئی اور معاذ کے بعد عمرو ابن‌العاص کو یہہ منصب عطا ہوا جو نہایت اعلی مدبر اور فاتح مصر تھے اُنھوں نے موقع کی نزاکت محسوس کرکر حکم دیا کہ ابھی تک اس مرض کی شدت باقی ہی اسلیئے تمکو چاہیئے کہ پہاڑوں پر چل کر قیام کرو بعض لوگوں نے اس حکم سے ناخوشی بھی ظاہر کی لیکن یہہ دانشمند اپنی راے کو نہ بدل سکے اور تمام لشکر کو پہاڑوں کی بلندی پر پہونچا دیا تب سب کو اس بلا سے نجات ملی *

اس واقعہ میں" اگرچہ عمرو ابن‌العاص کی راے کے موافق سب نے تعمیل کی لیکن جب حضرت عمر کو ان کی تجویز اور طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اُنھوں نے بھی اسمیں کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہ کی اور اس کار رائی کو مسلم رکھا اس واقعہ کو تاریخ طبری میں صفحہ ۲۵۱۹ میں اس طرح نقل کیا ہی *

معاذ بن جبل کی وفات کے بعد عمروؔ بن عاص فوج کی افسری کے لیئے اُن کے قایم مقام ہوئے اُنھوں نے کھڑے ہوکر لوگوں کو لکچر دیا اور کہا جب یہہ بیماری پیدا ہوتی ہی تو آگ کی طرح بھڑکتی ہی اس لیئے تم اپنے آپکو پہاڑوں پر پہونچا دو ابو واثلہ ھذلی نے اُن سے کہا تم جھوٹے ہو میں رسول خدا کی صحبت میں اُسوقت سے ہوں کہ تم میرے گدھے سے زیادہ شریر تھے عمرو نے کہا واللہ میں تمھارے قول کو رد نہیں کرسکتا لیکن بخدا کہ ہم اس حالت میں یہاں قیام نہیں کرینگے اسکے بعد وہ اُس جگہہ سے باہر چلے گئے اور تمام لوگ بھی چلے گئے اور جا بجا اور متفرق ہوگئے اور خدا نے طاعون رفع کردیا - یہہ خبر جب حضرت عمر کو معلوم ہوئی کہ عمرو بن العاص کی راے سے ایسا ہوا تو واللہ اُنھوں نے اُس کو ناگوار نہ سمجھا *

تاریخ الرسلؔ و الملوک ابو جعفر طبری صفحہ ۲۵۱۹ *

اور تیسری شہادت ابو موسی اشعری کی جانب سے ہے یہہ تمام صحابہ میں بڑے نامی اور مستند ہیں اور عراق میں چند نسلوں تک حکومت کی زمام ان ہی کے ہاتھہ میں رہی جب یہہ ابو موسی ملک شام سے ابو عبیدہ کی معیت سے واپس آئے تو کوفہ میں انہوں نے قیام کیا اور بعض لوگ جب ان کی ملاقات کیواسطے ان کے مکان پر آئے تو وہاں طاعون کے واقعہ کے متعلق جو امر پیش آیا اس کو مورخین نے اس طرح بیان کیا ہے •

طارق بن شہاب بجلی سے روایت ہے کہ ہم ابوموسی کے پاس کوفہ میں ان کے مکان پر گئے کہ ان سے خبریں معلوم کریں جب ہم بیٹھہ گئے تو انہوں نے کہا یہاں اس مکان میں ایک شخص کو طاعون ہوگیا اگر تم یہاں سے چلے جاؤ یا اس قصبہ کو چھوڑ کر کسی کشادہ شہر اور تر و تازہ میں جا رہو تو کوئی مضایقہ نہیں ہے جب تک کہ یہہ وبا دور ہوجاے جب طاعون عمواس ملک شام میں ہوا تھا تو میں ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھہ تھا •

طبری صفحہ ۲۵۱۶

اس کے بعد ابو موسی اشعری نے ان لوگوں کی تسکین کے لیئے تمام اس خط و کتابت کا ذکر کیا جو حضرت عمر اور ابو عبیدہ کے مابین ہوئی تہی اور جسکی وجہہ سے وبائی جگہہ سے مسلمانوں کے لشکر ہٹا کر بلندی پر پہونچا دیئے گئے تہے •

ابو موسی نے لوگوں کی تسکین کے لیئے کہ مبادا طاعون کے اندیشہ سے باہر جانے میں ان کو کوئی شبہہ ہو وہی قصہ ابو عبیدہ کا بیان کیا جو ان کی موجودگی میں ہوچکا تھا کہ حضرت عمر کے حکم سے انہوں نے لشکروں کو جابیہ میں ٹہرایا تھا تاکہ تبدیل آب و ہوا ہوجاے •

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ابو عبیدہ کی ایسی نظیر قایم ہوچکی تہی جس کے بعد طاعون کے اندیشہ سے باہر چلے جانے میں اور تبدیل آب و ہوا کرنے میں کوئی مذہبی روک باقی نہ رہی تہی اس کے بعد اس کا حکم سب کے لیئے بالکل صاف ہوگیا تھا •

* اور اسی قصہ کو طبري کي طرح ابن اثير جزري نے بھي تاريخ کامل میں ذکر کیا ھی اُسکي عبارت یہہ ھی *

طارق بن شھاب کا قول ھی کہ ھم ابو موسی کے پاس کوفہ میں اُن کے مکان پر آئے کہ اُن سے خبریں معلوم کریں اُنہوں نے کہا اس مکان میں ایک شخص کو طاعون ھوگیا ھی اگر تم یہاں سے چلے جاو یا اس قصبہ کو چھوڑکر کشادہ شہر اور منتزہ میں چلے جاو جب تک کہ یہہ وباء رفع ھو تو کچھہ مضایقہ نہیں ھی *

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۵

بیانات مذکورہ میں چند طرح نہایت پختگي ھی (۱) یہہ سب امور عملي تھے یہہ نہ تھا کہ محض اقوال ھوتے اور اعمال پر اُن کا کچھہ پرتو نہ پڑتا (۲) یہہ شہادتیں بلاد اِسلامي میں سے کسي ایک خاص حصہ پر محدود نہ تھیں اُس زمانہ میں اِسلامي ھدایتوں کے سرچشمہ جہاں صحابہ کثرت سے موجود تھے ۳ تھے (۱) حجاز (۲) شام (۳) عراق اور ان شہادتوں کا ظہور تین جگہہ ھوا آغاز اس کا حضرت عمر کے حکم سے حجاز میں ھوا اور ملک شام میں اُسکي تعمیل کي گئي اور عراق میں اُسکي سند لي گئي (۳) یہہ شہادتیں ایک دو فردوں میں محدود نہ تھیں بلکہ عام اور خاص حاکم و محکوم آمر و مامور سب اُن میں مشترک تھے *

اس لیئے کہہ سکتے ھیں کہ ان واقعات کے بعد اس کا فیصلہ کرنا بالکل آسان ھوگیا ھی کہ طاعون کے مضر اثروں سے محفوظ رھنے کے لیئے اُس جگہہ کو چھوڑ دینا چاھیئے جہاں یہہ اثر محسوس ھوں اور عمدہ آب و ھوا سے دوسري جگہہ جاکر مستفید ھونا چاھیئے ان کے بعد اگر کوئي قول یا فعل یا کوئي وھمي امر نقل کیا جائیگا تو بجز اسکے کہ خود اُسکي کمزوري ظاھر کي جاے اُسکا کچھہ اثر نہیں ھوسکتا *

بعض لوگ کہتے ھیں کہ ابو عبیدہ کا عذر کرنا اور ملک شام سے حضرت عمر کي فرمایش سے واپس نہونا اسکي دلیل ھی کہ اُنہوں نے مذھبي مصلحت سے ایسا کیا ھوگا لیکن اُن کي تحریر خود بتاتي ھی کہ اُنہوں نے اپنے واپس نہ آنے میں مذھبي عذر نہیں بیان کیا البتہ یہہ عذر کیا کہ ایسي ناگوار حالت میں میں اپنے لشکر کي رفاقت نہیں

چھوڑ سکتا جس سے اپنے لشکر پر اُن کا فدائی ہونا معلوم ہوتا ہی؟ اور اُس سے سچی رفاقت اور ہمدردی مترشح ہوتی ہی ٭

بیانات مذکورہ کے بعد ہمکو آنحضرت کے عہد زندگی کے اقوال اور افعال پر غور کرنا چاہیئے وہ کہاں تک طاعون کے متعلق اشارہ کرتے ہیں اگرچہ مذکورہ حالات ضمنا ہمکو بتاتے ہیں کہ اُن کی تعمیل میں اسقدر بیباکی نہ کی گئی ہوگی جسمیں آنحضرت کے قول یا طرز عمل کا پورا ادب ملحوظ نہو صحابہ اپنی تمام رفتار زندگی کو آنحضرت کے افعال اور اقوال کے مطابق کرنے میں نہایت کوشش کرتے تھے ایسا جب ہی ہوسکتا تھا کہ اُن کو آنحضرت کے قول و فعل سے لا علمی ہوتی تھی اور اس طاعون کی کارروائی میں اتنی تعداد موجود تھی نہ وہاں لا علمی خیال میں نہیں آسکتی تاہم مصرح طور پر اُس کا انکشاف زیادہ اطمینان کے قابل ہوسکیگا ٭

آنحضرت کے زمانہ میں ہم چند عملی ثبوت ایسے پاتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ مضر آب و ہوا سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی خاص ہدایتیں کی گئی ہیں منجملہ اُن کے ایک قصہ عرینیوں کا ہی صحیح بخاری میں اُس کو اس طرح نقل کیا ہی ٭

اس باب میں اُس شخص کا بیان ہی جو ناموافقت آب و ہوا کی وجہہ سے کسی جگہہ سے باہر چلا جاے ٭

خاندان عکل اور عرینہ کے چند لوگ رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور اُنہوں نے اسلام اختیار کرلیا اور آنحضرت سے کہا کہ ہمارا گذارہ دودہ پر تھا کاشت کی زمین ہمارے پاس نہ تھی اور اُنہوں نے مدینہ کی آب و ہوا کی ناموافقت بیان کی تب رسول خدا صلعم نے اُن کو حکم دیا اور اُن کو حکم دیا کہ مدینہ سے نکل جائیں اور میدان میں جاکر اُنٹوں کا دودہ اور پیشاب پیئیں اس کے بعد وہ چلے گئے ٭

(صحیح بخاری صفحہ ۸۵۰ حاشیہ فتح الباری مطبوعہ مصر)

دوسرے واقعہ کو ابو داؤد نے روایت کیا ہی اُس سے بھی صاف پایا معلوم ہوتا ہی کہ مضر آب و ہوا سے احتراز کرنا چاہیئے اور اس حکم میں فروہ بن مسیک کی وہ حدیث داخل ہی جس کو ابو داؤد نے

روایت ھ کہا ھی اُنھوں نے کہا یا رسول خدا ھمارے پاس ایک زمین ھی جسکو ابین کہتے ھیں اُس میں ھماري خوراک اور سبزہ ھوتا ھی لیکن اُس میں وبا رھتي ھی رسول خدا نے کہا اُس کو چھوڑ دو وبا کے قریب ھونے سے ھلاکي ھوا کرتي ھی ●

ابن قتیبہ کا قول ھی قرف کے معني وبا کے قریب ھونے کے ھیں (خطابي) نے کہا اُس میں کوئي بات چھوت کي نہیں ھی بلکہ یہہ علاج کے طور پر تھا بدن کي تندرستي اور بیماري میں ھواوں کے صاف اور خراب ھونے میں بڑا دخل ھی ●

(فتح الباري جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹)

تیسرے مجذوم سے علحدہ رھنے کے متعلق چند ھدایتیں ھیں جن سے معلوم ھوتا ھی کہ مواکلت میں گفتگو میں اُس سے دور رھنا چاھئے ان کي بنا اسي پر ھی کہ مبادا اُسکے مادہ کي سمیت اس میں منتقل نہو جاے اُن میں سے یہاں چند بیان کي جاتي ھیں ●

ثقیف (نام قوم) کے قافلہ میں ایک شخص جذامي تھا آنحضرت نے اُس کو کہلا بھیجا ھم نے تیري بیعت لے لي اب تو واپس جا —

(فتح الباري صفحہ ۱۳۳) ؛

جب تو مجذوم کو دیکھے تو اُس سے ایسے بھاگ جیسے شیر سے —

فتح الباري صفحہ ۱۳۱

جذامي سے گفتگو اتنے فاصلہ سے کرو کہ تم میں اور اُس میں دو نیزوں کا فاصلہ ھو — فتح الباري صفحہ ۱۳۳

حضرت عمر نے معیقیب (نام ایک شخص جذامي) سے کہا مجھہ سے اتني دور بیٹھہ جتنا نیزہ — صفحہ ۱۳۳ ●

جذامیوں کي طرف نظر جما کر مت دیکھو (صفحہ ۱۳۶) ●

جذامي سے فرار کرنے کا حکم ایک قدرتي وجھہ سے دیا گیا ھی جو سونگھنے سے ملنے چھونے سے ایک بدن کي بیماري دوسرے کو لگ جایا کرتي ھی اس لیئے اکثر مرضوں میں مریض کي بیماري تندرست کو لگ جاتي ھی جب اُس سے زیادہ مخالطت کي جاے ●

ابن قتیبہ کا طریقہ یہہ ھی کہ جذامي کے پاس جب زیادہ نشست برخاست کي جاے اور اُس کے ساتھہ گفتگو اور ساتھہ سونا بیٹھنا ھو تو

یہہ شخص بیمار ہو جایا کرتا ہی اور ایسے ہی عورت کا اثر مرد میں اور مرد کا عورت میں پہونچ جاتا ہی اس لئے اطبا ممانعت کرتے ہیں کہ جذامی سے میل جول نہیں چاہیئے اس لئے ہوا کے ذریعہ سے جب بو ناک میں پہونچیگی تو بیماری پیدا کریگی ●

(فتح الباری صفحہ ۱۳۴)

اور اسی کے متعلق رسول خدا کا قول کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لیجایا کرو — فتح الباری صفحہ ۱۳۴ ●

ان تمام ہدایتوں کے سلسلہ سے ایک منتظم قاعدہ خیال میں آجاتا ہی کہ مضرت سے بچنے کی کوشش چاہیئے اور جب ادنی اندیشوں میں حفظان صحت کا لحاظ کیا گیا ہی تو طاعون کی حالت میں اس کا فرو گذاشت کرنا بعید ہی ●

تلاش سے معلوم ہوتا ہی کہ طاعون کے متعلق آنحضرت سے دو ہدایتیں کی گئی ہیں (۱) یہہ کہ جہاں طاعون ہو وہاں جانا اور اپنے آپ کو مبتلا کرنا نہ چاہیئے اس ہدایت کی بنیاد اسی پر ہی کہ مضرت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیئے — صحیح بخاری میں جو فتح الباری مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر ہی صفحہ ۱۵۳ میں یہہ حدیث لکھی ہی ●

میں نے سنا کہ اسامہ بن زید سعد سے رسول خدا کا قول بیان کر رہے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی جگہہ طاعون کی وبا ہی تو وہاں مت جاو ●

اور اسی وجہ سے حضرت عمر جلیل القدر صحابہ کی ہمراہی میں جنگ کے لئے ملک شام کو گئے تھے جب مقام سرغ میں پہونچے جو شام کے راستہ میں مدینہ سے ۱۳ منزل ہی تب اُن کو معلوم ہوا کہ ملک شام میں وبا کی کثرت ہی اس لئے اُنہوں نے آگے جانے کا قصد نہیں کیا اور وہیں سے واپس آگئے ●

عبداللہ بن عباس سے روایت ہی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم نے شام کے قصد سے سفر کیا جب وہ مقام سرغ میں پہونچے وہاں اُن سے فوجی افسر ابو عبیدہ بن جراح اور اُن کے رفیق ملنے کو آئے اُنہوں نے حضرت عمر کو اطلاع دی کہ ملک شام میں وبا ہی حضرت عمر نے کہا

مہاجرین کو میرے پاس بلاو وہ آئے اور اُنہوں نے مہاجرین سے مشورہ لیا لیکن اُنہوں نے ایک راے پر اتفاق نہ کیا بعض نے کہا کہ ہم ایک بڑے کام کے لیئے آئے ہیں اور ہماری راے نہیں ہی کہ آپ واپس جائیں بعض نے کہا آپ کی ہمراہی میں چیدہ صحابہ ہیں ہم نہیں پسند کرتے کہ ایسی وبا میں اُن کو آگے لے جائیں حضرت عمر نے یہہ سنکر کہا میرے پاس سے اُٹھہ جاو اور انصار کو بلاؤ اُن سے مشورہ لیا اُنہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف راے ظاہر کیا اُنسے بھی حضرت عمر نے یہی کہا کہ میرے پاس سے چلے جاو پھر اُنہوں نے کہا مہاجرین فتح کے بزرگوں میں سے جو یہاں ہو اُن کو بلاو یہہ آئے اور اُن میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا سب نے یہی کہا کہ ہماری راے ہی کہ لوگوں کے ساتھہ آپ واپس جائیں اور ایسی وبا میں آپ اُن کو نہ لیجائیئے اس کے بعد حضرت عمر نے اطلاع کردی کہ میں کل صبح سوار ہونگا *

(صحیح بخاری صفحہ ۱۵۶ پر حاشیہ فتح الباری مطبوعہ مصر)

لیکن دوسری ہدایت کہ جہاں طاعون ہو وہاں سے باہر جانے کا کیا حکم ہی اُس کے لیئے دو طرحپر روایت کی گئی ہی (۱) اسامہ کی حدیث اُس کے الفاظ یہہ ہیں *

جب کسی جگہہ طاعون ہو تو وہاں سے باہر مت جاؤ *

ان لفظوں سے صاف ممانعت معلوم ہوتی ہی اگر اسی طرح عام صورت میں روایت ہوتی تو وبائی اور طاعونی حصہ سے باہر جانا خلاف حکم ہوتا *

لیکن دوسری حدیث جو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی گئی ہی اُس میں حکم صاف ہی اُس کے الفاظ یہہ ہیں *

جب تم کسی جگہہ ہو اور وہاں طاعون کی وبا پھیلے تو بھاگ کر وہاں سے مت جاو *

اس کے معنی صاف ہیں کہ طاعونی جگہہ سے باہر نکل جانے کی بالکل ممانعت نہیں ہی بلکہ صرف اُسی صورت میں ہی کہ وبا کے خوف سے کوئی شخص بھاگ جاے اور آب و ہوا کی تبدیل کے لیئے تو اُس سے اس ممانعت کو کوئی تعلق نہیں ہی اگر عموما ممانعت لیں تو تمام مذکورہ بالا حدیثیں لغو ہوئی جاتی ہیں اور یہہ ہرگز نہیں

معلوم ہوسکتا کہ جس روشنی نے اُن حکموں کو مرتب کیا ہی اُسکا پر تو اس حکم پر پڑی ہی (۲) تمام صحابہ کا عمل درآمد اُسکے خلاف ہوجائیگا جو اُن سب کی مذہبی زندگی پر ایک سیاہ داغ ہوگا علم حدیث کے محققین نے اس کا زیادہ اہتمام کیا ہی کہ اس حدیث کے چہرہ پر جو شبہہ اور عموم کا نقاب پڑا ہوا ہی وہ سامنے سے ہٹا دیا جاے *

یہی وجہہ ہی کہ امام بخاری نے صرف اسی غرض سے کہ ممانعت سے ٹھیک معنی سمجھے جائیں اس حدیث کے نقل کرنے سے پیشتر عرنیوں کی حدیث نقل کردی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ نا موافقت آب و ہوا سے عکل اور عرینہ کے خاندان کے لوگوں کو آنحضرت نے مدینہ سے باہر کردیا تھا اور بخاری نے اشارہ کردیا کہ ممانعت عام نہیں ہی بلکہ صرف فرار اور خوف کی صورت میں ہی *

اور اس میں اشارہ ہی کہ جو حدیث اس کے بعد آتی ہی کہ اُس جگہہ سے جدا ہونا درست نہیں ہی جس میں طاعون کی وبا ہو وہ حکم عام نہیں ہی بلکہ صرف اُسی کے واسطے ہی جو خوف سے بھاگ کر جاے *

(فتح الباری جلد دہم صفحہ ۱۵۰)

بخاری نے اسی کا لحاظ کیا ہی کہ طاعون کے بیان سے پہلے اُس شخص کا حکم بیان کردیا ہی جو ناموافقت آب و ہوا سے کہیں چلا جاے اور عرینیوں کا قصہ بخاری نے نقل کردیا *

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹)

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر نے اس کا یقین کیا تھا کہ طاعون سے باہر جانے کی ممانعت صرف اُسی صورت میں ہی کہ آدمی وہاں سے بھاگ کر جاے اور ابو عبیدہ کو وباء سے علحدہ ہوجانے کا حکم حضرت عمر نے اُس وقت دیا تھا جب اُنہوں نے عبدالرحمن بن عوف سے وہ حدیث ممانعت کی سن لی تھی اور اُس کے معنی حضرت عمر نے یہی لیے کہ خوف سے نہ بھاگے *

علامہ طحاوی نے حضرت عمر کے کام کی سند عرنیوں کے قصہ سے لی ہی اس لیئے کہ یہ لوگ مدینہ سے خوف کے سبب سے بھاگ کر

تهیں گئے تھے بلکہ اپنے علاج کے لیئے گئے تھے اُن کے قصد سے یہہ امر بالکل صاف هی *

(فتح الباری جلد ١٠ صفحہ ١٥٩)

اسوجہہ سے صحابہ اور تابعین میں اعلی درجہ کے علمانے فیصلہ کردیا هی کہ طاعونی جگہہ کو چھوڑدینا مذهبی هدایت کے موافق هی اور جائز هی اور جن لوگوں کی راے کسی قدر اس کے خلاف هی وہ زیادہ غور نہ کرنے سے قایم کی گئي هی تاهم وہ کراهت تحریمی کے قایل ایہیں بلکہ کراهت تنزیہی کہتے هیں *

قاضی عیاض (اندلسی) وغیرہ اُس جگہہ کو چھوڑ دینا جس میں طاعون هو صحابہ کی ایک جماعت سے نقل کیا هی اُنمیں سے ابو موسی اشعری اور مغیرہ بن شعبہ هیں اور تابعیوں میں سے اسود بن هلال اور مسروق اور جس نے ممانعت بھی کی هی وہ بطور کراهت کے هی نہ حرمت کے *

(فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ٢٥٨)

(باقی آیندہ)

تشریف آوری هز آنر سر اینٹونی مکڈانل صاحب بہادر جی سی ایس آئی لفٹننٹ گورنر اضلاع شمال مغرب و اودہ

دوشنبہ دوسری جنوری سنہ ١٨٩٩ ع کو حضور نواب لفٹننٹ گورنر کی تشریف آوری ایم اے او کالج میں غیر معمولی طور سے مہتم بالشان اور دلچسپ تھی ــ هز آنر اس موقع پر کالج میں نہ صرف بہ اعتبار اس صوبہ کے لفٹننٹ گورنر هونے کے اور نہ فقط اس خیال سے اُن کو تعلیمی معاملات سے بے انتہا دلچسپی هی بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ اس کالج کے پیٹرن هیں تشریف لائے تھے تاکہ کالج کی موجودہ نازک اور پریشانی کی حالت میں ٹرسٹیوں کو اپنا قیمتی مشورہ اور بیش

بہا علاج دیں — جیساکہ سب کو معلوم ہی گذشتہ سال کالج کو اس کے معزز بانی سر سید احمد خاں بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی کے انتقال سے سخت نقصان پہونچا تھا — اس واقعہ جانکاہ کے ساتھہ دوسری مشکل یہہ ہوئی کہ کالج کی مالی حالت نہایت ردی اور خراب ہو رہی تھی — ان دونوں باتوں سے کالج کے قیام اور استحکام کو بہت بڑا صدمہ پہونچا اور لوگوں کو طرح بطرح کی بد گمانیاں کرنے کا موقع ملا یہاں تک کہ بعض حضرات کا تو یہہ خیال تھا کہ یہہ کالج بھی اس کے معزز بانی کے ساتھہ چل بسے گا — اس قسم کے شبہات اور بد گمانیوں کے رفع اور دور کرنے کی خاطر اور ایم اے او کالج کی طرف سے لوگوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے ہز آنر بنفس نفیس کالج میں تشریف لائے *

جو سخت کوشش اور سعی بلیغ معاملات کالج میں حضور انور نے فرمائی اور جو زبردست اور فصیح اسپیچ اس موقع پر حضور ممدوح نے اسٹریچی ہال میں کی کہ جس میں نہایت عمدہ مشورہ اور بے انتہا قیمتی خیالات ٹرسٹیوں کی نسبت اور کالج کی آیندہ حالت کے بارہ میں ظاہر فرما کر گویا ہمیشہ کے لیئے موجودہ تذبذب اور پریشانی کی حالت کو رفع کردیا اس کی وجہ سے تمام وہ اشخاص جن کو اس کالج کے ساتھہ دلچسپی اور ہمدردی ہی پریسیڈنٹ اور پرنسپل سے لیکر ایک ادنی طالب علم تک صاحب موصوف کے کمال ممنون و مشکور ہو گئے — ہز آنر کی اسپیچ اول سے آخر تک عملی دانشمندی اور عالی دماغ ارشادات پند آموز و صلاح بیش بہا سے مملو ہی اور اس کے ایک ایک فقرہ سے سچی ہمدردی اور کالج کے متعلق اعلی دوستانہ خیالات کا نمایاں طور سے اظہار ہوتا ہی اور جس سچی گرمجوشی کے ساتھہ حضور انور نے وہ اسپیچ فرمائی محض الفاظ سے اس کا ادا کرنا قطعا غیر ممکن ہی *

ہز آنر نے جن جوش دلانے والے الفاظ میں ٹرسٹیان کالج سے اپیل کیا جس شخص نے اُن کو سنا اُس کو یقین کامل ہوگیا کہ کالج پر جو مصیبت کا زمانہ تھا اُس کا خاتمہ ہوگیا اور بلا شبہہ بجز ان اشخاص

ہے جو سخت بیوقوف اور بمرتبہ کمال کوتاہ اندیش ہیں اب کوئی بھی کالج کی ترقی اور بہبودی میں هارج نہوگا — مزید براں هز آنر نے بطریقہ ٹرسٹی بیٹھوں کی صلاح پر چاهیں کالج کے سالانہ گرانٹ پر ایک معتدبہ اضافہ کا وعدہ فرماکر اپنی کمال همدردی اور امداد کا عملی ثبوت دیا هی *

هز آنر ٹھیک بارہ بجے دن کے مدرسۃالعلوم میں رونق افروز هوئے اور کالج کے دروازہ کلاں پر ٹرسٹیان کالج اور یوروپین اسٹاف نے حضور ممدوح کا استقبال کیا — اس کے بعد هز آنر اسٹریچی هال میں تشریف لے گئے جہاں بہت سے صاحبان انگریز اور هندوستانی امرا اور رئیس بعض ٹرسٹیان کالج اور یوروپین اور هندوستانی اسٹاف اور موجودہ اور سابق طالب علم کثرت سے جمع تھے — مسٹر سید محمود نے منجانب ٹرسٹیان ایم اے او کالج اڈریس پڑھا — کالج کی ابتدائی تاریخ کے چند واقعات اور اُس کے مقاصد و اغراض بالتفصیل بیان کرنے کے بعد اسپیکر نے کالج کے جلیل‌القدر بانی کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ کرکے بیان کیا کہ مرحوم کے انتقال پر ملال کے صدمہ کا اثر هنوز تازہ هی تھا کہ کالج کو وسیع کرنے اور یونیورسٹی کے درجہ تک پہونچانے کا خیال جو جناب غفران ماب کے سب سے بڑی آرزو تھی ٹرسٹیوں کے دل میں پیدا هوا اور ٹرسٹی هز آنر کے بدرجہ غایت ممنون و مشکور هیں کہ حضور والا نے اپنی تشریف آوری سے کالج کو عزت بخشی جبکہ اس کے انتظامی کانسٹیٹیوشن کے بارہ میں ترمیمات اور تغیرات در پیش تھے اور کچھہ شبہہ نہیں کہ حضور انور کی موجودگی اور همدردی ایسے نازک وقت میں بے انتہا قابل قدر هی پس جملہ ٹرسٹیوں کی طرف سے اسپیکر نے بوجہ اُن بیشمار احسانات کے جو هز آنر نے اپنی تشریف آوری سے کالج پر کیئے شکریہ ادا کیا *

اس کے بعد محمد عبدالشکور خاں صاحب رئیس تیهکم پور نے ایک خریطہ میں بند کرکے وہ ایڈریس هز آنر کی خدمت میں پیش کیا — هز آنر اپنی کرسی سے اُٹھے اور حسب ذیل ارشاد کیا *

اسپیچ هز آنر سر اینتونی مکڈانل صاحب بہادر — لفٹننٹ گورنر اضلاع شمال مغرب و اودھ

مسٹر سید محمود و جنٹلمین ٹرسٹیان کالج — جو ایڈریس آپ نے مجھے پیش کیا اور جس طریقہ سے آپ نے اس کالج میں میرے دوسری دفعہ آنے کے موقعہ پر میرا استقبال کیا ہی اس کی وجہ سے میں آپ کا مشکور ہوں ٭

تین سال کا عرصہ گذرا جبکہ میں اس کالج میں آیا تھا — اُس موقع پر سر سید احمد خاں نے میرا استقبال کیا تھا جن کے انتقال پر ہم سب افسوس کرتے ہیں — ان تمام اُمور سے جو اس ایڈریس میں فرزندانہ محبت اور نہایت فصاحت کے ساتھہ اُس جلیل القدر شخص کی نسبت بیان کیئے گئے ہیں میں بالکل متفق ہوں — بیشک مرحوم سے میری ذاتی واقفیت عرصہ دراز سے نہ تھی اگرچہ اُن کی شہرت کی وجہ سے میں ضرور اُن سے بہت برسوں سے واقف تھا لیکن ہماری ملاقات اور گفتگو کشادہ دلی اور اعتماد کے ساتھہ ہوئی تھی — اگرچہ اُن کی وفات پختہ سالی میں ہوئی جبکہ وہ ہر قسم کے اعزاز حاصل کرچکے تھے تاہم اُن کے انتقال سے ہندوستان کو عموما اور اس کالج کو خصوصا بڑا نقصان پہنچا — اور میں نہایت سچائی کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں کہ منجملہ تمام ہندوستان کے بیشمار لوگوں کے جنہوں نے اُن کی مرگ کا افسوس کیا اُن کے کنبہ کے لوگوں کے علاوہ کسی کو اُن کی موت کا اسقدر صدمہ نہیں ہوا جتنا کہ مجھکو ہوا ہی ٭

جنٹلمین — آپ نے اپنے ایڈریس کے شروع حصہ میں بیان کیا ہی کہ آج یہاں میری موجودگی ایک خاص عظمت کے ساتھہ وابستہ ہی اور غیر معمولی طور سے مہتم بالشان ہی — اس بارہ میں بھی میں آپ سے متفق ہوں — جیساکہ ایڈریس میں بیان کیا گیا ہی اس وقت اس کالج کی نہایت نازک حالت ہی اور اس کو ہر طرح کی مشکلات کا سامنا ہی اور جو بات آپ اپنے آیندہ سالانہ اجلاس میں طے کرینگے اُس پر کالج کی آیندہ زندگی منحصر ہوگی (اگر درحقیقت اُن اصول پر جو اُس کے بانی نے قایم کیئے تھے اس کے لیئے کوئی آیندہ

زندگي هي) بس ميں آپ سے اسوقت کي کوئي معذرت نہيں چاهتا کہ ميں سچائي کے ساتهہ اور صاف صاف طور پر آپ سے گفتگو کرتا هوں — اس کالج کے پيٹرن هونے کے لحاظ سے اور اس صوبہ کے لفٹننٹ گورنر هونے کي حيثيت سے ميں از روے دفعہ ۳۹ قواعد و قوانين ٹرسٹيان مجاز هوں کہ آپ کو کالج کي ترقي - انتظام اور بہبودي کے بارہ ميں صلاح دوں — اور ميں اس خيال ميں آپ کے ساتهہ متفق هوں کہ کسي موقعہ پر جو اس انسٹيٹيوشن کي تاريخ ميں کبهي پيدا هوا هي صلاح کي ضرورت آج سے زيادہ اشد نہيں هوئي *

آپ سب صاحبوں کو معلوم هي کہ سر سيد احمد اپني عمر کے آخري حصہ ميں بوجہ اُن مالي نقصانات کے جو کالج کو ماتحت ملازموں کي بد دياتني سے پہنچے — بہت مغموم اور پريشان رهتے تهے — اُس همت اور استقلال کي وجہ سے جس کے باعث وہ اپنے مدت العمر ديگر اشخاص سے ممتاز رهے سر سيد احمد نے اگرچہ ميں يقين کرتا هوں کہ وہ اُس وقت عمر طبعي سے تجاوز کر گئے تهے اُن نقصانات کي تلافي کرنے کي کوشش کي — مگر قبل اس کے کہ اسوارہ ميں بہت زيادہ ترقي هوئي هو اُن کا انتقال هوگيا اور جب مسٹر سيد محمود جو اب لائف آنريري پريسيڈنٹ هيں اپنے والد کے عہدہ پر جانشين هوئے تو اُنہوں نے کالج کو نہايت سخت مالي مشکلات ميں پهنسا هوا پايا - جن سے سواے خارجي مدد کے رهائي کي کوئي صورت ممکن نہيں- ان واقعات کو مد نظر رکهکر بعض خيرخواهان سر سيد احمد نے يہہ تدبير اور مصلحت سوچي کہ مرحوم نے جو قومي خدمات کي تهيں وہ پبلک کو ياد دلائي جائيں اور ايک فنڈ جمع کيا جاے جو نہ صرف کالج کي مالي حالت کو درست کردے بلکہ جس کے ذريعہ سے اس کالج کے جليل القدر باني کي يادگار بهي قايم هوسکے *

صاحبو - چونکہ اس ارادہ کي اطلاع مجهکو ملي تو ميں نے خيال کيا کہ ايسے نازک موقعہ پر سب سے بڑي مدد جو ميں اس کالج کي کرسکتا تها وہ يہہ هوگي کہ ٹرسٹيوں کے ذريعہ ميں اس بات کو دريافت کروں کہ کالج کي اصلي مالي حالت کيا هي اور اُس کي پريشاني اور مشکلات کے کيا کيا اسباب هيں اور آيندہ اِس قسم کے

مشکلات سے بچنے کا سب سے بہتر کونسا طریقہ ہے — چنانچہ میں نے گورنمنٹ آڈٹ اکاؤنٹ کی خدمات مفت اہالیان کالج کے سپرد کردیں اور اس نے کالج کے حسابات کی پوری پوری جانچ پرتال اور معائنہ کیا — اس معائنہ کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوا کہ اہالیان کالج کو ایک مکمل گوشوارہ کالج کی مالی حالت کا ہاتھہ آگیا بلکہ اس بارہ میں کہ کیونکر اُس کی مالی حالت درست ہوسکتی ہے اور جب درست ہوجاے تو آیندہ کیونکر وہ بے ضرر رہ سکتی ہے اُن کو ایک نہایت عمدہ صلاح مل گئی ●

اس موقع پر یہہ امر ضروری نہیں ہے کہ میں مالی جزئیات کی تفصیل کروں مگر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ زر دادنی ایک معقول رقم ہے تاہم اگر ٹرسٹی باہمی اتفاق سے اور معقول اعتدال اور استقلال کے ساتھ ٹھیک ٹھیک کوشش کریں تو اس کا بے باق کردینا چنداں دشوار نہیں — مگر اس موقع پر اس بات کا پوشیدہ رکھنا محض بے سود ہوگا کہ ٹرسٹیوں میں باہمی اتحاد و اتفاق نہیں ہے اور میں اس بات کے کہنے پر مجبور ہوں کہ بعض لوگوں میں اعتدال بھی نہیں جس کی وجہہ سے اُن اصول پر جو اس کے بانی نے قایم کئے تھے کالج کا وجود ہی مخدوش حالت میں ہوگیا ہے اور ان ہی حالات کی وجہہ سے پبلک کے دلوں میں قدرتی طور سے اس انسٹیٹیوشن کی طرف سے بے اعتمادی پیدا ہوگئی ہے ●

میں نے اپنا دورہ روہیلکھنڈ اور میرٹھہ ڈویژن میں سے ہوکر جہاں بہت سے قدیم مسلمان خاندانوں کے وطن ہیں خاص کر اس غرض سے اختیار کیا کہ اس بارہ میں مسلمانوں کے خیالات معلوم کروں اور میں اپنی تحقیقات کے اُس نتیجہ سے مطمئن ہوں کہ لوگوں کو یقین ہے کہ موجودہ انتظام اور بندوبست کا سسٹم کافی اور قابل اطمینان نہیں جس کی وجہہ سے اب تک ایسی ضرورت کے وقت میں بھی وہ کالج کی پوری پوری مدد کرنے سے ہاتھہ کھینچے ہوئے ہیں یہہ خیال اُس وقت پیدا ہوا تھا جب کہ سنہ ۱۸۹۵ع کا فتن لوگوں پر ظاہر ہوا اور جتنے سال گذرتے گئے اُتنا ہی یہہ خیال بھی پختہ ہوتا گیا کیونکہ جس انتظام کی خرابی یعنی ایک شخص کے ہاتھہ

تین کل انتظام ہونے کی وجہہ سے اُس غبن کا ہونا ممکن ہوا اُسکی کوئی اصلاح نہ کی گئی میں یقین کرتا ہوں کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی بالاتفاق یہہ راے ہی کہ قبل اس کے کہ کالج کی طرف سے لوگوں کو پورا پورا اعتماد اور اطمینان ہو یہہ امر نہایت لازمی ہی کہ اُس کے انتظام میں بعض ضروری تغیرات عمل میں آئیں *

صاحبو — میں یقین کرتا ہوں کہ میرا یہہ خیال غلط نہیں ہی کہ غبن کے ہونے سے جس پریشانی کی حالت میں یہہ کالج پڑگیا تھا سر سید احمد اس کو انتظامی سسٹم کی خرابی کی علامت تصور کرتے تھے — کن اعتبارات سے اس کالج کا موجودہ انتظامی سسٹم ناقص ہی ؟ وہ اس وجہ سے ناقص ہی کہ اس کے ذریعہ سے کل اختیارات متعلق بندوبست و انتظام ایک شخص واحد کے ہاتھہ میں آ جاتے ہیں — اُن وجوہات سے جو اظہر من الشمس ہیں یہہ امر ضروری تھا کہ کالج کے بچپن کے زمانہ میں اختیارات اور فرایض صرف اس کے بانی کے ہاتھہ میں رہیں — یہہ کالج سر سید احمد کا ایک خیال تھا اور جیساکہ پریسیڈنٹ نے کہا تھی یہہ اُن کے بڑھاپے کا سب سے چھوٹا بچہ تھا یعنی اُن کے دماغ اور ہمت کا بچہ تھا اور صرف وہی اسکے نشو و نما کی نگرانی کرسکتے تھے اور وہی اس کو اس نشیب و فراز سے جو اس کے راستہ میں چاروں طرف حایل تھے بچا سکتے تھے — مگر جوں جوں کالج بڑھتا اور وسیع ہوتا گیا ان اختیارات کے ایک شخص کی ذات میں مرکوز اور مجتمع ہونے کی ضرورت کم ہوتی گئی اور ان کے مفید ہونے میں فرق آتا گیا — اگر سنہ ۱۸۹۵ع سے قبل ایک شخص کے ہاتھہ میں کل اختیارات نہوتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ غبن جس کی وجہ سے پبلک کے اعتماد میں فرق آ گیا ہی کبھی نہ ہوسکتا — اسبات کے خیال کرنے کی وجہ ہی کہ اپنے انتقال سے بیشتر قوانین و قواعد میں اس قسم کے تغیرات و ترمیمات سر سید کے ذہن میں تھے جن سے بجاے شخصی انتظام کے جو ایذا پیری اور ضعیفی کی آمد سے بیشتر وہ اسقدر شد و مد کے ساتھہ کرتے رہے کالج کا انتظام ایک جماعت کے سپرد ہو — اُس گفتگو سے جو میں نے مسٹر محمود سے کی ہی اور اس مضمون کے متعلق ایڈریس میں جو ضروری فقرے ہیں اُن سے

یہہ خیال میرے دل میں متمکن ہوگیا ہی کہ وہ بھی اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ کالج کی بہبودی اور استحکام کے لیئے اس قسم کا انتظامی تغیر لازمی ہی - اور مسٹر محمود نے بھی والے گذشتہ جولائی میں مسٹر لاتوش کو ایک چٹھی میں لکھی تھی - میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک ایسے انسٹیٹیوشن کا استحکام جیسا یہہ ہی ایک شخص کی صحت یا زندگی پر منحصر نہیں چاہیئے اور نیز یہہ کہ اس قسم کے قواعد و قوانین کا انتظام کرنا چاہیئے کہ جن سے یہہ انسٹیٹیوشن اُس عارضی مفیجر کے گذر جانے کے بعد بھی قایم اور چلتا رہے — ان ہی خیالات کو پیش نظر رکھکر مسٹر لاتوش نے از روے اختیارات جو حسب دفعہ ۳۲ قواعد و قوانین ٹرسٹیان اُن کو حاصل تھے ٹرسٹیوں کو خاص صلاح دی تھی کہ قواعد میں کس قسم کی ترمیمات ہونی چاہیئیں جن کے موجودہ زمانہ کے حالات اور واقعات مقتضی ہیں *

یہہ صلاح ان حقوق کی وجہہ سے دی گئی تھی جو از روے قواعد بالکل جائز طور سے بہ حیثیت پیٹرن اُن کو حاصل تھے اور ایسی صلاح کا دینا ریذر کے اختیارات سے مطلق خارج نہیں - آج صبح کو ایک معزز ٹرسٹی نے مجھے ایک چٹھی بھیجی جس میں اسبات کی کوشش کی گئی ہی کہ مسٹر لاتوش کی صلاح کی قوت کو کم کیا جاوے لیکن یہہ کہنا میرا فرض ہی کہ کیا بہ حیثیت کالج کے پیٹرن ہونے کے اور کیا باعتبار اس صوبہ کے لفٹننٹ گورنر ہونیکے میں بھی اُسی صلاح پر زور دیتا ہوں کہ جو مسٹر لاتوش نے قواعد کے انتظامی تغیرات کے بارہ میں دی ہی - اور وہ تغیرات کیا ہیں ؟ قواعد و قوانین میں مذکورہ تغیرات جو اُن خیالات کو جو میں نے اوپر ظاہر کیئے ہیں عملی صورت میں لانیکے لیئے ضروری ہیں اس قسم کے نہیں ہیں کہ جو کل انتظام کو درہم برہم کردیں — وہ دو قسم کے ہیں اول شخصی انتظام کے بجاے جو اب پریسیڈنٹ کے ہاتھہ میں ہی انتظام کا ایک جماعت کے سپرد ہونا دوسرے ایک فنانس کمیٹی کا جو کالج کے مالی انتظامات کی ذمہ دار ہوگی مقرر ہونا ہی — بلاشبہہ اور بھی چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں جو اس قسم کے تفصیلی سوالات پر مبنی ہیں کہ کیونکر فنانس کمیٹی

کا انتخاب ہوگا اور دیگر ذاتی سوالات ہیں مثلاً یہہ کہ اُس وقت تک کون سکرتری ہوگا - یہہ سوالات بھی بہت ضروری ہیں لیکن بمقابلہ اُن انتظامی تغیرات کے جنکی میں نے تصریح کی ہی یہہ ایسے سوالات ہیں جن کے ساتھہ صرف عارضی دلچسپی ہوسکتی ہی اور بآسانی انکا حل ممکن ہی اگر ٹرسٹی انکے تصفیہ میں یہہ مصمم ارادہ کرلیں کہ جو کچھہ کالج کے لیئے بہتر ہو وہ کیا جاے نہ وہ جو کسی شخص واحد کے لیئے بہتر ہو پہرکیف سکرتری صرف ایک مقررہ میعاد کے لیئے مقرر کیا جاتا ہی اگر اُس کا کام تسلی بخش اور اطمینان کے قابل نہو تو آپ اس کی جگہہ دوسرا شخص مقرر کرسکتے ہیں اور پھترن یہاں آکر اُس کے بدلنے کے متعلق آپ کو صلاح دے سکتا ہی — مگر جن انتظامی تغیرات کا میں نے ذکر کیا ہی وہ لازمی ہیں اس حیثیت سے کہ کالج کے انتظام کے متعلق لوگوں میں دوبارہ اعتماد پیدا ہو اور از سرنو اُن کو اطمینان ہو جاے *

اس لیئے میں مکرر کہتا ہوں کہ اسبارہ میں میری وہی صلاح ہی جو مسٹر لانوش نے ٹرسٹیوں کو دی ہی *

اور اس بات کے کہنے میں مجھے کم تامل اس وجہہ سے ہی کہ مجھے معلوم ہی کہ جن دو اصولوں کی میں نے تصریح کی ہی اُنکو مسٹر سید محمود مسٹر لانوش کی صلاح کے پہونچنے سے پہلے ہی ضروری تسلیم کرچکے تھے اور نیز یہہ کہ جو لوگ اُن سے بخوبی واقف ہیں متوقع تھے کہ اپنی نفس کشی اور بے طمعی بے غرضی کی وجہہ سے ان اصولوں کی خاطر اس بات پر مستعد ہیں کہ اُن کا اس میں کوئی نام نہ رہے *

ترمیمات کا ایک مسودہ اہالیان کالج نے ان تغیرات کے عملی صورت میں لانے کے لیئے جن کی ضرورت ہی تیار کیا ہی — اگرچہ مجھے اسبات کے کہنے سے کچھہ سروکار نہیں کہ اُس مسودہ میں اضافہ نہیں ہوسکتا یا یہہ کہ وہ تمام ضروری ترمیمات پر حاوی ہی — تاہم میرا خیال ہی کہ جن اصول پر وہ تیار کیا گیا ہی وہ درست اور عمدہ ہیں اور یہہ کہ وہ ٹرسٹیوں کے مزید مشورہ کے لیئے ایک مناسب بنیاد ہی — میں ٹرسٹیوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ اس کو بطور ایک

معقول بلحاظ کے ملاحظہ کراویں اور اس پر عمل کریں — سالانہ اجلاس
جو ماہ جنوری میں ہونا چاہیئے اسکی جیسا کہ مجھکو اس ایڈرس
میں یقین دلایا گیا ہی ٹرسٹیوں کو اطلاع دیجی گئی ہی میں یقین
کرتا ہوں کہ تمام ٹرسٹی جو ان مشوروں میں شریک ہونگے وہ اس
کامل یقین کے ساتھہ ان میں شریک ہونگے کہ اُن اصول سے جن پر
یہہ انسٹیٹیوشن قایم ہی کسی قسم کی روگردانی نہونے پاوے —
یہہ امر کہ وہ اصول کیا ہیں اس ایڈریس میں مذکور ہیں جو آج
ہم نے سنا اور اگر ان اصولوں سے ذرا بھی اعراض کیا گیا تو جو یادگار
آپ اپنے مرحوم دوست اور مربی کے لیئے قایم کرنا چاہتے ہیں اس کے
حق میں وہ سم قاتل ہوگی *

صاحبو — منجملہ اُن اشخاص کے جن سے میں نے کالج کی موجودہ
حالت اور اُس کی آیندہ ترقی کے متعلق گفتگو کی ہی ہز ہائینس
نواب رامپور بھی تھے جن کے پاس گذشتہ موسم گرما میں ایک
ڈیپوٹیشن بھیجا گیا تھا اس ڈیپوٹیشن کے بالتفصیل حالات میں نہیں
بیان کرونگا اگرچہ اسکے متعلق واقعات مجھکو بہم پہنچ گئے ہیں —
اس موقعہ پر تمام خفیف جھگڑوں سے جو اس اہم معاملہ سے متعلق
نہیں — میں پرہیز کرنا چاہتا ہوں *

مگر نواب صاحب نے مجھے اختیار دیا ہی اور میں اس بات
کے کہنے کا مجاز ہوں کہ در صورت اس کے کہ انتظامی تغیرات جس
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہی عمل میں آ جائیں اور اگر معقول
اختیارات در بارہ تحقیقات و صلاح متعلق معاملات کالج وزیٹروں کو
دیئے جاویں اور اگر ہز ہائنس کو وزیٹر بنا دیا جاے (اور میں صلاح
دیتا ہوں کہ اُن کو ضرور وزیٹر مقرر کیا جاے) اور اگر روپیہ پیسہ کے
متعلق قانون میں کچھہ انتظام ہوکر یہہ اطمینان دلادیا جاوے کہ وہ
گورنمنٹ کی تفویض میں رہیگا تو وہ خود کالج کو ایک معقول رقم سے
مدد دینے کی درخواست پر غور کرنے کو مستعد اور تیار ہیں *

اور میں یہہ اور کہتا ہوں کہ اگر ان تغیرات کو ٹرسٹی پسند
اور منظور کراویں تو میں منجانب گورنمنٹ اضلاع شمال مغرب و اودہ
یہہ کہتا ہوں کہ میں بھی کالج کی مدد کرنے کو تیار ہوں اور اُس

گرانٹ پر جو اب میری گورنمنٹ سے اس انسٹیٹیوشن کو ملتی ہے معتدبہ اضافہ کردونگا ٭

صاحبو — مجھے اپنی ذات سے اس بارہ میں کچھہ شبہہ نہیں کہ اگر وہ پالیسی جو میں یقین کرتا ہوں کہ اخیر عمر میں سر سید احمد کی پالیسی تھی اور جو (جیسا کہ میں نے بیان کیا ہی) سید محمود نے قبل اس کے کہ کوئی ضابطہ کی صلاح اُن کو دی گئی ہو اختیار کی تھی عمل میں لائی جائیگی تو اس کالج کے قیام اور مفید ہونے کی نسبت پبلک کو دوبارہ اعتماد ہو جائیگا اور بہت سارا نقد چندہ جلدی سے جمع ہوجائیگا جس سے نہ صرف کالج کا موجودہ قرضہ ہی ادا ہوجائیگا بلکہ اس کے ذریعہ سے اعالیان کالج اسکے فائدوں کی توسیع کرسکینگے ٭

یہہ میری نہایت سچی خواہش ہی کہ مذکورہ بالا نتیجہ حاصل ہو جاے اور جو کوششیں کہ آپ کرنے والے ہیں اُن میں خفیف حسد اور ذاتی تنازعات حارج نہوں بلکہ وہ لوگ جو کچھہ کرسکتے ہیں اس بات کی کوشش کریں کہ جسقدر ان کے امکان میں ہی یہہ اختلافات جو فی الحال آپس میں ہیں با حسن وجوہ جلدی سے رفع ہوجاویں صرف اسی طریقہ سے وہ اس یادگار کے قایم کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں جس کی سب کو آرزو ہی کہ قایم کی جاے — اس میموریل کا مقصد یہی نہیں ہونا چاہیئے کہ بہت سارا نقد روپیہ جمع کرلے بلکہ اس انسٹیٹیوشن کو ایسے مستحکم اور مضبوط بنیاد پر قایم کرے جس سے اس بات کی اُمید کرنے کی وجہہ پیدا ہو کہ آیندہ ایک مسلمان یونیورسٹی کا خیال جسکو اسقدر فصاحت کے ساتھہ پریسیڈنٹ نے اپنی ایڈریس میں بیان کیا ہی پورا ہوسکیگا — اور نیز کہ یہہ حجرے نہ صرف عقلمند اور وفا دار مسلمانوں کا ملجا و ماوا بنجائیں جیسا کہ اُس کے بانی کی توقع تھی بلکہ اُن کو دوبارہ علم و فضل کی وہ شہرت حاصل ہو جو ایک ابن رشد یا بو علی سینا کے نام سے ملحق ہی ٭

صاحبو — میں اس ایڈریس کا جو آپ نے مجھے پیش کیا اور اس مدارات کا جو آپ نے میرے ساتھہ کی ہی دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں ٭

اس کے بعد مسٹر بیگ نے کھڑے ہوکر کہا کہ مجھے یقین ہی کہ اس بات کے بیان کرنے میں میں تمام حاضرین کے خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ ہز آنر کی پر زور اور فصیح اسپیچ کے سننے کے بعد کچھ شبہہ نہیں رہا کہ کالج کی حالت جو نو مہینہ سے سخت نازک اور مخدوش ہو رہی تھی اس کے متعلق اب کوئی تشویش نہیں رہی میں نہ صرف کالج اسٹاف - ٹرسٹیوں اور طالب علموں کی طرف سے بلکہ ہندوستان کی کل تعلیم یافتہ جماعت کی جانب سے یہہ کہہ سکتا ہوں کہ بوجہ اُس بیش بہا احسان کے جو حضور والا نے ابھی کالج کے ساتھہ کیا ہی ہم سب آپ کے نہایت شکر گذار ہیں — اور اب ہم اطمینان کے ساتھہ کالج کی بہبودی کے لیئے کوشش کرینگے — چند روز کا عرصہ ہوا کہ محمدن ایجو کیشنل کانفرنس نے جو لاہور میں منعقد ہوئی تھی اور جس میں آٹھہ سو سے زیادہ شمالی ہندوستان کے تعلیم یافتہ اشخاص شریک تھے اُنہوں نے نہایت جوش کے ساتھہ اُس خیال کے عملی صورت میں لانے کا ارادہ کیا ہی جو حضور والا نے اس کالج میں اپنے اول مرتبہ تشریف آوری کے موقع پر ظاہر فرمایا تھا اور اُنہوں نے مجوزہ یونیورسٹی کے لیئے ایک خاص رقم پنجاب میں جمع کرنے کا اقرار کرلیا ہی - جس امداد کا حضور والا نے آج وعدہ فرمایا ہی اس سے کالج کا پورا استحکام ہوگیا اور ہم دوبارہ حضور والا کا شکریہ ادا کرتے ہیں *

اس کے بعد ہز آنر نے کالج اور اسکول کے کامیاب طلبا کو انعامات تقسیم کیئے — اور ہز آنر کے لیئے تین چیرز بڑے زور سے ہوکر جلسہ برخاست ہوا *

Punjab, the movement will become a national and genuinely popular one. As a practical contribution to the furtherance of the scheme the Punjab has pledged itself to raise Rs. 150,000 and a Committee of ways and means (which by the way was scarcely given a fair opportunity) began to consider plans for the organization of District Local Committees for the purpose of collecting funds.

The question of religious education came up and though perhaps, at this stage of affairs, it is a little early to go into details of the curriculum of the proposed University, the deepest interest in matters of detail was manifested and some suggestions were made which may later on prove of value.

The votes of confidence in Nawab Mohsin-ul-Mulk in Mr. Beck and Mr. Morison were carried with an unanimity and enthusiasm that would seem to prove the concurrence of the leaders of the Punjab in the proposed change in the constitution of the College and their continued confidence in the European staff.

It is a pleasing task to return thanks on behalf of the visitors for the spontaneous hospitality with which they were received by the Muhammadans of Lahore, every arrangement was made for their comfort and heartiest of welcomes was given them. The following gentlemen were chiefly responsible for the entertainment of the visitors and to them especial thanks and gratitude is due :—Nawab Mohamed Hayat Khan C. S. I., Khan Bahadur, Barkat Ali Khan, M. Shah Din Esq M. Shafi Esq. Shaikh Abdool Qadir B. A. and Munshee Mahbub Alum.

Our old Professor Mr. Arnold was exceedingly active in organizing a large band of volunteers, who were placed under command of Sarfaraz Khan, to assit the reception committee ; and it was with the deepest pleasure that many of the visitors met their old friend and Professor and shared with the rest of the delegates, the pleasure of hearing his able and deeply interesting speech.

The space at our disposal forbids anything like an exhaustive report of the proceedings but we hope in next issue of the Magazine to be able to give a summary of the chief matters brought before the Conference each day.

It is my most sincere wish that this result may be secured, and that the efforts you are now about to make will not be impeded or embarrassed by petty jealousies or by personal animosity, but those who have the power will do all that in them lies to bring the controversies which at present exist to a satisfactory and speedy conclusion. In this way will they alone succeed in creating that memorial to Sir Syed Ahmed which all profess a desire to establish. It is not in an accumulated cash balance that this memorial should consist, it should consist in the perpetuation of this Institution upon such a stable and certain basis as may afford ground for hope that at some future time the ideas of a Muhammadan University so eloquently described by the President in this address may be realised, and that those cloisters may not only be the cradle of intelligent loyalty such as was expected by the Founder, but in them also the renown of learning may be renewed which clings to the name of an Averroes or an Avicenna.

Gentlemen, I again thank you for your address and the reception you have accorded to me.

THE MUHAMMADAN EDUCATIONAL CONFERENCE.

The Educational Conference which was held last month (December 27—30, at Lahore may be set down as in every way a success. The aid and co-operation of the leaders of the Muhammadan community of the Punjab were enlisted and all classes and ranks united to make the Conference the most successful that has yet been held. The number of members who attended the meetings was about 900 and an unusually large percentage were men of the neweducated class that is springing up over the country. One immediate and important result of this was that the proceedings of the Conference were characterized by a more practical and business-like spirit than we have ever known at any previous meeting. Anything like vapouring or idle talk met with scant tolerance and the greatest possible eagerness was shewn in the technical details of the educational schemes and proposals that were brought forward. As a consequence the promoters of the new University scheme were heard gladly, and there is every reason to hope that before long at any rate in the

January, has as this address assures me been already summoned. I do trust that all those Trustees who take part in the consultations will do so in the firm conviction that no departure from the lines on which this Institution has been based should be permitted. What these lines are has been set forth in the address we have heard to-day, and any departure from them would be destructive of the memorial which you all wish to perpetuate in memory of your deceased friend and benefactor.

Gentlemen, among those with whom I have conversed, regarding the prospects and condition of the College, was His Highness the Nawab of Rampur, to whom a deputation was sent some time last summer. Into the particulars of that deputation I will not enter on this occasion, although I have been placed in possession of the facts. I desire to avoid on this occasion all petty controversies irrelevant to the great issues. I may however, say that I have the Nawab's authority for stating that should the organic changes which I have referred to be carried out, and should reasonable power for enquiry and advice in the College affairs be conferred on the visitors and should His Highness be made a visitor (as I advise he should be), and finally should the security for the finances be assured by some provision requiring the deposit of funds with the Government, he himself would be prepared to consider an application for some substantial money assistance to the College. And I may also add that should these changes commend themselves to the Trustees, I speaking for the Government of these Provinces, say that I shall be prepared to come to the assistance of the College, and make a a substantial addition to the grant which this Government now gives for the support of the Institution.

Gentlemen I have myself no doubt that if the policy, which I believe was the policy of Sir Syed Ahmed in his latter years, and which as I have said, was initiated by Syed Mahmood before any official advice was tendered to him, is carried out, the public confidence in the stability and usefulness of the College will revive, and that ample funds will be quickly forthcoming not only to free the College from its present liabilities but to enable the College authorities to extentd its usefulness.

which it commends. What are these changes? The changes in the Laws and Regulations necessary to give effect to the ideas I have expressed above are not of a revolutionary character. They may be summed up under two heads,—*firstly*, the substitution of corporate control for the personal control, which now centres in the Life President; and *secondly*, the establishment of a Finance Committee, which shall be responsible for the financial administration of the College. There are minor matters, questions of detail, such as how the Finance Committee shall be selected, and personal questions, such as who shall be the Secretary for the time being. These questions are not without their own importance: but they are of ephemeral interest compared with the organic changes which I have specified; and they admit of easy decision if only the Trustees will approach them with the determination of doing what is best for the College: and not for an individual. And after all the individual is only appointed for a term; if he is not satisfactory, you can change him. The patron can come down here and advise you to change him. But the organic changes which I have specified are essential in order to re-establish and revive confidence in the control of the Institution. I, therefore, repeat that on those points I adhere to the general advice which was given to the Trustees by Mr. LaTouche. And I have the less hesitation in taking this step because I find that the two principles I have specified had been recognised as necessary by Mr. Syed Mahmood before Mr. LaTouche's advice had reached him and that with a self-denial and disinterestedness, which all who know him well expected he is willing to sink his own personality in favour of the principle.

A draft scheme for giving effect to the organic changes which are required has been prepared by the College authorities. While I am not concerned to say that this draft may not be improved upon, or that it is exhaustive of all the changes which are necessary, I yet do consider that the lines upon which it is drawn are correct and sound, and that it forms a proper basis for the further consultation of the Trustees. I advise the Trustees to accept it as such a basis and to follow it. The annual meeting, which must be held in the month of

founders hands during the infancy of the College. The College was Sir Syed Ahmed's conception; it was as the President has said, "the youngest child of his old age," the child of his brain and energy; and he alone could mould its growth and save its infant steps from the pitfalls which beset its path. But that concentration become less necessary and less whole some, as the College grew and expanded. Had there been less concentration of control before 1895, the defalcations which have impaired public confidence would I believe, not have been possible. There is reason to think that before Sir Syed Ahmed's death he contemplated such a modification of the College Rules and Regulations as would substitute a kind of corporate control for the personal control which he himself had vigorously exercised, before advancing years had impaired his great powers. From the convesations which I have had with Mr. Mahmood and from the important passage in the address on this subject I am confirmed in the idea that he too is convinced that some organic change of this nature is absolutely essential to the welfare and stability of the College. Mr. Syed Mahmood expressed himself last July to this effect in a letter to Mr. LaTouche. I believe he recognises that the stability of an Institution like this should not depend upon the health or the life of an individual, and that such laws and regulations should be provided as will maintain the Institution in activity and strength when the individual Manager of the day may have passed away.

It was in view of these considerations that Mr. LaTouche, in exercise of the powers conferred on him by article 32 of the College Laws and Regulations, gave certain advice to the Trustees as to the nature of the changes in the Regulations which the circumstances of the present time require. That service was given in the exercise of the Patron's legitimate and constitutional rights: and it was well within the visitor's jurisdiction. In a letter which I received this morning from a respected Trustee, and attempt is made to weaken the authority of Mr. LaTouche's communication; but I am bound to say that I, as patron of the College and as Lieutenant-Governor of the Province, adhere to the advice given by Mr. LaTouche concerning the organic changes in the regulations

statement of the actual financial position, but of sound advice as to how that position is to be retrieved, and, when retrieved, how it can be maintained intact for the future.

It is not necessary that on this occasion I should enter into financial details, but this much I can say that although the liabilities are considerable, they are not beyond the reach of easy redemption if there be only union and reasonable moderation and determination to do the right thing on the part of the Trustees. But it would be worse than useless on this occassion to conceal the fact that at the present moment there is a want of union, and I am bound to say an absence of moderation in certain quarters, which threaten the very existence of the College on the lines prescribed by its founder. And this state of things has naturally engendered in the public mind a want of confidence in the stability of the Institution. My tour through Rohilkhand and the Meerut Division wherein lie the homes of so many old and distinguished Muhammadan families, was partly undertaken with the special object of ascertaining the state of Muhammadan feeling on this point, and as the result of my enquiries I am satisfied that there is a want of confidence in the adequacy of the present system of control and administration, which prevents the community from coming effectively to the assistance of the College in this time of need. This feeling arose when the defalcations of 1895 came to light, and grew with the advancing years which brought no mitigation of that system of centralised control which made the defalcations possible. It is I believe, the unanionomius opinion of Educated Muhammadans that some important changes of system are necessary before public confidence in the College can be fully restored.

Gentlemen, I believe I am not wrong in saying that the embarrassments into which the College was thrown by the defalcations were regarded by Sir Syed Ahmed as indicating a defective system of management. In what respects is the present system of control and management of the College defective? It is defective in being too centralised in placing all the power of control and management in the hands of an individual. It was for obvious reasons necessary that there should be a centralisation of powers and duties in the

sions at which you may arrive at your next annual meeting will depend its future, if, indeed it is to have any future on the lines laid down by its lamented founder. I, therefore, make no apology for speaking to you in a frank and candid manner. As Patron of the College and, in my capacity as Lieutenant Governor of the Province, I am authorised by Rule 39 of the Laws and Regulations to give you "advice upon the improvement, management and welfare of the College"; and I agree with you in thinking that on no occasion which has yet arisen in the history of the Institution was the necessity for advice more urgent than it is to-day.

Gentlemen, it is known to you all that the latter years of Sir Syed Ahmed's life were darkened and troubled by the financial losses which befell the College through the dishonesty of subordinates. With the energy and single-mindedness, which distinguished him through life, Sir Syed Ahmed, although then I believe of an age beyond the ordinary span of human life, endeavoured to repair those losses. But he died before much progress in that direction had been made, and when Mr. Syed Mahmood, now Life Honorary President, succeeded to his father's place, he found the College immeshed in serious financial difficulties, out of which no salvation is possible without outside assistance. It was in view of those facts that some of the admirers of Sir Syed Ahmed bethought themselves of the expedient of appealing to public gratitude, and raising a fund which should at once retrieve the fortunes of the College and establish a suitable memorial to its great founder.

Gentlemen, when that intention was communicated to me, I thought that the greatest assistance that I could at that juncture render to the College would be to ascertain, for the Trustees, what the exact financial position of the College was, what were the causes which led to its embarrassments, and what was the best way to avoid similar difficulties in the future. Accordingly I placed at the disposal of the College authorities the gratuitous services of the Government Audit Staff, who carried out a full audit and inspection of the College accounts. The result of this inspection has been not only to place the College authorities in possession of an exhaustive

15.	**Maulvi Mehdi Hasan Civil Judge** Chanda C. P. ...	...	120
16.	Thro-Local Committee Meerut ...	...	120
17.	Thro-Majlis Ekhwanus-safa Cawnpore	...	240
18.	Students of the M. A.-O. College Aligarh	...	120
19.	Maulvi Hashmut-ullah Joint Magistrate Banda District (himself and friends)	...	120
20.	Mahomed Rajab Sahib Tahsil Kundah C. P.	...	120
		Total Rs.	8360

SPEECH OF HIS HONOUR SIR ANTHONY MacDONNEL G. C. S. I., LIEUTENANT-GOVERNOR, N.-W. P. AND OUDH.

Mr. Syed Mahmood and Gentlemen, Trustees of this College,

I have to thank you for the address which you have presented to me and for the manner in which you have received me on this my second visit to your College.

It is now three years since I last visited this College. On that occasion I was received by Sir Syed Ahmed Khan, whose death we all unite in deploring. In everything which this address sets forth with, I may say, filial piety and great eloquence regarding that distinguished man, I entirely agree. My personal acquaintance with him was not indeed, of many years duration, although, of course he was long known to me by reputation, but our intercourse was marked by frankness and confidence. His death came in the fulness of honours and of years, but it was a great loss to India generally and to this College in particular, and I can honestly say that among the many who throughout India regretted his loss there was none outside his own family whose regret was more sincere than my own.

Gentlemen, in an early portion of your address, you say that special significance and unusual importance attaches to my presence among you to-day. In this I agree with you. As the address declares, this College is now passing through a time of extreme difficulty and embarrassment and upon the conclu-

of Rs. 10 per month to be raised by subscriptions from Mahomedan Community.

At the Meeting of the Central Standing Committee held at Aligarh this day (18th December 1898)

Nawab Mohsin-ul Mulk Bahadur stated that arrangements had been made for 28 such Scholarships for one year from January 1899.

1.	Syed Mahomed Ali Esq. officiating Collector. Lalatpur, Rs. 120 per annum	120.
2.	Mahomed Muzum-melullah Khan Rais Bhikanpur District Aligarh	120
3.	Rajah Tasudduk Hosain Khan Sahib C. S. I., Taluqdar Oudh.	120
4.	Rajah Nausbad Ali Khan Sahib. 2 Scholarships	240
5.	Qazi Aziz-uddin Ahmad Deputy Collector Aligarh (through his friends) 2 scholarships	240
6.	Nawab Mohsin-ul Mulk Bahadur Aligarh 2 scholarships	240
7.	Hon'ble Nawab Mumtaz-ud-Dowla Fiaz Ali Khan Rais Phasoo, District Aligarh ...	120
8.	Hon'ble Syed Mahmood Aligarh	120
9.	Syed Mahomed Ahmad Khan Pensioner Sub-Judge Aligarh	120
10.	Through Mahomed Alaul-Hassan Esquire Deputy Collector Philibeet 2 scholarships	240
11.	Maulvi Ahmad Ali Sahib (himself and his friends) Sub-Judge Aligarh	120
12.	Through Local Committee Lahore 4 scholarships	480
13.	Maulvi Abdul Baqui Sadar Taluqdar, Gulburgha Nizams dominion	120
14.	Maulvi Syed Amir Hassan Taluqdar Nul droog Nizams dominion ...	102

PROGRAMME
OF
THE 13TH ANNIVERSARY
OF
THE SIDDONS' UNION CLUB.

December 17th 1898.
8 P. M.

I.

1.	Mahomed Sibtain,	... A Persian Poem of his own composition.
2	Abdul Qadir Khan	... Doctor Lobster.
3.	Mahomed Said	... A reading.
4	Mahomed Sultan,	... Apple Dumplings and the King.
5.	Ahsanul Haq	... Surnames.
6.	Mahomed Hayat	.. The Society of Mathematicians
7.	Noorullah Shah	... A Persian peom of his own composition.
8.	Abdul Kadir Khan and others,	A Scene from "As you like it"

(*An interval of 10th minutes.*)

II.

1	Ali Hasan	... Tha Hedge School Master.
2.	Hyder Hasan	... An Urdu poem of his own composition.
3.	Nasiruddin Hyder,	... The cart before the horse.
4.	Zafar Omar	... Height of the ridiculous.
5.	Abdul Qadir	... Telegu Song
6.	Sajjad Hyder	... An astronomical discovery.
7.	Ahsanul Haq Mohamed Hayat and others	... A Scene from "The Rival.'

Mohammadan Educational Conference Scholarships.

The following Resolution was passed at the Educational Conference meeting held in January 96 at Meerut :—

That poor Mahomedan boys who are desirous of continuing their studies in the College Class and who have shown abilities should be allowed help in the way of a scholarship

The following also spoke :—

For the proposition	Against
1. Mohamed Yakub	1. Hamid Hosain Khan
2. Amir Ahmed	2. Mohamed Asghar
3. Mohamed Sibtain	3. Ahsanul Haq.
	4. Nasir-uddin Hasan
	5. Intizar Ali

Neutral :—
Abul Hasan
Abdul Hakim

Before the debate a private Business meeting was held in which a motion to repeal the rule of Life Honorary membership of the club was rejected.

Evening Party,—A very successful Evening Party was given by the Club on the 17th December at 4—30 P. M., Tables were laid out on the lawn in front of the Club and sweets and fruits were provided in profusion. The party was very well attended ; many ladies and gentlemen of the station kindly accepted the invitation of the members of the Club and joined in their festivities. Arrangements for Tennis had also been made and this added greatly to the afternoon's enjoyment.

Anniversary,—The 13th anniversary of the Club was held on the 17th December at 8—30 P. M.,

The Club was very tastefully decorated and illuminated and there was a large gathering of the students to enjoy the entertainment. The galleries were literally packed.

Some good piese were recited and acted by the members. An Urdu poem of his own composition, by Hyder Hasan was specially appreciated being extremely amusing and containing some humourous allusions to the Dining Hall and the Food Monitors. The poem is an adaptation from Elias " Dissertation on the Roast Pig" The Persian poem composed by Noorullah Shah was greatly applauded as it contained the names of our popular professors. Kadir Khan made his first appea rance on this occasion and acquitted himself with great credit.

Appended is the programme :—

FOOTBALL.

The football eleven played a match against a detachment of the K. O. S. Borderers on Monday December 14th which resulted in a somewhat easy win for our team. For the first half hour the match was hotly contested, but after half time the play of our opponents grew slacker and we ran out easy winners by 3 goals to I.

The following team represented the College :—Abdul Qadir (goal) Sarfaraz Khan and Abdul Majid (backs) Mahomed Akbar Mahmood-ul Hasan and Ashraf Khan (Half backs).

Mr. Morison, Mr. Tipping Mahomed Ahmad, Haji Husain and Hamid Husain (forwards).

The team is improving in its play, the half backs being distinctly better than last year. the backs too are good, but the forwards are distinctly weak. The defensive play is not bad; but in order to win matches we need attack as well as defense.

ATHLETICS.

The names of the competitors in the Inter-School Tournament have been sent in and daily practice is going on. We shall be hard put to it this year to hold our own in the Tournament as we have lost a number of our best athletes : in one branch only have we gone that is in gymnastics, and we are hoping to make a better show in this branch of athletics than we have done for a long while. The School and College sports will be held about the 15th of January

THE SIDDONS UNION CLUB.

Debate,—On the 10th of December 1898, the Club decided a very important question.

Mohamed Yakub proposed in Urdu that this House prefers Indian costume to English dress.

The discussion was long and vehement and as the following list would show the opposers seemed to carry the day. But the House was not daunted by the array of speakers on the opposite side and decided for the proposition by 12 votes to 5.

COLLEGE NEWS.

The Lieutenant-Governor Sir Anthony MacDonnell, G. C. S. I. is to visit the College on the 2nd of January and receive an address from the Trustees.

At the Mohammadan Educational Conference to be held at Lahore from the 27th to the 31st instant one of the most important matters for consideration and discussion will be that of the new Mohammadan University. To Muhammadans who have the welfare of their nation no question can be of greater moment and we hope in our next issue to be able to announce that the scheme has been materially advanced through the Conference. In England most of the great educational institutions have been founded and endowed by pious benefactors who have considered that the education of posterity was the noblest aim to which they could devote their wealth and the noblest gift they could bestow upon their nation and there must be many Muhammadans among us who place as high value upon education. We trust therefore that one of the results of the Conference will be a substantial addition to the Sir Syed Memorial Fund.

We notice with satisfaction, that the question of a Muhammadan University is beginning to attract attention in England. In the December number of the Nineteenth Century appears an article by Maulvi Rafiuddin Ahmad entitled 'The New Muslim University' in which the proposals put forward by the Council of Memorial Fund are discussed. We believe that the scheme once known in England, will readily gain the sympathy not only of English scholars but also of a considerable section of the general public.

We had intended to publish extracts from the article in question this month, but pressure on our space obliges us to postpone them till the February number.

CRICKET.

The Club has played no matches since our last issue but is practising steadily for the Cricket Tour which will be made in Rajputana this year.

Council appointed under Rule 6 or elected under Rule 7, lump sums may be withdrawn from the General Fund for working expenses. Provided that after the passing of these Rules such sums shall not exceed Rs. 1000 in the year without the additional consent in writing of ⅔ of the members of the Council.

30. The President and Treasurer, may each on their own authority spend on working expenses a sum not exceeding one hundred rupeeps in the year. All other items of expenditure on working expenses shall require the previous sanction of the Finance Sub-Committee.

31. The Finance Sub-Committee shall appoint one of its members who shall be responsible that the Books of Accounts of the Fund are properly kept.

32. The Treasurer shall at the Annual Meeting of the Central Committee present a statement showing the income and expenditure of the Association and a balance-sheet showing assets and liabilities.

33. The Secretary shall at the Annual meeting of the Central Committee present an Annual Report, which together with the statements mentioned in Rule 31 shall be printed and published.

Local Committees.

34. In addition to the Central Committee in Aligarh, Local Committees shall be formed in other places.

35. All Local Committees which have contributed a sum of not less Rs. 1,000 shall be recognised as Branches of the Association.

36. The names of the officers of every Branch of the Association, as defined in Rule 34 shall be printed in the Annual Report of the Association.

37. The President and Secretary of every Branch of the Association shall be Honorary members of the Council with the right to attend meetings when in Aligarh and vote on motions proposed in the Central Committee.

38. The Local Branches of the Associaion shall make their own Rules for the conduct of their business.

The Funds of the Assocation.

20. The Accounts of the Association shall be audited annually by a public Auditor,

21. A Sir Syed Ahmad Memorial Fund Account shall be kept in the Bank of Bengal, Agra.

22. The President and Treasurer are authorised to receive money on behalf of the Committee. All money so received by them shall be deposited in the Bank of Bengal, Agra.

23. Subscribers may also send money direct to the Agent of the Bank of Benal, Agra, to be deposited in the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Account.

24. A Financial Sub-Committee shall be appointed consisting of the President, Secretary and Treasurer and two other members elected by the Central Committee.

25. Any cheque drawn on the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Account by the Treasurer, and countersigned by the President or Secretary will be sufficient security to the Bank of Bengal on behalf of the Committee.

26. Any subscription received by the Committee for special objects shall be devoted to the objects specified by the donors provided that such objects are connected with the M. A.-O. College.

27. All suchscriptions other than those mentioned in Rule 25 shall be deposited in the General Fund.

28. Subject to Rule 29 all money deposited in the General Fund shall be dealt with as follows :—

First the the debts and loans specified in Rule 2 (a) shall be paid. After these debts and loans have been paid the money shall be invested only in any of the Securities mentioned in Act 6 of 1890. Before the investment of any sum of money the consent of a majority of the member of the Council appointed under Rule 6 or elected under Rule 7 shall be obtained in writing. The securities thus purchased, shall be transferred to the Controller of Charitable Endowments, together with an instruction that the interest derived therefrom shall be given by him to the Trustees of the M. A.-O. College.

29. On the sanction of the Finance Sub-Committee and the written consent of a majority of all the members of the

12. The Central Committee shall hold an Annual Meeting in December or January and shall meet at such other times as they shall fix for that purpose. The Committee shall also meet when convened by the President, or in his absence from Aligarh, by the Secretary.

13. Notice of meetings shall be circulated by the Secretary to all members at that time in Aligarh.

14. Subject to Rules 11, 27 and 28 every question which comes before the Committee shall be decided by a majority of votes of the members present. In case of an equality of votes the Chairman shall have a second or casting vote. Provided that any alteration of the Rules of the Association shall require the consent of two-thirds of all members of the Central Committee appointed under Rule 6 or elected under Rule 7.

15. At all meetings of the Council seven members shall form a quorum.

16. Minutes of the proceedings at each meeting shall be entered in a Minute-book and signed by the Secretary and shall be laid before the meeting next ensuing for confirmation and signature by the Chairman but any matter decided at any meeting may be carried out without waiting for such confirmation and signature.

Explanation :—"Confirmation" means the expression by the members present at a meeting of the opinion that the Minutes of a previous meeting correctly represent the proceedings of the previous meeting. For the purposes of confirmation any mistake occurring in the Minutes may be corrected.

16 (*a*) The Council may make Bye-laws consistent with these Rules. Such Bye-laws may be passed, amended or repealed at any meeting of the Council by a simple majority.

Officers of the Central Committee.

17. The Central Committee shall elect from among themselves, a President, three Vice-Presidents, a Treasurer, a Secretary and an Assistant Secretary.

18. The President shall hold office for two years and the remaining officers for one year and shall all be eligible for re-election.

19. The first officers of the Council shall be elected immediatly on the passing of these Rules.

24. Mir Vilayet Hosain Sahib.
25. Maulvi Bahadur Ali Sahib.
26. Syed Abdul Baqi Sahib.
27. Ziaullah Khan Sahib.
28. Mahomed Abdullah Sahib.
29. Sheikh Abdullah Sahib.
30. Niaz Mahomed Khan Sahib.

7. The mode of appointment of members of the Council shall be by election by the existing members of the Council. The name of every candidate for membership of the Council shall be proposed by one member and seconded by another.

8. Except as provided for by Rules 9 and 10 a member of the Council shall hold office for three years, but shall be eligible for re-election.

9. A member of the Council who has not attended at least one meeting of the Council during any year after he has been elected a member of the Council or who has done no work on behalf of the Association, or replied to any correspondence or expressed any opinion which was asked for from him shall at the expiration of such year, cease, *ipso facto* to be a member of the Council but he shall be eligible for re-election.

10. Of the First Members of the Council specified in Rule 6, one-third shall cease to be members on January 1st 1900; one-third shall cease to be members on January 1st 1901 and one third shall cease to be members on January 1st 1902. The Council shall determine among themselves by lot who shall cease to be members of the Council on January 1st 1900, January 1st 1901, January 1st 1902 respectively.

11. Should a member of the Council be found to act against the interests of the Association, he may be removed from the Council by ¾ majority of votes of all the members of the Council, or should a member be convicted of any offence, which in the opinion of the members of the Council, to be declared at any meeting as soon as may be practicable after such conviction, renders him unfit for his office, or evade a judicial investigation into any charge of such offence, he may be removed from the Council by simple majority of votes of the Council.

the manner specified in Rules 25, 26, 27 as a necessary step towards the attainment of the ultimate object.

(c) The ultimate object of the Association is to place the finances of the M. A. O. College, Aligarh on such a footing that the College may be raised to the status of a University.

3. The Association shall be registered as a society in accordance with the provisions of Act No. XXI of 1860.

THE COUNCIL.

4. The association shall consist of a Council in Aligarh and Local Committees in other parts of India.

5. The minimum number of members of the Council shall be fifteen and the maximum number thirty.

6. The first members of the Council shall be the following persons:—

1. Nawab Mohsin-ul-Mulk Bahadur.
2. Ahmed Said Khan Sahib.
3. The Hon'ble Khalifa Syed Mahomed Hosain.
4. The Hon'ble Nawab Faiyaz Ali Khan.
5. Aftab Ahmed Khan Esqr.
6. Nawab Viqarul Mulk.
7. T. Beck Esqr.
8. Kunwar Lutf Ali Khan Sahib.
9. Mahomed Abdul Shakur Khan Sahib.
10. Muzamel-ullah Khan Sahib.
11. Sirdar Mahomed Hayat Khan Sahib.
12. Khan Bahadur Barkat Ali Khan Sahib.
13. Hon'ble Syed Mahmood.
14. Nawab Emadul Mulk (Syed Hosain Bilgrami Esqr)
15. T. Morison Esqr.
16. L. Tipping Esqr.
17. Maulvi Zainul Abdin Sahib.
18. Kazi Azizuddin Sahib.
19. Ahmed Ali Khan Sahib.
20. Professor Chakrawarti.
21. Mirza Abid Ali Beg Sahib.
22. Haji Ismail Khan Sahib.
23. Professor Ziauddin.

(1) Khalifa Mahomed Husain.

(2) Ahmad Said Khan.

(3) Nawab Faiyaz Ali Khan.

It was seconded by Ziaullah Khan and carried *nem con.*

M. Zainul Abdin Khan proposed that Mr. Theodore Beck be elected as Treasurer.

Ahsan ul Haq seconded this proposal and it was carried *nem con.*

Mr. Theodore Beck proposed that Aftab Ahmad Khan be elected Secretary.

Professor Ziauddin seconded and the motion was carried. *nem con.*

Nawab Mohsin-ul-Mulk proposed Professor Ziauddin to be elected as Assistant Secretary—it was seconded by Mr. Theodore Beck and carried *nem con.*

Then the members for the Finance Committee were elected. Mr. Theodore Morison and Syed Abdul Baqi were elected as non-official members.

AFTAB AHMED KHAN,
Secretary.

RULES OF THE SIR SYED AHMED MEMORIAL FUND ASSOCIATION.

1. The name of this Association shall be the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Association.

2. The objects of this Association shall be

(*a*) To pay off the loans and other debts on the Capital Account of the Mahomedan Anglo Oriental College, Aligarh, existing on March 27th 1898, the date of the death of Sir Syed Ahmed Khan, Bahadur, K. C. S. I., LL. D, as well as to refund Trust Funds which were in deposit in the Bank of Bengal.

(*b*) To raise an endowment, which together with the funds specified in (*a*) shall be ten lakhs of rupees, to be called the Sir Syed Ahmed Memorial Fund, to be invested and utilised in

II That the President be requested not to send Maulvi Sami Ullah Khan a copy of his letter to Government dated August 6th 1898.

III That to avoid the possibility of Maulvi Sami Ullah Khan's attempting to rouse false suspicion in the minds of the Trustees as to the cause of the refusal to communicate this letter to Maulvi Sami Ullah Khan, the following papers be sent to the Trustees of the College :—

(*a*) A copy of the letter of Nawab Mohsinul Mulk to Government dated August 6th 1898, which is asked for by Maulvi Sami Ullah Khan.

(*b*) A copy of the letter of the Chief Secretary to Government to Maulvi Sami Ullah Khan dated Sept. 6th 1898.

(*c*) A copy of these resolutions.

IV That the Resolutions be enteredd in the printed proceedings of this Committee.

This was seconded by Sheikh *Abdulla*, B. A. L.L. B.

Mirza Abid Ali Beg Sahib said that before carrying out the above resolution, Maulvi Sami-Ullah Khan should be called upon to show cause why his name should not be erased from the list of the members of this Committee.

This amendment was not seconded by anybody and so it was dropped.

The resolution was then put to the meeting and passed *nem con.*

Then the report of the Sub-Committee which was appointed in the last meeting for the purpose of considering the draft rules was laid before the meeting.

Amendments were proposed and decided on and a great deal of discussion took place.

The rules, as amended, were then passed *nem con.*

Then according to Rule 19 the election of officers was taken in hand.

Mr. Theodore Beck proposed that Nawab Mohsin-ul-Mulk be elected as President of the Committee, Mr. Morison seconded and it was passed *nem con.*

Mr. Morison proposed that the following gentlemen be elected as Vice-Presidents :—

Nawab Mohsin-ul-Mulk Said " Maulvi Sami Ullah Khan, has asked me to supply him with a copy of the letter which I wrote to H. H. the Lieutenant Governor on the 6th August 1898 about the going of the Deputation to Rampur. In reply to his letter I have informed him that I could not suply him with the required copy without the permission of the Sir Syed Memorial Fund Committee and now accordingly I ask the permission of the Committee to send a copy of the letter above-mentioned. I produce the letter and ask the Honorary Secretory to read the letter to the Committee.

The Honorary Secretary read the letter to the Committee and also its translation for those members who could not understand English.

After the letter had been read, Nawab Mohsinul-Mulk asked formal permission of the Committee to allow him to send a copy of the letter to Maulvi Sami Ullah Khan.

Mr. Theodore Beck, then proposed the following resolution :

Whereas Maulvi Sami Ullah Khan in July last during the visit of H.H. the Lieutenant Governor to the College wrote a letter to the Hon'ble Syed Mahmood expressing his desire to forget past differences and to assist the work of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund Committee ;

And whereas he was, in consequence proposed by Nawab Mohsinul Mulk and seconded by Mr. Beck and elected a member of this Committee and invited to accompany and assist a Deputation to His Highness the Nawab of Rampur;

And whereas instead of assisting the Deputation he, as appears from the letter the Chief Secretary to Government attempted to frustrate the objects of the Deputation,

And whereas he has on the same authority been convicted of giving a false statement to Government with reference to his conduct at Rampur—,

It is resolved

I That the name of Maulvi Sami Ullah Khan be erased from the list of Members of this Committee,

The Muhammadan Anglo-Oriental College, Magazine Aligarh.

New Series VOL. 7	JANUARY, 1899.	No. 1

Proceedings of a meeting of the Sir Syed Ahmed Memorial Fund held on the 18th December, 1898 in the College Buildings.

The following members were present :—

Nawab Mohsinul Mulk.
Maulvi Zainul Abdin.
Mirza Abid Ali Beg Sahib.
Aftab Ahmad Khan, Esq.
Theodore Beck, Esq.
Theodore Morison Esq
L. Tipping Esq.
Prof. Chakravarti.
Shaikh Abdullah Sahib.
Mahomed Abdullah Sahib.
Zia Ullah Sahib.
Prof. Zia Uddin.
Syed Abdul Baqi Sahib.
Ahsanul Haq Sahib.
Abul Hasan Sahib.
Sarfarz Khan Sahib.
Rashid Uddin Sahib.
Riaz Uddin Sahib.

M. A. O. COLLEGE MAGAZINE.

—o—

This Magazine will contain articles on political, literary and other subjects of interest to the Muhammadan community. At least 24 pages of the Magazine will be in the Urdu language. Several Muhammadan gentlemen distinguished for their abilities and learning have promised to contribute towards the Urdu portion of the Magazine. It will also review books relating to Islam published in Europe and India. Translations will be published from Arabic papers printed in Egpyt and Syria.

The Magazine is also the organ of the Educational Census, and will publish monthly reports of the progress of the work. It will likewise give the latest news of the Muhammadan Anglo-Oriental Defence Association of Upper India.

The Magazine will contain information of all sorts with regard to the M. A.-O. College. It will thus form a history of the College, both of its external relations and its internal life.

The Magazine will be ready also to publish short accounts of the progress of all Muhammadan Schools throughout India. Persons connected with such schools are invited to supply the Editor with information about them.

The annual subscription is Rs. 3 including postage, and is payable strictly in advance. TEN NUMBERS will be issued in the year. Subscribers should either send the subscription to the Manager, or allow him to send the first number by v. p. p. for Rs. 3 or for Rs. 1 As. 8 for half year.

The Magazine will insert advertisements at the rate of 2 annas per line or Rs. 2 per page in Urdu.

The "Aligarh Institute Gazette" with 'the Progress' has been incorporated with the Magazine. So it is the only record of the Educational Movements of the leading Musalmans of India and expects greater patronage from the members of the same nation.

THEODORE BECK,
English Editor.

KAWAJA MAHMUD HUSAIN, B. A.
Manager.

Musa Khan Sahib

THE

M. A.-O. COLLEGE MAGAZINE.

AND

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE.

With which is incorporated the "Progress."

New Series VOL. 7.	JANUARY 1899.	No. 1.

CONTENTS.

---o---

Printed at the Institute Press, Aligarh.
For Siddons' Union Club.